فضائل حج

حضرت مولانا زکریا

Marfat.com

Marfat.com

DATA ENTERED

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

۲۹۷۶۹۹۱
۲۵۴ ۳ ف
۱۲۴۴۸

حامداً و مصلیاً و مسلماً

اما بعد اس سیہ کار کے قلم سے تبلیغی سلسلہ میں پہلے بھی چند رسالے شائع ہو چکے ہیں اور اللہ جل شانہ کے فضل سے ان کے دینی منافع کے متعلق اکابر اور احباب کی طرف سے تحریری اور زبانی پیامات بھی خلاف توقع اتنی کثرت سے پہنچے جو موجب تعجب ہیں اپنی نا اہلیت کی وجہ سے نہ اُن سے اس قدر نفع کی توقع تھی نہ اپنی بد اعمالیوں اور کم مائیگی کی وجہ سے وہ اس قابل تھے کہ اُن سے اتنا نفع مخلوق کو پہنچے کیونکہ جو شخص خود عامل نہ ہو اس کی تحریر و تقریر سے بھی نفع کم پہنچتا ہے۔ میں اب تک بھی ان منافع کو اپنے چچا جان حضرت مولانا مولوی محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ (جو اپنی تبلیغی مساعی میں نہ صرف ہندوستان کے ہر گوشہ میں بلکہ بیرون ہند میں بھی بہت مشہور ہیں) کی توجہ کا اثر سمجھتا رہا اور سمجھتا ہوں۔ اسی وجہ سے ان کے وصال کے بعد سے جس کو چار سال سے زیادہ عرصہ گذر گیا یہ سلسلہ بند کر دیا تھا۔ حالانکہ حضرت موصوف نے اپنی حیات کے آخری ایام میں دو رسالوں کی باصرار فرمائش کی تھی اولاً تجارت اور کمائی کے فضائل میں ایک رسالہ کا حکم فرمایا تھا جس کا فوری طور پر ایک اجمالی نقشہ بھی اسی بیماری کی شدت میں لکھ کر پیش کر دیا تھا مگر مرض کی شدت کی وجہ سے اس کو ملاحظہ فرمانے کی نوبت نہ آئی۔ دوسرے انفاق فی سبیل اللہ یعنی اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کے متعلق جس کا تقاضہ اخیر زمانہ حیات میں ان

Marfat.com

پر شدت سے تھا اور اس مضمون کا آخری ایام میں بہت زیادہ اہتمام تھا اس کے متعلق ایک رسالہ فضائل میں لکھنے کا بار بار حکم فرمایا حتیٰ کہ ایک بار نماز کھڑی ہو رہی تھی دوسرا شخص امام تھا تکبیر ہو چکی تھی صف سے آگے منہ نکال کر فرمایا" دیکھنا اس رسالہ کو بھول نہ جانا" مگر اس کے باوجود اب تک کوئی سے رسالہ کے لکھنے کی نوبت نہیں آئی۔ اور جب بھی ان حالات سے واقف احباب کی طرف سے ان کے لکھنے کا تقاضا ہوا اپنی نا اہلیت کا تصور غالب ہو کر سدِّ راہ بنتا رہا۔ کئی مرتبہ ان دونوں رسالوں کے متعلق چچا جانؒ کا اصرار یاد آ کر خیال پیدا ہوا پھر اپنی حالت اور دنیا کی رفتار نے اس خیال کو دبا دیا۔ میرے چچا زاد بھائی عزیزی الحافظ الحاج مولوی محمد یوسف سلمہ جو الولد سر لابیہ کے ضابطہ کے موافق اس ایمانی تحریک کی دعوت میں اپنے والد صاحبؒ کے قدم بقدم اور اس جذبہ میں ان کے صحیح اور حقیقی وارث ہیں۔ ان پر دو سال سے حجاز میں اس تحریک کو فروغ دینے کا جذبہ ہے خود چچا جانؒ پر بھی اس کا تقاضا تھا اسی جذبہ کے ماتحت وہ دو مرتبہ صرف اسی مقصد کے لئے حجاز تشریف لے جا چکے تھے جس کو حضرت مولانا الحاج ابوالحسن علی میاں صاحب نے مختصراً ان کی سوانح میں تحریر فرمایا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ عرب ہی وہ برگزیدہ جماعت ہے جس نے ابتداء میں تمام دنیا میں اسلام کو پھیلایا وہ حضرات اگر اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلیں تو یقیناً اب بھی انشاء اللہ تعالیٰ دنیا میں اسلام اُسی طرح چمک سکتا ہے جس طرح ابتداء زمانہ میں چمکا تھا۔ اس کے علاوہ حجاج کی جماعت جو ہر سال ہزاروں کی تعداد میں حج کو جاتی ہے وہ حج کے فضائل اور ثمرات و برکات سے ناواقفیت اور

ملہ یہ رسالہ فضائل صدقات کے نام سے دو حصوں میں طبع ہو چکا ہے جو ادارہ علوم شرعیہ سے طلب فرمائیں۔

آداب حج کے نامعلوم ہونے کی وجہ سے جس دینی جذبہ اور جن برکات کے ساتھ اس کو واپس آنا چاہیئے اس سے اکثر خالی ہاتھ واپس آتی ہے ان وجوہ سے عزیز موصوف کا دو سال سے اصرار تھا کہ حج وزیارت کے فضائل میں بھی چند احادیث کا ترجمہ امت کے سامنے پیش کروں تاکہ حج کو جانے والے حضرات ان احادیث کی برکت سے اُسی ذوق وشوق کے ساتھ جائیں جو ان کی شان کے مناسب ہو اور حج سے واپسی بھی انھیں دینی جذبات کے ساتھ ہو جو اس مبارک اور نہایت اہم عمل کے مناسب ہوں نیز ذوق و شوق کے ساتھ جانے والے حجاج کی کثرت ہو جو خود بھی دین کا جذبہ اپنے اندر پیدا کریں اور وہاں کے قیام میں اہلِ عرب سے بھی ان کے اصلی اور جدی کاموں میں اشتغال کی اور انہماک کی استدعا اور درخواست کریں۔ عزیز موصوف دو سال سے اس کی ضرورت کا اظہار اور تکمیل پر اصرار کر رہے تھے مگر ادھر سے وعدہ سے آگے بڑھنے کی نوبت نہ آئی۔ لیکن حق سبحانہ وتقدس جب کسی کام کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کے لئے اسباب بھی غیب سے پیدا ہو جاتے ہیں۔ چچا جانؒ کے وصال کے بعد سے اب تک ہر سال رمضان المبارک کا مہینہ اس ناکارہ کو نظام الدین گذارنے کی نوبت آتی رہی اور اپنے مشاغل کے ہجوم کی وجہ سے ۲۹ رشعبان کو آکر ۲ رشوال کو ہمیشہ واپسی ہو جاتی تھی امسال بعض مجبوریوں کی وجہ سے عید کے بعد بھی یہاں قیام کرنا پڑا تو عزیز موصوف کو اصرار کا زیادہ موقع مل گیا ادھر عید کی رات سے عشاق کی دیارِ محبوب پر حاضری کا زمانہ شروع ہو جانے سے اس دیار کی یاد نے بھی طبیعت پر اثر کیا جو ہر سال شوال سے وسطِ ذی الحجہ تک اکثر آتا رہتا ہے اور جوں جوں حج کا زمانہ قریب آتا ہے یہ تصور کہ خوش قسمت عاشق اس وقت

Marfat.com

کیا کر رہے ہوں گے۔ اپنی طرف بے اختیار متوجہ کرتا رہتا ہے اس لئے متوکلاً علی اللہ آج ۳ر شوال ۱۳۶۶ھ چہارشنبہ کو یہ رسالہ شروع کرتا ہوں اور دس فصلوں اور ایک خاتمہ میں مختصر طور پر چند احادیث کا ترجمہ اور کچھ متفرق مضامین پیش کرتا ہوں۔ فصل اوّل ترغیب حج میں۔ دوم حج نہ کرنے کی وعید میں۔ سوم اس سفر میں مشقتوں کے تحمل میں۔ چہارم حج کی حقیقت میں۔ پنجم حج کے آداب میں۔ ششم مکہ مکرمہ کے آداب و فضائل میں۔ ہفتم عمرہ کے بیان میں ہشتم روضہ مطہرہ کی زیارت اور مسجد نبویؐ کی حاضری میں۔ نہم زیارت کے آداب میں۔ دہم مدینہ طیبہ کے آداب و فضائل میں۔ خاتمہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کا مفصل واقعہ ہے اور بعض دوسرے جاں نثاروں کے حج کے مختصر قصے ہیں۔

پہلی فصل حج کی ترغیب میں

حج کے فضائل اور اس کے احکام میں قرآن پاک کی بہت سی آیات نازل ہوئی ہیں اور احادیث تو لاتعداد وارد ہوئی ہیں جن میں سے نمونہ کے طور پر تھوڑی سی اس رسالہ میں ذکر کی جائیں گی۔ میں اپنے ہر رسالہ میں اختصار کی بہت کوشش کرتا ہوں کہ دینی چیزوں کے لئے نہ پڑھنے والوں کے پاس وقت زیادہ ہے نہ رسالہ کے بڑے ہو جانے کی وجہ سے قیمت میں اضافہ ہو جانے کے بعد خریدنے والوں کے پاس پیسہ زائد ہے ہاں سینما دیکھنے کے لئے بیاہ شادیوں میں خرچ کرنے کے لئے غریب سے غریب کے پاس بھی پیسہ کی کمی نہیں یہ اللہ کی شان ہے اس لئے اوّل مختصراً چند آیات ذکر کی جاتی ہیں اس کے بعد چند احادیث ذکر کی جائیں گی۔

Marfat.com

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّ عَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ○ لِّیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ الآیۃ

لوگوں میں حج (کے فرض ہونے) کا اعلان کردو (اس اعلان سے) لوگ تمہارے پاس (یعنی تمہاری اس عمارت کے پاس حج کے لیے) چلے آئیں گے پاؤں چلکر بھی اور ایسی اونٹنیوں پر سوار ہوکر بھی جو دور دراز راستوں سے چل کر آئی ہوں اور سفر کی وجہ سے دبلی ہوگئی ہوں تاکہ یہ آنے والے اپنے منافع حاصل کریں ؛

ف۔ بیت اللہ شریف کی سب سے پہلی بنا میں اختلاف ہے کہ حضرت آدم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنایا یا اس سے پہلے فرشتوں نے بنایا تھا حتّٰی کہ بعض نے کہا ہے کہ زمین کی سب سے پہلے ابتدا اسی جگہ سے ہوئی کہ پانی پر ایک بلبلہ کی شکل تھی جس سے پھر بقیہ زمین کا حصّہ پھیلایا گیا لیکن حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں جب طوفان آیا تو یہ مکان اٹھا لیا گیا تھا اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی مدد سے اس کی تعمیر کی جس کا ذکر پہلے پارہ میں واذ یرفع ابراہیم القواعد من البیت واسمٰعیل میں ہے اس آیت شریفہ سے پہلی آیت میں اسی کا بیان ہے کہ اس گھر کی جگہ کا نشان ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو بتایا تھا اللہ جل شانہ کے حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس مکان کی از سر نو تعمیر کی ایک حدیث میں آیا کہ جب اللہ جل شانہ نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جنّت سے اتارا تو ان کے ساتھ اپنا گھر بھی اتارا اور فرمایا کہ اے آدم میں تیرے ساتھ اپنا گھر اتارتا ہوں اس کا طواف اسی طرح کیا جائے گا جس طرح میرے عرش کا طواف کیا جاتا

Marfat.com

ہے اور اس کی طرف نماز اسی طرح پڑھی جاتے گی جس طرح میرے عرش کی طرف نماز پڑھی جاتی ہے اس کے بعد طوفان نوح کے زمانہ میں یہ مکان اٹھالیا گیا اس کے بعد انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اس جگہ کا طواف کرتے تھے مکان نہ تھا اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ جل شانہ نے اس جگہ مکان بنانے کا حکم فرمایا اور جگہ کی تعیین خود فرما دی (ترغیب منذری) حدیث میں آتا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ شریف کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو بارگاہ خداوندی میں عرض کیا کہ تعمیر سے فراغت ہو چکی ہے اس پر اللہ جل شانہ کی طرف سے حکم ہوا کہ لوگوں میں حج کا اعلان کر دجس کا اوپر کی آیت میں ذکر ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ میری آواز کس طرح پہنچے گی۔ اللہ جل شانہ نے فرمایا کہ آواز کا پہنچانا ہمارے ذمہ ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اعلان فرمایا جس کو آسمان وزمین کے درمیان ہر چیز نے سُنا آج اس میں کوئی اشکال نہیں رہا کہ لاسلکی سے ایک ملک سے دوسرے ملک تک آواز پہنچ رہی ہے تو لاسلکیوں کے بنانے والوں کا بنانے والا جب آواز پہنچانے کا ارادہ کرے تو اس میں کیا اشکال ہو سکتا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ اس آواز کو ہر شخص نے سُنا اور لبیک کہا جس کے معنی ہیں کہ میں حاضر ہوں یہی وہ لبیک ہے جس کو حاجی احرام کے بعد سے شروع کرتا ہے۔ جس شخص کی قسمت میں اللہ جل شانہ نے حج کی سعادت لکھی تھی وہ اس آواز سے بہرہ ور ہوا اور لبیک کہی (اتحاف) دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جس شخص نے بھی خواہ وہ پیدا ہو چکا تھا یا ابھی تک عالم ارواح میں تھا اس وقت لبیک کہا وہ حج ضرور کرتا ہے ایک حدیث

Marfat.com

میں ہے کہ جس نے ایک مرتبہ لبیک کہا وہ ایک مرتبہ حج کرتا ہے جس نے اس وقت دو مرتبہ لبیک کہا وہ دو مرتبہ حج کرتا ہے اور اسی طرح جس نے اس سے زیادہ جتنی مرتبہ لبیک کہا اتنے ہی حج اس کو نصیب ہوتے ہیں (درمنثور) کس قدر خوش نصیب ہیں وہ روحیں جنھوں نے اس وقت دمادم لبیک کہا ہوگا کہ بیسیوں حج ان کو نصیب ہوئے یا ہوں گے۔

الحج اشھر معلومات فمن فرض فیھن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج وما تفعلوا من خیر یعلمہ اللہ

حج (کا زمانہ) چند مہینے ہیں جو (مشہور و) معلوم ہیں (یعنی یکم شوال سے دس ذی الحجہ تک) پس جو شخص ان ایام میں اپنے اوپر حج مقرر کرلے (کہ حج کا احرام باندھ لے) تو پھر نہ کوئی فحش بات جائز ہے اور نہ عدول حکمی درست ہے اور نہ کسی قسم کا جھگڑا زیبا ہے (بلکہ اس کو چاہئے کہ ہر وقت نیک کام میں لگا رہے) اور جو نیک کام کروگے حق تعالیٰ شانہ اس کو جانتے ہیں (ان کو ہر شخص کی ہر بات کا ہر وقت علم رہتا ہے اس کے موافق اس کو جزا یا سزا دیتے ہیں اس لئے ان نیکیوں کا بہت بدلہ عطا فرمائیں گے جو ان مبارک اوقات میں کی جائیں گی۔

ف۔ فحش بات دو طرح کی ہوتی ہے ایک وہ جو پہلے سے بھی ناجائز تھی اس کا گناہ حج کی حالت میں کرنے سے زیادہ ہوجاتا ہے دوسرے وہ

آیۃ الیوم اکملت لکم نازل ہوئی ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ یہود کے بعض علماء نے حضرت عمرؓ سے عرض کیا کہ تم قرآن پاک میں ایک آیت پڑھتے ہو اگر وہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید کا دن بناتے (یعنی سالگرہ کے طور پر اس دن کی خوشی مناتے) حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا کہ وہ کونسی آیت ہے انہوں نے عرض کیا اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہے کہ یہ کس دن اور کہاں نازل ہوئی بحمد اللہ ہمارے یہاں اس وقت دو عیدیں جمع تھیں ایک جمعہ کا دن (کہ وہ بھی مسلمان کے لئے بمنزلہ عید کے دن کے ہے) دوسرے عرفہ کا دن (کہ وہ بھی بالخصوص حاجی کے لئے عید کا دن ہے) حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یہ آیت جمعہ کے دن شام کے وقت عصر کے بعد جب کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عرفات کے میدان میں اپنی اونٹنی پر تشریف فرما تھے نازل ہوئی، درحقیقت یہ بڑا مژدہ ہے جو اس آیت شریفہ میں سُنایا گیا ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ اس آیت شریفہ کے بعد حلت و حرمت کے بارہ میں کوئی جدید حکم نازل نہیں ہوا۔ جب آدمی حج میں یہ خیال کرے کہ اس فریضہ سے دین کی تکمیل قرار دیگئی اور دین مکمل ہونے کا یہ ذریعہ ہوا ہے تو کتنے ذوق و شوق سے اس فریضہ کو ادا کرنا چاہیئے وہ ظاہر ہے۔ جب یہ آیت شریفہ نازل ہوئی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُونٹنی پر تھے وہ اونٹنی بوجھ کی وجہ سے بیٹھ گئی کھڑی نہ ہوسکی۔ وحی کے وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں وزن بہت بڑھ جاتا تھا حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب حضورؐ اونٹنی پر ہوتے اور وحی نازل ہوتی تو وہ اونٹنی اپنی گردن گرادیتی اور جب تک وحی ختم نہ ہوتی حرکت نہ کرسکتی تھی۔ حضرت

Marfat.com

عبد اللہ بن عمرؓ حضورؐ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جب وحی نازل ہوتی ہے تو مجھے یہ خیال ہوتا ہے کہ میری جان نکل جائیگی (درمنثور) حضرت زید بن ثابت فرماتے ہیں کہ جب آیت شریفہ لا یستوی القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر نازل ہوئی تو میں حضورؐ کے پاس بیٹھا ہوا تھا حضورؐ پر غشی سی طاری ہوئی تو آپؐ کی ران میری ران پر رکھی گئی اس کے وزن سے میری ران ٹوٹی جارہی تھی۔ (درمنثور) یہ اللہ جل شانہ کے پاک کلام کی عظمت و ہیبت تھی جس کو ہم لوگ ایسا سرسری اور لاپرواہی سے پڑھتے ہیں جیسا کہ ایک معمولی کلام ہو۔ یہاں تک چند آیات کا ذکر تھا آگے چند احادیث کا ترجمہ پیش کرتا ہوں۔

(۱) عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حج للہ فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدتہ امہ (متفق علیہ مشکوۃ)	حضور کا ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ کے لئے حج کرے اس طرح کہ اس حج میں نہ رفث ہو (یعنی فحش بات) اور نہ فسق ہو (یعنی حکم عدولی) وہ حج سے ایسا واپس ہوتا ہے جیسا اس دن تھا جس دن ماں کے پیٹ سے نکلا تھا۔

ف۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے وہ معصوم ہوتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ کوئی لغزش کسی قسم کی دارگیر کچھ نہیں ہوتی یہی اثر ہے اس حج کا جو اللہ کے واسطے کیا جائے فضائل نماز[۱] کے شروع میں یہ مضمون گذر چکا ہے کہ علماء کے نزدیک اس قسم کی احادیث سے صغیرہ گناہ مراد ہوا کرتے ہیں اگرچہ حج کے بارہ میں جو روایات بکثرت وارد ہوئی ہیں ان کی وجہ سے بعض علماء کی یہ تحقیق ہے کہ حج سے صغائر کبائر سب گناہ معاف ہوجاتے

[۱] فضائل نماز شیخ الحدیث صاحب کا ایک رسالہ ہے بارہ آنے قیمت ہے ادارہ علوم شرعیہ سے ملتا ہے۔

Marfat.com

ہیں۔ اس حدیث پاک میں تین مضمون ذکر فرمائے ہیں اول یہ کہ اللہ کے واسطے حج کیا جائے یعنی اس میں کوئی دینوی غرض شہرت ریا وغیرہ شامل نہ ہو بہت سے لوگ شہرت وعزت کی وجہ سے حج کرتے ہیں وہ اتنا حرج اور خرچ ثواب کے اعتبار سے بے کار ضائع کرتے ہیں اگرچہ حج فرض اس طرح بھی ادا ہو جائے گا لیکن اگر محض اللہ کی رضا کی نیت ہو تو فرض ادا ہونے کے ساتھ کس قدر ثواب ملے اتنی بڑی دولت کو محض چند لوگوں میں عزت کی نیت سے ضائع کر دینا کس قدر نقصان اور خسارہ کی بات ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے قریب میری امت کے امیر لوگ تو حج محض سیر و تفریح کے ارادہ سے کریں گے (گویا لندن و پیرس کی تفریح نہ کی حجاز کی تفریح کر لی) اور میری امت کا متوسط طبقہ تجارت کی غرض سے حج کرے گا کہ تجارتی مال کچھ اِدھر سے لے گئے کچھ اُدھر سے لے آئے اور علماء ریا و شہرت کی وجہ سے حج کریں گے (کہ فلاں مولانا صاحب نے پانچ حج کئے دس حج کئے) اور غربا بھیک مانگنے کی غرض سے جائیں گے۔ (کنز العمال) علماء نے لکھا ہے کہ جو لوگ اجرت کے ساتھ حج بدل کرتے ہیں کہ اس حج سے کچھ دنیوی نفع حاصل ہو جائے وہ بھی اس میں داخل ہیں کہ گویا حج کے ساتھ تجارت کر رہا ہے جیسا کہ حدیث (۱۵) کے ذیل میں آ رہا ہے۔ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ سلاطین اور بادشاہ تفریح کی نیت سے حج کریں گے اور غنی لوگ تجارت کی غرض سے اور فقراء سوال کی غرض سے اور علماء شہرت کی وجہ سے (اتحاف) ان دونوں حدیثوں میں کچھ تعارض نہیں پہلی حدیث میں جو غنی بتائے گئے ہیں ان سے اعلیٰ درجہ کے غنی مراد ہیں جن کو دوسری

Marfat.com

حدیث میں سلاطین سے تعبیر کیا ہے اور جس کو اس حدیث میں غنی سے
تعبیر کیا ہے وہ سلاطین سے کم درجہ مراد ہے جس کو پہلی حدیث میں متوسط
طبقہ سے تعبیر کیا ہے ایک حدیث میں ہے کہ حضرت عمرؓ صفا مروہ
کے درمیان ایک مرتبہ تشریف فرما تھے ایک جماعت آئی جو اپنے
اونٹوں سے اتری اور بیت اللہ شریف کا طواف کیا صفا مروہ
کے درمیان سعی کی حضرت عمرؓ نے ان سے دریافت کیا تم کون لوگ
ہو انہوں نے عرض کیا کہ عراق کے لوگ ہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا
یہاں کیسے آنا ہوا انہوں نے عرض کیا حج کے لئے حضرت عمرؓ نے فرمایا
کوئی اور غرض تو نہ تھی مثلاً اپنی میراث کا کسی سے مطالبہ ہو یا کسی قرضدار
سے روپیہ وصول کرنا ہو یا کوئی اور تجارتی غرض ہو انہوں نے عرض کیا
نہیں کوئی دوسری غرض نہ تھی حضرتؓ نے فرمایا کہ از سرِ نو اعمال کرو یعنی
پہلے سارے گناہ معاف ہو چکے دوسری چیز حدیث بالا میں
یہ ہے کہ اس میں رفث یعنی فحش بات نہ ہو اس سے قبل قرآن پاک
کی آیت شریفہ میں بھی یہ لفظ فَلَا رَفَثَ گذر چکا ہے علماء نے لکھا
ہے کہ یہ ایک ایسا جامع کلمہ ہے جس میں ہر قسم کی لغو اور بیہودہ بات
داخل ہے حتیٰ کہ بیوی کے سامنے صحبت کا ذکر کرنا بھی داخل ہے حتیٰ
کہ اس قسم کی بات کا آنکھ سے یا ہاتھ سے اشارہ کرنا بھی داخل ہے
کہ اس قسم کا ذکر شہوت کو ابھارتا ہے تیسری چیز جو اس حدیث پاک میں ذکر
کی گئی وہ فسوق یعنی حکم عدولی نہ ہونا ہے۔ یہ بھی قرآن پاک کی آیت
مذکورہ میں گذر چکا ہے علماء نے لکھا ہے کہ یہ بھی ایک جامع کلمہ ہے
جو اللہ جل شانہ کی ہر قسم کی نافرمانی کو شامل ہے اس میں جھگڑا کرنا بھی

Marfat.com

داخل ہے کہ یہ بھی حکم عدولی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا کہ حج کی خوبی نرم کلام کرنا اور لوگوں کو کھانا کھلانا ہے۔ لہٰذا کسی سے سختی سے گفتگو کرنا نرم کلام کے منافی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ آدمی اپنے ساتھیوں پر بار بار اعتراض نہ کیا کرے بدوؤں سے سختی سے پیش نہ آئے ہر شخص کے ساتھ تواضع سے اور خوش خُلقی سے پیش آئے علماء نے لکھا ہے کہ خوش خُلقی یہ نہیں ہے کہ دوسرے کو تکلیف نہ پہنچائے بلکہ خوش خلقی یہ ہے کہ دوسرے کی اذیت کو برداشت کرے۔ سفر کے معنی لغت میں ظاہر کرنے کے ہیں علماءؒ نے لکھا ہے کہ سفر کو سفر اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ اس میں آدمی کے اخلاق ظاہر ہوتے ہیں حضرت عمرؓ نے ایک شخص سے دریافت کیا کہ تم فلاں کو جانتے ہو کہ کیسا آدمی ہے انہوں نے عرض کیا کہ جی جانتا ہوں حضرت عمرؓ نے دریافت کیا کہ تم نے کبھی کوئی سفر اس کے ساتھ کیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ سفر تو نہیں کیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ پھر تم اس کو نہیں جانتے ایک حدیث میں ہے کہ حضرت عمرؓ کے سامنے ایک صاحب نے کسی کی تعریف کی کہ بہت اچھے آدمی ہیں حضرت عمرؓ نے دریافت فرمایا کہ تم نے ان کے ساتھ کوئی سفر کیا ہے انہوں نے عرض کیا کہ سفر تو نہیں کیا پھر حضرت عمرؓ نے دریافت کیا تمہارا ان کے ساتھ کوئی معاملہ پڑا ہے انہوں نے عرض کیا کہ معاملہ بھی نہیں پڑا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ پھر تمہیں ان کے حال کی کیا خبر (اتحاف) حق یہ ہے کہ آدمی کا حال ایسی ہی چیزوں سے ظاہر ہوتا ہے ویسے دیکھنے میں تو سب ہی اچھے معلوم ہوتے ہیں مگر سفر میں اکثر کشیدگی ہو ہی جاتی

Marfat.com

ہے اس لئے قرآن پاک میں حج کے ساتھ وَلَاجِدَال کو خاص طور سے ذکر کیا ہے:۔

(۲) عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحج المبرور لیس لہٗ جزاء الا الجنۃ متفق علیہ (مشکوٰۃ)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نیکی والے حج کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں۔

ف۔ بعض علماء نے کہا ہے نیکی والے حج کا مطلب یہ ہے کہ اس میں کسی قسم کی معصیت نہ ہو اسی واسطے اکثر حضرات اس کا ترجمہ حج مقبول سے کرتے ہیں کہ جب آداب و شرائط کی رعایت ہوگی کوئی لغزش اس میں نہ ہوگی تو وہ حج انشاء اللہ مقبول ہی ہوگا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حج کی نیکی لوگوں کو کھانا کھلانا اور نرم گفتگو کرنا ہے دوسری حدیث میں ہے کہ حج کی نیکی کھانا کھلانا اور لوگوں کو کثرت سے سلام کرنا ہے۔ (ترغیب) ایک حدیث میں ہے کہ جب حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ نیکی والے حج کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں تو صحابہ نے دریافت کیا کہ حضور نیکی والا حج کیا چیز ہے تو حضورؐ نے فرمایا کہ کھانا کھلانا اور سلام کثرت سے کرنا۔ (کنز)

(۳) عن عائشۃؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من یوم اکثر من ان یعتق اللہ فیہ عبداً من النار من یوم عرفۃ وانہ لیدنو ثم یباھی بھم الملئکۃ فیقول ما اراد ھؤلاء

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں جس میں اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن سے زائد بندوں کو جہنم سے نجات دیتے ہوں یعنی جتنی کثیر مقدار کو عرفہ کے دن خلاصی ہوتی ہے اتنی کثیر تعداد کسی اور دن کی

رواہ مسلم (مشکوۃ) وبمعناہ عن جابر — نہیں ہوتی۔ حق تعالیٰ شانہ (دنیا کے) قریب ہوتے ہیں پھر فخر کے طور پر فرماتے ہیں یہ بندے کیا چاہتے ہیں۔

ف۔ اللہ جل شانہ کا قریب ہونا یا نیچے کے آسمان پر اترنا یا اس قسم کے اور جو مضامین ذکر کئے گئے ہیں ان کی اصل حقیقت تو اللہ جل شانہ ہی کو معلوم ہے کہ وہ ہر وقت قریب ہے اترنے چڑھنے کے ظاہری معنی سے بالاتر ہے علماء اس قسم کے مضامین کو رحمت خاصہ کے قریب ہونے سے تعبیر فرمایا کرتے ہیں جو مضمون حدیث بالا میں مذکور ہے اس قسم کے مضامین بہت سی احادیث میں وارد ہوئے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ جب عرفہ کا دن ہوتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ سب سے نیچے کے آسمان پر اتر کر فرشتوں سے فخر کے طور پر فرماتے ہیں کہ میرے بندوں کو دیکھو کہ میرے پاس ایسی حالت میں آئے ہیں کہ سر کے بال بکھرے ہوئے ہیں بدن پر اور کپڑوں پر سفر کی وجہ سے غبار پڑا ہوا ہے لبیک اللہم لبیک کا شور ہے دور دور سے چل کر آئے ہیں میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کے گناہ معاف کر دیئے فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ فلاں شخص گناہوں کی طرف منسوب ہے اور فلاں مرد اور فلاں عورت تو (بس کیا کہا جائے) حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہوتا ہے کہ میں نے ان سب کی مغفرت کر دی حضورؐ فرماتے ہیں کہ اس دن سے زیادہ کسی دن بھی لوگ جہنم کی آگ سے آزاد نہیں ہوتے۔ (مشکوۃ) ایک اور حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں یہ میرے بندے بکھرے ہوئے

Marfat.com

بالوں والے میرے پاس آئے ہیں میری رحمت کے امیدوار ہیں (اس کے بعد بندوں سے خطاب فرماتے ہیں) ۔ اگر تمہارے گناہ ریت کے ذروں کے برابر ہوں اور آسمان کی بارش کے قطروں کے برابر ہوں. اور تمام دنیا کے درختوں کے برابر ہوں تب بھی بخشدیئے جاؤ بخشے بخشائے اپنے گھر چلے جاؤ (کنز) ایک اور حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ فخر کے طور پر فرشتوں سے فرماتے ہیں دیکھو میں نے ان بندوں کی طرف اپنا رسول بھیجا یہ اس پر ایمان لائے میں نے ان پر کتاب نازل کی یہ اس پر ایمان لائے تم گواہ رہو کہ میں نے ان کے سارے گناہ معاف کردیئے (کنز) غرض بہت کثرت سے روایات میں یہ مضمون وارد ہوا ہے ان ہی جیسی احادیث کی بنا پر بعض علماء نے کہا ہے کہ حج کی معافی صغیرہ گناہوں کے ساتھ مخصوص نہیں کبیرہ گناہ بھی اس سے معاف ہو جاتے ہیں۔ وہ بااختیار بادشاہ ہے اسی کی نافرمانیوں کا نام گناہ ہے وہ کسی آدمی کو یا کسی جماعت کو اپنے فضل سے بالکل ہی معاف کردے تو نہ اس کے لطف وکرم سے بعید ہے نہ کسی دوسرے کا اس میں اجارہ ہے شفاء قاضی عیاض میں ایک قصہ لکھا ہے کہ ایک جماعت سعدون خولانی کے پاس آئی اور ان سے یہ قصہ بیان کیا کہ قبیلہ کنامہ کے لوگوں نے ایک آدمی کو قتل کیا اور اس کو آگ میں جلانا چاہا رات بھر اس پر آگ جلاتے رہے مگر آگ نے اس پر ذرا بھی اثر نہ کیا بدن ویسا ہی سفید رہا سعدون نے فرمایا کہ شاید اس شہید نے تین حج کئے ہوں گے لوگوں نے کہا جی ہاں تین حج کئے ہیں. سعدون نے کہا مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ جس شخص نے ایک حج کیا اس نے اپنا فریضہ ادا کیا اور

Marfat.com

جس نے دوسرا حج کیا اس نے اللہ کو قرض دیا اور جو تین حج کرتا ہے تو اللہ جل شانہٗ اس کی کھال کو اس کے بال کو آگ پر حرام کر دیتا ہے۔

(۴) عن طلحة بن عبيد الله بن كريز ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ما رؤى الشيطان يوماً هو فيه اصغر ولا ادحر ولا احقر ولا اغيظ منه في يوم عرفة وما ذلك الا لما يرى من تنزل الرحمة وتجاوز الله عن الذنوب العظام الا ما رؤى يوم بدر رواه مالك مرسلا (مشكوٰة)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ غزوہ بدر کا دن تو مستثنیٰ ہے اس کو چھوڑ کر کوئی دن عرفہ کے دن کے علاوہ ایسا نہیں جسمیں شیطان بہت ذلیل ہو رہا ہو بہت راندہ پھر رہا ہو بہت حقیر ہو رہا ہو بہت زیادہ غصہ میں بھر رہا ہو اور یہ سب کچھ اس وجہ سے کہ عرفہ کے دن میں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا کثرت سے نازل ہونا بندوں کے بڑے بڑے گناہوں کا معاف ہونا دیکھتا ہے۔

ف۔ شیطان کو اس دن میں جتنا بھی غصہ ہو جتنا بھی اس پر رنج وملال کا اثر ہو جتنا بھی وہ پریشان حال ہو قرین قیاس ہے کیونکہ اس کی عمر بھر کی محنت کہ بڑی مشقتوں اور محنتوں سے اس نے لوگوں سے گناہ کرائے وہ آج ایک رحمت کے جھوکے میں سب صاف ہو گئے اس پر جتنا بھی اسکو غصہ اور رنج ہو وہ ظاہر ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ شیطان اپنے شریر لشکر کو اس پر مامور کرتا ہے کہ وہ حاجیوں کے راستہ میں بیٹھ کر ان کو راستے سے بے راہ کریں (کنز)۔ صوفیہ میں سے ایک صاحب کشف کا قصہ امام غزالی نے لکھا ہے کہ ان کو عرفہ کے دن شیطان نظر آیا کہ بہت ہی کمزور ہو رہا ہے چہرہ زرد پڑا ہے آنکھوں سے آنسو جاری ہیں کمر سے سیدھا کھڑا نہیں ہوا جاتا وہ جھک رہی ہے

ان بزرگ نے اس سے دریافت فرمایا کہ تو کیوں رو رہا ہے اس نے کہا کہ مجھے یہ چیز رُلا رہی ہے کہ حاجی لوگ بلا (کسی دنیوی غرض) تجارت وغیرہ کے اس کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے مجھے یہ ڈر اور رنج ہے کہ وہ پاک ذات ان لوگوں کو نامراد نہیں رکھے گی اس غم میں رو رہا ہوں وہ فرماتے ہیں پھر میں نے اس سے پوچھا کہ تو دبلا کیوں ہو گیا اس نے کہا کہ گھوڑوں کی آواز سے جو ہر وقت اللہ کے راستوں میں (حج عمرہ جہاد وغیرہ میں) پھرتے رہتے ہیں کاش یہ سواریاں میرے راستے (لہو و لعب بدکاری حرام کمائی وغیرہ) میں پھرتیں تو مجھے کیسی اچھی لگتیں انہوں نے فرمایا کہ تیرا رنگ ایسا زرد کیوں پڑ گیا اس نے کہا کہ لوگ ایک دوسرے کو نیکیوں پر آمادہ کرتے ہیں اس کام میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اگر یہ آپس کی امداد و اعانت گناہوں کے کرنے میں ہوتی تو میرے لئے کس قدر مسرّت کا سبب ہوتی انہوں نے فرمایا کہ تیری کمر کیوں جُھک گئی اس نے کہا کہ بندہ ہر وقت یہ کہتا ہے کہ یا اللہ خاتمہ بالخیر عطا کر ایسا شخص جس کو اپنے خاتمہ کا ہر وقت فکر رہے کب اپنے کسی نیک عمل پر گھمنڈ کرے گا۔

(۵) عن ابن شماسة قال حضرنا عمرو ابن العاص وهو فی سیاقة الموت فبکی طویلا وقال فلما جعل اللہ الاسلام فی قلبی اتیت النبی صلی اللہ علیه و سلم فقلت یا رسول اللہ ابسط یمینك لابایعك فبسط یده فقبضت یدی فقال

ابن شماسہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت عمرو بن العاص رضؓ کے پاس حاضر ہوئے ان کا آخری وقت تھا انتقال ہو رہا تھا حضرت عمروؓ اس وقت بہت دیر تک روتے رہے اس کے بعد اپنے اسلام لانے کا قصہ سنایا اور فرمانے لگے کہ جب اللہ جل شانہٗ نے میرے

Marfat.com

مالك يا عمرو قال اردت ان اشترط قال تشترط ماذا قال ان يغفرلي قال اما علمت يا عمرو ان الاسلام يهدم ما كان قبله وان الهجرة تهدم ما كان قبلها وان الحج يهدم ما كان قبله رواه ابن خزيمة في صحيحه هكذا مختصرا ورواه مسلم وغيره اطول منه كذا في الترغيب

دل میں اسلام لانے کا جذبہ پیدا کر دیا تو میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور حاضر ہو کر عرض کیا کہ بیعت کے لئے ہاتھ دیجئے میں مسلمان ہوتا ہوں۔ حضورؐ نے اپنا دست مبارک پھیلایا تو میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا حضورؐ نے فرمایا یہ کیا۔ میں نے عرض کیا کہ حضورؐ میں پہلے ایک شرط کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اللہ جل شانہ میرے پچھلے گناہ معاف کر دے حضورؐ نے فرمایا عمرو تجھے یہ بات معلوم نہیں کہ اسلام ان سب گناہوں کو ختم کر دیتا ہے جو کفر کی حالت میں کئے گئے ہوں اور ہجرت ان سب لغزشوں کو ختم کر دیتی ہے جو ہجرت سے پہلے کی ہوں اور حج ان سب قصوروں کا خاتمہ کر دیتا ہے جو حج سے پہلے کئے ہوں۔

ف۔ اس حدیث شریف میں اس چیز سے قطع نظر کہ گناہ صغیرہ مراد ہیں یا کبیرہ جیسا کہ سب سے پہلی حدیث میں گذر چکا ہے یہ امر قابل لحاظ ہے کہ ایک کسی کا حق ہوتا ہے اور ایک اس کا گناہ حج وغیرہ سے گناہ تو معاف ہوتے ہیں مگر حقوق معاف نہیں ہوتے۔ مثلاً کسی شخص کا مال چرا لیا اس میں ایک تو وہ مال ہے جو چرایا ہے دوسرے اس چوری کا گناہ ہے گناہ کے معاف ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ جس کا مال چرایا ہے وہ بھی واپس کرنا نہ پڑے گا۔ اس کا واپس کرنا تو ضروری ہے البتہ

Marfat.com

اس چوری کرنے کا جو گناہ ہوا وہ معاف ہو سکتا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کی شام کو عرفات کے میدان میں امّت کی مغفرت کی دُعا مانگی اور بہت الحاح وزاری سے دیر تک مانگتے رہے رحمت الٰہی جوش میں آئی اور اللہ جل جلالہ کا ارشاد ہوا کہ میں نے تمہاری دعا قبول کرلی اور جو گناہ بندوں نے میرے کئے ہیں وہ معاف کر دیئے البتہ جو ایک دُوسرے پر ظلم کئے ہیں اُن کا بدلہ لیا جائے گا۔ حضورؐ نے پھر درخواست کی اور بار بار یہ درخواست کرتے رہے کہ یا اللہ تو اس پر بھی قادر ہے کہ مظلوم کے ظلم کا بدلہ تو عطا فرمادے اور ظالم کے قصور کو معاف فرمادے مزدلفہ کی صبح کو اللہ جل شانہ نے یہ دعا بھی قبول فرمالی اس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا صحابہؓ نے عرض کیا کہ آپ نے ایسی حالت میں (الحاح وزاری کی) تبسم فرمایا کہ ایسے وقت تبسم کی عادت شریفہ نہیں ہے حضورؐ نے فرمایا کہ جب اللہ جل شانہٗ نے میری یہ دعا قبول فرمائی اور شیطان کو اس کا پتہ چلا تو وہ آہ و واویلا سے چلانے لگا اور مٹی اپنے سر پر ڈالنے لگا۔ (ترغیب)

(۶)۔ عن سھل بن سعد قال قال رسُول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ما من مسلم یلبی الا لبی من عن یمینہ وشمالہ من حجر او شجر او مدر حتی تنقطع الارض من ھٰھنا وھٰھنا رواہ الترمذی وابن ماجہ کذا فی المشکوۃ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب حاجی لبیک کہتا ہے تو اس کے ساتھ اس کے دائیں اور بائیں جو پتھر درخت ڈھیلے وغیرہ ہوتے ہیں وہ بھی لبیک کہتے ہیں اور اسی طرح سلسلہ زمین کے منتہا تک یہ سلسلہ چلتا ہے۔

ف۔ متعدد احادیث میں آیا ہے کہ لبیک کہنا حج کا شعار ہے ایک

Marfat.com

حدیث میں آیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب لبیک کہتے تھے تو حق تعالیٰ شانہٗ جواب میں فرماتے تھے لبیک یا موسیٰؑ (کنز) حاجی کی ایک لبیک ہی نہیں اس کی ہر ہر چیز میں مستقل اجر اور فضیلت ہے ایک حدیث میں آیا ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں منیٰ کی مسجد میں حاضر تھا کہ دو شخص ایک انصاری اور ایک ثقفی حاضر خدمت ہوئے اور سلام کے بعد عرض کیا کہ حضورؐ ہم کچھ دریافت کرنے آئے ہیں حضورؐ نے فرمایا کہ تمہارا دل چاہے تو تم دریافت کرلو اور تم کہو تو میں بتاؤں کہ تم کیا دریافت کرنا چاہتے ہو انہوں نے عرض کیا کہ آپ ہی ارشاد فرمادیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ تم حج کے متعلق دریافت کرنے آئے ہو کہ حج کے ارادہ سے گھر سے نکلنے کا کیا ثواب ہے اور طواف کے بعد دو رکعت پڑھنے کا کیا فائدہ اور صفا مروہ کے درمیان دوڑنے کا کیا ثواب ہے اور عرفات پر ٹھہرنے اور شیطانوں کے کنکریاں مارنے کا اور قربانی کرنے کا اور طواف زیارت کرنے کا کیا ثواب ہے۔ انھوں نے عرض کیا کہ اس پاک ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا ہے یہی سوالات ہمارے ذہن میں تھے حضورؐ نے فرمایا کہ حج کا ارادہ کرکے گھر سے نکلنے کے بعد تمہاری (سواری) اونٹنی جو ایک قدم رکھتی ہے یا اٹھاتی ہے وہ تمہارے اعمال میں ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے اور طواف کے بعد دو رکعتوں کا ثواب ایسا ہے جیسا ایک عربی غلام کو آزاد کیا ہو اور صفا مروہ کے درمیان سعی کا ثواب ستر غلاموں کو آزاد کرانے کے برابر ہے۔ اور عرفات کے میدان میں جب لوگ جمع ہوتے ہیں تو حق تعالیٰ شانہٗ دنیا کے آسمان پر اُتر کر فرشتوں سے فخر کے طور پر فرماتے ہیں۔

Marfat.com

کہ میرے بندے دُور دُور سے پراگندہ بال آئے ہوئے ہیں میری رحمت کے اُمیدوار ہیں اگر تم لوگوں کے گناہ ریت کے ذروں کے برابر ہوں یا بارش کے قطروں کے برابر ہوں یا سمندر کے جھاگوں کے برابر ہوں تب بھی میں نے معاف کر دیئے میرے بندو! جاؤ بخشے بخشائے چلے جاؤ تمہارے بھی گناہ معاف ہیں اور جن کی تم سفارش کرو ان کے بھی گناہ معاف ہیں اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا کہ شیطانوں کے کنکریاں مارنے کا حال یہ ہے کہ ہر کنکری کے بدلہ ایک بڑا گناہ جو ہلاک کر دینے والا ہو معاف ہوتا ہے اور قربانی کا بدلہ اللہ کے یہاں تمہارے لئے ذخیرہ ہے اور احرام کھولنے کے وقت سر منڈانے میں ہر بال کے بدلہ میں ایک نیکی ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے اس سب کے بعد جب آدمی طواف زیارت کرتا ہے تو ایسے حال میں طواف کرتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا اور ایک فرشتہ مونڈھوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر کہتا ہے کہ آئندہ از سر نو اعمال کر تیرے پچھلے سب گناہ تو معاف ہو چکے۔ (ترغیب) لیکن یہ ضروری ہے کہ حج وہی حج مبرور ہو جو حقیقۃً حج کہلانے کا مستحق ہے مشائخ نے لکھا ہے کہ لبیک اس نداء کا جواب ہے جو اللہ جل شانہٗ کے حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمائی تھی۔ جس کا ذکر قرآن پاک کی آیت واذن فی الناس میں گذر چکا ہے اس لئے جیسا کہ حاکم کی پکار پر دربار کی حاضری میں امید و خوف کی حالت ہوتی ہے ایسا ہی حال ہونا چاہیئے اس سے ڈرتے رہنا چاہیئے ایسا نہ ہو کہ کہیں اپنی بداعمالیوں سے حاضری ہی قبول نہ ہو۔ مطرف بن عبداللہ عرفات کے میدان

Marfat.com

میں یہ دعا کر رہے تھے کہ یا اللہ ان سب کو میری نحوست کی وجہ سے محروم نہ فرما۔ بکر مزنی کہتے ہیں کہ ایک بزرگ عرفات کے میدان میں حجاج کو دیکھ کر کہتے تھے کہ مجھے یہ خیال ہو رہا ہے کہ میں اگر نہ ہوں تو ان سب کی مغفرت ہو جاتی (اتحاف) حضرت علی زین العابدینؒ نے جب حج کے لئے احرام باندھا تو چہرہ زرد ہو گیا اور بدن پر کپکپی آگئی اور لبیک نہ کہہ سکے کسی نے عرض کیا کہ آپ نے احرام کے شروع میں لبیک نہیں کہی تو فرمایا کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں اس کے جواب میں لا لبیک نہ کہا جائے یعنی تیری حاضری معتبر نہیں اس کے بعد بڑی مشکل سے لبیک کہا تو غشی آگئی اور اونٹنی پر سے گر گئے اس کے بعد جب لبیک کہتے یہی حال ہوتا سارا حج اسی طرح پورا کیا احمد کہتے ہیں کہ میں ابو سلیمان کے ساتھ حج کو گیا جب احرام باندھنا شروع کیا تو انہوں نے لبیک نہ کہی یہاں تک کہ ہم ایک میل چلے اس کے بعد ان کو غشی آگئی جب غشی سے افاقہ ہوا تو مجھ سے کہنے لگے کہ احمد حق تعالیٰ شانہٗ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف یہ وحی بھیجی تھی کہ ظالموں سے کہدو کہ میرا ذکر کم کیا کریں اس لئے (کہ جب آدمی اللہ جل شانہٗ کا ذکر کرتا ہے تو اللہ جل شانہٗ کے ارشاد فاذکرونی اذکرکم تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا کی بنا پر حق تعالیٰ شانہٗ بھی اس ظالم کا ذکر کرتے ہیں اس بنا پر فرمایا) کہ میں اس ظالم کا ذکر لعنت سے کرتا ہوں اس کے بعد ابو سلیمان نے کہا کہ احمد مجھے یہ بتایا گیا کہ جو شخص ناجائز امور کے ساتھ حج کرتا ہے اور لبیک کہتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں لا لبیک تیری

لبیک مقبول نہیں جب تک ان ناجائز امور کو نہ چھوڑے (اتحاف) ترمذی شریف میں حضرت شداد بن اوسؓ سے روایت کی ہے کہ عقلمند شخص وہ ہے جو اپنے نفس سے حساب کرتا رہے اور آخرت کیلئے عمل کرتا رہے اور عاجز د بے وقوف ہے وہ شخص جو اپنے نفس کو خواہشوں کی طرف لگائے رکھے اور اپنی آرزوں کے پورا ہونے کی امیدیں باندھے رہے (نزہتہ) لیکن اس سب کے باوجود اللہ کے لطف و کرم کا امیدوار بھی رہنا چاہیئے کہ اس کا فضل اور کرم ہمارے گناہوں سے کہیں زیادہ ہے حضورؐ کی دعا کے الفاظ ہیں اللھم مغفرتك اوسع من ذنوبي ورحمتك ارجی عندی من عملی یا اللہ تیری مغفرت میرے گناہوں سے بہت زیادہ وسیع ہے اور تیری رحمت میرے اعمال حسنہ سے زیادہ امید کے قابل ہے۔ ایک بزرگ مکہ مکرمہ میں ستّر برس رہے اور برابر حج اور عمرے کرتے رہے لیکن جب وہ حج یا عمرہ کا احرام باندھتے اور لبیک کہتے تو جواب لا لبیک ملتا ایک مرتبہ ایک نوجوان نے اُن کے ساتھ ہی احرام باندھا اور ان کو جب لا لبیک کا جواب ملا تو اس نے بھی سنا تو وہ کہنے لگا چچا جان آپ کو تو لا لبیک کہا، کہنے لگے کہ بیٹا تو نے بھی سُنا اس نے کہا میں نے بھی سُنا ہے اس پر شیخ رونے اور کہنے لگے کہ بیٹا میں تو ستّر برس سے یہی جواب سنتا ہوں جوان نے کہا پھر کیوں آپ اتنی مشقت ہمیشہ اٹھاتے ہیں شیخ نے کہا کہ بیٹا اس کے سوا اور کون سا دروازہ ہے جس کو پکڑ لوں اور اس کے سوا اور کون میرا ہے جس کے پاس جاؤں میرا کام تو کوشش ہے وہ چاہے رد کرے یا قبول کرے بیٹا غلام کو یہ زیبا نہیں کہ وہ اتنی بات کی وجہ سے آقا کے در کو چھوڑ دے یہ کہکر شیخ رو پڑے حتیٰ کہ آنسو

Marfat.com

سینے تک بہنے لگے اس کے بعد پھر لبیک کہی تو جوان نے سُنا کہ جواب میں
کہا گیا کہ ہم نے تیری پکار کو قبول کر لیا اور ہم ایسا ہی کرتے ہیں ہر ایک شخص
کے ساتھ جو ہمارے ساتھ حسن ظن رکھے بخلاف اُس کے جو اپنی خواہشات
کا اتباع کرے اور ہم پر امیدیں باندھے جوان نے جب یہ جواب سُنا تو
کہنے لگا چچا تم نے بھی یہ جواب سنا شیخ یہ کہکر کہ میں نے بھی سُن لیا
اتنے روئے کہ چیخیں نکل گیئں۔ ابو عبداللہ جلاء کہتے ہیں کہ میں ذوالحلیفہ
میں تھا ایک نوجوان نے احرام باندھنے کا ارادہ کیا اور وہ بار بار یہ کہہ رہا
تھا اے مرے رب مجھے یہ ڈر ہے کہ میں لبیک کہوں اور تو لا لبیک کہدے
کئی مرتبہ یہی کہتا رہا آخر ایک مرتبہ اس نے زور سے لبیک اللھم کہا اور
اسی میں روح نکل گئی (مسامرات) علی بن موفق کہتے ہیں کہ میں عرفہ
کی شب میں منیٰ کی مسجد میں ذرا سویا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے
سبز لباس پہنے ہوئے آسمان سے اترے ایک نے دوسرے سے پوچھا
کہ اس سال کتنے آدمیوں نے حج کیا ہے دوسرے نے جواب دیا کہ مجھے
تو معلوم نہیں تو اس پوچھنے والے نے خود ہی کہا کہ چھ لاکھ آدمی ہیں اس نے
پھر سوال کیا کہ تمہیں معلوم ہے کہ ان میں سے کتنے آدمیوں کا حج قبول ہوا
اس نے جواب دیا کہ مجھے تو معلوم نہیں اس نے خود ہی بتایا کہ ان میں
سے صرف چھ آدمیوں کا حج قبول ہوا یہ کہکر وہ دونوں آسمان کی طرف چلے
گئے ابن موفق کہتے ہیں کہ اس خواب کی وجہ سے گھبرا کر میری آنکھ کھل
گئی اور مجھے بڑا سخت فکر و غم سوار ہو گیا خود اپنے بارہ میں سوچ میں پڑ گیا
کہ چھ آدمی کل ہیں جن کا حج قبول ہوا میں بھلا ان میں کیسے ہو سکتا ہوں
اس کے بعد عرفات سے واپسی پر بھی میں مجمع کو دیکھ رہا تھا اور سخت

Marfat.com

فکر میں تھا کہ اتنا بڑا مجمع اور اس میں سے صرف چھ آدمیوں کا حج قبول ہوا ہے مزدلفہ میں اسی سوچ میں میری آنکھ لگ گئی تو وہی دو فرشتے پھر نظر آئے اور وہی سوال و جواب جو اوپر گذرے آپس میں کئے اس کے بعد اس فرشتے نے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے اس میں کیا حکم فرما دیا دوسرے نے کہا مجھے تو معلوم نہیں تو اس نے کہا یہ فیصلہ ہوا ہے کہ ان چھ میں سے ہر ایک کے طفیل میں ایک ایک لاکھ کا حج قبول کرلیا جائے۔ ابن موفق کہتے ہیں کہ پھر جو میری آنکھ کھلی تو مجھے اتنی خوشی ہو رہی تھی کہ بیان سے باہر ہے۔ انہی بزرگ کا ایک اور قصہ لکھا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک سال حج کیا اس کے بعد مجھے ترس آیا کہ بعض آدمی ایسے بھی ہوں گے جن کا حج قبول نہ ہوا ہو تو میں نے دعا کی یا اللہ میں نے اپنا حج اس کو بخشا جس کا حج قابل قبول نہ ہو۔ (روض الریاحین میں اس قصہ میں کچھ الفاظ کی کمی بیشی ہے اس میں لکھا ہے کہ میں نے پچاس سے زیادہ حج کئے اور ان سب کا ثواب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین اور اپنے والدین کو بخشتا رہا ایک حج رہ گیا میں نے عرفات کے میدان میں لوگوں کے رونے کی آوازیں سن کر اس کو بخشدیا جس کا حج قبول نہ ہوا ہو) اس کے بعد مزدلفہ میں مجھے خواب میں اللہ جل شانہ کی زیارت ہوئی حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا کہ اے علی تو مجھ سے زیادہ سخی بننا چاہتا ہے میں نے سخاوت پیدا کی اور میں نے سخی لوگوں کو پیدا کیا۔ میں تمام سخی لوگوں سے زیادہ سخی سارے کریموں سے زیادہ کریم سارے بخشش کرنے والوں سے زیادہ بخشش کرنے والا، میں نے ہر اس شخص کا حج

Marfat.com

جو قابل قبول نہ تھا اس کے طفیل قبول کر لیا جس کا حج مقبول تھا (اتحاف) اور روض میں ہے کہ میں نے ان سب کو بخشدیا اور ان کے ساتھ ان سے کئی چند لوگوں کو اور ان میں سے ہر شخص کی سفارش اس کے گھر والوں میں اس کے دوستوں میں اور اس کے پڑوسیوں میں قبول کی۔ ابو عبداللہ جوہری کا بھی ایک قصہ اس قسم کا رسالہ کے ختم پر حکایات میں ۱۳ پر آرہا ہے اور حضرت زین العابدینؓ کے لبیک نہ کہہ سکنے کا قصہ حکایات ۱۷ پر آرہا ہے۔ ان واقعات سے معلوم ہوا کہ اللہ جل شانہٗ کے لطف و کرم سے یہ امید رکھنا چاہیئے کہ وہ محض اپنے کرم سے نواز دے گا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ وہ شخص بہت بڑا گناہ گار ہے جو عرفات کے میدان میں بھی یہ سمجھے کہ میری مغفرت نہیں ہوئی (اتحاف)۔

(۷) عن ابی موسیٰ رفعہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الحاج یشفع فی اربعمأتہ اھل بیت او قال من اھل بیتہ ویخرج من ذنوبہ کیوم ولدتہ امہ رواہ البزار وفیہ راو لم یسم کذا فی الترغیب۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حاجی کی سفارش چار سو گھرانوں میں مقبول ہوتی ہے یا یہ فرمایا کہ اس کے گھرانے میں سے چار سو آدمیوں کے بارہ میں قبول ہوتی ہے راوی کو شک ہو گیا کہ کیا الفاظ فرمائے تھے اور یہ بھی فرمایا کہ حاجی اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ پیدائش کے دن تھا۔

ف۔ چار سو آدمیوں کے بارے میں سفارش قبول ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اتنے لوگوں کی مغفرت کا تو گویا اللہ جل شانہٗ کی طرف سے وعدہ

Marfat.com

ہے۔ اور اس سے زیادہ میں کوئی مانع نہیں بہت سی روایتوں میں یہ وارد ہوا ہے کہ حاجی جن کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہے وہ قبول ہوتی ہے۔ حضرت فضیل بن عیاض جو مشہور صوفیہ میں ہیں ایک مرتبہ عرفات کے میدان میں ارشاد فرمانے لگے کہ تم لوگوں کا کیا خیال ہے اگر یہ سارا کا سارا مجمع کسی کریم کے دروازہ پر جا کر ایک چھدام اس سے مانگے کیا وہ کریم انکار کر دے گا۔ لوگوں نے کہا کبھی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ فرمانے لگے خدا کی قسم اللہ جل شانہ کے نزدیک ان سب کی مغفرت کر دینا اس کریم کے چھدام دینے سے بھی زیادہ آسان ہے اللہ تعالیٰ کے کرم کے مقابلہ میں یہ کچھ بھی نہیں۔ (روض الریاحین)

(۸) عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا لقیت الحاج فسلم علیہ وصافحہ ومرہ ان یستغفر لک قبل ان یدخل بیتہ فانہ مغفور لہ رواہ احمد کذا فی المشکوۃ۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب کسی حاجی سے ملاقات ہو تو اس کو سلام کرو اس سے مصافحہ کرو اور اس سے پہلے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو اپنے لئے دعائے مغفرت کی اس سے درخواست کرو کہ وہ اپنے گناہوں سے پاک صاف ہو کر آیا ہے۔

ف۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ مجاہد اور حاجی اللہ کا وفد ہیں جو مانگتے ہیں وہ ان کو ملتا ہے جو دعا کرتے ہیں وہ قبول ہو جاتی ہے اور دوسری احادیث میں بھی مختلف الفاظ سے یہ مضمون وارد ہوا ہے۔ ایک حدیث میں خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا آئی ہے کہ یا اللہ تو حاجی کی بھی مغفرت کر اور جس کی مغفرت کی حاجی دعا کرے اس کی بھی مغفرت فرما۔

Marfat.com

ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور نے تین مرتبہ یہ دُعا کی اس سے اور بھی زیادہ تاکید معلوم ہوتی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا کہ حاجی کی بھی اللہ کے یہاں سے مغفرت ہے۔ اور حاجی ۲۰ ربیع الاوّل تک جس کے لئے دعائے مغفرت کرے اس کی بھی مغفرت ہے۔ سلف کا معمول تھا کہ وہ حجاج کی مشایعت بھی کرتے تھے اور اُن کا استقبال بھی کرتے تھے اور اُن سے دُعا کی درخواست کرتے تھے۔ (اتحاف)

(۹) عن بریدۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النفقۃ فی الحج کالنفقۃ فی سبیل اللہ بسبعمائۃ ضعف رواہ احمد والطبرانی والبیہقی واسناد احمد حسن کذا فی الترغیب۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حج میں خرچ کرنا جہاد میں خرچ کرنے کی طرح ہے ایک (روپیہ) کا بدلہ سات سو (روپیہ) ہے۔

ف۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے ارشاد فرمایا کہ تیرے عمرہ کا ثواب تیرے خرچ کی بقدر ہے یعنے جتنا زیادہ اس میں خرچ کیا جائے گا اتنا ہی ثواب ہوگا۔ ایک حدیث میں ہے کہ حج میں خرچ کرنا اللہ کے راستہ میں خرچ کرنا ہے جس کا ثواب سات سو درجہ المضاعف ہوتا ہے۔ (کنز) ایک حدیث میں آیا ہے کہ حج میں خرچ کرنا ایک درم چار کروڑ درم کے برابر ہے یعنے ایک روپیہ چار کروڑ روپیہ خرچ کرنے کے برابر ہے اس کے بعد بھی اگر مسلمان وہاں جاکر روپیہ خرچ کرنے میں بخل اور کنجوسی کا خیال کرے تو کس قدر خسارہ کی بات ہے۔ مشائخ نے حج کے آداب میں خرچ کرنے میں تنگی نہ کرنا خاص طور سے ذکر کیا ہے۔ امام غزالی فرماتے ہیں کہ

اسراف سے مراد اچھے اچھے لذیذ چیزوں کے کھانے اور پینے میں خرچ کرنا مراد ہے لیکن وہاں کے لوگوں پر خرچ کرنے میں کوئی اسراف ہے ہی نہیں۔ میرے مشائخ کا ارشاد ہے کہ اگر کھانے پینے کی چیزوں میں بھی وہاں کے تاجروں کی اعانت کا ارادہ کرلے تو یہ بھی پھر اپنی ذات پر خرچ کے بجائے وہاں کے اہل ضرورت پر خرچ بن جاتا ہے اس کا خصوصیت سے خیال رکھنا چاہیئے۔ مجھے اپنے آقا و مرشد حضرت اقدس مولانا خلیل احمد صاحب نوراللہ مرقدہ کی ہمرکابی میں دو مرتبہ اس پاک زمین پر حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ میں نے ہمیشہ حضرت کا یہ معمول بڑی خصوصیت سے دیکھا کہ وہاں کے قیام میں ہند کے واقف جانے والے اگر کوئی ہدیہ پیش کرتے تو اوّل تو حضرت بڑے اصرار سے اس کو یہ کہکر واپس فرماتے کہ یہاں کے لوگ زیادہ مستحق ہیں اُن کی خدمت میں پیش کیا جائے مخصوص اہل فضل وکمال کا پتہ بھی بتادیتے اس کے بعد اگر کوئی اصرار کرتا تو مجبوراً حضرت قبول فرماکر اس ناکارہ کو اس ارشاد کے ساتھ مرحمت فرمادیتے اس کی کوئی چیز بازار سے منگالینا کہ یہاں کے تاجروں کی بھی مدد کرنا چاہیئے۔ حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے کہ آدمی کے کریم ہونے کے آثار میں سے ہے کہ اس کے سفر کا توشہ عمدہ ہو علما نے لکھا ہے کہ توشہ کے عمدہ ہونے سے خود اس کا بہتر ہونا بھی مراد ہو سکتا ہے اور خرچ کرنے میں طبیعت پر بار نہ ہو یہ بھی مراد ہو سکتا ہے۔ حضرت عمرؓ کا دوسرا ارشاد ہے کہ بہترین حاجی وہ ہے جس کی نیت میں اخلاص ہو نفقہ بہتر ہو اور اللہ کی ساتھ یقین کامل ہو (اتحاف) ایک ضعیف حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص اللہ کی رضا کی جگہ خرچ کرنے میں بخل کرتا ہے اس کو اس سے

Marfat.com

کئی گنا زیادہ اللہ کی ناراضی میں خرچ کرنا پڑتا ہے اور جو شخص کسی دنیوی غرض سے حج فرض کو تاخیر کرتا ہے اس کی یہ غرض اس وقت تک مؤخر کردی جاتی ہے جب تک لوگ حج سے فارغ ہو کر نہ آجائیں اور جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی مدد کرنے سے پہلو تہی کرتا ہے اس کو کسی گناہ کی چیز میں اعانت کرنا پڑتی ہے (ترغیب وفی الکنز بروایۃ الطبرانی عن ابی جحیفۃ)۔

(۱۰) عن جابرؓ رفعہ ما امعر حاج قط قیل لجابر ما الامعار قال ما افتقر رواہ الطبرانی فی الاوسط والبزار ورجالہ رجال الصحیح کذا فی الترغیب۔

حضرت جابرؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ حاجی فقیر ہرگز نہیں ہوسکتا۔

ف۔ ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ حج اور عمرہ کی کثرت فقر کو روکتی ہے (کنز) ایک اور حدیث میں ہے کہ لگاتار حج وعمرہ برے خاتمہ سے بھی حفاظت کا سبب ہے اور فقر کو بھی روکتے ہیں۔ (کنز) ایک حدیث میں ہے کہ حج کرو غنی ہو گے سفر کرو صحت یاب ہو گے۔ (کنز) یعنے تبدیل آب وہوا اکثر صحت کا سبب ہوتی ہے اور بہت کثرت سے اس کا تجربہ ہوا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ لگاتار حج وعمرہ فقر اور گناہوں کو ایسا دور کرتے ہیں جیسا آگ کی بھٹی لوہے کے میل کو دور کرتی ہے۔ (کنز)

(۱۱) عن عائشۃؓ قالت استاذنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الجھاد فقال جھادکن الحج متفق علیہ۔ (مشکوٰۃ)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد میں شرکت کی اجازت مانگی حضور نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا جہاد حج ہے۔

Marfat.com

ف۔ ایک اور حدیث میں حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے حضورؐ سے پوچھا کیا عورتوں پر بھی جہاد ہے حضورؐ نے فرمایا کہ ہاں ایسا جہاد ہے جس میں قتال نہیں اور وہ حج اور عمرہ ہے۔ (مشکوٰۃ) حضرت حسینؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں ضعیف بھی ہوں اور کم ہمت بھی ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا آؤ میں تمہیں ایسا جہاد بتاؤں جس میں کوئی کانٹا بھی نہیں چبھتا (یعنی زخم ذرا بھی نہیں) اور وہ حج ہے (ترغیب) ایک حدیث میں حضرت عائشہ سے نقل کیا ہے۔ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم دیکھتے ہیں کہ جہاد سب اعمال سے افضل ہے کیا ہم عورتیں جہاد نہ کیا کریں حضورؐ نے فرمایا تمہارے لئے افضل جہاد حج مقبول ہے (ترغیب) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ بوڑھے اور ضعیف لوگوں کا اور عورتوں کا جہاد حج ہے (ترغیب) ایک اور حدیث میں ہے کہ بچے اور بوڑھے اور ضعیف آدمیوں کا اور عورتوں کا جہاد۔ حج اور عمرہ ہے (کنز) اس قسم کے بہت سے ارشادات احادیث میں وارد ہیں اور ان سب کے علاوہ ایک ارشاد حضورؐ کا احادیث میں آیا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضور نے اپنے حج کے موقع پر عورتوں سے ارشاد فرمایا کہ یہ حج ہے جس کو تم کر رہی ہو اس کے بعد اپنے گھر کے بوریوں پر رہنا۔ اس حدیث پاک کی وجہ سے امہات المؤمنین میں سے حضرت زینبؓ اور حضرت سودہؓ نے تو کوئی حج اس کے بعد نہیں کیا اور یہ فرمایا کرتی تھیں کہ جب ہم نے حضورؐ سے خود یہ ارشاد سنا ہے پھر کیسے گھر سے سفر کے لئے نکلیں لیکن اور باقی ازواج مطہرات پہلی احادیث کی بنا پر حج اور عمرہ کے لئے

Marfat.com

تشریف لیجاتی رہیں (ترغیب) حضور کے دونوں ارشاد اپنی جگہ پر بالکل صحیح ہیں اور ان میں کوئی تعارض نہیں۔ اصل یہ ہے کہ عورتوں کا مسئلہ نازک ہے ان کا سفر بڑی شرائط کو چاہتا ہے اس لئے جہاں تک حج اور عمرہ اور اس کی فضیلت کا تعلق ہے عورتوں کے لئے وہ بہترین جہاد اور بہترین عبادت ہے لیکن چونکہ اس میں کچھ شرائط اور پابندیاں ہیں جن کا حاصل ہونا اکثر دشوار ہوجاتا ہے اس لئے احتیاطاً حضورؐ نے یہ فرمادیا وہ پابندی احتیاط کی اور محرم کے وجود کی ہے بہت سی احادیث میں یہ ارشاد ہے کہ عورت کے لئے سفر ناجائز ہے اس وقت تک کہ اس کے ساتھ کوئی محرم نہ ہو۔ ایک حدیث میں ہے کہ کوئی مرد ہرگز کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہا مکان میں نہ رہے اور کوئی عورت ہرگز بغیر محرم کے سفر نہ کرے (مشکوۃ) ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ عورت پردہ کی چیز ہے جب وہ گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کے پیچھے لگ جاتا ہے اور اس کی فکر میں رہتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس جگہ تنہا اجنبی مرد و عورت ہوں گے تیسرا شخص وہاں شیطان ہوگا (مشکوۃ) ایک حدیث میں ہے کہ (نامحرم) عورتوں کے پاس جانے سے بہت بچو کسی نے عرض کیا کہ حضورؐ اگر دیور ہو حضورؐ نے فرمایا کہ دیور تو موت ہے۔ (مشکوۃ)۔ موت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے لئے ہلاکت کے اسباب بوجہ ہر وقت کے قرب کے بہت زیادہ پیدا ہوسکتے ہیں۔ اس قسم کی بہت سی وعیدیں احادیث میں وارد ہیں۔ اور سفر میں لیسا اوقات اجنبی مردوں کے ساتھ تنہا مکان میں رہ جانے کی نوبت آجاتی ہے اور بغیر محرم کے تو سفر جائز ہی نہیں چاہے تنہا رہنے کی نوبت

Marfat.com

آئے یا نہ آئے پس اس صورت میں نیکی برباد گناہ لازم کا قصہ ہو جاتا ہے

(۱۲) عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اراد الحج فلیتعجل رواہ ابوداود وفی الترغیب بلفظ اٰخر عن الاصبہانی۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو حج کا ارادہ کرے اس کو جلدی کرنا چاہیئے۔

ف ۔ دوسری حدیث میں یہ ارشاد ہے کہ فرض حج میں جلدی کرو نہ معلوم کیا بات پیش آجائے (ترغیب) ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ حج میں جلدی کرو کسی کو بعد کی کیا خبر ہے کہ کوئی مرض پیش آجائے یا کوئی اور ضرورت درمیان میں لاحق ہو جائے (کنز) ایک اور حدیث میں ہے کہ حج نکاح سے مقدم ہے۔ (کنز) ایک حدیث میں ہے کہ جس کو حج کرنا ہے جلدی کرنا چاہیئے کبھی آدمی بیمار ہو جاتا ہے کبھی سواری کا انتظام نہیں رہتا کبھی اور کوئی ضرورت لاحق ہو جاتی ہے (کنز) ایک حدیث میں ہے حج کرنے میں جلدی کرو نہ معلوم کیا عذر پیش آئے۔ (کنز) ان احادیث کی بنا پر ائمہ میں سے ایک بڑی جماعت کا مذہب یہ ہے کہ جب کسی شخص پر حج فرض ہو جائے تو اس کو فوراً ادا کرنا واجب ہے تاخیر کرنے سے گنہ گار ہوتا ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ فرض حج ادا کرو وہ بیس مرتبہ جہاد کرنے سے بڑھا ہوا ہے (کنز) ایک حدیث میں ہے کہ حج کرنا جہاد ہے اور عمرہ کرنا نفل ہے (کنز)

(۱۳) عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خرج حاجاً

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص حج کے لئے جائے اور راستہ

Marfat.com

فمات کتب لہ اجر الحاج الی یوم القیمۃ ومن خرج معتمرا فمات کتب لہ اجر المعتمر الی یوم القیمۃ ومن خرج غازیا فمات کتب لہ اجر الغازی الی یوم القیمۃ رواہ ابو یعلی من روایۃ ابن اسحق و بقیۃ رواتہ ثقات کذا فی الترغیب۔

میں انتقال کر جائے اس کے لئے قیامت تک حج کا ثواب لکھا جائے گا اور اسی طرح جو شخص عمرہ کے لئے جائے اور راستہ میں انتقال کر جائے اس کو قیامت تک عمرہ کا ثواب ملتا رہے گا اور جو شخص جہاد کے لئے نکلے اور راستہ میں انتقال کر جائے اس کے لئے قیامت تک مجاہد کا ثواب لکھا جائے گا۔

ف۔ ایک اور حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص حج یا عمرہ کے لئے نکلے اور مر جائے نہ اس کی عدالت میں پیشی ہے نہ حساب کتاب اس سے کہدیا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جا (ترغیب) ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ بیت اللہ اسلام کے ستونوں میں سے ایک ستون ہے جو شخص حج یا عمرہ کے لئے نکلے اور راستہ میں مر جائے تو جنت میں داخل ہو جائے گا اور جو فراغت کے بعد واپس ہو وہ اجر اور غنیمت کے ساتھ واپس ہو گا۔ (ترغیب) غنیمت کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں بھی اس خرچ کا بدلہ ملتا ہے جو حج میں خرچ کیا جیسا کہ حدیث ۲ کے ذیل میں گذر چکا ہے۔ ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ جو مکہ کے راستہ میں جاتے ہوئے یا واپسی میں مر جائے اس کی نہ پیشی ہے نہ حساب کتاب ہے (ترغیب) ایک حدیث میں ہے جو شخص حج یا عمرہ کے ارادہ سے مکہ کے راستہ میں مر جائے نہ اس کی پیشی ہے نہ حساب کتاب ہے وہ سیدھا جنت

Marfat.com

میں داخل ہو جائے گا (کنز) ایک حدیث میں ہے کہ آدمی کے مرنے کی بہترین حالت یہ ہے کہ حج سے فراغت پر یا رمضان کے روزے رکھ کر مرے (کنز) یعنی یہ دونوں حالتیں ایسی ہیں کہ گناہوں سے پاک صاف ہوگا ایک حدیث میں ہے کہ جو احرام کی حالت میں مریگا وہ حشر میں لبیک کہتا ہوا اُٹھے گا۔ (کنز)

(۱۴) عن ابن عباس قال إن امرأة من خثعم قالت یارسول اللہ ان فریضۃ اللہ فی الحج ادرک ابی شیخا کبیرا لا یثبت علی الراحلۃ افاحج عنہ قال نعم وذلک فی حجۃ الوداع متفق علیہ (مشکوۃ)

ایک صحابی عورت نے حضور سے دریافت کیا کہ حضور اللہ کے فریضۂ حج نے میرے باپ کو ایسی حالت میں پایا کہ وہ بوڑھے ہیں سواری پر بھی سوار نہیں ہو سکتے کیا میں ان کی طرف سے حج بدل کروں حضور نے فرمایا کہ ہاں ان کی طرف سے حج کرو۔

ف۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ایک صحابی مرد نے حضور سے دریافت کیا کہ میری ہمشیرہ نے حج کی نذر کی تھی۔ اب اُن کا انتقال ہو گیا کیا کرنا چاہیئے حضور نے فرمایا کہ اگر ان کے ذمہ کسی کا قرض ہوتا تو تم ادا کرتے یا نہ کرتے انھوں نے عرض کیا۔ جی حضور ادا کرتا حضور نے فرمایا کہ یہ اللہ کا قرض ہے اس کو ادا کرو۔ (مشکوۃ) ایک اور صحابی کا قصہ ہے انہوں نے حضور سے عرض کیا کہ میرے والد بہت بوڑھے ہیں نہ حج کر سکتے ہیں نہ عمرہ کر سکتے ہیں نہ سفر کر سکتے ہیں حضور نے فرمایا کہ اپنے والد کی طرف سے حج بھی کرو عمرہ بھی کرو (مشکوۃ) ایک حدیث میں حضور نے اس نوع کے سوال کے جواب میں فرمایا اگر تیرے باپ کے ذمہ قرضہ ہوتا

Marfat.com

اور تو ادا کرتا تو وہ ادا ہو جاتا یا نہیں۔ انھوں نے عرض کیا ادا ہو جاتا حضورؐ نے فرمایا پھر اللہ تو بڑے رحم والے ہیں (یعنی وہ قرض کیوں نہ قبول کریں گے) اپنے باپ کی طرف سے حج کر۔ (کنز) ایک حدیث میں ارشاد ہے جو شخص اپنے والدین کی طرف سے ان کے انتقال کے بعد حج کرے اس کے لئے جہنم کی آگ سے خلاصی ہے اور والدین کے لئے پورا حج لکھا جاتا ہے اس کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ اور کسی اپنے قریبی رشتہ دار کے لئے اس سے بڑھ کر صلہ رحمی نہیں کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی طرف سے حج کرکے اس کی قبر میں پہنچائے۔ (کنز) ایک صحابی نے دریافت کیا یا رسول اللہ جب میرے والدین زندہ تھے تو میں ان کے ساتھ حسن سلوک کیا کرتا تھا اب ان کا انتقال ہو گیا اب میں ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہتا ہوں۔ تو اس کا کیا طریقہ ہے حضورؐ نے فرمایا کہ جب اپنے لئے نماز پڑھو تو ان کے لئے بھی نماز پڑھو یعنی نماز پڑھکر اس کا ثواب اُن کو پہنچاؤ اور جب اپنے لئے روزے رکھو تو ان کے لئے بھی روزے رکھو۔ ایک صحابی نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ ہم اپنے مردوں کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں حج کرتے ہیں اُن کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں یہ ان تک پہنچتا ہے حضور نے فرمایا پہنچتا ہے اور وہ اس سے ایسے خوش ہوتے ہیں جیسا کہ تمہارے پاس طباق میں کوئی ہدیہ پیش کیا گیا ہو (مناسک قاری) دوسرے کی طرف سے حج دو طرح کیا جاتا ہے ایک صورت تو یہ ہے کہ کسی کی طرف سے حج نفل کرلے اس کے لئے تو کوئی شرط نہیں جس کا دل چاہے جس کی طرف سے چاہے حج نفل یا عمرہ یا طواف کر سکتا ہے دوسری صورت یہ

ہے کہ جسکی طرف سے حج بدل کرے اس کے ذمہ حج فرض ہو اس کے لئے کچھ شرائط ہیں جن کو وقت پر علماء سے تحقیق کر لینا چاہیئے۔

(۱۵) إن الله ليدخل بالحجة الواحدة ثلثة نفر الجنة الميت والحاج عنه والمنفذ لذلك عب هب عن جابر كذا في الكنز

حضور کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ شانہ (حج بدل میں) ایک حج کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرماتے ہیں ایک مردہ (جس کی طرف سے حج بدل کیا جا رہا ہے) دوسرا حج کرنیوالا تیسرا وہ شخص (وارث وغیرہ) جو اب حج کرا رہا ہے (یعنی حج بدل کے لئے روپیہ دے رہا ہے۔)

ف۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی کی طرف سے حج کرے اس حج کرنے والے کو بھی اتنا ہی ثواب ہوتا ہے جتنا اس شخص کو ہو جس کی طرف سے حج کیا جاتا ہے (کنز) ابن موفق کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے متعدد حج کئے ایک مرتبہ خواب میں حضورؐ کی زیارت ہوئی حضورؐ نے فرمایا کہ ابن الموفق تو نے میری طرف سے حج کئے میں نے عرض کیا کہ جی حضورؐ کئے۔ حضورؐ نے فرمایا تو نے میری طرف سے لبیک کہا میں نے عرض کیا کہ جی حضرت حضورؐ نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن اس کا بدلہ دوں گا کہ حشر کے میدان میں تیرا ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کر دوں گا اور لوگ اپنا حساب کتاب کرتے رہیں گے۔ (اتحاف) ایک حدیث میں آیا ہے کہ کسی دوسرے کی طرف سے حج کرنے

Marfat.com

ہیں چار شخصوں کو حج کا ثواب ملتا ہے ایک وصیت کرنے والے کو دوسرے اس کو جو اس وصیت کو لکھے تیسرے روپیہ خرچ کرنے والے کو چوتھے حج کرنے والے کو (کنز) لیکن ایک بات کا نہایت اہتمام سے خیال رکھنا چاہیئے وہ یہ کہ حج بدل میں نیت خالص رکھنے کی اہتمام سے کوشش کرے مقصد محض حج و زیارت اور دوسرے کی اعانت ہو اس حج کی وجہ سے کوئی دنیوی منفعت مقصود نہ ہو اگر ایسا ہوا تو حج کرانے والے کو ثواب مل ہی جائے گا مگر اس حج کرنے والے کا ثواب تو ختم ہوا امام غزالی نے لکھا ہے کہ جو شخص اجرت کے ساتھ حج بدل کرتا ہے وہ دین کے عمل سے۔ دنیا کما رہا ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ اس کو مستقل مشغلہ اور تجارت نہ بنائے کہ اللہ جل شانہ دین کے طفیل دنیا تو عطا فرما دیتے ہیں لیکن دنیا کے بدلہ دین عطا نہیں فرماتے یعنے اس کی غرض تو دنیا کا ایندھن جمع کرنا ہو اور اس کو ثواب مل جائے یہ نہیں ہوتا (اتحاف)

دوسری فصل

حج نہ کرنے کی وعید میں۔ حج ارکان اسلام میں ایک اہم رکن ہے اور اسی پر ارکان کی تمامی ہوئی ہے جیسا کہ پہلی فصل میں گذر چکا ہے اس لئے اس میں کوتاہی پر جتنی سختی ہو وہ قرین قیاس ہے اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے۔

وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا ومن کفر فان اللہ غنی عن	اور اللہ جل شانہ کے (خوش کرنے کے) واسطے لوگوں کے ذمہ اس مکان (یعنی بیت اللہ)

Marfat.com

العالمین (سورہ آل عمران) کا حج (فرض) ہے اس شخص کے ذمہ ہے جو وہاں جانے کی سبیل رکھتا ہو اور جو منکر ہو تو (اللہ جل شانہ کا کیا نقصان ہے) اللہ تعالیٰ تمام جہان سے غنی ہیں (ان کو کیا پروا)۔

ف۔ علماء نے لکھا ہے کہ حج کی فرضیت کی ابتدا اسی آیت شریفہ کے نزول سے ہوئی۔ (عینی) اس آیت شریفہ میں بہت سی تاکیدیں جمع ہو گئیں اوّل للہ کا لام ایجاب کے لئے ہے جیساکہ علامہ عینی نے لکھا۔ دوسرے علی الناس کا لفظ جو نہایت لزوم پر دلالت کرتا ہے یعنے لوگوں کی گردنوں پر یہ حق لازم ہے تیسرے علی الناس کے بعد من استطاع کو ذکرنا جس میں دو طرح کی تاکید ہے ایک بدل کی دوسرے اجمال کے بعد تفصیل کی۔ چوتھے حج نہ کرنے والے کو مَن کَفَر سے تعبیر کیا پانچویں اس پر اپنے استغنا اور بے پروائی کا ذکر فرمایا جو بڑے غصہ کی علامت ہے اور اس کی رسوائی پر دلالت کرتا ہے۔ چھٹے اس کے ساتھ سارے جہان سے استغنا کا ذکر فرمایا جس سے اور بھی زیادہ غصہ کا اظہار ہوتا ہے (اتحاف) اس میں کئی نمبر ایسے ہیں جو عربی سے تعلق رکھتے ہیں میرا مقصد ان کے ذکر کرنے سے یہ ہے کہ اس ایک ہی آیت شریفہ میں کئی وجہ سے تاکید اور حج نہ کرنے والے پر عتاب ہے۔ حضرت ابن عمرؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص تندرست ہو اور پیسہ والا ہو کہ حج کو جا سکے اور پھر بغیر حج کئے مرجائے قیامت میں اس کی پیشانی پر کافر کا لفظ لکھا ہوا ہوگا اس کے بعد انھوں نے یہ آیت شریفہ ومن کفر آخر تک پڑھی (در منثور) حضرت

Marfat.com

سعید بن جبیر ابراھیم نخعی مجاھد طاؤس جو تابعین علماء میں مشہور ہیں ان حضرات میں سے ہر ایک سے یہ نقل کیا گیا کہ اگر مجھے کسی شخص کے متعلق معلوم ہو جائے کہ وہ غنی تھا اس پر حج واجب تھا پھر بغیر حج کئے مر گیا تو میں اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھوں (اتحاف) اگر چہ ائمہ اربعہ کے نزدیک حج نہ کرنے سے آدمی کافر نہیں ہوتا جب تک کہ حج کا انکار نہ کرے لیکن جو وعیدیں اوپر ذکر کی گئیں وہ کیا کم ہیں اور آئندہ جو حضور کے ارشادات اس بارہ میں آ رہے ہیں وہ مزید برآں۔

وانفقوا فی سبیل اللہ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ (سورۃ بقرہ)	اور تم لوگ خرچ کیا کرو اللہ کے راستہ میں اور اپنے ہی ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالو۔

ف۔ ایک جماعت مفسرین سے یہ نقل کیا گیا کہ اس آیت شریفہ میں اللہ کے حقوق واجبہ میں خرچ نہ کرنے پر وعید ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جب حج جیسے اہم فریضہ میں کوئی شخص اللہ کے دیئے ہوئے مال کو خرچ نہیں کرے گا تو اس کی اپنے ہاتھوں ہلاکت میں کیا شک ہے۔

(۱) عن علیؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ملک زادا وراحلۃ تبلغہ الی بیت اللہ ولم یحج فلا علیہ ان یموت یھودیا او نصرانیا وذلک ان اللہ تبارک وتعالی یقول وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب وفی	حضور کا ارشاد ہے کہ جس شخص کے پاس اتنا خرچ ہو اور سواری کا انتظام ہو کہ بیت اللہ شریف جا سکے اور پھر وہ حج نہ کرے تو کوئی فرق نہیں اس بات میں کہ وہ یہودی ہو کر مر جائے یا نصرانی ہو کر اس کے بعد حضور نے اپنے اس ارشاد کی تائید میں وہ آیت پڑھی جو اوپر گذری۔ وللہ علی الناس حج البیت

Marfat.com

اسنادہ مقال کذا فی المشکوۃ۔

ف۔ محدثین کے قواعد کے موافق اس حدیث کی سند میں کلام ہے لیکن اوپر کی آیت شریفہ اور دوسری روایات سے اس حدیث شریف کی تائید ہوتی ہے۔ امام غزالی فرماتے ہیں کہ کتنی اہم عبادت ہے کہ اس کا چھوڑنے والا گمراہی میں یہود اور نصاریٰ کے برابر شمار ہوتا ہے۔

(۲) عن ابی امامۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یمنعہ من الحج حاجۃ ظاھرۃ او سلطان جابر او مرض حابس فمات ولم یحج فلیمت ان شاء یھودیا وان شاء نصرانیا رواہ الدارمی کذا فی المشکوۃ۔ وفی الاتحاف۔

حضور کا ارشاد ہے کہ جس شخص کے لئے کوئی واقعی مجبوری حج سے مانع نہ ہو۔ ظالم بادشاہ کی طرف سے روک نہ ہو یا ایسا شدید مرض نہ ہو جو حج سے روک دے پھر وہ بغیر حج کئے مر جائے تو اس کو اختیار ہے کہ چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی مرے۔

روی الحدیث بالفاظ مختلفۃ وکذا ابسط طرقہ السیوطی فی الدر۔

ف۔ حضرت عمرؓ سے بھی یہ مضمون نقل کیا گیا کہ انھوں نے تین دفعہ فرمایا کہ ایسا شخص چاہے یہودی ہو کر مرے چاہے نصرانی مرے دوسری حدیث میں حضرت عمرؓ سے یہ نقل کیا گیا کہ جو شخص حج کی طاقت رکھتا ہو اور حج نہ کرے قسم کھا کر کہدو کہ وہ نصرانی مرا ہے۔ یا یہودی مرا ہے۔ (کنز) حضرت عمرؓ کا یہ ارشاد ممکن ہے کہ ان کی یہی تحقیق ہو ورنہ علما کے نزدیک حج نہ کرنے سے کافر نہیں ہوتا۔ انکار سے کافر ہوتا ہے ایک اور حدیث میں حضرت عمرؓ سے نقل کیا گیا کہ میرا دل

چاہتا ہے کہ تمام شہروں میں اعلان کرا دوں کہ جو شخص باوجود قدرت کے حج نہ کرے اس پر جزیہ مقرر کر دیا جائے یہ مسلمان نہیں مسلمان نہیں (کنز و اتحاف) جزیہ کافروں پر مقرر کیا جاتا ہے مسلمان پر جزیہ نہیں ہوتا۔

(۳) من کان لہ مال یبلغہ حج بیت ربہ او تجب علیہ فیہ الزکوٰۃ فلم یفعل سال الرجعۃ عند الموت (ت عن ابن عباس کنز)

حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس اتنا مال ہو جو حج کر سکے اور حج نہ کرے یا اتنا مال ہو جس پر زکوٰۃ واجب ہو اور زکوٰۃ ادا نہ کرے وہ مرتے وقت دنیا میں واپس آنے کی تمنا کرے گا۔

ف۔ تمنا کرنے سے قرآن پاک کی اس آیت شریفہ کی طرف اشارہ ہے جس میں ارشاد ہے حتی اذا جاء احدھم الموت قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحا فیما ترکت کلا انھا کلمۃ ھو قائلھا ومن ورائھم برزخ الی یوم یبعثون (سورہ مومنون) ترجمہ۔ حتیٰ کہ جب ان میں سے کسی کو موت آنے لگتی ہے اس وقت کہتا ہے کہ اے میرے رب مجھکو دنیا میں واپس کر دیجئے تاکہ میں جس (مال ومتاع) کو چھوڑ آیا ہوں اس میں پھر نیک کام کروں اللہ جل شانہ فرماتے ہیں ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ یہ اس کی ایک بات ہے جس کو وہ کہے جا رہا ہے اور ان کے آگے برزخ کا عالم (یعنی قبر میں رہنا) ہے قیامت تک کے لئے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ گنہگاروں کے لئے قبر میں ہلاکت ہے کہ کالے سانپ اس کے سر سے اور پاؤں سے ڈسنا شروع کرتے ہیں یہاں تک کہ ڈستے ڈستے بیچ کے حصہ میں سر اور پاؤں والے ملجاتے

Marfat.com

ہیں یہی وہ برزخ کا عذاب ہے جس کا اس آیت شریفہ میں ذکر ہے (درمنثور) ایک حدیث میں آیا ہے حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس حج کو جانے کا سامان ہو اور حج نہ کرے یا اس کے پاس مال ہو اور زکوٰۃ ادا نہ کرے وہ مرتے وقت دنیا میں واپس کئے جانے کی درخواست کرے گا کسی شخص نے عرض کیا کہ دنیا میں واپسی کی تمنا کافر کریں گے۔ یعنی یہ آیت شریفہ مسلمانوں کے لئے نہیں ہے وہ دنیا میں واپسی کی تمنا نہ کریں گے حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ میں قرآن پاک کی دوسری آیتیں سناتا ہوں جس میں مسلمانوں ہی کا ذکر ہے اس کے بعد حضرت ابن عباسؓ نے سورہ منافقین کے آخر کی آیتیں یاایھا الذین امنوا لاتلھکم اموالکم ولا اولادکم آخر سورت تک پڑھیں جن کا ترجمہ یہ ہے۔ اے ایمان والو تم کو تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کی یاد سے غافل نہ کرنے پائیں اور جو ایسا کرے گا (کہ اس کے مال اولاد اس کو اللہ کی یاد سے غافل کر دیں) یہی لوگ خسارہ والے ہیں اور ہم نے جو کچھ مال دیا ہے اس میں سے اس سے پہلے پہلے (اللہ کے کاموں میں) خرچ کر لو کہ تم میں سے کسی کے (سر پر) موت آجائے اور وہ (حسرت اور تمنا سے) کہنے لگے اے میرے رب مجھ کو تھوڑے دن کی اور مہلت کیوں نہ دی کہ میں خیرات دے لیتا اور نیک کام کرنے والوں میں شامل ہو جاتا (اب یہ تمنا بیکار ہے اس لئے کہ) اللہ جل شانہ جب کسی کی عمر ختم ہو جائے تو ہرگز مہلت نہیں دیتے اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب کاموں کی پوری خبر ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے یہی آیت شریفہ

Marfat.com

یا ایّھا الذین اٰمنوا پڑھی اور فرمایا کہ یہ مسلمان کا ذکر ہے جب اس کو موت آتی ہے اور اس کے پاس مال ہو جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی ہو یا حج نہ کیا ہو اور اللہ کے حق ادا نہ کئے ہوں وہ موت کے وقت دنیا میں واپس آنے کی درخواست کرتا ہے لیکن اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے ولن یؤخر اللہ نفسًا الآیۃ اللہ جل شانہ اس کو ہرگز مہلت نہیں دیتے جس کی عمر کی میعاد ختم ہو چکی ہو (درمنثور)

(۴) عن ابی سعید الخدریؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یقول اللہ عز وجل ان عبدًا صححت لہ جسمہ ووسعت علیہ فی المعشیۃ تمضی علیہ خمسۃ اعوام لایفد الی لمحروم رواہ ابن حبان فی صحیحہ وقال علی بن المنذر اخبرنی بعض اصحابنا کان حسن بن حی یعجبہ ھذا الحدیث وبہ یاخذ ویحب للرجل الموسر الصحیح ان لایترک الحج خمس سنین کذا فی الترغیب وفی الباب عن جناب وابی ھریرۃ کما فی الکنز۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ جل جلالہ کا فرمان ہے کہ جو بندہ ایسا ہو کہ میں نے اس کو صحت عطا کر رکھی ہو اور اس کی روزی میں وسعت دے رکھی ہو اور اس کے اوپر پانچ سال ایسے گذر جائیں کہ وہ میرے دربار میں حاضر نہ ہو وہ ضرور محروم ہے۔

ف۔ اس مضمون کی کئی حدیثیں روایت کی گئی ہیں اس حدیث کا تقاضا یہ تھا کہ ہر صاحب ثروت پر اگر اس میں حج کی طاقت ہو تو ہر پانچ سال میں ایک مرتبہ حج فرض ہوتا لیکن چونکہ دوسری احادیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے صاف لفظوں میں یہ ثابت

Marfat.com

ہو گیا کہ حج عمر بھر میں ایک ہی مرتبہ فرض ہے اس لئے اس حدیث کو فرض پر تو حمل نہیں کیا جاتا لیکن خیر و برکت کی محرومی سے کیا انکار ہے جب کہ اللہ جل شانہ کا ارشاد بھی ہے اور اس کی عطا کی ہوئی صحت اور رزق کی وسعت بھی ہے۔ ایسی حالت میں اگر کوئی دوسری دینی ضرورت مقدم نہ ہو تو پھر حاضر ہونا ہی چاہیئے البتہ اگر کوئی دوسری دینی ضرورت راجح ہو تو وہ مقدم ہوگی اور اسی طرح اگر فقراء کی کثرت ہو تو صدقہ نفل حج نفل سے افضل ہوگا

(۵) روی عن ابی جعفر محمد بن علی عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد ولا امۃ یضن بنفقۃ ینفقہا فیما یرضی اللہ الا انفق اضعافہا فیما یسخط اللہ وما من عبد یدع الحج لحاجۃ من حوائج الدنیا الا رای المحلقین قبل ان تقضی تلک الحاجۃ یعنی حجۃ الاسلام وما من عبد یدع المشی فی حاجۃ اخیہ المسلم قضیت اولم تقض الا ابتلی بمعونۃ من ماثم علیہ ولا یوجر فیہ رواہ الاصبہانی وفیہ نکارۃ کذا فی الترغیب ورواہ فی مجمع الزوائد بروایۃ الطبرانی فی الکبیر عن ابی جحیفۃ وقال فیہ عبید ابن القاسم الاسدی وھو متروک قلت وھو

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا گیا کہ جو کوئی بھی مرد یا عورت کسی ایسے خرچ میں بخل کرے جو اللہ کی رضا کا سبب ہو تو وہ اس سے بہت زیادہ ایسی جگہ خرچ کرے گا جو اللہ کی ناراضی کا سبب ہو اور جو شخص کسی دنیوی غرض سے حج کو جانا ملتوی کرے گا وہ اپنی اس غرض کے پورا ہونے سے پہلے دیکھ لے گا کہ لوگ حج سے فارغ ہو کر آ گئے اور جو شخص کسی مسلمان کی مدد میں پاؤں ہلانے سے گریز کرے گا اس کو کسی گناہ کی اعانت میں مبتلا ہونا پڑے گا جس میں کچھ بھی ثواب نہ ہو۔

من رواه ابن ماجة وذكره صاحب الكنز۔

ف۔ محدثین رحمہم اللہ کے قواعد کے موافق یہ روایت ضعیف ہے لیکن ایسے امور میں ضعیف روایت ذکر کی جاتی ہے اس لئے محدثین اس کو ذکر فرماتے ہیں اس سے قطع نظر تجربہ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے جو لوگ امور خیر سے بچا بچا کر رکھتے ہیں خواہ مخواہ مقدمات وغیرہ میں رشوتوں میں اور ان سے بڑھ کر بعض اوقات حرام کاریوں میں ناچ گانوں اور سینماؤں میں خرچ ہونے لگتا ہے اگر اللہ کی اس عطا فرمائی ہوئی دولت کو خیر کے کاموں میں آدمی خرچ کرے تو پھر ان بلاؤں سے حفاظت رہے یہ امر ضرور قابل لحاظ ہے کہ یہ وعیدیں اسی وقت ہیں جب کہ استطاعت کے باوجود حج فرض ادا نہ کرے اور اس کے بالمقابل ناداری کی حالت میں بالخصوص جب کہ دوسروں کے حقوق اپنے ذمہ ہوں ان کے حقوق کی ذمہ داری حج نفل سے کہیں زیادہ ہے۔ ابن امیر الحاج مدخل میں لکھتے ہیں کہ بعض آدمی اپنے اہل وعیال کو ضیاع میں (یعنی ان کا کوئی انتظام کئے بغیر) چھوڑ کر حج کو چلے جاتے ہیں حالانکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آدمی کے گناہ کے لئے یہی کافی ہے کہ جس کا کھانا اپنے ذمہ ہے اس کو ضائع کردے۔

تیسری فصل

اس سفر کی مشقتوں کے تحمل میں سفر خواہ کیسا ہی ہو وہ فی نفسہ مشقت

کا سبب ہے اسی وجہ سے شریعت نے اس میں خصوصی رعایت
یہاں تک فرمائی کہ فرض نمازیں چار رکعت کی جگہ دو رکعت کر دیں
خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے کہ السفر قطعۃ من النار
سفر آگ کا ایک ٹکڑا ہے۔ پس مشقت تو اس میں ہوتی ہی ہے اور
پھر یہ سفر تو خصوصیت سے عاشقانہ سفر ہے عشاق ہی کی طرح
اس کو طے کرنا چاہیئے کہ ان کو کوئی برا کہے گالیاں دے پتھر مارے
جو چاہے کرے وہ اپنے خیالات میں مست اور اپنے ذوق شوق
میں شاداں اور فرحاں رہتے ہیں۔ اور ہر مشقت کا بشرطیکہ کسی
دوسری دینی مصلحت یا صحت کے خلاف نہ ہو تحمل کرنا زیادتی
اجر کا سبب ہے۔ امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ اس سفر میں آدمی
جو کچھ خرچ کرے اس کو نہایت خوش دلی سے کرے اور جو نقصان
جانی یا مالی پہنچے اس کو طیب خاطر سے برداشت کرے کہ یہ اس
کے حج کے قبول ہونے کی علامت ہے۔ حج کے راستہ میں مصیبت
جہاد میں خرچ کرنے کے برابر ہے کہ ایک درم کے بدلہ میں سات
سو درم ملتے ہیں اور حج کے راستہ میں تکلیف کا اٹھانا جہاد میں
تکلیف اٹھانے کے برابر ہے اس لئے جو مشقت یا نقصان برداشت
کرے گا اللہ کے یہاں اس کا بڑا اجر ہے وہ ضائع نہیں ہے
(اتحاف) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد صحیح حدیث
میں ہے کہ حضورؐ نے حضرت عائشہؓ سے ارشاد فرمایا کہ لکن اجرک
علی قدر نصبک تیرے عمرہ کا ثواب بقدر تیری مشقت کے ہے اس
لئے یہ بات تو ظاہر ہے کہ اس سفر میں جتنی مشقت ہوگی اتنا ہی

Marfat.com

اجر ہو گا مگر یہ بات ضرور قابل لحاظ ہے کہ وہی مشقت باعث اجر ہے جو ممدوح ہو بے وجہ کی مشقت ممدوح نہیں بخاری شریف میں ایک حدیث ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ایک شخص پر ہوا جس کے ہاتھ میں رسی بندھی ہوئی تھی اور دوسرا شخص اس رسی سے اس کو کھینچکر طواف کرا رہا تھا حضورؐ نے اس رسی کو کاٹ دیا اور فرمایا کہ ہاتھ پکڑ کر کھینچو۔ بظاہر یہ شخص نابینا تھے یا کوئی اور عارضہ ایسا تھا جس کی وجہ سے دوسرے شخص کی ضرورت تھی اسی طرح ایک اور قصہ حدیث میں ہے کہ حضور نے دیکھا کہ دو شخص کسی رسی وغیرہ سے بندھے ہوئے چل رہے ہیں حضورؐ نے دریافت فرمایا یہ کیا انھوں نے عرض کیا کہ ہم نے یہ منت مانی ہے کہ اسی طرح آپس میں بندھے ہوئے کعبہ تک جائیں گے حضورؐ نے فرمایا کہ اس رسی کو توڑ دو یہ منت صحیح نہیں ہے منت نیک کام میں ہوتی ہے۔ یہ شیطانی حرکت ہے (عینی علی البخاری) البتہ پیدل چلنا اس راستہ میں ممدوح اور پسندیدہ ہے جس قدر تحمل ہو سکے اس کو برداشت کرنا چاہیئے بعض علما نے تو اس آیت شریفہ کی بنا پر جو رسالہ کے شروع میں واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا الآیۃ گذری ہے اور اس میں رجالاً یعنی پیدل چلنے والوں کو سواری پر چلنے والوں سے پہلے ذکر کیا ہے یہ فرمادیا کہ پیدل سفر کرنا سواری پر حج کرنے سے افضل ہے۔ اور بعض علماء نے یہاں تک فرمادیا کہ جو لوگ پیدل سفر کرنے کے عادی ہیں ان پر حج فرض ہونے کے لئے سواری کے خرچ کی ضرورت نہیں جب بدن میں طاقت ہو راستہ مامون

Marfat.com

ہو تو ان پر حج فرض ہو جاتا ہے۔ (یعنی) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشادات میں بھی حج کے لئے پیدل چلنے کی فضیلتیں کثرت سے وارد ہوئی ہیں جن میں سے چند یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱) عن ابن عباس مرفوعاً من حج الی مکۃ ماشیا حتی رجع کتب لہ بکل خطوۃ سبعمائۃ حسنۃ من حسنات الحرم قیل وما حسنات الحرم قال کل حسنۃ بمائۃ الف حسنۃ صححہ الحاکم کذا فی العینی قلت وفی المستدرک بلفظ من حج من مکۃ ماشیا حتی یرجع الی مکۃ الحدیث وھکذا فی الکنز وقال قط فی الافراد طب ک وتعقب ذھب ق وضعفہ۔

حضورؐ سے نقل کیا گیا کہ جو شخص حج کے لئے پیدل جائے اور آئے اس کے لئے ہر ہر قدم پر حرم کی نیکیوں میں سے سات سو نیکیاں لکھی جائیں گی۔ کسی نے عرض کیا کہ حرم کی نیکیوں کا کیا مطلب، حضورؐ نے فرمایا کہ ہر نیکی ایک لاکھ نیکی کے برابر ہے۔

ف۔ اس حساب سے سات سو نیکیاں سات کروڑ کے برابر ہو گئیں اور ہر ہر قدم پر یہ ثواب ہے تو سارے راستے کے ثواب کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے اپنے انتقال کے وقت اپنی اولاد کو وصیت فرمائی کہ پیدل حج کیا کرو پھر اوپر کی حدیث بیان کی (اتحاف السادۃ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدد روایات میں نقل کیا گیا کہ مسجد حرم میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔ حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ حرم میں ایک روزہ ایک لاکھ روزوں کا ثواب رکھتا ہے اور ایک درم صدقہ ایک لاکھ درم کا ثواب رکھتا ہے اور اسی طرح ہر نیکی

Marfat.com

جو حرم میں کی جائے غیر حرم کی ایک لاکھ کے برابر ہے۔ (اتحاف)

یہاں ایک اہم بات یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ جیسا حرم محترم میں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ نیکی کے برابر ہے وہاں گناہ کا وبال بھی بہت زیادہ ہے اسی وجہ سے بعض علماء نے مکہ مکرمہ میں قیام کو مکروہ لکھا ہے کہ گناہ آدمی سے ہو ہی جاتا ہے اور وہاں گناہ کرنا بہت سخت ہے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں رکیتہ (ایک جگہ کا نام ہے جو حرم سے باہر ہے) میں ستر گناہ کروں یہ اس سے بہتر ہے کہ مکہ مکرمہ میں ایک گناہ کروں (اتحاف) چھٹی فصل کی ساتویں حدیث کے ذیل میں یہ مضمون تفصیل سے آرہا ہے۔

(۲) عن عائشۃ مرفوعا ان الملائکۃ لتصافح رکبان الحاج وتعتنق المشاۃ اخرجہ ابن الجوزی فی مثیر العزم کذا فی الاتحاف وفی الدر اخرجہ البیہقی عنہا وضعفہ۔

حضرت عائشہؓ حضورؐ سے نقل فرماتی ہیں کہ فرشتے ان حاجیوں سے جو سواری پر آتے ہیں مصافحہ کرتے ہیں اور جو پیدل چلکر آتے ہیں ان سے معانقہ کرتے ہیں۔

ف۔ حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا گیا کہ وہ جب بیمار ہوئے تو فرمایا کہ مجھے کسی چیز کا اتنا افسوس نہیں ہے جتنا اس بات کا ہے کہ میں نے پیدل حج نہیں کیا اس لئے کہ اللہ جل شانہ نے واذن فی الناس بالحج الایۃ اس آیت شریفہ میں پیدل چلنے والوں کو پہلے ذکر فرمایا ہے (درمنثور) یہ آیت شریفہ اور اس کا ترجمہ رسالے کے شروع میں گذر چکا ہے۔ مجاہد کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیلؑ

Marfat.com

نے پیدل حج کیا۔ (درمنثور) ایک روایت میں نقل کیا گیا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ہندوستان سے پیدل چلکر ایک ہزار حج کئے ہیں (ترغیب)۔ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ چالیس حج پیدل کئے ہیں (اتحاف) ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کا معمول پیدل حج کرنے کا تھا (اتحاف) ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ افضل یہ ہے کہ جب حرم میں داخل ہو تو اس وقت پیدل چلے امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ جو شخص قادر ہو اس کے لئے افضل یہ ہے کہ پیدل چلے اس لئے کہ حضرت ابن عباسؓ نے اپنے بیٹوں کو اپنے انتقال کے وقت اس کی وصیت فرمائی اور یہ فرمایا کہ پیدل چلنے والے کے لئے ہر قدم پر سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ہر نیکی ایک لاکھ کے برابر ہے۔ اس لئے جو لوگ چلنے کے عادی ہیں اور راستہ کا امن حاصل ہو ان کے لئے پیدل چلنا افضل ہے البتہ یہ شرط ضروری ہے کہ راستہ پیدل چلنے کے لئے مامون ہو۔ اور کم از کم مکہ مکرمہ سے جب عرفات پر حج کرنے جائیں اس وقت تو جوانوں کو اور پیدل چلنے پر قادر لوگوں کو پیدل ہی چلنا چاہیئے کہ اس میں علاوہ ثواب کے ہر جگہ پر مستحبات کی رعایت قابو میں رہتی ہے سواری کے پابند ہونے سے ہر جگہ بے بس ہونا پڑتا ہے اور بہت سے مستحبات ترک ہو جاتے ہیں اور یہ سفر کچھ طویل بھی نہیں ہے آٹھویں تاریخ کو مکہ مکرمہ سے منیٰ تک جانا ہے جو صرف تین میل ہے نویں کی صبح کو منیٰ سے عرفات پر جانا ہے جو پانچ چھ میل ہے یہ معمولی معمولی منزلیں ایسی نہیں

Marfat.com

کہ نوجوانوں کے اور چلنے پر قادر لوگوں کے لئے بارہوں اور ثواب
اتنا زیادہ کہ ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں ملیں۔ حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں جو اوپر ذکر کی گئی ہے۔ ایک روایت
میں یہ بھی آیا ہے کہ جب انھوں نے اپنی اولاد کو پاؤں چلنے کی
وصیت فرمائی تو انہوں نے دریافت کیا کہ کہاں سے پاؤں
چلا کریں انھوں نے ارشاد فرمایا کہ مکہ سے جب چلو تو پاؤں
چلو ایک حدیث میں حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا گیا کہ جو شخص
منیٰ سے عرفات تک پاؤں جائے اس کو ایک لاکھ نیکیاں
حرم کی نیکیوں میں سے ملیں گی۔ علی بن شعیب سے نقل کیا گیا
کہ انھوں نے نیساپور سے پاؤں چلکر ساٹھ سے زیادہ حج کئے
ہیں اور مغیرۃ بن حکیم سے نقل کیا گیا کہ انھوں نے مکہ سے چلکر
پچاس سے زیادہ حج پیدل کئے ہیں اور ابوالعباس سے نقل کیا
گیا کہ انھوں نے اسی حج پیدل کئے ہیں اور ابوعبداللہ مغربی
نے ستانوے حج پیدل کئے ہیں (اتحاف) کیا اندازہ ہے ان حضرات
کے ثوابوں کا کہ ہر قدم پر ستر کروڑ نیکیاں اُن کو ملی ہوں گی قاضی
عیاض نے شفا میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ نے حج کا تمام راستہ
قطع کیا لوگوں نے جب مشقت کا ذکر کیا تو فرمایا کہ جو غلام اپنے
آقا سے بھاگا ہوا ہو کیا وہ سواری پر سوار ہو کر حاضر ہوا گر میں اس کی
قدرت پاتا کہ سر کے بل چلکر حاضر ہوں تو اسی طرح حاضر ہوتا۔ یہ
ایک معمولی سی مثال ہے اس سفر میں مشقت برداشت کرنیکی
اسی طرح ہر اس چیز میں ہے جو خلاف طبع پیش آئے

Marfat.com

کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد جو اس فصل کے شروع میں ہے جس میں حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ تیرا اجر بقدر تیری مشقت اٹھانے کے ہے۔ ہر تکلیف کو شامل ہے لہٰذا جتنا تکالیف کا تحمل ہو سکے اس کو نہایت بشاشت اور خندہ پیشانی سے برداشت کرنا چاہیئے شکوے شکایات اور بدکلامی بدگوئی سے اپنے حج کے کثیر اجر و ثواب کو ضائع نہ کرنا چاہیئے امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ یہ ہرگز مناسب نہیں کہ اپنے ساتھیوں پر بار بار اعتراض کرتا رہے اسی طرح اپنے اونٹ والے پر اور دوسرے لوگوں پر بلکہ سب کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرے اور خوش خلقی کو مضبوط پکڑے رہے اور خوش خلقی یہ نہیں ہے کہ دوسروں کو اذیت نہ پہنچائے بلکہ خوش خلقی یہ ہے کہ اذیت کا تحمل کرے اسی وجہ سے بعض علما نے سواری پر حج کو افضل بتایا ہے کہ پاؤں چلنے سے بسا اوقات آدمی میں ہیجان اور غصہ پیدا ہو جاتا ہے اور حج میں اس سے بہت احتیاط رکھنا چاہیئے۔ لہٰذا جن لوگوں کے پیدل چلنے سے اخلاق خراب ہو جاتے ہوں دل میں تنگی اور ملال پیدا ہوتا ہو ان کو پیدل نہ چلنا چاہیئے (اتحاف) ذوق شوق اور رغبت و اشتیاق اس عبادت کی خصوصیت سے جان ہے جس طرح ایک عاشق محبوب کے شہر کی طرف سراپا شوق و اضطرب کے ساتھ چلتا ہے کہ نہ دھوپ کی پروانہ بارش کی نہ راحت کی نہ تکلیف کی نہ کسی کے طعن تشنیع کی نہ برا بھلا کہنے کی اسی طرح یہ سفر بھی طے کرنا چاہیئے ہ

Marfat.com

ہے ریت عاشقوں کی تن من نثار کرنا
رونا ستم اٹھانا دل سے نیاز کرنا

چوتھی فصل

حج کی حقیقت میں حج درحقیقت دو منظروں کا نمونہ ہے اور اس کی ہر ہر چیز میں دو حقیقتیں پنہاں ہیں۔ اگرچہ اللہ جل شانہ کے ہر حکم میں لاکھوں مصلحتیں اور حکمتیں ایسی ہیں کہ جن تک ہر شخص کے خیال کی بھی رسائی نہیں ہوتی لیکن بعض مصالح ایسی کھلی ہوئی اور ظاہر ہوتی ہیں جو ہر شخص کے ذہن میں آجاتی ہیں اسی طرح حج کے ہر ہر رکن میں ہر ہر جزو میں بالکل عیاں ہیں ایک یہ کہ نمونہ ہے موت کا اور مرنے کے بعد کے حالات کا دوسرا نمونہ ہے عشق اور محبت کے اظہار کا اور روح کو حقیقی عشق اور حقیقی محبت سے رنگنے کا نمونہ کے طور پر دونوں منظروں کی طرف مختصر طریقہ سے تنبیہ کی جاتی ہے اور اس نمونہ پر غور کرنے سے ان سب چیزوں میں یہ امور ظاہر اور واضح ہوجائیں گے پہلا نمونہ موت اور اس کے مابعد کا منظر ہے کہ آدمی جس وقت گھر سے چلتا ہے سب عزیز اور اقارب گھر بار وطن احباب کو ایک لخت چھوڑ کر دوسرے ملک گویا دوسرے عالم کا سفر اختیار کرتا ہے جن چیزوں کے ساتھ دل مشغول تھا گھر بار کھیتی باغ احباب کی مجلسیں سب ہی اس وقت چھوٹ رہی ہیں جیسا کہ مرنے کے وقت سب کو بیک وقت خیر باد کہنا پڑتا ہے حج کو

روانگی کے وقت یہی چیز قابل غور وفکر اور قابل عبرت و اعتبار ہے کہ جیسا آج عارضی مدت کے لئے یہ سب کچھ چھوٹ رہا ہے۔ بہت جلد وہ وقت بھی آنے والا ہے کہ ہمیشہ کے لئے یہ سب چیزیں چھوٹنے والی ہیں اس کے بعد سواری پر سوار ہونا اگر عبرت اور غور کی نگاہ سے دیکھا جائے تو جنازے پر سوار ہو کر چل دینے کی یاد تازہ کرتا ہے گاڑی میں بیٹھنے کے بعد وہ بھی ہر قدم پر وطن اور احباب سے دوری اور جدائی بڑھاتی رہتی ہے اور جنازہ اٹھانے والے بھی ہر قدم پر سب اعزہ اور گھر بار ساز و سامان سے دور لے جاتے ہیں کچھ لوگ ضرور جنازہ کی نماز تک ساتھ دیتے ہیں اور کچھ قبر تک بھی پہونچا دیتے ہیں اور کچھ قبر میں رکھنے اور مٹی ڈالنے تک بھی ساتھ دیتے ہیں یہ سارے منظر حاجی کے ساتھ بھی پیش آتے ہیں کہ کچھ لوگ گھر ہی سے مصافحہ کر کے فی امان اللہ کہہ دیتے ہیں کچھ اسٹیشن تک تکلیف فرما لیتے ہیں اور کچھ بہت ہی خواص ہوتے ہیں جو آگے جہاز تک بھی پہنچا دیتے ہیں جہاز (اور قبر) میں جانیوالے صرف وہی رفیق اور ساتھی ہوتے ہیں جو اس عالم تک ساتھ دینے والے ہوں چاہے وہ عزیز و اقارب ہوں یا مال و متاع ہو ان میں بعض رفیقِ سفر ایسے مخلص غمگسار راحت رساں ہوں گے جو ہر ہر قدم پر راحت پہنچاتے ہیں اور بعض رفیق ایسے بدخلق، کج مزاج ضدی جھگڑالو ہوتے ہیں جو سفر کی ہر منزل میں بجائے راحت کے اذیت و مصیبت کا سبب بنتے ہیں، بعینہ یہی ساری صورت

آخرت کے سفر میں پیش آتی ہے کہ قبر میں ساتھ جانے والے وہی رفیق سفر ہیں جو آخر تک ساتھ رہنے والے ہیں ان میں اعمالِ حسنہ ہر قسم کی راحت اور آرام کا سبب ہیں اور اعمالِ سیئہ ہر قسم کی اذیت اور تکلیف کا سبب ہیں۔ اعمالِ حسنہ نہایت حسین وجمیل آدمی کی صورت میں قبر میں ساتھ رہتے ہیں اور اعمال سیئہ نہایت قبیح صورت ڈراؤنی اور گندی بُو دار صورت میں ساتھ رہتے ہیں اس عالم میں جتنی راحت پہنچتی ہے وہ اپنے نیک اعمال سے پہنچتی ہے جو مرنے سے پہلے کر لئے ہوں جیسا کہ سفر حج میں جتنی راحت پہنچتی ہے وہ اس مال وزر اور سامان سے پہنچتی ہے جو سفر سے پہلے مہیا کر لیا ہو ہاں کسی خوش قسمت کے لئے کوئی عزیز قریب یا دوست کچھ پڑھ کر یا صدقہ خیرات کر کے کچھ ایصال ثواب کر دے تو مرنے کے بعد بھی اس کو اپنی نہایت ضرورت کے وقت کام آجاتا ہے جیسا کہ حاجی کے پاس کوئی اس کا عزیز یا دوست بذریعہ ہنڈی وغیرہ کوئی روپیہ پیسہ بھیج دے تو اس سفر میں کتنی مسرت اور خوشی اور راحت کا سبب اس کے لئے بنے اس کے بعد سفر کے درمیان میں جتنے خطرات ڈاکو، چور سخت مزاج حاکموں کی طرف سے سامان کی تفتیش حالات کی تحقیقات پاسپورٹ وغیرہ جانچ پڑتال جتنے مناظر حاجی کو دیکھنا پڑتے ہیں وہ قبر کے سارے منظروں کی یاد دلاتی رہتی ہے کہ منکر نکیر کا سوال بھی ہوگا اپنے ایمان کا امتحان بھی ہوگا

Marfat.com

اور سانپ بچھو وغیرہ کیڑے مکوڑے بھی قبر میں طرح طرح سے ستائیں گے۔ اعمال نامہ بھی اپنے ساتھ ہی ہوگا وکل انسان الزمناہ طائرہ فی عنقہ الایتہ - ہاں بہت سے مالدار جن کو اللہ نے بے شمار دولت دی ہے وہ معمولی سی تفتیش اور پاسپورٹ وغیرہ کے بعد چند گھنٹوں میں حجاز پہنچ جاتے ہیں۔ اور جن کے پاس نیک اعمال کا ذخیرہ مالا مال کردینے والا ہو وہ قبر کے ان سارے احوال سے بے خبر اور بے فکر دلہنوں کی طرح اس میں ایسے آرام فرماتے ہیں کہ قیامت تک کا سارا طویل زمانہ ان کے لئے گھنٹوں اور منٹوں میں گزر جائے گا جیساکہ نئی دلہن پہلی شب میں کمخواب اور مخمل کے بستروں پر سوتی ہے اسی طرح یہ لوگ قبر میں سوجاتے ہیں اس کے بعد احرام کی دو سفید چادریں کفن کی چادروں کی یاد ہر وقت تازہ رکھتی ہیں اگر عبرت کی نگاہ ہو تو جتنے دن احرام بندھا رہے ہر وقت اسی طرح کفن کی دو چادروں میں لپٹے رہنا یاد رہنا چاہیئے اور احرام کے وقت لبیک (حاضر ہوں حاضر ہوں) قیامت میں پکارنے والے کی آواز پر دوڑ پڑنے کی یاد دلاتی ہے۔ یومئذ یتبعون الداعی لاعوج لہ۔ (اس دن سب کے سب خدا کی طرف سے) پکارنے والے (یعنی صور پھونکنے والے فرشتہ) کے کہنے پر ہولیں گے۔ وترى کل امۃ جاثیۃ کل امۃ تدعی الی کتابھا۔ تو دیکھے گا ہر امت کو زانو پر گری ہوئی اور ہر امت پکاری جائے گی اپنی کتاب کی طرف اور مکہ مکرمہ میں داخل ہونا گویا اس عالم میں داخل ہوجانا ہے

جس میں اللہ کی رحمت کی امید ہے کہ مکہ دارالامن ہے لیکن اپنی بداعمالیوں سے یہ خوف بھی غالب ہے کہ امن کی جگہ بھی امن نہ ملے مکہ کا سارا قیام اسی بیم ورجا کی یاد کو تازہ کرتا رہتا ہے، کہ اس جگہ کا امن کی جگہ ہونا اللہ کی رحمت اور مغفرت اور کرم اور لطف انعام و احسان کی یاد تازہ کرتا رہتا ہے اور اپنی بداعمالیاں جو ساری عمر کی ہیں وہ یاد آکر ع "مر کے بھی چین نہ آیا تو کدھر جائیں گے" کی یاد تازہ کرتی ہیں اور بیت اللہ پر نظر پڑنا قیامت میں گھر کے مالک کے دیدار کو یاد دلاتا ہے اور جس قدر خوف اور ہیبت عظمت اور جلال کا وہ مظہر ہے وہی سارے آداب اس وقت ہونا چاہئیں جیساکہ کسی بڑے بادشاہ کے دربار میں حاضری کے وقت ہوتے ہیں اور بیت اللہ کا طواف ان فرشتوں کی یاد تازہ کرتا ہے کہ جو عرش معلی کا طواف کرتے رہتے ہیں اور کرتے رہیں گے اور کعبہ کے پردوں سے لپٹ کر رونا اور ملتزم کو چمٹنا اس قصوروار کی مثال ہے جو کسی بڑے محسن و مربی کا بڑا قصور کرکے اس کا دامن پکڑ کر معافی کے لئے روتا ہے اور اس کے گھر کے در و دیوار کو پکڑ کر روتا ہے کہ قصور کی معافی کے یہی راستے ہیں اور قیامت میں اپنے گناہوں کو یاد کرکے رونے کی مثال ہے اور صفا مروہ کے درمیان دوڑنا میدان حشر میں ادھر ادھر دوڑنے کی یاد تازہ کرتا ہے قرآن پاک کا ارشاد ہے یخرجون من الاجداث کانہم جراد۔ منتشر قبروں سے اس طرح نکل رہے ہوں گے گویا وہ ٹڈی دل ہے جو پراگندہ ہے۔ یہ منظر بندہ کے ناقص خیال میں قیامت کے ایک عجیب منظر کی یاد تازہ

Marfat.com

کرنا ہے جس کا بڑا مفصل قصہ احادیث میں آتا ہے کہ حشر کے دن جب مخلوق نہایت پریشان حال ہوگی اور مصائب کی کثرت سے تنگ ہوکر یہ سوچے گی کہ انبیاء کرام بڑی اونچی ہستیاں ہیں اور اللہ کے مقبول بندے ہیں ان سے جا کر سفارش کی درخواست کریں اس خیال سے سب سے پہلے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جاکر عرض کریں گے کہ آپ ہمارے باپ ہیں اللہ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا فرشتوں سے سجدہ کرایا خود ہر چیز کے نام آپ کو تعلیم دیئے۔ وغیرہ وغیرہ آپ ہماری سفارش کردیں تو وہ فرمائیں گے میں تو نہیں کرسکتا۔ اگر مجھ سے اس ممنوع دانہ کے کھانے کا سوال ہوگیا تو کیا ہوگا، تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ یہ لوگ پریشان حال حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے وہ بھی عذر فرمادیں گے کہ میں نے طوفان کے زمانہ میں اپنے بیٹے کے بچانے کا بے محل سوال کرلیا تھا، تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ بھی عذر فرما کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حوالہ دیں گے وہ بھی عذر فرما کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حوالہ دیں گے۔ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جانے کا مشورہ دیں گے اور یہ فخر حضور ہی کے لئے ہے کہ اس جلال کے دن میں سفارش کی ابتدا فرمادیں گے یہ بہت طویل قصہ ہے مجھے تو صرف یہی منظر سامنے لانا ہے کہ ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر مارے مارے

پریشان حال ایک دن پھرنا ہے جو بڑا سخت دن ہو گا۔
عرفات کا میدان تو حشر کے میدان کا پورا نمونہ ہے ہی
کہ آفتاب کی تمازت اور سب کا ایک لق و دق میدان میں
ایسی حالت میں اجتماع کہ مغفرت کی امید ہے گناہوں کا
خوف ہے۔ بندہ کے ناقص خیال میں عرفات کے میدان
میں بڑی غور وفکر کی چیز جو ہے وہ عہد و میثاق ہے۔
جو ازل میں الست بربکم سے لیا گیا تھا کہ عالم ارواح میں حق
سبحانہ وتقدس نے ساری ارواح سے یہ سوال کیا تھا کیا میں
تمہارا رب نہیں ہوں، سب نے ایک زبان ہو کر کہا تھا کہ
بے شک آپ ہمارے رب ہیں۔ مشکوٰۃ شریف میں بروایت
مسند احمدؒ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد
نقل کیا ہے کہ یہ عہد عرفات ہی کے میدان میں ہوا تھا۔
یہ وقت اور یہ جگہ اس کے یاد کرنے کی ہے کہ کیا عہد
کیا تھا اور اس عہد کو کس طرح پورا کیا اس کے بعد مزدلفہ منیٰ
وغیرہ کے اجتماعات میں امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ ان
مواقع میں لوگوں کا اژدحام اور ان کا شور وشغب مختلف
زبانیں، مختلف آوازیں اور لوگوں کا اپنے اپنے اماموں کے
پیچھے چلنا قیامت کے میدانوں میں اپنے اپنے انبیاء اور
مقتداؤں کے پیچھے چلنے کی اور حیرانی اور پریشانی کے
عالم میں کبھی یہاں اور کبھی وہاں جانے کی یاد تازہ کرتا ہے
ان مواقع میں عاجزی اور زاری کا اہتمام کرکے کام آنے

Marfat.com

والی چیز ہے یہ مختصر خاکہ ہے حج کے اس منظر کا جو قیامت کی یاد کو تازہ کرتا ہے جس کو مختصر الفاظ اور مختصر احوال کے ساتھ اشارات کے طرز پر میں نے لکھا ہے غور کیا جائے تو اسی نمونہ سے بہت سی تفصیلات سمجھ میں آسکتی ہیں دوسرا منظر اظہارِ عشق و محبت کا ہے وہ حاجی کے حال سے ایسا ظاہر اور واضح ہے کہ اس کے لئے کسی تفصیل کی حاجت نہیں بندوں کا تعلق حق تعالیٰ و تقدس کے ساتھ دو طرح کا ہے ایک نیازمندی اور بندگی کا کہ وہ پاک ذات مالک ہے خالق ہے۔ اس تعلق کا مظہر نماز ہے جو سراسر نیاز و اظہار عبدیت ہے اسی لئے اس میں ساری چیزیں اسی تعلق کا مظہر ہیں کہ نہایت وقار اور سکون کے ساتھ موزوں لباس اور شاہی آداب کے مناسب حالات کے ساتھ حاضری دربار کی ہے کہ وضو اور پاک کپڑوں کے ساتھ نہایت وقار اور سکون سے اوّل کانوں پر ہاتھ رکھ کر عبدیت اور اللہ جل جلالہٗ کی بڑائی کا اقرار کرے پھر ہاتھ باندھ کر معروضہ پیش کرے پھر سر جھکا کر تعظیم کرے اور پھر زمین پر ماتھا رگڑ کر اپنی نیازمندی اور عجز کا اظہار کرے اور آقا کی بڑائی کا زبان سے اقرار کرتا رہے اور کوئی قول و فعل اس کی بڑائی اور اپنے عجز کے خلاف نہ ہو اس نوع میں سکون و وقار کی جتنی پابندی کی جائے گی وہ اس کے شایانِ شان ہوگا اسی لئے نماز کے لئے بھاگ کر چلنا مکروہ ہے۔ نماز کے انتظار میں بیٹھے ہوئے بھی

Marfat.com

انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر بیٹھنا مکروہ ہے نماز میں انگلیاں چٹخانا مکروہ ہے بے ضرورت کھانسنا مکروہ ہے حتیٰ کہ ادھر ادھر نظر کرنا مکروہ ہے بے ترتیب یعنی ناموزوں ہیئت سے کپڑا پہننا مکروہ ہے ایسے ہی بدن پر کپڑا لٹکانا مکروہ ہے یہ عبادت نماز میں بات کرنے سے ضائع ہو جاتی ہے وضو ٹوٹ جانے سے جاتی رہتی ہے حتیٰ کہ بے اختیار اور بے ارادہ بھی ہنس پڑنے سے ضائع ہو جاتی ہے حتیٰ کہ سجدہ میں دونوں پاؤں زمین سے اٹھ جانے سے ضائع ہو جاتی ہے۔ اسلئے کہ یہ بھی سکون اور وقار کے خلاف ہے حق تعالیٰ و تقدس کے ساتھ دوسرا تعلق محبت اور عشق کا ہے کہ وہ مربی ہے منعم ہے محسن ہے اور جمال و کمال کے جتنے اوصاف ہو سکتے ہیں ان سب کے ساتھ متصف ہے ادھر ہر آدمی میں فطری طور پر عشق و محبت کا مادہ موجود ہے ؎

ازل سے حسن پرستی لکھی تھی قسمت میں
مرا مزاج لڑکپن سے عاشقانہ تھا

پیدا ہوئے تو ہاتھ جگر پر دھرے ہوئے
کیا جانیں ہم ہیں کب سے کسی پر مرے ہوئے

مری طفلی میں نشان عشق بازی آشکارا تھی
اگر بچپن میں کھیلا کھیل تو آنکھیں لڑانے کا

جو چشم کہ بے نم ہو وہ ہو کور تو بہتر
جو دل کہ ہو بے داغ وہ جل جائے تو اچھا

ترے فراق میں جینا بشر کا کام نہیں
ہزار شکر کہ اس عمر کو دوام نہیں!

شاہد بزم ازل نے اک نگاہ ناز سے
عشق کو اس انجمن میں مسند آرا کر دیا

اسی تعلق کا مظہر حج ہے کہ سفر کی ابتدا ہی سب تعلقات کو ختم کر کے سب عزیز و اقارب گھر بار سے منہ موڑ کر کوچہ یار کی طرف جانا ہے اور جنگلوں اور گلی کوچوں میں مارے مارے پھرنا ہے کہ یہی دو چیزیں

عاشقوں کا کام ہیں ؎

ما و مجنوں ہم سبق بودیم در دیوان عشق - او لصحرا رفت و ما در کوچہا رسوا شدیم

؎ نیا رنگ لائی مری بے کسی | چھٹا دیس جنگل کی دھن ہو گئی

؎ چمن سے مجھے شوقِ صحرا ہوا | نئے رنگ کا مجھ کو سودا ہوا

حسرت و یاس و تمنا تمہیں وحشت کی قسم | پھیڑ چھوڑ و مجھے جنگل کو نکل جانے دو

اور یہ ساری وحشت اور اشتیاق کیوں ہے یہ اضطراب اور بے چینی آخر کیوں مسلط ہوئی اس لئے کہ محبوب کے در پر عشاق کے اجتماع کا ایک وقت مقرر ہے وہ قریب آگیا ؎

اجازت ہو تو آکر میں بھی شامل ان میں ہو جاؤں | سنا ہے کل ترے در پر ہجوم عاشقاں ہو گا

؎ دوست آوارگی ہمی خواہد | رفتن حج بہانہ افتاد است

یعنی محبوب آوارگی کا نظارہ دیکھنا چاہتا ہے حج کے سفر کو اس کا بہانہ بنا دیا اور جب اس ارادہ اور جذبہ سے گھر سے نکلنا ہے تو یہ خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ عشق میں مصائب ایک لازمی چیز ہے ؎

سالکِ راہِ محبت کا خدا حافظ ہے | اس میں دو چار بہت سخت مقام آتے ہیں

او دل ذرا سنبھل کے محبت کا نام لے | کمبخت بارِ عشق اٹھایا نہ جائے گا

جب عشق کے طفیل یہ مبارک سفر ہے تو راستے کی سب مشقتیں اسی ذوق اور جذبہ کے ماتحت ہونا ضروری ہیں اور اسی فریفتگی سے ان کو برداشت کرنا چاہیئے ؎

مصائب حادثے آفت الم ذلت تفضا ترب | دکھاتی جائے جوان کی جوانی دیکھتے جاؤ

درد و غم رنج و الم فکر و قلق خوف و ہراس | بلا کون سی ہے جو شبِ ہجراں میں نہیں

اذیت مصیبت ملامت بلائیں | ترے عشق میں ہم نے کیا کیا نہ دیکھا

رخسارِ زرد پر میرے بہتے ہیں اشک خوں — یکجا دکھا رہی ہے خزاں و بہار رنگ
زمیں تک مرے آنسو آنے لگے — فلک تک مرے نالے جانے لگے
مری چشم تر کا یہ کیسا حال ہے — کہ دامن سے تا آستیں لال ہے
نہ آنکھوں سے لگتی جھڑی آنسوؤں کی — جو غم کی گھٹا دل پہ چھائی نہ ہوتی

کعبہ شریف کے پردہ سے لپٹنا چمٹنا بھی اسی عاشقانہ شان کا ایک خاص منظر ہے کہ محبوب کے دامن سے چمٹنا بھی عشق کے مظاہر میں سے ایک خصوص منظر ہے ۔

اے ناتواں عشق تجھے حسن کی قسم — دامن کو یوں پکڑ کہ چھڑایا نہ جا سکے
اے جنوں دیوانگی ایسی بھی کیا — دامنِ بادِ بہاری چھوڑ دے
مدتوں میں جس کے ہاتھ آئی ہو وہ — آستیں کیونکر تمہاری چھوڑ دے
اس کے دامن کو پکڑ میں نے کہا — اب کوئی چھوڑوں ہوں اے رشکِ پری
مسکرا کر ناز سے کہنے لگا — عاشقی کرتے ہو یا زور آوری

ملتزم جو کعبہ شریف کی دیوار کا ایک خاص حصہ ہے متبرک جگہ ہے اس جگہ خصوصیت سے دعا قبول ہوتی ہے حدیث میں آتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اس سے چمٹ رہے تھے اور اپنے چہرہ کو اس سے لگا رہے تھے ۔

آج ارشد کو عجب حال میں دیکھا ہم نے — رو رہا تھا وہ کسی شخص کی دیوار کے پاس

اس کے بعد صفا مروہ کے درمیان بھی دوڑنا اسی مجنونانہ انداز کا ایک پُر کیف منظر ہے کہ ننگے سر نہ کرتہ نہ پاجامہ اِدھر سے اُدھر اُدھر سے اِدھر بھاگے بھاگے پھر رہے ہیں ۔

کیونکر جنوں میں دشت نوردی نہ ہو پسند — پایا ہے آبلوں نے مزا نوک خار میں

دیکھو کہ میری طرف بکھرے ہوئے بالوں اور گرد وغبار کی حالت میں آئے ہیں ؎

اپنے دیوانوں کی فریاد سے خوش ہوتے ہیں
پس دیوار کھڑے سنتے ہیں شیون ان کا
نالے کرتا جو ہیں پھرتا ہوں تو خوش ہوتے ہیں
غش وہ اس پر ہیں کہ شہرت میری ہر سو ہو جائے

اور ظاہر ہے کہ جب جنگلوں اور پہاڑوں کی خاک چھانتا ہوا روتا پیٹتا وہاں پہنچا ہے تو یہ چیزیں ضرور ہوں گی اور جتنے اثرات اس کے زیادہ ہوں گے اتنا ہی شوق اور بے تابی کا اظہار ہو گا ؎

چھانے ہیں پائے محبت سے بیاباں کیا کیا
پا تلوؤں سے ہوئے خار مغیلاں کیا کیا
وحشی نے تیرے خاک اڑائی یہاں تلک
ملتا نہیں زمیں کا پتہ آسماں تلک

اسی حالت میں مستانہ وار لبیک اللھم لبیک لبیک لاشریک لک لبیک (میں حاضر ہوں حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں حاضر ہوں) کا نعرہ لگاتا ہوا روتا اور چلاتا ہوا نالہ و فریاد کرتا ہوا پہنچتا ہے اسی کی طرف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاک ارشاد افضل الحج العج والثج میں ارشاد فرمایا کہ حج کا کمال (خوب) چلانا اور قربانی کا خون بہانا ہے بہت سی احادیث میں مردوں کے لئے لبیک آواز سے پڑھنے کی ترغیب ہے ایک حدیث میں حضورؐ کا پاک ارشاد ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھ سے یہ کہا ہے کہ اپنے ساتھیوں کو اس کا حکم کردوں کہ لبیک پکار کر کہیں اور ظاہر بات ہے کہ نالہ و فریاد کے ساتھ چلانا عشق کی جان ہے ؎

نالہ کر لینے دیں للہ نہ چھیڑیں احباب
ضبط کرتا ہوں تو تکلیف سوا ہوتی ہے
فغاں میں آہ میں فریاد میں شیون میں نالے میں
سناؤں درد دل طاقت اگر ہو سننے والے میں

دم بدم سینۂ سوزاں سے نہ کر نالہ گرم
پڑنہ جائیں تیری منقار میں چھالے بلبل

بے خودی شوق کی اور عرضِ تمنا ان سے
نہیں معلوم کہ منہ سے مرے کیا کیا نکلا

کسی کی یاد نے کیا کیا نئے تحفے دیئے ہم کو
جگر میں ٹیس دل میں درد لب پر آہ و نالے ہیں

کون ہوتا ہے مونسِ شبِ غم
نالہ ہوتا ہے آہ ہوتی ہے

اسی بے چینی اور اضطراب نالہ و فریاد کے ساتھ آخر وہ محبوب کے شہر تک پہنچ جاتا ہے اور مکہ مکرمہ میں داخل ہو جاتا ہے۔

ڈھونڈتے ڈھونڈتے جا پہنچے ہم اس کے گھر تک
دل گم گشتہ میرے حق میں تو رہبر نکلا

جذب دل نے آج کوئے یار میں پہنچا دیا
جیتے جی میں گلشنِ جنت میں داخل ہو گیا

میں نے اپنے حضرت مرشد عالم مولانا خلیل احمد صاحب نور اللہ مرقدہ کو بہت کم شعر پڑھتے سنا ہے لیکن جب حج کے لئے تشریف لے گئے اور مسجد حرام میں تشریف فرما تھے تو میں نے بہت عجیب انداز سے یہ شعر پڑھتے سنا ؎

کہاں ہم اور کہاں یہ نکہتِ گل
نسیم صبح تیری مہربانی

ایک دل کھویا ہوا جس کے دل میں واقعی زخم محبت ہو جب محبوب کے گھر پہنچ جاتا ہے تو اس پر کیا گزرتی ہے اور وہ کیا سوچتا ہے یہ چیزیں الفاظ سے تعبیر نہیں ہوتیں ؎

تاب نظارۂ معشوق کہاں عاشق کو
غش نے موسیٰ کو سر طور سنبھلنے نہ دیا

وہ کہتا ہے ؎ اے دل یہ شب وصل نہ کل ہوگی میسر
جو کچھ کہ اڑانے ہیں مزے آج اڑا لے

اس کے بعد وہ جو جو حرکتیں کرتا ہے وہ کسی ضابطہ اور آئین کی پابند نہیں کہیں محبوب کے گھر کے چکر کاٹتا ہے کہیں اس کے در و دیوار اور چوکھٹ کو چومتا ہے آنکھیں ملتا ہے پیشانی اور سر رگڑتا ہے ؎

Marfat.com

سر کو وحشت میں پہاڑوں سے بچا کر لایا ‏ ‏ در و دیوار سر کوچہ جاناں کے لئے

ہم کو طواف کوچہ جاناں نہ چاہیئے ‏ ‏ زاہد کو کعبہ رند کو مے خانہ چاہیئے

طواف کی ابتداء حجر اسود کے بوسہ سے ہے جس کو حدیث پاک میں اللہ جل شانہ کے دستِ مبارک سے تعبیر کیا ہے اور اس کا بوسہ گویا دست بوسی ہے آقائے کریم کی اور انتہائی لطف و کرم ہے اس مالک کا جس نے یہ سعادت خاک کے پتلوں کو عطا فرمائی عشاق کے نزدیک محبوب کے گھر کو درو دیوار کو چومنا اس کی عتبہ بوسی قدم بوسی دست بوسی وغیرہ عشق کے ایسے لوازمات میں سے ہیں کہ شاید ہی کوئی دل کھویا ہوا شاعر ایسا ہوگا جس نے کسی نہ کسی عنوان سے اس کو اہم مقصد نہ بنایا ہو ؎

امر علی الدیار دیار لیلی ‏ ‏ اقبل ذا الجدار و ذا الجدار

میں جب لیلی کے شہر میں پہنچتا ہوں کبھی اس دیوار کو چومتا ہوں اور کبھی اس دیوار کو ؎

رکھا سر پاؤں پر اس کے تو بولا ‏ ‏ کہ تو بھی بے سر و پا کس قدر ہے

مجھ پر نہ کریں کوئی عنایت ‏ ‏ حسرت ہے یہ کہدیں مسکرا کر

آرام کیا کروں میں جب تک ‏ ‏ آنکھیں تلووں سے تو ملا کر

پامال کر گیا ہے کوئی دل کو راہ میں ‏ ‏ آنکھوں کو مل رہے ہیں کسی نقشِ پا سے ہم

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود پر اپنے لب مبارک رکھے اور بہت دیر رکھے رہے اور آنسو جاری تھے اس کے بعد حضورؐ نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ بھی کھڑے رو رہے ہیں، حضور نے ارشاد فرمایا یہی جگہ ہے جہاں آنسو بہائے جاتے ہیں ؎

مختصر یہ ہے ہماری داستاں ‏ ‏ خود بخود ہیں آنکھ سے آنسو رواں

Marfat.com

ہر چیز میں لذت ہے اگر دل میں مزا ہو — الفت میں برابر ہے جفا ہو کہ وفا ہو

اس کے بعد احرام بھی اسی عاشقانہ رنگ کا پورا مظہر ہے کہ نہ سر پر ٹوپی نہ بدن پر کرتہ فقیرانہ صورت نہ خوشبو نہ زینت ایک مجنونانہ ہیئت جو کرب و بے چینی کے کمال کو ظاہر کرتی ہے ؎

گریباں پھاڑتا ہے تنگ جب دیوانہ آتا ہے — خوشی سے اپنی رسوائی گوارا ہو نہیں سکتی

عشق کا ہم نے یہ دنیا میں نتیجہ دیکھا — چشم تر خاک بسر چاک گریباں دلِ زار

کیا ہے چاک گریباں تو پھاڑ دامن بھی — نہ رکھ لباس کا الجھاؤ تن پہ دستِ جنوں

اصل یہ تھا کہ گھر سے نکلتے ہی یہ حالت شروع ہو جاتی اسی وجہ سے بعض علماء کے نزدیک گھر ہی سے احرام باندھ کر جانا افضل ہے مگر چونکہ احرام کے بعد بہت سی چیزیں ناجائز ہو جاتی ہیں اور اس قسم کے لباس کا تحمل بھی بعض ناز پروردہ لوگوں کو مشکل ہو جاتا ہے اس لئے اللہ کی رحمت نے اس کی اجازت دے دی کہ شروع سے احرام نہ باندھا جائے کہ اس میں مشقت ہوگی البتہ جب کوئے یار کے قریب پہنچے تو اس کا اہتمام ضروری ہے کہ اس کے کوچے میں اسی حال سے داخل ہونا ہے کہ سر پر بال بکھرے ہوئے ہوں لباس میں مجنونانہ ہیئت ہو میلے کچیلے حال میں از خود رفتہ عاشقوں کی سی صورت ہو اسی کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاک ارشاد میں ظاہر فرمایا الحاج الشعث التفل حاجی بکھرے ہوئے بالوں والا میلا کچیلا ہوتا ہے یعنی یہ کہ راستہ میں کچھ گرد و غبار بھی بے تابی اور شوق میں بدن پر پڑا ہو اسی حالت کو حق تعالیٰ شانہ خود بھی تفاخر کے طور پر فرشتوں سے ظاہر فرماتے ہیں انظروا الی زوار بیتی قد جاؤنی شعثا غبرا۔ میرے گھر کے مشتاقوں کو

Marfat.com

اب نہیں دل کو کسی صورت قرار ۔۔۔ اس نگاہ ناز نے کیا سحرا ایسا کر دیا

گر اے زاہد دعائے خیری گوئی مرا این گو ۔۔۔ کہ آں آوارہ کوئے بتاں آوارہ تر بادا

یعنی صوفی جی اگر تم اس ناکارہ کے لئے کبھی دعائے خیر کرو تو یہ دعا کرنا کہ وہ جو معشوقوں کی گلیوں کا آوارہ گرد ہے اس کی آوارگی اور زیادہ ہو جائے اسی اضطراب بے چینی آوارہ گردی صحرانوردی کا مظہر ہے کہ صبح کو مکہ میں رات کو منیٰ میں پھر صبح کو عرفات کا جنگل بیابان شام ہوتے ہی مزدلفہ بھاگ آئے صبح ہی صبح وہاں سے پھر منیٰ دوپہر کو پھر مکہ مکرمہ واپس شام کو پھر منیٰ لوٹ گئے ۔

عشق مولے کے کم از لیلیٰ بود ۔۔۔ گوئی گشتن بہر او اولے بود

یعنی مولیٰ کا عشق کیا لیلےٰ کے عشق سے بھی کم ہو سکتا ہے مولیٰ کے عشق میں تو گلی گلی مارے مارے پھرنا اور بھی زیادہ بہتر ہے ۔

ایک جا رہتے نہیں عاشقِ بدنام کہیں ۔۔۔ دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں

ہے گدائی مجھ کو بہتر تیرے حسن و عشق کی ۔۔۔ ہم بھکاری بھیک کے در در ہمیں رُلنا پڑا

دشت میں صحرا میں ویرانے میں کوئے یار میں ۔۔۔ چلتا پھرتا مثل سایہ میں انہیں چاروں میں تھا

عشق خانہ خراب کی خاطر ۔۔۔ در بدر شہر یار پھرتے ہیں

وحشت دل سے ہیں مجنوں کی طرح خاک بسر ۔۔۔ چھانتے پھرتے ہیں ہم کوہ و بیاباں دن رات

اس سب کے بعد منیٰ میں شیاطین کے پتھر مارنا اس جنوں و وحشت کے آخری حصے کا نظارہ ہے جو عشاق کو پیش آتا ہے عاشق کا جنون جب حد سے تجاوز کرتا ہے تو وہ ہر اس شخص کے پتھر مارا کرتا ہے جس کو وہ اپنے کام میں مخل سمجھتا ہے ع میں اسے سمجھوں ہوں دشمن جو مجھے سمجھائے ہے اور سب سے آخر میں قربانی جو حقیقۃً اپنی جان کی قربانی ہے اللہ جل شانہ

Marfat.com

نے اپنی غایت رحمت اور رافت سے اس کو جانور کی یعنی مال کی قربانی سے بدل دیا ہے یہی عشق کا منتہیٰ اور آخری حال ہے ؎

موت ہی سے کچھ علاج دردِ فرقت ہو تو ہو
غسلِ میت ہی ہمارا غسلِ صحت ہو تو ہو

موت ہی ہے علاج عاشق کا
اس سے اچھی نہیں دوا کوئی

کسی کی تیغ ہو میرا گلو ہو
دلِ مضطر کی پوری آرزو ہو

اے موت جلد آکہ یہ جھگڑا کہیں چکے
کب تک شبِ فراق کے صدمے اٹھائے دل

سسکتا چھوڑ کر جاتا ہے وہ مجھ نیم بسمل کو
خدارا بڑھ کے اے شوقِ شہادت روک لے اس کو

یہ مختصر اشارات ہیں حج کے اس منظر کے جو عشق سے تعلق رکھتے ہیں جس کے دل میں کچھ چوٹ ہو گی کوئی زخم لگا ہو گا دیوانگی سے کوئی سابقہ پڑا ہو گا وہ ان اشارات کے بعد وہاں پہنچ کر دیکھے گا کہ اس سفر کا ہر ہر جزو اس منظر کو اپنے اندر پوری طرح لئے ہوئے ہے تفصیل کے لئے دفتر بھی کافی نہیں اور پھر جذبات کاغذ پر آنے بھی نہیں ؎

دردِ دل دور سے ہم تم کو سنائیں کیونکر
ڈاک میں بھیج دیں آہوں کی صدائیں کیونکر

کاغذ تمام کلک تمام اور ہم تمام
پر داستانِ شوق ابھی ناتمام ہے

ان کے علاوہ حج کی حکمتیں یا اللہ جل شانہٗ کے کسی بھی حکم کی حکمتیں کوئی کہاں تک بیان کر سکتا ہے اللہ جل شانہ کے ہر حکم میں اتنی حکمتیں ہیں کہ ان میں سے بہت سی مصالح تک ہماری عقول کی رسائی بھی نہیں ہے اور ہر حکم میں جتنا بھی غور کیا جائے روز بروز فوائد زائد ہی سمجھ میں آتے رہتے ہیں اور ہر شخص اپنے اپنے فہم کے موافق ان پر غور کرتا رہتا ہے سیاسی حضرات کے نزدیک اس حیثیت سے بھی اس میں اتنے فوائد ہیں کہ وہ سب تحریر میں بھی نہیں آسکتے لیکن جلیبا

Marfat.com

کہ مثال کے اور نمونہ کے طور پر اوپر کی دو حکمتوں کی طرف اشارے کئے ہیں اسی طرح نمونے کے طور پر چند امور کی طرف متوجہ کرتا ہوں اور ان میں غور کرنے سے ہزاروں مصالح سمجھ میں آسکتے ہیں۔

(۱) ہر حاکم اور بادشاہ کو اپنی رعایا کے مختلف طبقات کو بیک وقت ایک جگہ جمع کرنے کا جتنا اہتمام اور خواہش ہوتی ہے وہ سب کو معلوم ہے کہ اس کے لئے مختلف نوع کے جشن اور مختلف نام سے انجمنیں بنا کر ان کے سالانہ جلسے وغیرہ کرائے جاتے ہیں حج میں یہ مصلحت علی وجہ الاتم پوری ہوتی ہے۔

(۲) مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے مختلف ممالک کے اہل الرائے اگر کوئی لائحہ عمل تجویز کریں تو اس کی تشکیل اور اشاعت کے لئے یہ بہترین موقع ہے۔

(۳) اگر اسلامی ممالک کے افراد کے درمیان اتحاد اور تعلقات کی وسعت کی کوئی صورت ہو سکتی ہے تو حج کے موقع سے بہتر صورت نہیں

(۴) علم الالسنۃ کے شوقین حضرات کے لئے حج کے زمانے سے بہترین موقع شاید نہ مل سکے کہ ایک ہی جگہ عربی اردو ترکی فارسی ہندی پشتو چینی جاوی انگریزی وغیرہ وغیرہ ہر زبان کے واقف لوگ ملیں گے۔

(۵) سپاہیانہ زندگی جو اسلامی زندگی کا خصوصی شعار ہے حج کے سفر میں پوری طرح سے پائی جاتی ہے لباس و معاش میں بھی چلنے پھرنے میں بھی۔

(۶) سرمایہ داری کے مخالف امیر و غریب میں مساوات پیدا

کرنے کی جتنی کوشش کرتے رہتے ہیں اس کو اخبار بین حضرات بخوبی جانتے ہیں اور یہ بھی ساتھ ہی معلوم ہے کہ کوئی صورت بھی آج تک کامیاب نہیں ہوسکی اسلام کا ہر حکم نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اس مصلحت کو نہایت آسان اور کامیاب طریقہ سے پورا کرتا ہے اسلامی اصول سے بہتر چیز نہ آج تک پیدا ہوسکی نہ آیندہ ہو سکے بشرطیکہ ان احکام کو اسلام کی صحیح تعلیم کے ماتحت ادا کیا جائے۔

(۷) دنیا کے مختلف طبقات میں مساوات پیدا کرنے کے لئے بھی حج بہترین عمل ہے کہ امیر غریب بادشاہ فقیر ہندی عربی ترکی چینی وغیرہ سب ایک ہی حال میں ایک ہی لباس میں ایک ہی مشغلہ میں معتدبہ زمانہ تک رہتے ہیں۔

(۸) قومی ہفتہ منانے کے لئے لوگ کتنے انتظامات اعلانات اخراجات کرتے ہیں مسلمانوں کے لئے ذی الحجہ کے پہلے پندرہ دن قومی ہفتہ سے بھی بڑھ کر ہیں کہ جن کے لئے نہ انتظاماتِ خصوصی کرنے کی ضرورت ہے نہ پروپگنڈہ کی۔

(۹) دنیا کے سب مسلمانوں میں آپس میں اخوت محبت تعلقات تعارف اور رشتہ اتحاد قائم کرنے کے لئے حج بہترین موقع ہے۔

(۱۰) اشاعتِ اسلام کے شوقین دینی احکام کی اہمیت اور تبلیغ کو اس موقع پر اہتمام سے لے کر اٹھیں مقامی حضرات باہر سے آنے والے مہمانوں کی اصل خاطر اور ضیافت اس کو سمجھیں کہ ان میں دینی جذبہ قوت پکڑے ان میں دین کے احکام پر عمل کا ولولہ اور شوق پیدا ہو ان میں جو ضعف یا بد دینی کے اثرات ہوں وہ زائل ہو جائیں اسی طرح باہر

Marfat.com

سے آنے والے حضرات مقامی اصحاب کی اعانت اس کو سمجھیں تو دین کو جس قدر فروغ ہو وہ اظہر من الشمس ہے۔

(۱۱) غربا اور امرا کا اختلاط جو مستقل طور پر ایک مقصود چیز ہے کہ اس کی وجہ سے ایک طرف امرا میں سے نخوت اور غرور دور ہو دوسری جانب غربا کا حوصلہ بڑھے وہ حج میں ایسے کامل طور سے پایا جاتا ہے کہ جس کی نظیر دوسری جگہ نہ ملے گی امرا اپنی بدنی ضروریات کی وجہ سے غربا کی طرف متوجہ ہوں گے کہ باربرداری کھانا پکانا اور آمدورفت کی تمام ضروریات کا ان کو خود پورا کرنا مشکل ہے دوسری جانب غربا کی مالی ضروریات ان کو امرا کی طرف متوجہ کریں گی جس کی وجہ سے ان دونوں طبقوں کا اختلاط جو بسا اوقات تعارف اور مدارات سے بڑھ کر مودت اور دوستی تک پہنچ جاتا ہے جس کا سفر حج میں پوری طرح سے مشاہدہ ہوتا رہتا ہے۔

(۱۲) مسلمانوں کے اجتماع کو بالخصوص جب کہ وہ عاجزی اور مسکنت زاری اور تضرع کے ساتھ ہو اللہ جل شانہ کی رحمت اور لطف وکرم کے متوجہ کرنے میں جتنا دخل ہے وہ عامی سے عامی آدمی سے بھی مخفی نہیں حج کا موقع اس کا بہترین منظر ہے کہ عرفات کا میدان اس کا خصوصی مظہر ہے۔

(۱۳) آثار قدیمہ کا تحفظ اور اسلاف بالخصوص پہلے انبیاء کرام کے احوال کا علم اور استحضار سفر حج کا خصوصی ثمرہ ہے۔

(۱۴) معاشی حیثیت سے دنیا کی معلومات کا ذریعہ سفر حج سے بہتر نہیں ہے کہ ہر ملک کی مصنوعات ایجادات پیداوار کے حالات اور اس

قسم کی جتنی تفصیلات معلوم کرنا چاہیں اس سفر میں بہترین طریقہ سے حاصل ہو سکتی ہیں۔

(۱۵) علمی حیثیت سے سفرِ حج نہایت بہتر چیز ہے کہ اس موقع پر ہر جگہ کے علماء موجود ہوتے ہیں ان کی علمی حیثیت اور ہر مقام کے علمی مراکز علمی کارنامے ان کی ترقیات اور تنزل اور ان کے اسباب پر تفصیل سے اطلاع ہو سکتی ہے اور مختلف نوع کے علماء سے افادہ اور استفادہ حاصل ہو سکتا ہے۔

(۱۶) دنیا بھر کے اولیاء ابدال واقطاب کا ایک معتدبہ طبقہ ہر سال حج میں شرکت کرتا ہے ان کے فیوض وبرکات انوار و کمالات سے استفادہ کا بہترین موقع ہے۔

(۱۷) اللہ کی معصوم مخلوق فرشتے جو عرش الٰہی کے طواف میں ہر وقت مشغول رہتے ہیں حج میں ان سے تشبہ حاصل ہوتا ہے اور حدیث کے پاک ارشاد من تشبہ بقوم فھو منھم جو کسی قوم کے ساتھ مشابہت پیدا کرتا ہے ان ہی میں شمار کیا جاتا ہے کی بنا پر فرشتوں کے ساتھ جو کسی وقت اور کسی آن اللہ جل شانہٗ کی منشا کے خلاف نہیں کرتے مشابہت حاصل ہوتی ہے۔

(۱۸) پہلی امتوں میں مذہبی حیثیت سے رہبانیت ایک بہت ہی اہم اور اونچی چیز شمار کی جاتی تھی مگر اسلام نے اس کو روک کر اس کا بدل سفرِ حج کو قرار دیا چنانچہ زینت کی اشیاء، بیوی سے صحبت و بوس وکنار صحبت کا ذکر تک ناجائز کر دیا اور اس کا نعم البدل اس کو قرار دیا (اتحاف)۔

Marfat.com

(۱۹) دنیاوی حیثیت سے ہر قوم میں ایک میلہ لگتا ہے اور یہ ایک قدیم دستور ہے ہر ملک اور ہر مذہب کے لوگ اس کے ہمیشہ سے عادی ہیں عام طور پر لوگ اس کی طرف طبعاً متوجہ ہوتے ہیں سال بھر تک اس کا انتظار و اہتمام کرتے ہیں اسلام نے مسلمانوں کے لئے حج کو اس کا نعم البدل قرار دیا کہ بجائے لہو ولعب کھیل کود شور شغب کے مختلف مظاہروں اور لغروں کے ان ہی چیزوں کو عبادت کی شکل میں بدل دیا جس میں ان سب جذبات کا جو لہو ولعب کی شکل میں تھے توحید و عشق الہٰی کی طرف امالہ ہوگیا۔

(۲۰) حج ان متبرک مقامات کی زیارت کا ذریعہ ہے اور برکات حاصل کرنے کا موقع ہے جہاں لاکھوں عشاق نے ایڑیاں اور ماتھے رگڑ رگڑ کر جان دے دی۔

(۲۱) سفر سے ایک طرف تو اخلاق کی جلا اور صفائی ہوتی ہے دوسری طرف بدن کی صحت کے لئے معین ہے حضورؐ کا ارشاد ہے سافروا تصحوا سفر کرو صحت یاب ہوگے (کنز) تبدیل آب و ہوا صحت کے لئے معین و مددگار رہے حج کا سفر اس کا بہترین ذریعہ ہے۔

(۲۲) حج اس عبادت کی یادگار اور بقا ہے جو حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے لے کر ہر مذہب وملت میں رہی ہے

(۲۳) اسلام کا ابتدائی دور جہاں مسلمان نہایت بیکسی کے عالم میں ہر وقت مظلومانہ زندگی بسر کرتے تھے اور ہر قسم کے ظلم وستم کا شکار ہوتے تھے اور نہایت صبر و استقلال کے ساتھ ان سب مظالم کو برداشت کرتے تھے جو کفار کی طرف سے ان پر ہوتے رہتے تھے

Marfat.com

اور اسلام کا انتہائی دور جہاں وہ ہجرت کے بعد غالب اور فاتح کی شکل میں رہے۔ اور غالب و قوی ہو کر اپنے کمال اخلاق سے نہ صرف یہ کہ پرانے مظالم کو بالکل نظر انداز کر دیا بلکہ اپنے اخلاق کی خوبی اور وسعت سے اسلام کو ایسا پھیلایا کہ دنیا کے گوشے گوشے میں اس کا نور پھیل گیا اس سفر حج میں دونوں شہروں کی زیارت سے دونوں یادگاریں تازہ ہوتی ہیں اور دونوں سبق یاد کرنے کا امت کو موقع ملتا ہے۔

(۲۴) مکہ مکرمہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مولد ہے پیدائش یہاں ہوئی اور ۵۳ سال کی عمر تک کے مختلف دور یہاں گزرے اس کے بعد مدینہ طیبہ ہجرت کا گھر ہے اور مزار مبارک وہاں ہے رسالت کے اکثر احکام وہاں نازل ہوئے اس سفر سے دونوں یادگاروں کی زیارت حضور کے ہر زمانہ کی یاد کو تازہ کرنے والی ہے اور محبت کی بڑھانے والی ہے لوگ یادگار قائم کرنے کے لئے مختلف چیزیں ایجاد کیا کرتے ہیں اسلام نے حج و زیارت کا حکم دے کر خود اس یادگار کو قائم کر دیا۔

(۲۵) مرکز اسلام کی تقویت و قوت اور حرمین شریف کے رہنے والوں کی اعانت نصرت ان کے حالات کی تحقیق ان کے ساتھ ہمدردی اور غمگساری کا بہترین ذریعہ حج و زیارت ہے کہ جب ان سے تفصیلی ملاقات ہوگی تو ان کی اعانت اور مدد کا جذبہ خود بخود دل میں پیدا ہوگا اور وہاں سے واپسی پر بھی عرصہ تک ان کی یاد رہے گی نمونہ کے طور پر چند امور کی طرف مختصر اور مجمل اشارات کئے ہیں غور کرنے سے بہت سے امور اور مصالح سمجھ میں آتے رہتے ہیں لیکن یہ نہایت اہم جزو ہے

کہ اصل مقصد اللہ جل شانہٗ کے ساتھ تعلق کا بڑھانا ہے اور دنیا کی محبت اور اس سے بے رغبتی پیدا کرنا ہے اس مضمون کو ایک قصہ پر ختم کرتا ہوں جس کو صاحب اتحاف نے نقل کیا شیخ المشائخ قطب دوراں شبلی قدس سرہٗ کے ایک مرید حج کر کے آئے تو شیخ نے ان سے سوالات فرمائے وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے شیخ نے دریافت فرمایا کہ تم نے حج کا ارادہ اور عزم کیا تھا میں نے عرض کیا کہ جی پختہ قصد حج کا تھا آپ نے فرمایا کہ اس کے ساتھ ان تمام ارادوں کو ایک دم چھوڑنے کا عہد کر لیا تھا جو پیدا ہونے کے بعد سے آج تک حج کی شان کے خلاف کئے میں نے کہا یہ عہد تو نہیں کیا تھا آپ نے فرمایا کہ پھر حج کا عہد ہی نہیں کیا پھر شیخ نے فرمایا کہ احرام کے وقت بدن کے کپڑے نکال دیئے تھے میں نے عرض کیا جی بالکل نکال دیئے تھے آپ نے فرمایا اس وقت اللہ کے سوا ہر چیز کو اپنے سے جدا کر دیا تھا میں نے عرض کیا ایسا تو نہیں ہوا آپ نے فرمایا تو پھر کپڑے ہی کیا نکالے آپ نے فرمایا وضو اور غسل سے طہارت حاصل کی تھی میں نے عرض کیا جی ہاں بالکل پاک صاف ہو گیا تھا آپ نے فرمایا اس وقت ہر قسم کی گندگی اور لغزش سے پاکی حاصل ہو گئی تھی میں نے عرض کیا یہ تو نہ ہوئی تھی، آپ نے فرمایا پھر پاکی ہی کیا حاصل ہوئی پھر آپ نے فرمایا، لبیک پڑھا تھا، میں نے عرض کیا جی ہاں لبیک پڑھا تھا آپ نے فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ کی طرف سے لبیک کا جواب ملا تھا میں نے عرض کیا مجھے تو کوئی جواب نہیں ملا تو فرمایا کہ پھر لبیک کیا کہا پھر فرمایا کہ حرم محترم میں داخل ہوئے تھے میں نے عرض کیا کہ داخل ہوا تھا فرمایا اس وقت ہر حرام چیز کے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ترک کا جزم کر لیا تھا

Marfat.com

ہیں نے کہا یہ تو میں نے نہیں کیا فرمایا کہ پھر حرم میں بھی داخل نہیں ہوئے پھر فرمایا کہ مکہ کی زیارت کی تھی میں نے عرض کیا جی زیارت کی تھی فرمایا اسوقت دوسرے عالم کی زیارت نصیب ہوئی میں نے عرض کیا اس عالم کی تو کوئی چیز نظر نہیں آئی فرمایا پھر مکہ کی بھی زیارت نہیں ہوئی پھر فرمایا کہ مسجد حرام میں داخل ہوئے تھے میں نے عرض کیا کہ داخل ہوا تھا فرمایا کہ اس وقت حق تعالیٰ شانہٗ کے قرب میں داخلہ محسوس ہوا میں نے عرض کیا مجھے تو محسوس نہیں ہوا فرمایا تب تو مسجد میں بھی داخلہ نہیں ہوا پھر فرمایا کہ کعبہ شریف کی زیارت کی میں نے عرض کیا کہ زیارت کی فرمایا کہ وہ چیز نظر آئی جس کی وجہ سے کعبہ کا سفر اختیار کیا جاتا ہے میں نے عرض کیا کہ مجھے تو نظر نہیں آئی فرمایا پھر تو کعبہ شریف کو نہیں دیکھا پھر فرمایا کہ طواف میں رمل کیا تھا (خاص طور سے دوڑنے کا نام ہے) میں نے عرض کیا کہ کیا تھا فرمایا کہ اس بھاگنے میں دنیا سے ایسے بھاگ گئے تھے جس سے تم نے محسوس کیا ہو کہ تم دنیا سے بالکل یکسو ہو چکے ہو میں نے عرض کیا کہ نہیں محسوس ہوا فرمایا کہ پھر تم نے رمل بھی نہیں کیا پھر فرمایا کہ حجر اسود پر ہاتھ رکھ کر اس کو بوسہ دیا تھا میں نے عرض کیا جی ایسا کیا تھا تو انہوں نے خوف زدہ ہو کر ایک آہ کھینچی اور فرمایا تیرا ناس ہو خبر بھی ہے کہ جو حجر اسود پر ہاتھ رکھے وہ گویا اللہ جل شانہٗ سے مصافحہ کرتا ہے اور جس سے حق سبحانہ وتقدس مصافحہ کریں وہ ہر طرح سے امن میں ہو جاتا ہے تو کیا تجھ پر امن کے آثار ظاہر ہوئے میں نے عرض کیا کہ مجھ پر تو امن کے آثار کچھ بھی ظاہر نہیں ہوئے تو فرمایا کہ تو نے حجر اسود پر ہاتھ ہی نہیں رکھا پھر فرمایا کہ مقام ابراہیم پر کھڑے ہو کر دو رکعت نفل پڑھی تھی میں نے عرض کیا کہ پڑھی تھی فرمایا کہ اس وقت اللہ جل جلالہٗ کے حضور میں ایک بڑے مرتبہ پر پہنچا تھا کیا اس مرتبہ کا حق ادا کیا اور جس مقصد

Marfat.com

سے وہاں کھڑا ہوا تھا وہ پورا کر دیا میں نے عرض کیا کہ میں نے تو کچھ نہیں کیا فرمایا کہ تو نے پھر تو مقامِ ابراہیم پر نماز ہی نہیں پڑھی پھر فرمایا کہ صفا مروہ کے درمیان سعی کے لئے صفا پر چڑھے تھے میں نے عرض کیا چڑھا تھا فرمایا وہاں کیا کیا میں نے عرض کیا کہ سات مرتبہ تکبیر کہی اور حج کے مقبول ہونے کی دعا کی فرمایا کیا تمہاری تکبیر کے ساتھ فرشتوں نے بھی تکبیر کہی تھی اور اپنی تکبیر کی حقیقت کا تمہیں احساس ہوا تھا میں نے عرض کیا کہ نہیں فرمایا کہ تم نے تکبیر ہی نہیں کہی پھر فرمایا کہ صفا سے نیچے اترے تھے میں نے عرض کیا کہ اترا تھا فرمایا اس وقت ہر قسم کی عِلّت دور ہو کر تم میں صفائی آگئی تھی میں نے عرض کیا کہ نہیں فرمایا کہ نہ تم صفا پر چڑھے نہ اترے پھر فرمایا کہ صفا مروہ کے درمیان دوڑے تھے میں نے عرض کیا کہ دوڑا تھا فرمایا کہ اس وقت اللہ کے علاوہ ہر چیز سے بھاگ کر اس کی طرف پہنچ گئے تھے (غالبًا ففررت منکم لما خفتکم کی طرف اشارہ ہے جو سورۂ شعراء میں حضرت موسیٰؑ کے قصہ میں ہے دوسری جگہ اللہ کا پاک ارشاد ہے، ففروا الی اللہ) میں نے عرض کیا کہ نہیں فرمایا کہ تم دوڑے ہی نہیں پھر فرمایا کہ مروہ پر چڑھے تھے میں نے عرض کیا کہ چڑھا تھا فرمایا کہ تم پر وہاں سکینہ نازل ہوا اور اس سے وافر حصہ حاصل کیا میں نے عرض کیا کہ نہیں فرمایا کہ مروہ پر چڑھے ہی نہیں پھر فرمایا کہ منیٰ گئے تھے میں نے عرض کیا گیا تھا فرمایا کہ وہاں اللہ جل شانہٗ سے ایسی امیدیں بندھ گئی تھیں جو معاصی کے حال کے ساتھ نہ ہوں میں نے عرض کیا کہ نہ ہو سکیں فرمایا کہ منیٰ ہی نہیں گئے پھر فرمایا کہ مسجد خیف میں (جو منیٰ میں ہے) داخل ہوئے تھے میں نے عرض کیا کہ داخل ہوا تھا فرمایا کہ اس وقت اللہ جل شانہٗ کے خوف کا

اس قدر غلبہ ہو گیا تھا جو اس وقت کے علاوہ نہ ہوا ہو میں نے عرض کیا
کہ نہیں فرمایا کہ مسجد خیف میں داخل ہی نہیں ہوئے پھر فرمایا کہ عرفات
کے میدان میں پہنچے تھے میں نے عرض کیا کہ حاضر ہوا تھا فرمایا کہ وہاں اس
چیز کو پہچان لیا تھا کہ دنیا میں کیوں آئے تھے اور کیا کر رہے ہو اور کہاں
اب جانا ہے اور ان حالات پر متنبہ کرنے والی چیز کو پہچان لیا تھا میں
نے عرض کیا کہ نہیں فرمایا کہ پھر تو عرفات پر بھی نہیں گئے پھر فرمایا کہ مزدلفہ
گئے تھے میں نے عرض کیا کہ گیا تھا فرمایا کہ وہاں اللہ جل شانہ کا ایسا ذکر کیا
تھا جو اس کے ماسوا کو دل سے بھلا دے (جس کی طرف قرآن پاک کی
آیت فاذکروا اللہ عند المشعر الحرام میں اشارہ ہے) میں نے عرض کیا
ایسا تو نہیں ہوا فرمایا کہ پھر تو مزدلفہ پہنچے ہی نہیں فرمایا کہ منیٰ میں جا کر
قربانی کی تھی میں نے عرض کیا کہ کی تھی فرمایا کہ اس وقت اپنے نفس کو ذبح
کر دیا تھا میں نے عرض کیا کہ نہیں فرمایا کہ پھر تو قربانی ہی نہیں کی پھر فرمایا
کہ رمی کی تھی (یعنی شیطانوں کے کنکریاں ماری تھیں) میں نے عرض کیا کہ
کی تھی فرمایا کہ ہر کنکری کے ساتھ اپنی سابقہ جہل کو پھینک کر کچھ علم کی
زیادتی محسوس ہوئی میں نے عرض کیا کہ نہیں فرمایا کہ رمی بھی نہیں کی پھر
فرمایا کہ طواف زیارت کیا تھا میں نے عرض کیا کیا تھا فرمایا اس وقت
کچھ حقائق منکشف ہوئے تھے اور اللہ جل شانہ کی طرف سے تم پر اعزاز و
اکرام کی بارش ہوئی تھی اس لئے کہ حضور پاک کا ارشاد ہے کہ حاجی اور
عمرہ کرنے والا اللہ کا زیارت کرنیوالا ہے اور جس کی زیارت کو کوئی جائے
اس پر حق ہے کہ اپنے زائرین کا اکرام کرے میں نے عرض کیا کہ مجھ پر تو کچھ
منکشف نہیں ہوا فرمایا تم نے طواف زیارت بھی نہیں کیا پھر فرمایا کہ

Marfat.com

حلال ہوئے تھے (احرام کھولنے کو حلال ہونا کہتے ہیں) میں نے عرض کیا ہوا تھا فرمایا کہ ہمیشہ حلال کمائی کا اس وقت عہد کرلیا تھا میں نے عرض کیا نہیں فرمایا کہ تم حلال بھی نہیں ہوئے پھر فرمایا کہ الوداعی طواف کیا تھا میں نے عرض کیا کیا تھا فرمایا اس وقت اپنے تن من کو کلیتہً الوداع کہہ دیا تھا میں نے عرض کیا نہیں فرمایا کہ تم نے طواف وداع بھی نہیں کیا پھر فرمایا دوبارہ حج کو جاؤ اور اس طرح حج کرکے آؤ جس طرح میں نے تم سے تفصیل بیان کی فقط۔ یہ طویل قصہ اس لئے نقل کیا تاکہ اندازہ ہو کہ اہل ذوق کا حج کس طرح ہوتا ہے حق تعالیٰ شانہٗ اپنے لطف وکرم سے کچھ ذائقہ اس نوع کے حج کا اس محروم کو بھی عطا فرمائے آمین۔

پانچویں فصل حج کے آداب میں

حج کے متعلق بہت سے رسائل علما نے لکھے ہیں جن میں تفصیلی طور پر حج کے آداب اور ہر ہر رکن کے آداب ذکر کئے ہیں یہ سفر ساری عمر میں اکثر ایک ہی مرتبہ ہوتا ہے اس لئے مناسب ہے کہ جب سفر حج کا ارادہ ہو تو اس کے متعلق معتبر علمار کے متعدد رسائل منگا کر ان کو بہت اہتمام سے دو چار مرتبہ سفر سے پہلے مطالعہ کرلے تاکہ یہ بڑی رقم جو اس سفر میں خرچ ہوتی ہے آداب کی رعایت کے ساتھ خرچ ہونے کی وجہ سے بہترین مصرف میں خرچ ہو ایسا نہ ہو کہ جہالت اور ناواقفیت کی وجہ سے کوئی ایسی حرکت کر جائے جس سے حج بھی فاسد ہو جائے سفر سے پہلے اگر ان رسائل کو چند مرتبہ مطالعہ کرلے گا تو مضامین سے ایک مناسبت پیدا ہو کر موقع پر اکثر باتیں یاد آتی رہیں گی اور پھر ان رسائل کو سفر میں بھی ساتھ رکھے تاکہ ہر موقع

پر اس جگہ کے احکام اور آداب دیکھے جا سکیں اہل علم بھی ان سے مستغنی نہیں درس کے وقت ان مسائل کو پڑھ لینے سے مستحضر نہیں ہوتے اکثر دیکھا گیا کہ جو حضرات دو تین حج کر چکے ہیں وہ حج کے مسائل میں اہل علم سے جن کا پہلے ہی حج ہو فوقیت لے جاتے ہیں اس جگہ تمام آداب کا احاطہ مقصود نہیں ہے وہ ہر جگہ کے علیحدہ ہیں مختصراً چند اہم امور کا ذکر کیا جاتا ہے حق تعالیٰ شانہ کا پاک ارشاد ہے۔

وتزودوا فان خیر الزاد التقوی (سورہ بقرہ ع)

(اور جب حج کا ارادہ کرو) تو خرچ ضرور ساتھ لے لیا کرو کیونکہ سب سے بڑی بات خرچ لینے میں (بھیک مانگنے سے) بچا رہنا ہے۔

ف۔ اس آیت شریفہ میں سب سے اہم اور سب سے مقدم چیز کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ حج کو جانے کے وقت راستہ کا خرچ ساتھ ہونا چاہیے محض توکل پر چل دینا ہر شخص کا کام نہیں احادیث میں کثرت سے یہ مضمون وارد ہوا ہے کہ بعض لوگ بغیر خرچ کے حج کو چل دیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم متوکل ہیں پھر وہاں پہنچ کر لوگوں سے سوال کرتے تھے اس پر یہ آیت شریفہ نازل ہوئی ایک حدیث میں ہے کہ بعض لوگ بغیر زادِ راہ کے حج کو چل دیتے تھے اور کہتے تھے کہ جب ہم حج کو جاتے ہیں پھر بھی اللہ جل شانہ ہمیں نہ کھلائے گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ زادراہ لیا کرو بہترین زادراہ وہ ہے جو تمہارے چہروں کو لوگوں کے سامنے ہونے سے روک دے (درمنثور) یعنی لوگوں سے سوال کی ذلت سے روک دے یہاں ایک اہم بات یہ قابل سمجھنے کے ہے کہ توکل بہت اونچی اور اعلیٰ اور افضل صفت ہے۔ لیکن وہ زبانی چیز نہیں ہے بلکہ قلبی چیز ہے جس کا دل اس قدر مطمئن

ہو کہ اس کو اپنی جیب میں پیسہ ہونے پر اتنا اعتماد نہ ہو جتنا اللہ کے خزانہ میں ہونے پر اعتماد ہوتا ہے اس کو توکل سزاوار ہے اور اس کی شان کے مناسب ہے اور جس کو یہ درجہ حاصل نہ ہو اس کے لئے مناسب نہیں یہاں دو واقعے قابل غور ہیں ایک حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کا مشہور قصہ ہے کہ جب غزوہ تبوک کے وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے چندہ کی تحریک فرمائی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ جو کچھ گھر میں تھا سب کچھ لے آئے کچھ بھی گھر میں نہ چھوڑا بندہ اپنے رسالہ حکایاتِ صحابہ میں اس قصہ کو مفصل ذکر کر چکا ہے دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ایک صاحب ایک بیضہ کی بقدر سونے کا ڈلا لائے اور حضورؐ کی خدمت میں پیش کر کے عرض کیا کہ یہ صدقہ ہے میرے پاس اس کے سوا کچھ نہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرف سے اعراض فرما لیا وہ دوسری طرف کو سامنے حاضر ہوئے اور یہی عرض کیا اسی طرح حضورؐ اعراض فرماتے رہے اور وہ بار بار سامنے آ کر یہی عرض کرتے رہے چوتھی مرتبہ میں حضور نے اس کو لے کر اس زور سے پھینکا کہ اگر ان کے لگ جاتا تو زخمی کر دیتا پھر ارشاد فرمایا کہ بعض آدمی اپنا سب کچھ صدقہ کر دیتے ہیں پھر لوگوں کی طرف دستِ سوال بڑھاتے ہیں ان دو قصوں سے اس کا صحیح اندازہ ہو جاتا ہے کہ توکل کس حالت میں سزاوار ہے کہ جو شخص بالکل خالی ہاتھ ہو کر بھی نہ بے صبری کرے نہ دل میں اللہ جل شانہٗ اور بندوں کی طرف سے شکوہ پیدا ہو نہ لوگوں سے سوال کرے اس کو یقیناً مناسب ہے اور جو ایسا نہ ہو بلکہ دوسروں کے لئے بار بنے اور بے صبری ناشکری میں مبتلا ہو اس کے لئے ہرگز مناسب نہیں کہ بغیر زادِ راہ کے محض توکل پر چل دے۔

الحج اشہر معلومات فمن فرض فیھن الحج فلا رفث الآیۃ۔ یہ آیت شریفہ بھی

آداب حج کے اہم ترین آداب کو شامل ہے اس کا ترجمہ پہلی فصل میں گزر چکا اور کچھ توضیح پہلی فصل کی احادیث میں سب سے پہلی حدیث میں گزر چکی۔

(۱) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا خرج الحاج حاجا بنفقۃ طیبۃ ووضع رجلہ فی الغرز فنادی لبیک اللھم لبیک ناداہ مناد من السماء لبیک وسعدیک زادک حلال وراحلتک حلال وحجک مبرور غیر مازور واذا خرج بالنفقۃ الخبیثۃ فوضع رجلہ فی الغرز فنادی لبیک ناداہ مناد من السماء لا لبیک ولا سعدیک زادک حرام ونفقتک حرام وحجک مازور غیر مبرور رواہ الطبرانی فی الاوسط ورواہ الاصبھانی من حدیث اسلم مولی عمر مرسلا مختصرا کذا فی الترغیب وفی الاتحاف بتخریج ابی ذر الھروی وفی منسکہ عن ابی ھریرۃ بلفظ اخر زائدا علیہ وفی الکنز بمعناہ عن عمر وانس وغیرھما۔

احادیث

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا گیا کہ جب حاجی حلال مال کے ساتھ حج کو نکلتا ہے اور سواری پر سوار ہو کر کہتا ہے لبیک اللہم لبیک تو فرشتہ بھی آسمان سے (اس کی تائید اور تقویت میں) لبیک و سعدیک کہتا ہے (یعنی تیرا لبیک کہنا مقبول ہے) وہ فرشتہ کہتا ہے کہ تیرا توشہ بھی حلال ہے تیری سواری بھی حلال ہے (کہ حلال مال سے حاصل ہوئے) اور تیرا حج مبرور ہے (جس کا بیان فصل اول حدیث ۲ میں گزر چکا ہے) اور کوئی وبال تجھ پر نہیں اور جب آدمی حرام مال کے ساتھ حج کو جاتا ہے اور سواری پر سوار ہو کر لبیک کہتا ہے تو فرشتہ آسمان سے کہتا ہے نہ لبیک نہ سعدیک یعنی تیری لبیک غیر مقبول ہے تیرا توشہ حرام ہے تیرا خرچ حرام ہے تیرا حج معصیت ہے یہ حج مبرور نہیں۔

ف۔ ایک حدیث میں ہے کہ جب آدمی حرام مال کے ساتھ حج کو جاتا ہے

Marfat.com

اور لبیک کہتا ہے تو اللہ جل شانہٗ کا پاک ارشاد ہوتا ہے کہ تیری لبیک نہیں یہ مردود ہے ایک اور حدیث میں ہے کہ اللہ جل شانہٗ کا پاک ارشاد ہوتا ہے کہ یہ حج تیرا مردود ہے یعنی مقبول نہیں ایک اور حدیث میں ہے کہ اس کا حج لپیٹ کر اس کے منہ پر مار دیا جاتا ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص حرام کمائی کے ساتھ حج کو جائے اس کا سفر اللہ کی اطاعت میں نہیں ہے اور جب وہ سواری پر سوار ہو کر لبیک کہتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے کہ نہ لبیک نہ سعدیک تیری کمائی حرام تیرا لباس حرام (کہ حرام کمائی سے تیار ہوا) تیری سواری حرام تیرا توشہ حرام تو ایسے حال میں لوٹ کہ تجھ پر وبال ہے اور برائی کا مژدہ اپنے ساتھ لیتا جا اور جب آدمی حلال مال کے ساتھ حج کو جاتا ہے اور سواری پر سوار ہو کر لبیک کہتا ہے تو فرشتہ بھی اس کے ساتھ لبیک وسعدیک کہتا ہے اور کہتا ہے کہ تیری کمائی حلال ہے تیرا لباس حلال ہے تیری سواری حلال ہے تیرا توشہ حلال ہے حج مبرور کے ساتھ واپس ہو تجھ پر کوئی وبال نہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حج کیا تو صفا مروہ کے درمیان وہ لبیک پڑھتے ہوئے دوڑ رہے تھے کہ آسمان سے آواز آئی لبیک عبدی انا معک (میرے بندے میں بھی لبیک کہتا ہوں اور تیرے ساتھ ہوں) یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سجدہ میں گر گئے (درمنثور) حضرت زین العابدینؒ کا قصہ فصل اول کی حدیث ۲ میں گزر چکا ہے کہ جب احرام باندھا تو لبیک کہنے کے وقت چہرہ زرد ہو گیا اور بدن پر کپکپی آ گئی اور لبیک نہ کہہ سکے کسی نے دریافت کیا تو فرمایا کہ مجھے ڈر ہے کہ اس کے جواب میں لا لبیک نہ کہہ دیا جائے کہ تیری لبیک معتبر نہیں اگرچہ فقہا کے نزدیک حج فرض اس سے بھی ادا ہو جاتا ہے لیکن وہ حج مقبول

Marfat.com

نہیں ہوتا اور اس حرام کمائی کا گناہ مستقل علیحدہ رہتا ہے ہم لوگ اس میں بہت تساہل اور غفلت کرتے ہیں اپنی قوت اور زور کے گھمنڈ پر دوسروں کے مال پر ظلم سے قبضہ کر لیتے ہیں اور دل میں خوش ہوتے ہیں کہ کس کی مجال ہے جو ہم سے مطالبہ کر سکے یا ہم پر الزام قائم کر دے لیکن کل جب ہر مظلوم قوی ہوگا اس وقت اپنے اس ظلم کی حقیقت واضح ہوگی جب ایک دانق جو تقریباً دو پیسے کے برابر ہوتا ہے اس کے بدلے میں سات سو مقبول نمازیں ادا کرنا پڑیں گی حالانکہ اتنی مقبول نمازیں شاید ہمارے پاس ہوں بھی نہیں لیکن فی دو پیسہ یہ ادائیگی قیامت میں کرنا پڑے گی (شامی) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ سے دریافت کیا کہ جانتے ہو مفلس کون ہے صحابہ نے عرض کیا کہ ہم تو مفلس اس کو کہتے ہیں جس کے پاس مال و متاع نہ ہو حضور نے ارشاد فرمایا کہ مفلس تو وہ ہے جو قیامت کے دن بہت سی نمازیں روزے وغیرہ لے کر آئے لیکن کسی کو دنیا میں گالیاں دی تھیں کسی پر تہمت لگائی تھی کسی کا مال کھا لیا تھا کسی کو مارا تھا قیامت میں اس کی نیکیوں میں سے کچھ اس نے لے لیا کچھ اس نے لے لیا اور جب نیکیاں ختم ہو گئیں تو ان مظلوم لوگوں کے گناہ اس کے ظلم کی بقدر لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے اور پھر جب نیکیاں ختم ہو گئیں اور گناہ اپنے علاوہ دوسروں کے بھی سر پڑ گئے تو اس کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا دوسری حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے کہ جس کے ذمہ کسی دوسرے کا حق ہو آبرو ریزی کا ہو یا کسی اور قسم کا وہ آج دنیا میں معاف کرا لے قبل اس کے کہ وہ دن دنیا میں آجائے جس میں روپیہ پیسہ آدمی کے پاس نہ ہوگا اگر کوئی نیک عمل اس کے پاس ہے تو اس سے ظلم کا بدلہ ادا کیا جائے گا اور اس کے پاس نیک عمل نہیں ہے تو مظلوم کے گناہ اس پر لاد دیئے جائیں گے

Marfat.com

(مشکوٰۃ) ایک حدیث میں حضورؐ کا پاک ارشاد ہے کہ جو شخص ایک بالشت زمین کسی دوسرے کی ظلم سے چھین لے گا قیامت کے دن وہ حصہ سات زمینوں تک طوق بنا کر اس ظالم کی گردن میں ڈال دیا جائے گا (مشکوٰۃ) اس کا جتنا بوجھ اور وزن گردن پر پڑے گا وہ ظاہر ہے ایک مرتبہ حضورؐ سورج گرہن کی نماز پڑھ رہے تھے اس میں حضورؐ کے سامنے جنت اور دوزخ کے احوال ظاہر ہوئے تو حضورؐ نے جہنم میں ایک عورت کو دیکھا جس نے کسی بلی کو دنیا میں باندھ رکھا تھا اور اس کے کھانے کی خبر گیری میں کوتاہی کی جس کی وجہ سے اس کو عذاب ہو رہا تھا کہ نہ اس نے اس کے کھانے کی خبر رکھی اور نہ اس کو آزاد چھوڑا کہ وہ اپنے آپ زمین پر گری پڑی چیزوں سے پیٹ بھر لیتی (مشکوٰۃ) جو لوگ جانوروں کو پالتے ہیں ان پر ان کی خبر گیری کی بڑی سخت ذمہ داری ہے وہ بے زبان اکثر بھوک پیاس میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور ان پالنے والوں کو اپنے کاروبار میں خیال بھی نہیں رہتا ایک حدیث میں حضورؐ کا پاک ارشاد ہے کہ قیامت میں بدترین شخص وہ ہے جو دوسرے کی دنیا کی خاطر اپنی آخرت کو نقصان پہنچائے (مشکوٰۃ) کہ دوسرے نے کسی پر ظلم کیا آپ تعلقات کے زور میں اس کے حامی بن گئے جس سے دنیا کا نفع تو اس کو حاصل ہوا اور آخرت اس کی ساتھ اپنی بھی برباد ہوئی اس لئے نہایت اہتمام سے ایسے امور سے بچنا چاہیئے اور ہر وقت اس کی فکر چاہیئے کہ نہ معلوم کب موت آجائے اور یہ وبال سر پر رہے بالخصوص سفر حج کو جاتے وقت بہت اہتمام سے ان امور سے پاکی حاصل کرے کہ طویل سفر ہے نہ معلوم واپسی مقدر ہے یا نہیں۔

(۲) عن ابن عباسؓ قال کان فلان | حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک

Marfat.com

ردف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم عرفۃ فجعل الفتی یلاحظ النساء وینظر الیھن فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابن اخی ان ھذا یوم من ملک فیہ سمعہ وبصرہ ولسانہ غفر لہ رواہ احمد باسناد صحیح کذا فی الترغیب والقصۃ معروفۃ فی کتب الحدیث عن الفضل بن عباس رویت بطرق عدیدۃ والفاظ مختلفۃ

نوعمر لڑکے حضورؐ کے ساتھ سواری پر سوار تھے ان کی نظر عورتوں پہ پڑ گئی اور ان کو دیکھنے لگے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، بھتیجے! یہ ایسا دن ہے کہ جو شخص اس دن میں اپنے کان آنکھ اور زبان کی حفاظت رکھے اس کی مغفرت ہو جاتی ہے۔

ف۔ چونکہ مجمع کا قصہ ہوتا ہے ہر قسم کے مرد و عورت ایک جگہ جمع ہوتے ہیں اس لئے بہت اہتمام سے اس دن اپنی حفاظت رکھنا ضروری ہے ایسا نہ ہو کہ بدنظری سے یا نامحرم کی آواز لذت سے سننے سے یا کسی ناجائز لفظ کے زبان سے نکالنے سے نیکی برباد گناہ لازم ہو جائے اسی لئے قرآن پاک میں بھی اس کو اہتمام سے ذکر کیا گیا فمن فرض فیھن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج۔ کہ یہ چیزیں حج میں نہیں ہونی چاہئیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے کہ اگر آدمی کی نظر کسی اجنبی عورت پر پڑ جائے اور وہ فوراً اپنی نظر کو ہٹالے تو حق تعالیٰ شانہٗ اس کو کسی ایسی عبادت کی توفیق عطا فرماتے ہیں جس کی لذت اور حلاوت اس کو محسوس ہوتی ہے (مشکوٰۃ)۔ ایک حدیث میں ہے کہ جب آدمی کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہا مکان میں ہوتا ہے تو تیسرا شخص وہاں شیطان ہوتا ہے (مشکوٰۃ) اس سفر میں اکثر عورتیں نامحرموں کے ساتھ سفر کرتی ہیں اور بسا اوقات محرم کے ساتھ ہونے کی صورت میں بھی عوارض کی وجہ سے مکان میں تنہا ہو جانے کی نوبت

Marfat.com

آجاتی ہے اس لئے بہت اہتمام سے اس کا لحاظ رکھنا چاہیئے کہ ایسی نوبت نہ آسکے ایک حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی عورت کسی نامحرم کے ساتھ تنہا مکان میں نہ ٹھہرے اور کوئی عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا نام فلاں غزدہ میں جانے والوں میں لکھا گیا اور میری بیوی حج کو جا رہی ہے حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ جاؤ اپنی بیوی کے ساتھ حج کو جاؤ (مشکوٰۃ) یہاں جہاد جیسی اہم چیز میں جانے والے صحابی کو بیوی کے حج کی وجہ سے حضورؐ نے موخر کردیا۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ جب عورت گھر سے نکلتی ہے تو ایک شیطان اس کے ساتھ لگ جاتا ہے یعنی خود اس کو بہکانے کے لئے اور دوسروں کو اس کی طرف متوجہ کرنے کے لئے ہر وقت کمبخت تاک میں لگا رہتا ہے اس لئے محرم کا ایسی حالت میں ساتھ رہنا ضروری ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضورؐ نے تنہائی میں عورت کے پاس جانے کی ممانعت فرمائی کسی نے عرض کیا حضور اگر جانے والا دیور ہو یعنی خاوند کا بھائی حضورؐ نے فرمایا کہ دیور تو موت ہے یعنی اس سے زیادہ اندیشہ اور خوف ہے اور بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے کہ ہر وقت کا پاس رہنا ہے اس میں خطرات کا زیادہ اندیشہ ہے۔ حدیث پاک میں کان آنکھ وغیرہ کی حفاظت کو فرمایا ہے وہ نامحرموں کی بات سننا یا دیکھنے کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ کسی کی غیبت چغل خوری وغیرہ سننا یا زبان سے ادا کرنا سب ہی اس میں داخل ہے اسی طرح ہر قسم کی ناجائز چیز لہو ولعب کو دیکھنا بھی اس میں شامل ہے۔

(۳۱) عن ابن عمرؓ قال سال رجل رسول اللہ صلے اللہ

ایک صحابی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ حاجی کی کیا شان ہونا چاہیے حضورؐ

علیہ وسلم فقال ما الحاج قال الشعث التفل فقام آخر فقال یا رسول اللہ ای الحج افضل قال العج والثج کذا فی المشکوٰۃ۔

نے فرمایا بکھرے ہوئے بالوں والا میلا کچیلا ہو پھر دوسرے صحابی نے سوال کیا حج کون سا افضل ہے حضور نے فرمایا جس میں خوب لبیک کے ساتھ چلانا ہو اور (قربانی کا خوب) خون بہانا ہو۔

ف۔ اس حدیث شریف میں تین مضمون ذکر کئے گئے اول یہ کہ حاجی کی شان یہ ہے کہ بکھرے ہوئے بال ہوں کپڑے میلے ہوں یہ اصل حاجی کی شان ہے اس کی شان کے یہ ہرگز مناسب نہیں کہ اس حالت میں بھی زیب و زینت کی طرف متوجہ ہو اسی وجہ سے احرام کی حالت میں خوشبو کا استعمال ناجائز قرار دیا گیا کہ عاشق کو ان چیزوں سے کیا کام، ایک مرتبہ ذی الحجہ کی ۸ یا ۹ تاریخ تھی حضرت اقدس مولانا الحاج سید حسین احمد صاحب مدنی ادام اللہ ظلال برکاتہ تشریف لائے میں نے عطر کی شیشی ملنے کے لئے سامنے کی مولانا نے اس کو لے کر ملا اور نہایت ہی ٹھنڈا سانس بھر کر فرمایا کہ آج عشاق عطر سے روک دیئے گئے ہیں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ جن کے دلوں میں عشق کا زخم ہے وہ مکہ سے دور رہ کر بھی وہاں کے تصور کی لذت حاصل کرتے رہتے ہیں میں نے اپنے والد صاحب کو اکثر دیکھا کہ ذی الحجہ کی اوائل تاریخوں میں اکثر بے اختیار ان کے منہ سے لبیک نکل جاتا ہے پہلی فصل کی حدیث ۳ کے ذیل میں گزر چکا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ اس بات پر فرشتوں سے فخر کرتے ہیں کہ میرے بندے بکھرے ہوئے بال اور غبار آلود کپڑوں سے آئے ہیں اور متعدد احادیث میں اس تفاخر کا ذکر آیا ہے دوسرا مضمون لبیک آواز سے پڑھنا یہ بھی کثرت سے روایات میں وارد ہوا ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور اقدس

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور یہ فرمایا کہ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے کہ تم اپنے ساتھیوں کو اس کا حکم کردو کہ لبیک پکار کر کہیں اس لئے کہ یہ حج کا شعار ہے (کنز) پہلی فصل کی حدیث ۶ میں گزر چکا ہے کہ جب آدمی لبیک کہتا ہے تو اس کے ساتھ ہر پتھر اور درخت اور زمین بھی لبیک کہتی ہے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام لبیک کہتے تھے تو حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے لبیک یا موسیٰ جواب میں ارشاد ہوتا تھا تیرا مضمون حدیث بالا میں قربانی کی کثرت ہے قربانی مستقل عبادت ہے جو صاحب نصاب پر واجب ہے اور جو صاحب نصاب نہ ہو اس کے لئے مستحب ہے لیکن حج میں اس کی فضیلت اور بھی زیادہ ہے اور اس کی کثرت مرغوب ہے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حج میں سو اونٹ قربانی کیے تھے حضورؐ کا پاک ارشاد ہے کہ قربانی کرنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے اور قربانی کے جانور کے ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی ہے ایک حدیث میں ہے کہ قربانی کا جانور جب ذبح ہوتا ہے تو پہلے قطرہ پر قربانی کرنے والے کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور قیامت کے دن قربانی کا جانور مع اپنے خون اور گوشت وغیرہ کے لایا جائے گا اور ستر درجہ زیادہ وزنی بنا کر اعمال کی ترازو میں رکھا جائے گا (کنز) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اور اپنی تمام امت کی طرف سے قربانی کی تو امت کو بھی زیبا ہے کہ اپنی قربانی کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی ایک قربانی کیا کریں حضرت علیؓ ہمیشہ ایک بکرا اپنی طرف سے قربانی کرتے تھے اور ایک حضورؐ کی طرف سے

Marfat.com

کسی نے آپ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں آپ کی طرف سے قربانی کردوں اس لئے میں ہمیشہ کرتا رہوں گا (کنز) حضرت عمرؓ اپنے چھوٹے بچوں کی طرف سے خود قربانی کیا کرتے تھے قربانی درحقیقت ایک بہت اہم یادگار ہے۔ جس کی طرف حضورؐ کے پاک ارشاد کہ حضرت ابراہیم کی سنت ہے میں اشارہ گزر چکا ہے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بڑھاپے کی حالت میں بڑی تمناؤں سے اولاد ہوئی اور جب وہ ہونہار دیکھنے کے قابل ہوئی کہ باپ کی بھی دیکھ کر روح تازہ ہو جائے تو ان کو ذبح کردینے کا اشارہ ہوا جو حقیقتہً حضرت ابراہیم اور صاحبزادہ حضرت اسمٰعیل علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کے لئے بڑا سخت امتحان تھا دونوں باپ بیٹوں نے اس امتحان کو پورا کرنے میں بشاشت سے پیش قدمی کی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تیز چھری لے کر صاحبزادہ کے گلے پر چلادی لیکن اللہ کی قدرت کا یہ ادنیٰ کرشمہ تھا کہ اس عمل کی تکمیل بجائے صاحبزادہ کے جانور پر ہوئی لیکن قد صدقت الرؤیا تم نے اپنے خواب کو سچا کردکھایا کا مژدہ ملا تو حقیقتہً یہ اپنی اولاد کی قربانی کا بدل ہے جو محض اللہ کے لطف وکرم سے اس کا بدل بن گیا اس وقت یہی تصور ہونا چاہیئے کہ گویا اپنے نفس کو اور آل اولاد کو اللہ کے راستہ میں قربان کررہا ہے۔

اجمالی آداب

شریعت کے ہر حکم اور اسلام کے ہر رکن کے ساتھ کچھ آداب بھی مقرر ہیں نماز ہو یا روزہ ہو زکوٰۃ ہو یا حج ہر چیز میں آداب کی تحقیق

اور اس کی رعایت کی حتی الوسع کوشش ہونا چاہیئے حضرت اقدس شاہ
عبدالعزیز صاحب نوراللہ مرقدہٗ نے تفسیر عزیزی میں تحریر فرمایا ہے۔
"من تہاون بالآداب عوقب بحرمان السنۃ ومن تہاون بالسنۃ عوقب
بحرمان الفرائض ومن تہاون بالفرائض عوقب بحرمان المعرفۃ" یعنے جو
شخص آداب میں سُستی کرتا ہے وہ سنتہ سے محرومی کی بلامیں گرفتار کیا
جاتا ہے اور جو سنتہ میں سُستی کرتا ہے وہ فرائض کے چھوٹنے کی مصیبت
میں گرفتار ہوتا ہے اور جو فرائض میں سُستی کرتا ہے وہ معرفت کی محرومی
میں مبتلا ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ بہت سے امور پر احادیث میں کفر کا
اطلاق کیا گیا ہے کہ وہ اسی ضابطہ کے موافق کفر تک پہنچا دیتا ہے اس لئے
شریعت کے ہر حکم میں آداب کا اہتمام چاہیئے کسی عذر کی وجہ سے نہ ہوسکے
مضائقہ نہیں مگر ان کی وقعت اور اہمیت دل میں ہونا چاہیئے لاپروائی
اور فضول سمجھ کر ان کو ہرگز نہ چھوڑنا چاہیئے احکام شرعیہ کے آداب و
مستحبات علما نے بڑے اہتمام سے اپنی اپنی جگہ جمع کئے ہیں ان کی تحقیق
وتفتیش کی جائے علما کے اختلاط اور ان کے مذاکروں سے بھی بہت
سے آداب معلوم ہوجاتے ہیں یہاں چند آداب کا ذکر نمونہ اور اجمال
کے طور پر کیا جاتا ہے۔

(۱) جب اللہ جل شانہٗ کسی خوش نصیب کو اس سعادت کی توفیق
عطا فرمائے مثلاً حج فرض ہوجائے یا حج نفل کے اسباب پیدا ہوجائیں تو
پھر ارادہ کی تکمیل میں عجلت کرنا چاہیئے بالخصوص حج فرض کو معمولی اعذار
کی وجہ سے ہرگز مؤخر نہ کرنا چاہیئے کہ شیطان ایسے مواقع پر لغو خیالات اور
بے محل ضروریات دل میں جمع کردیتا ہے اور طرح طرح کے وسوسے دل

Marfat.com

میں ڈالتا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا کہ شیطان کا مقولہ جو قرآن پاک میں سورۂ اعراف میں ذکر کیا گیا قال فبما اغویتنی لاقعدن لھم صراطك المستقیم ثم لاٰتینھم من بین ایدیھم ومن خلفھم وعن ایمانھم وعن شمائلھم ولاتجد اکثرھم شاکرین۔ ترجمہ۔ شیطان نے کہا کہ بہ سبب اس کے کہ یا اللہ آپ نے مجھے گمراہ کیا ہے میں قسم کھاتا ہوں کہ میں ان آدمیوں کے لئے آپ کی سیدھی راہ پر جاکر بیٹھوں گا اور پھر چاروں طرف سے ان پر حملہ کروں گا آگے سے بھی پیچھے سے بھی دائیں سے بھی بائیں سے بھی اور ان میں سے آپ اکثر لوگوں کو شکر گذار نہ پائیں گے۔ سیدھی راہ دین کا راستہ ہے اور دین کے سارے ہی شعبہ اس میں داخل ہیں حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا گیا کہ خاص طور پر حج کا راستہ اس سے مراد ہے (اتحاف) یعنی وہ کمبخت اس پر مسلّط ہو کر چاروں طرف سے آدمیوں کو پریشانیوں میں مبتلا کرتا ہے اور طرح طرح کے اعذار سامنے لاکر حج سے روکتا ہے اور ظاہر بات ہے کہ جب حج سے اس کی ساری محنت بیکار ہو جاتی ہے عرفات کا رونا عمر بھر کے گناہوں کو دھو دیتا ہے تو وہ جتنا بھی اس سفر کے خلاف سعی کرے قرین قیاس ہے اس لئے موانع کو شیطانی اثر سمجھ کر حتی الوسع ان کے دفع کرنے کی اور ان کو غیر اہم سمجھنے کی کوشش کرنا چاہیئے۔

(۲) مناسب ہے کہ جب سفر کا ارادہ ہو تو مسنون استخارہ کرلے نفس حج کے لئے استخارہ کی ضرورت نہیں مثل مشہور ہے در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست۔ کار خیر میں استخارہ کی حاجت نہیں لیکن چونکہ اہم سفر ہے راستہ دشوار گزار ہے ان امور کے متعلق استخارہ کرے کہ کب چلے کس راستہ سے جائے کس جہاز میں جائے وغیرہ وغیرہ۔ حضرت جابرؓ ارشاد فرماتے ہیں

Marfat.com

کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں استخارہ کرنے کی تعلیم اس طرح اہتمام سے دیا کرتے تھے جس اہتمام سے قرآن پاک کی سورت یاد کراتے تھے اور یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ جب کوئی مہتم بالشان امر پیش آئے تو دو رکعت نفل نماز پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھے استخارہ کی دعا مشہور ہے حج کے سب رسائل میں موجود ہے۔

(۳) حج کے مسائل معلوم کرنے کی سعی کرے ابن امیر الحاج لکھتے ہیں کہ سب سے اہم چیز ان مسائل کا معلوم کرنا ہے جو حج کو جانے کے قبل اور روانگی کے بعد اور حج کے دوران میں پیش آتے ہیں کہ علم کا سیکھنا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر شخص پر فرض کیا ہے اس لئے حج کے فرائض اور سُنن اور جو چیزیں اس میں حرام یا مکروہ ہیں ان کا معلوم کرنا ضروری ہے (مدخل) بہت سے رسائل اردو میں اس موضوع پر شائع ہو چکے ہیں ان کو بالاستیعاب دو چار مرتبہ سفر سے پہلے پڑھ لے تاکہ ناواقفیت کی وجہ سے اس اہم فریضہ کی ادائیگی میں نقصان نہ رہ جائے عام علما بھی اس سے بے نیاز نہیں ہیں درس کے وقت مسائل کا نظر سے گذر جانا دوسری بات ہے وقت پر مستحضر ہونا اور چیز ہے یہ صحیح ہے کہ ان کو سرسری طور سے دیکھ لینا کافی ہے عوام کو بہت اہتمام سے اور غور سے دیکھنے کی ضرورت ہے اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ کسی عالم کی رفاقت سفر میں اختیار کرے اور ہر چیز کو اس سے تحقیق کرتا رہے تین رسالوں کے مطالعہ کا بندہ ناکارہ خصوصیت سے مشورہ دیتا ہے ایک زبدۃ المناسک مؤلفہ قطب عالم حضرت گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ دوسرے زیارت الحرمین مؤلفہ مولانا عاشق الٰہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تیسرے معلم الحجاج مؤلفہ مولانا سعید احمد صاحب زاد مجدہم مفتی

مظاہرِ علوم ان کے علاوہ اور جو رسائل معتمد علماء کے مل سکیں۔

(۴) جب سفر کرے تو نیت خالص اللہ کی رضا ہونا چاہیئے لوگوں کا دکھلاوا یا حاجی کہلانے کا شوق یا سیر تفریح وغیرہ فاسد ارادے ہرگز نہ ہونا چاہئیں جیسا کہ پہلی فصل کی حدیث میں گذر چکا ہے۔

(۵) ایک یا اس سے زیادہ رفیقِ سفر ایسے لوگ تلاش کئے جائیں جو دیندار صالح، نیک ہوں دین کے کاموں میں دلچسپی اور شوق رکھنے والے ہوں تاکہ راستے میں معین و مددگار ہوں اگر یہ کسی کام کو بھول جائیں تو وہ یاد دلائیں اور نیک کاموں کی ترغیب دیتے رہیں اگر کسی کام میں سستی پیدا ہو تو ہمت بندھائیں اگر کہیں بزدلی پیدا ہو تو وہ بہادری پیدا کریں اگر کوئی پریشانی پیدا ہو تو صبر دلائیں کوئی عالم ہو تو اور بھی بہتر ہے کہ مسائل میں بھی مدد دیتا رہے علماء نے لکھا ہے کہ رشتہ دار کی بہ نسبت اجنبی زیادہ بہتر ہے کہ راستہ میں بسا اوقات طبائع کے اختلاف کی وجہ سے آپس میں شکررنجی پیدا ہو جاتی ہے جس سے قطع تعلق کی نوبت آجاتی ہے اگر رشتہ دار کے ساتھ ایسی نوبت آئے گی تو قطع رحمی کا گناہ ہوگا البتہ اگر اپنے اوپر یا رفیق پر اس کا اطمینان ہو کہ ایسی نوبت نہ آئے گی تو مضائقہ نہیں۔

(۶) حج کے لئے حلال مال تلاش کرے جس میں شبہ نہ ہو حرام مال سے خواہ رشوت کا ہو یا ظلم سے کسی سے حاصل کیا ہو ایسے مال سے حج فرض تو ادا ہو جاتا ہے لیکن وہ حج مقبول نہیں ہوتا جیسا کہ اسی فصل کی پہلی حدیث میں مفصل گزر چکا۔ علمانے لکھا ہے کہ اگر مال مشتبہ ہو تو پھر علماء نے اس کی یہ صورت تجویز کی ہے کہ قرض لے کر حج کرلے اور پھر اس مال سے قرض ادا کر دے۔

Marfat.com

(۷) اپنے سب پچھلے گناہوں سے توبہ کرے اور کسی کا مال ظلم سے لے رکھا ہو تو اس کو واپس کرے اور کسی اور قسم کا کسی پر ظلم کیا ہو تو اس سے معاف کرائے جن لوگوں سے اکثر سابقہ پڑتا رہتا ہو اُن سے کہا سنا معاف کرالے اگر کچھ قرضہ اپنے ذمہ ہو تو اسکو ادا کرے یا ادائیگی کا کوئی انتظام کر دے جو امانتیں لوگوں کی اپنے پاس ہوں انکو واپس کرے یا کوئی مناسب انتظام امانت رکھنے والوں کی رضا سے کر دے جن لوگوں کا خرچ اپنے ذمہ ہے جیسے بیوی چھوٹی اولاد وغیرہ ان کے خرچ کا بندوبست اپنی واپسی کے زمانہ تک کر دے علماء نے لکھا ہے کہ جس شخص پر کوئی ظلم کر رکھا ہو یا اس کا کوئی اور حق اپنے ذمہ ہو تو وہ بمنزلہ ایک قرض خواہ کے ہے جو اس سے یہ کہتا ہے کہ تو کہاں جا رہا ہے کیا تو اس حالت میں شہنشاہ کے دربار میں حاضری کا ارادہ کرتا ہے کہ تو اس کا مجرم ہے اس کے حکم کو ضائع کر رہا ہے حکم عدولی کی حالت میں تو حاضر ہو رہا ہے اس سے نہیں ڈرتا کہ وہ تجھ کو مردود کر کے واپس کر دے اگر تو قبولیت کا خواہش مند ہے تو اس ظلم سے توبہ کر کے حاضر ہو اس کا مطیع اور فرماں بردار بن کر پہنچ ورنہ تیرا یہ سفر ابتدائے کے اعتبار سے مشقت ہی مشقت ہے اور انتہا کے اعتبار سے مردود ہونے کے قابل ہے۔

(۸) حلال و طیب مال سے اتنا خرچہ اپنے ساتھ لے جو بغیر تنگی کے پورے سفر کی آمد و رفت کو کافی ہو جائے بلکہ احتیاطاً کچھ زائد لے تاکہ راستے میں غرباء کی کچھ اعانت کر سکے کھانے میں سے اہل ضرورت کی تواضع کر سکے جو لوگ ضرورت کی مقدار سے بھی کم لے کر جاتے ہیں وہ اکثر دوسروں پر بوجھ بن جاتے ہیں اور سوال کے مرتکب ہوتے ہیں حق سبحانہ و تقدس نے قرآن پاک میں وتزودوا کا حکم ارشاد فرمایا جیسا کہ اسی فصل کے

شروع میں مفصل گذر چکا۔

(۹) جب سفر شروع کرے تو دو رکعت نفل پڑھے جس میں پہلی رکعت میں قل یا اور دوسری میں قل ہو اللہ پڑھنا اولی ہے اور بہتر یہ ہے کہ دو رکعت گھر میں پڑھے اور دو رکعت محلہ کی مسجد میں۔

(۱۰) چلنے سے پہلے اور چلنے کے بعد کچھ صدقہ کرے اور اپنی وسعت کے موافق کرتا رہے کہ صدقہ کرنے کو بلاؤں اور مصیبتوں کے دفع کرنے میں خاص دخل ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو صدقہ کرنا اللہ کے غصہ کو دور کرتا ہے اور بری موت سے حفاظت کا سبب ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص کسی کو کپڑا پہنائے جب تک اس کے بدن پر کپڑا رہے گا پہنانیوالا اللہ کی حفاظت میں رہے گا (مشکوۃ)۔

(۱۱) جب گھر سے نکلنے لگے تو اس وقت کی مخصوص دعائیں جو احادیث میں کثرت سے آئی ہیں پڑھ کر نکلے ہر ہر جگہ کی دعائیں اتنی کثیر ہیں کہ اگر اس رسالے میں سب کو جمع کیا جائے تو اس کا حجم تین حصے بڑھ جائے گا۔ اس لئے اس میں دعائیں ذکر نہیں کی گئیں اگر اللہ نے توفیق عطا فرمائی تو کسی وقت صرف دعائیں ایک رسالہ میں جمع کردی جائیں گی دوسرے رسائل سے تلاش کر کے جو مل سکیں پڑھ لی جائیں حج کی دعاؤں میں مستقل رسالے بھی شائع ہو چکے ہیں تلاش کر کے کوئی خرید لیا جائے تو بہتر ہے۔

(۱۲) چلتے وقت مقامی رفقاء اعزہ احباب سے ملاقات کر کے ان کو الوداع کہے اور ان سے اپنے لئے دعا کی درخواست کرے کہ ان کی دعائیں بھی اس کے حق میں خیر کا سبب ہوں گی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے جب کوئی آدمی تم میں سے سفر کرے تو اپنے بھائیوں

Marfat.com

کو سلام کر کے جائے ان کی دعائیں اس کی دعا کے ساتھ مل کر خیر میں زیادتی کا سبب ہوں گے الوداع کہتے وقت مسنون یہ ہے کہ یوں کہے استودع اللہ دینکم وامانتکم وخواتیم اعمالکم (اتحاف)

(۱۳) جب گھر کے دروازے سے نکلے تو اس وقت کے لئے بھی متعدد دعائیں احادیث میں آئی ہیں ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب آدمی گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھے بسم اللہ توکلت علی اللہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ تو اس سے کہا جاتا ہے کہ تو اپنے مقصد کی طرف راستہ پائیگا اور راستہ میں تیری حفاظت کیجائے گی اور شیطان اس سے دور ہو جاتا ہے (اتحاف)

(۱۴) جب سفر شروع ہونے لگے تو قافلہ میں کسی دیندار سمجھدار تجربہ کار متحمل مزاج جفاکش متواضع شخص کو امیر قافلہ بنا لینا چاہیئے قریشی ہو تو افضل ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے کہ جب تین آدمی بھی سفر کریں تو چاہیئے کہ ایک کو اپنے میں سے امیر قافلہ بنا لیں (مشکوٰۃ) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا عام معمول تھا کہ جب کوئی قافلہ روانہ ہوتا تو کسی ایک شخص کو ان میں سے امیر بنا دیتے اور جو شخص امیر بنے اس کو امارت کے حقوق اور اس کے آداب کی رعایت کرنا چاہیئے رفقاء کے احوال کی خبر گیری ان کے سامان کی نگرانی کے اسباب پیدا کرنا ان کو آرام و راحت پہنچانا امیر کے ذمہ ہے اس سلسلہ میں اشج عبد القیس کی حدیث جو آداب زیارت مدینہ ۲۲ میں آ رہی ہے دیکھنی چاہیئے۔

(۱۵) بہتر یہ ہے کہ سفر کی ابتداء پنجشنبہ کے دن صبح کے اوقات میں ہو ایک حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پنجشنبہ کے روز سفر کی ابتداء کو پسند فرماتے تھے (مشکوٰۃ) دوسری حدیث میں ہے کہ حضور کسی لشکر یا قافلہ

Marfat.com

کو روانہ فرماتے تو دن کے اول حصہ میں روانہ فرماتے صخر ایک بڑے تاجر تھے حضورؐ کے اس اہتمام کی وجہ سے ان کو بھی اس کا خاص اہتمام تھا کہ جب اپنا مال تجارت روانہ کرتے تو دن کے شروع حصہ میں روانہ کرتے اس میں ان کو بڑا نفع حاصل ہوتا (مشکوٰۃ)

(۱۶) سواری پر سوار ہونے کی اور اترنے کی دعائیں بھی احادیث میں متعدد وارد ہوئی ہیں ان کو معلوم اور محفوظ کرنا اولٰے ہے کہ ہر منزل پر اترنے چڑھنے پڑھتا ہے اور اگر سواری اور سفر اپنے قبضہ کا ہو تو بہتر یہ ہے کہ رات کا کچھ حصہ اور صبح کا ابتدائی حصہ سفر کرنے میں گزرے اور دن کو منزل کرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے کہ رات کا سفر اختیار کرو کہ زمین رات کو لپیٹ دی جاتی ہے یعنی مسافت جلدی طے ہوتی ہے اور تجربہ بھی اس کا بارہا ہوا لیکن یہ وہیں ہو سکتا ہے جہاں اونٹوں کا سفر اپنے اختیار کا ہو راستہ مامون و محفوظ ہو ریلوں کے سفر میں اس کے اوقات کی پابندی ہے۔

(۱۷) جب کسی جگہ منزل میں پہنچے تو احتیاط یہ ہے کہ چلنے پھرنے میں بھی تنہا نہ جائے تاوقتیکہ امن اور اطمینان کا حال معلوم نہ ہو کہ اجنبی جگہ کا حال معلوم نہیں ہوتا اور منزل پر بھی احتیاط یہ ہے کہ رفقاء میں سے نمبروار ایک دو آدمی سامان کی حفاظت کے ذمہ دار رہیں رات کے وقت اگر منزل ہو تو جاگنے والوں کے اوقات مرتب کر لئے جاویں کہ نمبروار ایک دو آدمی جاگتے رہیں کہ یہ جان و مال کی حفاظت کا ذریعہ ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ شریفہ تھی کہ منزل پر پہنچکر طے فرمادیا کرتے تھے کہ حفاظت کا کام کس کے سپرد ہے میرے والد صاحب نوراللہ مرقدہ

Marfat.com

نے کئی مرتبہ یہ قصہ سنایا کہ میرے دادا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکثر بار بار اس پر اللہ کا شکر ادا کیا کرتے کہ گھر میں تمام رات کوئی نہ کوئی اللہ کی عبادت میں مشغول رہتا ہے اور اس پر بار بار شکر کے طور پر مسرت ظاہر فرمایا کرتے کہ اللہ کا کتنا بڑا احسان ہے اور صورت اس کی یہ ہوتی تھی کہ میرے والد صاحبؒ کو کتب بینی اور مطالعہ کا بہت ذوق اور شوق تھا رات کا اکثر حصہ وہ مطالعہ میں صرف کیا کرتے وہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے کتاب دیکھنے میں وقت کا اندازہ نہ ہوتا تھا نصف رات تک میں کتاب دیکھتا اور والد صاحب یعنے میرے دادا صاحب آرام فرماتے نصف لیل کے بعد وہ تہجد کے لئے جب اٹھتے تو فرماتے میاں یحییٰ تم اب تک نہیں سوئے جلدی سو جاؤ ان کے تقاضے پر میں مجبوراً کتابیں رکھ کر سوتا اور وہ تہجد میں مشغول ہو جاتے اور ثلث لیل تہجد پڑھ کر وہ تو خود آرام کرنے کے لئے سدس آخر میں لیٹ جاتے اور مرے تایا صاحب رحمۃ اللہ علیہ مولانا محمد صاحب کو آواز دے کر تہجد کے لئے جگا دیتے وہ صبح صادق تک تہجد میں مشغول رہتے افسوس کہ اپنے اکابر کے معمولات خیرات و برکات میں سے کچھ بھی نہ کمایا فیا للاسف۔

(۱۸) سفر میں جب کسی اونچی جگہ چڑھے تو علاوہ دوسری دعاؤں کے اللہ اکبر تین مرتبہ اور جب نیچے کی جگہ اترے تو علاوہ اور دعاؤں کے سبحان اللہ تین مرتبہ کہنا اولیٰ ہے اور جب سفر میں کسی جگہ وحشت سوار ہو اور گھبراہٹ ہونے لگے تو سبحان الملک القدوس رب الملئکۃ والروح جللت السموات بالعزۃ والجبروت پڑھنا اولیٰ بھی اور مجرب بھی ہے۔

Marfat.com

(۱۹) اگر کوئی شخص بلا مشقت کے پیدل حج کرے تو کیا ہی کہنا بشرطیکہ کسی دوسرے مکروہ میں مبتلا نہ ہو جائے لیکن اگر سواری پر حج کرے تب بھی اولیٰ یہ ہے کہ اپنی ہمت اور وسعت کے موافق جتنا بسہولت تحمل ہو سکے پاؤں چلے بالخصوص مکہ سے عرفات کے درمیان کہ ہر ہر قدم پر سات سو نیکیاں حرم کی نیکیوں میں سے شمار ہوتی ہیں اور حرم کی نیکی ایک لاکھ کے برابر ہوتی ہے جیسا کہ تیسری فصل کی پہلی حدیث میں مفصل گزرا۔ اکابر کا اکثر معمول رہا کہ اونٹوں کے سفر پر جب عصر کی نماز کے لئے اترتے تو مغرب تک پاؤں چل کر مغرب کی نماز سے فارغ ہو کر سوار ہوتے کہ یہ وقت مختصر بھی ہوتا ہے اور گرمی دھوپ یا اندھیرا بھی نہیں ہوتا۔ علماء نے لکھا ہے کہ مکہ سے عرفات اور منیٰ تک پیدل جانا زیادہ پسندیدہ اور بہتر ہے جو لوگ قوی چلنے کے عادی ہوں ان کو اس حصہ کے لئے سواری کا پابند نہ ہونا چاہیئے کہ اس سے بسا اوقات سواری کی مجبوری سے بہت سے مستحبات ترک ہو جاتے ہیں۔

(۲۰) سواری کے جانور کی رعایت اور اس کے حقوق کی حفاظت بھی ضروری ہے اس کے تحمل سے زیادہ مشقت اس پر ڈالنا جائز نہیں۔ اسلاف میں سے متقی اور پرہیز گار حضرات اس پر لیٹ کر سونے سے بھی احتراز کرتے تھے کہ اس سے اس پر بوجھ بڑھ جاتا ہے علماء نے لکھا ہے کہ جانور کو اذیت پہنچانے اور بے وجہ تکلیف دینے کا بھی قیامت میں مطالبہ ہو گا۔ حضرت ابو درداء صحابی رضی اللہ عنہ اپنے انتقال کے وقت اپنے اونٹ سے خطاب کر کے فرما رہے تھے کہ اللہ جل شانہ کی بارگاہ میں مجھ سے جھگڑا نہ کیجیو میں نے تیری طاقت سے زیادہ کام تجھ سے کبھی نہیں لیا۔

Marfat.com

(اتحاف) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی کہ استنجے کے لئے کسی درخت کی آڑ یا کسی باغ میں تشریف لے جایا کرتے تھے ایک مرتبہ ایک باغ میں تشریف لے گئے تو ایک اونٹ حضورؐ کو دیکھ کر چلایا حضورؐ اس کے پاس تشریف لے گئے اس کے کان کی جڑ پر دستِ مبارک پھیرا اور فرمایا اس کا مالک کون ہے ایک انصاری نوعمر تشریف لائے اور کہا کہ یہ میرا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اس اونٹ نے تمہاری شکایت کی کہ تم اس سے کام تو زیادہ لیتے ہو اور کھانے کو کم دیتے ہو (ابو داؤد)۔

(۲۱) اسی طرح سواری کے مالک کی حقوق کی بھی رعایت ضروری ہے اس کی اجازت سے زیادہ سامان رکھنا جائز نہیں جتنی مقدار کرایہ میں طے ہو چکی ہے اتنی ہی رکھنا جائز ہے اس میں ریل وغیرہ کا سفر بھی یہی حکم رکھتا ہے کہ چرا چھپا کر استحقاق سے زیادہ سامان بلا محصول ادا کئے رکھنا جائز نہیں اپنے اسلاف کا معاملہ تو اس میں اس قدر احتیاط کا تھا کہ وہ اب سمجھ میں بھی مشکل سے آتا ہے حضرت عبداللہ بن مبارکؒ جو مشہور محدث اور مشہور امام ہیں ایک مرتبہ سفر میں تشریف لے جا رہے تھے کسی نے ان کو ایک خط دیا کہ یہ بھی لیتے جائیں انہوں نے فرمایا کہ میں اونٹ والے کو اپنا سامان دکھا چکا ہوں اب اس کو پہلے اطلاع کر دوں کہ یہ اور لیتا ہوں وہ اجازت دے دے گا تو لے لوں گا (اتحاف) اور علی بن معبد محدث کا مشہور قصہ جو حکایاتِ صحابہ میں لکھا جا چکا ہے کہ کرایہ کے مکان سے مٹی اٹھا کر خط کو خشک کرنے پر خواب میں تنبیہ ہوئی

(۲۲) سارے سفر میں تنعم اور زیب و زینت کے اسباب سے بچے کہ یہ سفر عاشقانہ سفر ہے معشوقانہ نہیں ہے جیسا کہ مفصل پہلے گذر چکا ہے

خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے الحاج الشعث التفل"۔ جیساکہ اسی فصل کی تیسری حدیث میں گزرا حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب حجاج کو دیکھتے تو فرماتے کہ حاجی کم ہوتے جارہے ہیں اور سفر کرنے والے بڑھتے جارہے ہیں اسی میں ایک شخص کو دیکھا کہ معمولی ہیئت اور معمولی لباس میں ہے فرمایا ہاں یہ حجاج میں ہے (اتحاف)۔

(۲۳) سفر میں جو کچھ خرچ کرے وہ نہایت بشاشت اور فراخدلی سے خرچ کرے دل تنگی اس مبارک سفر کے اخراجات میں ہرگز نہ ہونا چاہیے پہلی فصل کی حدیث نمبر۹ میں گزر چکا ہے کہ ایک روپیہ کا ثواب اس سفر میں سات سو روپیہ کے برابر ہے ایسی حالت میں جو پیسہ اس مبارک سفر میں خرچ ہو جائے وہ اجر ہی اجر ہے اس سے مقصود یہ نہیں کہ اسراف کیا جائے لیکن یہ ضرور ہے کہ ہر خرچ کی زیادتی اسراف نہیں بلکہ اسراف بے محل خرچ کرنا ہے وہاں کے مزدوروں پر اونٹ والوں پر مکانات کے کرایوں میں جو خرچ کیا جائے اور اس میں ان لوگوں کی اعانت کی نیت بھی شامل کرلی جائے تو پھر کوئی بھی خرچ بار نہیں۔

(۲۴) البتہ رشوت دینے سے حتی الوسع احتراز کرے اور جہاں تک مجبوری نہ ہو جائے رشوت نہ دے کہ وہ حرام ہے حتیٰ کہ بعض علمائے نے لکھا ہے کہ ٹیکس دینے کی وجہ سے حج نفل کا چھوڑ دینا اولیٰ ہے کہ ٹیکس دینے میں ظالمین کی اعانت ہے (احیاء)۔

(۲۵) اس سفر میں جو مشقتیں تکلیفیں پہنچیں ان کو نہایت خندہ پیشانی اور بشاشت سے برداشت کرے ہرگز ان پر ناشکری اور بے صبری کا اظہار کا نہ کرے علمائے نے لکھا ہے کہ اس سفر میں بدن کو کسی قسم کی تکلیف پہنچنا

Marfat.com

بھی اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کے قائم مقام ہے (اتحاف) کہ جیسا مال خرچ کرنا مالی صدقہ ہے یہ جانی صدقہ ہے۔

(۲۶) معاصی سے بچنے کی بہت اہتمام سے کوشش کرے قرآن پاک میں خاص طور سے اس کو ذکر فرمایا ہے فمن فرض فیھن الحج فلا رفث و لا فسوق ولا جدال فی الحج پہلی فصل میں یہ آیت گزر چکی ہے اور اسی فصل کی پہلی حدیث میں یہ مضمون گزر چکا ہے علما نے لکھا ہے کہ اللہ جل شانہٗ تک وصول اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک لذتوں سے احتیاط اور شہوتوں سے حفاظت نہ ہو اسی وجہ سے پہلے لوگ رہبانیت اختیار کیا کرتے تھے جس کا بدل حج میں یہ رکھا گیا کہ بیوی سے صحبت بھی ناجائز کر دی گئی (اتحاف)

(۲۷) نمازوں کا نہایت اہتمام رکھے بہت سے حاجی سفر کی مشقت اور کاہلی سے اس میں سستی کر دیتے ہیں یہ بہت بڑا گناہ ہے علماء نے لکھا ہے کہ اگر شب کے سفر کی وجہ سے آخری رات ہو جائے تو لیٹ کر نہ سوئے بلکہ کہنی کھڑی کر کے اس پر ٹیک لگا کر سو جائے ایسا نہ ہو کہ لیٹ کر سونے سے غفلت کی نیند آجائے اور صبح کی نماز فوت ہو جائے کہ نماز کی فضیلت حج کی فضیلت سے زیادہ ہے (اتحاف) علمائے نے لکھا ہے کہ حج کے شرائط میں سے ہے کہ نماز کو اپنے اوقات میں ادا کرنے پر راستہ میں قدرت ہو اگر راستہ ایسا بن جائے کہ نماز کے ادا کرنے کا وقت نہیں مل سکتا تو حج کی فرضیت نہیں رہتی ابو القاسم حکیم کہتے ہیں جو شخص جہاد میں جائے اور اس کی وجہ سے اس کی ایک نماز فوت ہو جائے تو اس کو اس کے کفارہ میں ستّو جہاد کرنے کی ضرورت ہے تاکہ اس ایک نماز کے فوت ہونے کا کفارہ ہو سکے ابو بکر وراق جب حج کے ارادہ سے تشریف لے

چلے تو ایک ہی منزل پر پہنچکر فرمانے لگے کہ مجھے واپس گھر پہنچاؤ میں نے ایک ہی منزل میں سات سو کبیرہ گناہ کر ڈالے۔ علما کو بڑا تعجب ہے کہ ایک منزل چلنے میں اتنے گناہِ کبیرہ ہو بھی سکتے ہیں یا نہیں ایک معمولی فاسق فاجر سے بھی چند میل چلنے میں اتنے گناہ نہیں ہو سکتے پھر ایک شیخ المشائخ جو اکابر میں ہیں ان سے کیسے صادر ہوئے بعض اکابر نے کہا کہ ایک نماز کی جماعت فوت ہو گئی تھی اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ جس نے جماعت کی نماز ترک کر دی اس نے گویا سات سو کبیرہ گناہ کئے ہیں (شرح لباب) ممکن ہے شیخ کو یہ حدیث پہنچی ہو معروف کتب میں بندہ کو یہ حدیث نہیں ملی اور حج بھی غالباً نفل ہو گا۔

(۲۸) سارے سفر کو ذوق وشوق اور عاشقانہ والہانہ جذبہ سے کرے جیسا کہ پہلے مفصل گذر چکا کہ یہ عبادت ساری ہی مظہر عشق ہے یہ سمجھے کہ اللہ کے دربار میں حاضر ہو رہا ہے اور ایسا ہے گویا شہنشاہ نے کوئی دربار مقرر کیا ہے اور خوش قسمتی سے دعوتی کارڈ اس کے نام کا بھی آگیا اس لئے کہ بغیر اللہ جل شانہ کی توفیق کے کچھ بھی نہیں ہوتا اسی کی طرف سے طلب اور حاضری کی طلب ہوتی ہے جب ہی کوئی شخص جا سکتا ہے ؎

مری طلب بھی کسی کے کرم کا صدقہ ہے ؎ قدم یہ خود نہیں اٹھتے اٹھائے جاتے ہیں

اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید رکھے کہ جب دنیا میں اس نے اپنے مکان کی زیارت کی سعادت نصیب فرمائی تو آخرت میں اپنی زیارت سے بھی محروم نہ فرمائے گا۔

(۲۹) اپنی ہر عبادت میں اللہ کے لطف وکرم سے قبول کی امید واثق رکھے وہ بڑا کریم ہے اور اس کے کرم کا ہر شخص کو امیدوار رہنا چاہیئے ع

Marfat.com

ع۔ کہ شیوہ ہے کریموں کا بنہانا اپنے چاکر کا ، پہلی فصل کی حدیث ۶ کے ذیل میں گزرا ہے کہ وہ شخص بڑا گناہ گار ہے جو عرفات کے میدان میں بھی یہ سمجھے کہ میری مغفرت نہیں ہوئی اور حدیث ۴ اور ۵ میں تو مغفرت کا بالکل یقین ہے اللہ کا لطف وکرم اس کا فضل وانعام اس کی ذرہ نوازی بندہ پروری سے کامل امید رکھے کہ ہر عمل قبول ہوگا مگر اس امید میں گھمنڈ کا شائبہ ہرگز نہ آئے اپنے اعمال کے قصور کی وجہ سے اس کو اس کا مستحق سمجھے کہ قابل قبول نہیں۔ ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تیس حضرات سے ملا ہر ایک ان میں سے اپنے منافق ہونے سے ڈر رہا تھا (بخاری)، یعنی وہ یہ سمجھتے تھے کہ ہمارے اعمال کا باطن ایسا بہتر نہیں ہے جیسا ظاہر ہے اس سے ان کو اپنے اوپر نفاق کا خوف ہو جاتا تھا ایک صحابیؓ نے حضورؐ سے پوچھا ایک شخص جہاد کرتا ہے، وہ ثواب کی بھی امید رکھتا ہے اور یہ بھی چاہتا ہے کہ اس کا نام ہو جائے۔ حضورؐ نے فرمایا اس کو کوئی ثواب نہیں انہوں نے مکرر سہ کرر یہی سوال کیا اور حضورؐ یہی جواب ارشاد فرماتے رہے اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ جل شانہ صرف اسی عمل کو قبول فرماتے ہیں جو خالص اسی کے لئے ہو (ترغیب) حضرت شفی ایک تابعی ہیں مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ ایک صاحب ہیں جن کے پاس بڑا مجمع لگا ہوا ہے انہوں نے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں لوگوں نے بتایا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وارضاہ ہیں یہ قریب پہنچے اور عرض کیا کہ میں آپ سے کوئی حدیث سننی چاہتا ہوں جو آپ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اچھی طرح سمجھی ہو انہوں نے فرمایا کہ ہاں ہاں میں تمہیں ایک حدیث سناتا ہوں جس کو میں نے حضورؐ

سے خوب سمجھا اور اچھی طرح معلوم کیا اسکے بعد حضرت ابو ہریرہؓ چیخ مار کر رونے لگے جس سے بے ہوشی کے قریب ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد جب سکون ہوا تو فرمایا کہ میں تمہیں ایک حدیث سناتا ہوں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گھر میں مجھے سنائی تھی اسوقت میں تھا اور حضورؐ تھے کوئی تیسرا ہمارے ساتھ نہ تھا اتنا کہہ کر پھر چیخ مار کر اسی طرح رونے لگے گویا بیہوش ہو جائیں گے پھر جب سکون ہوا تو منہ پونچھ کر فرمایا کہ ہاں میں تمہیں ایک حدیث سناتا ہوں جو حضورؐ نے مجھے اس گھر میں سنائی تھی اس وقت میں تھا اور حضورؐ تھے کوئی تیسرا نہ تھا اتنا کہہ کر پھر اسی طرح چیخ مار کر رونے کی صورت پیش آگئی اور پہلے سے بھی زیادہ سخت اس کے بعد منہ کے بل زمین پر گر گئے میں بہت دیر تک ان کو پکڑے بیٹھا رہا اس کے بعد جب افاقہ ہوا تو فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن جب اللہ تبارک و تعالیٰ وجل وعلا بندوں کے حساب کی طرف توجہ فرمائیں گے اور ہر آدمی خوف کیوجہ سے گھٹنوں کے بل گرا ہوا ہوگا تو سب سے پہلے تین شخص بلائے جائینگے ایک حافظِ قرآن دوسرا مجاہد تیسرا مالدار اور سب سے اول حافظِ قرآن سے مطالبہ ہوگا کہ میں نے تجھ کو وہ چیز عطا کی جو میں نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری وہ عرض کرے گا کہ بے شک آپ نے یہ دولت عطا فرمائی تھی تو سوال ہوگا کہ تو نے اپنے اس علم میں کیا عمل کیا وہ عرض کریگا کہ میں دن رات اسکی تلاوت وغیرہ میں مشغول رہتا تھا ارشاد ہوگا کہ جھوٹ بولتا ہے فرشتے بھی سب ایک زبان ہو کر کہیں گے کہ جھوٹ ہے جھوٹ ہے پھر اللہ جل جلالہٗ کا ارشاد ہوگا کہ یہ محض اس لئے ہوتا تھا کہ لوگ کہیں گے بڑا جید قاری ہے سو کہا جا چکا پھر مالدار سے مطالبہ ہوگا کہ میں نے تجھ کو اتنی وسعت مال کی عطا کی کہ کسی چیز میں کسی دوسرے کا محتاج تو نہیں رہا وہ عرض کرے گا کہ بے شک ایسا ہی تھا ارشاد ہوگا کہ میرے اس عطا کئے ہوئے مال میں تو نے

کیا عمل کیا وہ عرض کرے گا کہ میں صلہ رحمی کرتا تھا اور صدقات کرتا رہتا تھا
ارشاد ہوگا کہ جھوٹ ہے اور فرشتے بھی سب کہیں گے کہ جھوٹ ہے جھوٹ
ہے پھر اللہ کا پاک ارشاد ہوگا کہ یہ اس لئے کیا جاتا تھا کہ لوگ کہیں گے
فلاں بڑا سخی ہے سو کہا جا چکا پھر مجاہد سے سوال ہوگا کہ تمہارا کیا عمل ہے وہ
عرض کرے گا کہ یا اللہ تو نے جہاد کا حکم کیا میں نے تیرے راستہ میں جہاد کیا
یہاں تک کہ جان دے دی ارشاد عالی ہوگا کہ جھوٹ بولتا ہے فرشتے بھی
کہیں گے کہ جھوٹ ہے ارشاد ہوگا۔ یہ تو اس لئے کیا تھا کہ
لوگ کہیں گے بڑا بہادر ہے سو کہا جا چکا اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
نے حضرت ابوہریرہؓ کے زانو پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ یہ تین شخص ہیں جن سے
جہنم کی آگ سب سے پہلے بھڑکائی جائے گی اس کے بعد شفی امیر معاویہ کے پاس
گئے تو ان سے حضرت ابوہریرہؓ کی اس حدیث کا تذکرہ کیا امیر معاویہ نے فرمایا
کہ جب ان تین کا یہ حشر ہوا تو باقی لوگوں کا کیا کچھ حال ہوگا یہ کہہ کر امیر معاویہ
اس قدر روئے کہ دیکھنے والوں کو خیال ہوا کہ یہ روتے روتے ہلاک ہو جائیں گے
اس کے بعد امیر معاویہ کو جب افاقہ ہوا تو فرمانے لگے اللہ جل شانہٗ نے بھی
حق فرمایا اور اس کے پاک رسولؐ نے بھی پھر امیر معاویہ نے قرآن پاک کی
یہ آیت تلاوت فرمائی۔ من کان یرید الحیوۃ الدنیا وزینتھا نوف الیھم اعمالھم
فیھا وھم فیھا لا یبخسون اولئک الذین لیس لھم فی الاٰخرۃ الا النار وحبط ما صنعوا
فیھا وباطل ما کانوا یعملون (ترغیب) ترجمہ۔ اور جو شخص (اپنے نیک اعمال سے)
محض دنیا کا طالب ہو اور اس کی رونق حاصل کرنا چاہتا ہو (جیسے شہرت
نیکنامی وغیرہ) تو ہم ان لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دنیا ہی میں پورے
طور سے دیتے ہیں اور دنیا میں ان کے لئے کچھ کمی نہیں ہوتی اور آخرت

میں ایسے لوگوں کے لئے بجز دوزخ کے اور کچھ نہیں انہوں نے جو کچھ (دنیا میں) کیا تھا وہ آخرت میں سب کا سب بیکار ثابت ہوگا اور جب نیت خیر نہیں تو) وہ سب کا سب باطل اور لغو ہے جب یہ حالت ہے تو اپنے کسی عمل کے متعلق یہ گھمنڈ کہ یہ اللہ کے واسطے ہو گیا بہت مشکل ہے مگر یہ کہ اللہ جل شانہٗ ہی اپنے فضل و کرم سے تسامح کا معاملہ فرما کر اس کو قبول فرما لے تو اس کی رحمت سے بالکل بعید نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ ایک نوجوان صحابی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے وہ سخت علیل تھے اور انتقال کا وقت قریب تھا حضورؐ نے دریافت فرمایا کیا حال ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اللہ کی رحمت کا امیدوار ہوں اور اپنے گناہوں سے ڈر رہا ہوں حضورؐ نے فرمایا کہ یہ دونوں چیزیں اس وقت کسی بندہ کے دل میں جمع نہیں ہوتیں مگر یہ کہ اللہ جل شانہ اس کو وہ چیز عطا فرماتے ہیں جس کی امید کر رہا ہے اور اس چیز سے امن نصیب فرماتے ہیں جس سے وہ ڈر رہا ہے (جمع الفوائد) حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ اگر قیامت میں یہ اعلان ہو کہ صرف ایک شخص کی بخشش ہوگی باقی سب دوزخ میں ڈال دیئے جائینگے تو مجھے (اللہ کی رحمت سے) یہ امید ہوگی کہ وہ ایک شخص میں ہی ہوں گا اور اگر یہ اعلان ہو کہ صرف ایک شخص جہنم میں جائے گا باقی سب جنت میں داخل ہوں گے تو مجھے یہ خوف ہوگا کہ ایک میں ہی نہ ہوں حضرت علیؓ کا ارشاد اپنے صاحبزادے سے ہے کہ بیٹا اللہ سے ایسا خوف کر کہ اگر تمام دنیا کے آدمیوں کی نیکیاں لے کر جائے تو وہ بھی قبول نہ ہوں اور اللہ پاک سے ایسی اُمید رکھ کہ اگر تو ساری دنیا کے گناہ اپنے ساتھ لے کر جائے تو وہ بھی معاف کردے (احیاء)۔

Marfat.com

(تنبیہ) یہ نمونہ کے طور پر چند آداب پر تنبیہ ہے زیارت مدینہ کے مضمون میں بھی کچھ آداب آرہے ہیں وہ بھی ملحوظ رکھیئے۔

چھٹی فصل مکہ مکرمہ اور کعبہ شریف کے فضائل میں

ان دونوں کے اور ان کے خاص خاص مقامات کے بہت سے فضائل قرآن پاک اور احادیث میں آئے ہیں نمونہ کے طور پر چند کا ذکر اس جگہ کیا جاتا ہے حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے۔

ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا وھدی للعالمین۔

یقیناً وہ مکان جو سب سے پہلے لوگوں (کی عبادت) کیواسطے مقرر کیا گیا وہ مکان ہے جو مکہ میں ہے (یعنی کعبہ شریف) برکت والا مکان ہے اور تمام لوگوں کے لئے ہدایت (کی چیز) ہے۔

ف۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نقل کیا گیا کہ مکانات تو اس سے پہلے بھی تھے لیکن عبادت کے لئے سب سے پہلے یہ ہی مکان موضوع ہوا متعدد صحابہ کرام سے نقل کیا گیا کہ تمام زمین کے پیدا ہونے سے پہلے یہ جگہ پانی پر بلبلے کی طرح سے تھی پھر اسی کو پھیلا کر ساری زمین اسی سے بنائی گئی جیسا کہ آٹے کے پیڑے سے پھیلا کر روٹی بنائی جاتی ہے بعض علماء نے کہا ہے کہ یہود بیت المقدس کو سب سے افضل شہر بتایا کرتے تھے کہ وہاں بہت سے انبیاء کرام کا قیام رہا ہے اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں (در منثور)

فیہ آیات بینات مقام ابراھیم۔

اس میں بہت سی کھلی ہوئی نشانیاں (اس کی افضلیت کی) موجود ہیں منجملہ ان کے اس میں مقام ابراہیم ہے۔

Marfat.com

ف ۔ مقام ابراہیم ایک پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے کعبہ کی تعمیر کی تھی اور اس پتھر پر آپ کے قدموں کا نشان بن گیا تھا اور اب وہ کعبہ شریف کے قریب ایک قبہ میں ہے جس کو مقام ابراہیم ہی کہا جاتا ہے مجاہد کہتے ہیں کہ اس پتھر میں قدم کے نشانات کا ہونا بھی ایک کھلی نشانی ہے (درمنثور)۔

ومن دخلہ کان آمنا اور جو شخص اس کے (یعنی حرم کی حدود کے) اندر داخل ہو جاوے وہ امن والا ہو جاتا ہے

ف ۔ دو وجہ سے وہ جگہ مقام امن ہے ایک آخرت کے اعتبار سے کہ اس میں نماز و حج وغیرہ کرنے سے جہنم کے عذاب سے امن ہوتا ہے اور دوسرے اس وجہ سے کہ جو شخص باہر کسی کو قتل کر کے اس میں داخل ہو جائے تو اس کو بدلہ میں وہاں قتل نہ کیا جائے گا البتہ اس کو کھانا وغیرہ بند کر کے مجبور کیا جائے گا کہ وہاں سے باہر نکلے اور باہر قتل کیا جائے حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ اگر میں اپنے باپ کے قاتل کو بھی حرم میں پاؤں تو وہاں اس کو ہاتھ نہ لگاؤں یہاں تک کہ باہر نکلے حتیٰ کہ حضرت عمرؓ کے صاحبزادہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے تو یہ نقل کیا گیا ہے کہ اگر میں اپنے باپ حضرت عمرؓ کے قاتل کو وہاں پاؤں تو میں اس کو مجبور نہ کروں ۔ حضرت ابن عباسؓ سے بھی یہی اپنے والد کے قاتل کے متعلق نقل کیا گیا (درمنثور)۔

واذ جعلنا البیت مثابۃ للناس وامنا۔	اور وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جس وقت کہ ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کے لئے مرجع بنایا اور امن کی جگہ

ف ۔ مرجع بنانے کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ قبلہ بنایا کہ لوگ نمازمیں اس کی طرف رجوع کریں دوسرے یہ کہ حج و عمرہ کے لئے اس کی طرف چل کر آویں اور ہو سکتا ہے کہ مثابۃ ثواب سے ہو کہ ثواب کی جگہ بنایا

Marfat.com

کہ وہاں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ کے برابر ہے ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مرجع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس سے لوگوں کا دل نہیں بھرتا ایک مرتبہ حج کر کے جاتے ہیں پھر بار بار اس کی طرف لوٹتے ہیں (درمنثور)۔

واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت واسمٰعیل ربنا تقبل منّا انک انت السمیع العلیم۔

اور وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جب کہ بلند کر رہے تھے ابراہیم علیہ السلام دیواریں کعبہ شریف کی اور (ان کے ساتھ مدد کر رہے تھے) اسمٰعیل علیہ السلام اور یہ کہتے جاتے تھے اے ہمارے رب یہ خدمت ہماری قبول کر لیجئے بلاشبہ آپ خوب سننے والے ہیں (دعاؤں کے) اور خوب جاننے والے ہیں (لوگوں کے حالات اور نیتوں کو)۔

ف ۔ کعبہ کی تعمیر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی یہ تو قطعی چیز ہے قرآن پاک میں صاف موجود ہے علماء نے لکھا ہے کہ اس مکان سے افضل کون سا مکان ہو سکتا ہے کہ اللہ جل جلالہٗ نے اس کے بنانے کا حکم فرمایا حضرت جبریل علیہ السلام نے اس کی انجینیری کا نقشہ بتایا حضرت ابراہیم خلیل جیسے بڑے نبی اس کے معمار اور حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ جیسے جاں نثار تعمیر میں مددگار تھے اللہ اکبر کتنی بڑی عظمت ہے اس مکان کی۔ ابن سعد کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر اس وقت سو برس کی تھی اور حضرت اسمٰعیل کی تیس برس کی (درمنثور) کعبہ کی تعمیر مورخین کے نزدیک متعدد مرتبہ ہوئی ان میں سے بعض متفق علیہ ہیں اور بعض مختلف فیہ اس کی بحث یہ ناکارہ موطا مالک کی عربی شرح میں تفصیل سے ذکر کر چکا ہے جس کا اجمال یہ ہے۔

(۱) مشہور قول کے موافق سب سے اول اس کی تعمیر فرشتوں نے کی

Marfat.com

ہے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال قبل اور بعض حضرات کا قول ہے کہ یہ دوسری تعمیر ہے اس سے پہلے حق تعالیٰ شانہٗ کے امر کن سے اس کی تعمیر ہوئی جس میں فرشتوں کا بھی دخل نہ تھا۔

(۲) حضرت آدم علیہ السلام کی تعمیر ہے جو محدثین اور مؤرخین کے نزدیک مشہور ہے مگر قطعی روایت نہیں روایات میں آیا ہے کہ پانچ پہاڑوں کے پتھروں سے حضرت آدم علیہ السلام نے اس کو بنایا تھا لبنان طور سینا، طور زیتا جودی حرا۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے بنیادی حصہ تعمیر کیا تھا اس کے اوپر آسمان سے بیت معمور نازل ہو کر رکھا گیا تھا۔ اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کے وصال پر یا طوفان نوحؑ کے وقت وہ آسمان پر اٹھا لیا گیا۔

(۳) حضرت شیث علیہ السلام جو حضرت آدمؑ کے صاحبزادہ نبی ہوئے ان کی تعمیر بتائی جاتی ہے۔

(۴) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنا جو اوپر گذری اور یہ قطعی ہے مؤرخین نے لکھا ہے کہ یہ بنا نو گز اونچی تھی اور ۳۰ گز لمبی اور ۲۲ گز چوڑی یہ مسقف نہ تھی اور اس کے اندر ایک کنواں تھا جس میں وہ نذر نیاز ڈال دی جاتی تھی جو کعبہ پر نثار کی جاتی تھی۔

(۵) اعمالقہ کی اور (۶) جرہم کی یہ عرب کے دو قبیلے حضرت نوحؑ کی اولاد میں ہیں۔ (۷) قصی کی تعمیر ہے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچویں پشت میں دادا ہیں (۸) قریش کی تعمیر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی جوانی کے زمانہ میں جس کے بہت سے قصے احادیث میں آتے ہیں حضورؐ کی عمر شریف اس وقت پچیس سال کی تھی اور بعض نے پینتیس (۳۵) سال کی بتائی ہے، اس

Marfat.com

کی تعمیر میں حضورؐ کی بھی شرکت ہوئی کہ اپنے کاندھے پر پتھر اٹھا کر لاتے تھے یہی وہ تعمیر ہے جس میں حجر اسود کو اپنی جگہ پر رکھنے میں قریش میں ایسا نزاع پیدا ہوا کہ ہر جانب سے تلواریں نکل آئیں اور ہر قبیلہ چاہتا تھا کہ یہ سعادت اس کے حصہ میں آئے حضورؐ نے اس کا یہ بہترین فیصلہ کیا کہ اپنی چادر مبارک پر اس کو رکھ کر فرمایا کہ ہر قبیلہ کا ایک ایک آدمی اس چادر کے کنارے کو پکڑ لے اسی طرح اس کو کعبہ کی دیوار تک لے جاکر فرمایا کہ تم سب مجھے اپنی طرف سے وکیل بنا دو کہ اس پر سے اٹھا کر دیوار پر رکھ دوں سب نے وکیل بنا دیا اور حضورؐ نے اپنے دستِ مبارک سے اوپر رکھ دیا قریش نے اس تعمیر میں اس کا عہد کیا تھا کہ اس میں مشتبہ کمائی نہ لگائی جائے گی حلال کمائی کم رہ گئی جس کی وجہ سے حطیم کی جانب دیوار کو پیچھے ہٹا دیا اور کچھ حصہ کعبہ شریف کا باہر رہ گیا اور کعبہ کا دروازہ بھی حضرت ابراہیمؑ کی تعمیر کے خلاف بہت اونچا کر دیا کہ ہر شخص اس میں داخل نہ ہو سکے بلکہ داخلہ کے واسطے سیڑھی لگانا پڑے جس کو دل چاہے سیڑھی لگا کر داخل کریں جس کو چاہے داخل نہ ہونے دیں۔ حضورؐ کی خواہش تھی کہ کعبہ شریف کو از سرِ نو قواعد حضرت ابراہیم پر تعمیر کیا جائے مگر اس کی نوبت نہ آئی۔ یعنی بنیاد ۱۲

(۹) ۶۴ھ میں یزید کی فوج نے جب حضرت عبداللہ بن زبیرؓ پر مکہ میں چڑھائی کی تو منجنیق سے آگ برسائی جس سے کعبہ کا پردہ بھی جل گیا اور کعبہ کی دیواروں کو بھی نقصان پہنچا۔ اسی اثنا میں یزید مر گیا اور فوجیں وہاں سے واپس آگئیں تو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کعبہ کو منہدم کر کے از سرِ نو تعمیر کیا جس میں حضورؐ کی خواہش کے موافق حطیم کے حصہ کو اندر داخل کیا اور دروازہ زمین کے قریب کر دیا کہ ہر شخص اس میں

Marfat.com

داخل ہو سکے اور دوسرا دروازہ اس کے مقابل دیواریں قائم کردیا کہ لوگ ایک دروازہ سے داخل ہوں دوسرے سے نکلتے رہیں اور آنے جانے میں مزاحمت نہ ہو۔ جمادی الاخریٰ ۶۴ھ میں یہ تعمیر شروع ہوئی اور رجب ۶۴ھ یا ۶۵ھ میں پوری ہوئی حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے اس کی خوشی میں بہت بڑی دعوت کی جس میں سو اونٹ ذبح کئے کعبہ شریف کی تعمیر تو حضرت ابن الزبیرؓ نے پوری فرمادی لیکن اس حادثہ میں ایک اہم نقصان یہ ہوا کہ حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ کے فدیہ میں جو مینڈھا جنت کا ذبح ہوا تھا اس کے سینگ اس وقت سے کعبہ شریف میں محفوظ تھے وہ اس حادثہ میں جل گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۱۰) حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے انتقال کے بعد عبدالملک بن مروان کے زمانۂ حکومت میں حجاج نے بادشاہ کو بہکایا کہ ابن زبیرؓ نے کعبہ میں تغیر کردیا اور اس حال پر نہیں رہا جس پر حضورؐ کے زمانہ میں تھا عبدالملک نے اس کو اجازت دے دی کہ اسی صورت پر کردیا جائے اس پر حجاج نے قدیم طرز کے موافق شرقی دروازے کو اونچا کردیا اور اس کے بالمقابل دروازہ کو بند کردیا اور حطیم کی جانب سے دیوار توڑکر پیچھے ہٹادی اور اندر کے حصہ میں بھراؤ کرکے کعبہ کی سطح کو اندر سے اونچا کردیا ۷۳ھ میں یہ تغیر ہوا اس کے بعد سے اسی حال پر بیت اللہ شریف ایک عرصہ تک رہا کہ اس کی تین جانبین حضرت عبداللہ بن زبیر کی تعمیر سے تھیں اور حطیم کی جانب حجاج کی تعمیر سے بعض لوگوں کی رائے یہ ہے کہ اب تک اصل تعمیر یہی ہے اور آیندہ کے تغیرات مرمتیں ہیں مستقل تعمیریں نہیں ہیں۔ محدثین نے روایت کی ہے کہ ہارون رشید وغیرہ بعض سلاطین نے ارادہ کیا کہ کعبہ شریف

Marfat.com

کو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی تعمیر کے موافق کردیا جائے اس لئے کہ حضورؐ کی منشاء کے موافق تھی مگر حضرت امام مالک نے بڑے اصرار سے اس ارادہ کو ملتوی کرایا تاکہ کعبہ کی تعمیر بادشاہوں کا کھیل نہ بن جائے کہ ہر بادشاہ اپنے نام کے خاطر اس میں تعمیر کا سلسلہ شروع کردے۔

(۱۱) سنہ ۱۰۲۱ھ میں سلطان احمد ترکی نے چھت بدلوائی اور دیواروں میں جہاں بوسیدگی آگئی تھی اس کی مرمت کرائی میزاب الرحمتہ کو درست کیا یہ درحقیقت پوری تعمیر کی تجدید نہیں بلکہ اصلاح اور مرمت ہے

(۱۲) سنہ ۱۰۳۹ھ میں سلطان مراد کے زمانے میں جب بہت زور سے سیل کا پانی مسجد میں پہنچ گیا اور بیت اللہ شریف کی بعض دیواریں بھی گر گئیں تو سلطان موصوف نے ان کی تعمیر کرائی غالب یہ ہے کہ جو حصہ منہدم ہوگیا تھا اسی کی تعمیر ہوئی اس لئے اس کو بھی بعض مورخین صرف ترمیم بتاتے ہیں اور بعض تعمیر جدید واللہ اعلم حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نوراللہ مرقدہٗ نے اپنی تفسیر میں یہ لکھا ہے کہ حجر اسود کی جانب کے علاوہ اور جانبوں کی تعمیر کی اس صورت میں اس وقت بیت اللہ شریف حجر اسود کی جانب سے حضرت عبداللہ بن زبیر کی تعمیر ہے اور باقی جانبوں میں سلطان مراد کا تعمیر کیا ہوا ہے امسال محرم سنہ ۱۳۶۷ھ میں سلطان ابن سعود نے اس کے دروازے کے کواڑوں اور چوکھٹ کی تجدید کی۔

جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیاما للناس (مائدہ)	حق تعالیٰ شانہٗ نے کعبہ کو جو محترم گھر ہے لوگوں کے قائم رہنے کا سبب بنادیا۔

ف۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ لوگوں کے قائم رہنے کا سبب ان کے دین کا رہنا اور نشانات حج کا قائم رہنا ہے دوسری حدیث

میں ان سے نقل کیا گیا کہ ان کا قائم رہنا یہ ہے کہ جو لوگ اس میں پہنچ جائیں وہ مامون ہو جائیں حسن بصریؒ نے یہ آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ لوگ اپنے دین پر قائم رہیں گے جب تک کہ اس گھر کا حج کرتے رہیں اور نمازیں اس طرف منہ کرتے رہیں (درمنثور) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بیت اللہ کا طواف بہت کثرت سے کیا کرو دو مرتبہ یہ بالکل منہدم ہو چکا ہے اور تیسری مرتبہ جب بالکلیہ منہدم ہو جائے گا تو اٹھا لیا جائے گا۔ امام غزالی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ جب دنیا کو برباد کرنے کا ارادہ فرمائیں گے تو سب سے پہلے بیت اللہ کو منہدم کرایا جائے گا پھر دنیا برباد کی جائے گی (اتحاف) علامات قیامت کی روایات میں قیامت کے قریب کعبہ کا منہدم ہونا کثرت سے وارد ہوا ہے حضور کا پاک ارشاد ہے کہ وہ حبشی گویا میری نظر کے سامنے ہے جو کعبہ شریف کو ایک ایک پتھر اس کا گرا کر منہدم کرے گا ایک حدیث میں آیا ہے کہ لوگ خیر کے ساتھ رہیں گے جبتک کہ اس حرمت کی (یعنی مکہ اور حرم مکہ کی) ایسی تعظیم کرتے رہیں گے جیسا کہ اس کی تعظیم کا حق ہے اور جب اس کی تعظیم کو ضائع کر دیں گے تو ہلاک ہو جائیں گے (مشکوٰۃ) ایک حدیث میں ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک حجر اسود اور مقام ابراہیم نہ اٹھا لئے جائیں ایک حدیث میں علامات قیامت میں ہے کہ حبشہ کے لوگ کعبہ پر چڑھائی کریں گے اور اتنا بڑا لشکر ہوگا کہ اس کا اگلا حصہ حجر اسود کے پاس ہوگا اور پچھلا حصہ جدہ میں سمندر کے قریب اور کعبہ شریف کو ایک ایک پتھر گرا کر توڑیں گے (اتحاف)۔

Marfat.com

(۱) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان للہ فی کل یوم ولیلۃ عشرین ومائۃ رحمۃ تنزل علی ھذا البیت ستون للطائفین واربعون للمصلین وعشرون للناظرین کذا فی الدر عن ابن عدی والبیھقی وضعفہ وغیرھما وحسنہ المنذری فی الکنز بالفاظ آخر وھو فی المسلسلات للشاہ ولی اللہ الدھلوی۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ جل شانہ کی ایک سو بیس رحمتیں روزانہ اس گھر پر نازل ہوتی ہیں جن میں سے ساٹھ طواف کرنے والوں پر اور چالیس وہاں نماز پڑھنے والوں پر اور بیس بیت اللہ کو دیکھنے والوں پر ہوتی ہیں۔

ف ۔ بیت اللہ شریف کا دیکھنا بھی عبادت ہے حضرت سعید بن المسیب تابعی فرماتے ہیں کہ جو ایمان وتصدیق کے ساتھ کعبہ کو دیکھے وہ خطایا سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسا آج ہی پیدا ہوا ابو السائب مدنی کہتے ہیں جو ایمان وتصدیق کے ساتھ کعبہ کو دیکھے اس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے پتے درخت سے جھڑ جاتے ہیں اور جو شخص مسجد میں بیٹھ کر بیت اللہ کو صرف دیکھتا ہے چاہے طواف و نماز نفل نہ پڑھتا ہو وہ افضل ہے اس شخص سے جو اپنے گھر میں نفلیں پڑھے اور بیت اللہ کو نہ دیکھے حضرت عطا کہتے ہیں کہ بیت اللہ کو دیکھنا بھی عبادت ہے اور بیت اللہ کو دیکھنے والا ایسا ہے جیسا کہ رات کو جاگنے والا دن میں روزہ رکھنے والا اور اللہ کے راستے میں جہاد کرنیوالا اور اللہ کی طرف رجوع کرنے والا۔ حضرت عطا ہی سے یہ بھی نقل کیا گیا کہ ایک مرتبہ بیت اللہ کو دیکھنا ایک سال کی عبادت نفل کے برابر ہے طاؤس کہتے ہیں کہ بیت اللہ کا دیکھنا افضل ہے اس شخص کی عبادت سے بھی جو روزہ دار شب بیدار اور

مجاہد فی سبیل اللہ ہو ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ بیت اللہ کا دیکھنے والا مکہ سے باہر عبادت میں کوشش سے لگے رہنے کے برابر ہے (درمنثور) اور طواف کرنے والوں پر جس قدر رحمتیں نازل ہوتی ہیں وہ اس حدیث سے ظاہر ہے۔ اسی واسطے علماء نے لکھا ہے کہ مسجد حرام میں تحیۃ المسجد سے طواف افضل ہے اگر کسی وجہ سے طواف نہ کر سکے تو تحیۃ المسجد پڑھے ورنہ بجائے تحیۃ المسجد کے مسجد میں جاتے ہی طواف کرنا افضل ہے البتہ اگر نماز کا وقت قریب ہو تو پھر اس وقت طواف نہ کرے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کو اللہ جل شانہ اپنے لطف وفضل سے کثرت سے طواف کرنے کی توفیق عطا فرمائے کرز بن وبرہ ایک بزرگ تھے جن کا معمول ہمیشہ روزانہ ستر طواف دن میں اور ستر طواف رات میں کرنے کا تھا جس کی مسافت تیس میل روزانہ کی ہوتی اور ہر طواف کے بعد دو رکعت تحیۃ الطواف کی کل دو سو اسی ۲۸۰ رکعتیں ہوئیں ان کے علاوہ دو مرتبہ روزانہ قرآن پاک ختم کرنے کا معمول تھا (احیاء) یہی لوگ ہیں جو آخرت کی دائمی زندگی کے لئے بہت کچھ کما کر لے جا رہے ہیں۔

(۲) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الحجر واللہ لیبعثنہ اللہ یوم القیمۃ لہ عینان یبصر بھما ولسان ینطق بہ یشھد علی من استلمہ بحق رواہ الترمذی وابن ماجۃ والدارمی کذا فی المشکوۃ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قسم کھا کر ارشاد فرماتے ہیں کہ حجر اسود کو اللہ جل شانہ قیامت کے دن ایسی حالت میں اٹھائیں گے کہ اس کے دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھے گا اور زبان ہوگی جس سے وہ بولے گا اور گواہی دے گا اس شخص کے حق میں جس نے اس کو حق کے ساتھ بوسہ دیا ہو۔

ف - حق کے ساتھ بوسہ دینے کا مطلب یہ ہے کہ ایمان اور تصدیق کے ساتھ

بوسہ دیا ہو۔

حضرت جابرؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ کعبہ کے لئے ایک زبان ہے اور دو ہونٹ ہیں اس نے (پہلے زمانہ میں) حق تعالیٰ شانہ سے شکایت کی کہ اے اللہ میری طرف لوٹنے والے کم ہو گئے اور زیارت کرنے والے کم ہو گئے تو حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا کہ میں ایک ایسی قوم (مسلمان) پیدا کرنے والا ہوں جو بڑے خشوع والی ہو گی بڑے سجدے کرنیوالی (نمازی) ہو گی وہ تیری طرف ایسے جھکیں گے جیساکہ کبوتر اپنے بیضہ کی طرف جھکتا ہے (ترغیب) ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ حجر اسود اور رکن یمانی قیامت کے دن ایسے حال میں اٹھیں گے کہ ان کے لئے دو آنکھیں اور دو زبانیں اور ہونٹ ہوں گے وفا کی گواہی دیں گے ان لوگوں کے لئے جو ان کو بوسہ دیں گے یعنی اس کی گواہی دیں گے کہ ان بوسہ دینے والوں نے اقرار پورا کر دیا (ترغیب) ایک حدیث میں ہے کہ حضرت عمرؓ جب طواف کرتے ہوئے حجر اسود پر پہنچے تو اس کو بوسہ دیا اور فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نہ تو کوئی نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اگر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھتا کہ آپ نے تجھے بوسہ دیا تو کبھی بوسہ نہ دیتا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ پاس کھڑے تھے انہوں نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین یہ نفع اور نقصان پہنچاتا ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یہ کیسے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ازل میں جب اللہ جل شانہ نے سارے بندوں سے اپنے رب العالمین ہونے کا اقرار لیا تھا تو اس اقرار کو کتاب میں درج کر کے اس پتھر میں محفوظ کر دیا تھا پس یہ قیامت کے دن گواہی دے گا کہ فلاں نے اقرار پورا کر دیا اور فلاں (یعنی کافر) منکر ہوا (اتحاف) غالباً اسی وجہ سے

Marfat.com

اس جگہ جو دعا مسنون ہے اس کے الفاظ ہیں اللھم ایمانا بک وتصدیقا بکتابک ووفاء بعھدک ۔ اے اللہ میں بوسہ دیتا ہوں تجھ پر ایمان لاتے ہوئے اور تیری کتاب کی تصدیق کرتے ہوئے اور تیرے عہد کو پورا کرتے ہوئے ۔ حضرت عمرؓ کو لوگوں کے عقائد کا بہت فکر و اہتمام رہتا تھا کہ مبادا عقیدہ میں کوئی لغزش ہو جائے اسی وجہ سے بیعت الرضوان جس درخت کے نیچے ہوئی تھی وہ بیعت چونکہ بہت اہم تھی حتیٰ کہ حق تعالیٰ شانہ نے بھی رضا کا پروانہ ان حضرات کے لئے قرآن پاک میں نازل فرمایا چنانچہ ارشاد ہے ۔ لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ (سورہ فتح) بیشک اللہ جل شانہ راضی ہو گیا ان مسلمانوں سے جب کہ وہ درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے لیکن جب حضرت عمرؓ کو یہ معلوم ہوا کہ لوگ اس درخت کے پاس برکت کے طور پر جاتے ہیں تو اس درخت کو کٹوا دیا ۔ (در منثور) اسی طرح حضرت عمرؓ کو یہاں بھی خیال ہوا کہ لوگ بت پرستی سے نکل کر آ رہے ہیں ایسا نہ ہو کہ اس پتھر کو بھی بتوں کے پتھر کے مشابہ سمجھ کر بت پرستی کا شائبہ ان میں رہ جائے اس لئے اس پر متنبہ کرنے کے لئے کہ یہ پتھر کی کوئی تعظیم نہیں ہے بلکہ صرف تعمیل حکم ہے مشرکین کی طرح سے یہ بات نہیں کہ اس پتھر میں کوئی تقرب پیدا کرنے کی خاصیت ہے (اتحاف) اسی طرح سے خود کعبہ شریف کے متعلق حضرت عمرؓ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا کہ یہ چند پتھروں کا مکان ہے لیکن اللہ نے اس کو ہمارا قبلہ مقرر کر دیا کہ زندگی میں اس کی طرف نماز پڑھیں اور مرنے کے بعد اس کی طرف منہ کر کے لٹایا جائے (کنز) ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عمرؓ جب حجر اسود پر پہنچے تو فرمایا میں اس کی گواہی دیتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے

Marfat.com

نہ نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان میرا رب صرف وہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر میں یہ نہ دیکھتا کہ حضور نے تجھے بوسہ دیا اور ہاتھ لگایا تو نہ بوسہ دیتا نہ ہاتھ لگاتا (کنز) ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عمر نے جب حجر اسود کو بوسہ دیا تو فرمایا بسم اللہ واللہ اکبر علی ما ھدانا ولا الہ الا اللہ الذی وحدہٗ لاشریک لہ امنت باللہ وکفرت بالجبت والطاغوت واللات والعزی وما یدعی من دون اللہ ان ولیی اللہ الذی نزل الکتاب و ھویتولی الصالحین۔ اس میں ہر قسم کے شرک سے بیزاری کا اظہار فرمایا اس سے یہ بات بھی ظاہر ہوگئی کہ بیت اللہ شریف کا طواف یا حجر اسود وغیرہ کا بوسہ اس کو بت پرستی سے کوئی مشابہت نہیں اول اس وجہ سے کہ اس کا طواف وغیرہ صرف تعمیل ارشادِ خداوندی ہے اور بتوں کے طواف کا یا کسی بت کے طواف کا کوئی حکم مالک الملک سے نہیں ہے دوسری اس وجہ سے بھی کہ کعبہ شریف یا حجر اسود وغیرہ میں غیر اللہ سے کوئی تعلق یا علاقہ اور نسبت نہیں ہے مولا ہی کا گھر ہے بخلاف بتوں کے کہ وہ غیر اللہ سے تعلق رکھتے ہیں جس میں شرک ظاہر ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہ ارشاد کہ نفع دیتا ہے وہ شہادت اور گواہی کا نفع ہے عدالت میں کسی کی گواہی دینا اس کے لئے نافع تو بہت زیادہ ہے مگر اس سے اس کا قابل پرستش ہونا لازم نہیں آتا حدیث میں آیا ہے کہ مؤذن کی اذان کی آواز جہاں تک پہنچے ہر رطب و یابس اس کے لئے قیامت میں گواہی دے گا لیکن اس کی وجہ سے ہر رطب و یابس کا قابل پرستش ہونا لازم نہیں آتا۔

(۳) عن ابن عباس قال قال | حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزل الحجر الاسود من الجنۃ وھو اشد بیاضا من اللبن فسودتہ خطایا بنی آدم رواہ احمد والترمذی وقال ھذا حدیث حسن صحیح کذافی المشکوٰۃ

کا ارشاد ہے کہ حجر اسود جب جنت سے دنیا میں اتارا گیا تو وہ دودھ سے زیادہ سفید تھا آدمیوں کی خطاؤں نے اس کو کالا کر دیا۔

ف ۔ یعنی لوگوں نے جو اس کو گناہوں سے آلودہ ہاتھوں سے چھوا تو ان کے گناہوں کی تاثیر سے وہ سیاہ ہو گیا بڑی عبرت کا مقام ہے کہ جب محض ہاتھ لگانے سے پتھر پر یہ اثر ہوا تو ان دلوں کا کیا حال ہوتا ہو گا جو گناہوں سے ہر وقت وابستہ رہتے ہیں ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب آدمی کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ داغ لگ جاتا ہے اگر وہ توبہ استغفار سے اس کو دھو دیتا ہے تو وہ صاف ہو جاتا ہے ورنہ لگا رہتا ہے اور جب دوسرا گناہ کرتا ہے تو دوسرا داغ لگ جاتا ہے اسی طرح ہوتے ہوتے سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے اسی کی طرف قرآن پاک کی آیت کلا بل ران علی قلوبھم ما کانوا یکسبون (بلکہ ان کے برے اعمال کا ان کے دلوں پر زنگ جم گیا) میں اشارہ کیا گیا ایک حدیث میں آیا ہے کہ حجر اسود اور مقام ابراہیم جنت کے یاقوتوں میں سے دو یاقوت ہیں۔ اگر مشرکین اس کو نہ چھوتے تو جو بھی بیمار خواہ کیسی ہی بیماری ہوتی جب اس کو چھوتا تو تندرست ہو جاتا۔ ایک حدیث میں ہے کہ حجر اسود جنت کے پتھروں میں سے ایک پتھر ہے اگر گناہوں کی نحوست جو فاجروں کے چھونے سے اس سے وابستہ ہو گئی نہ ہوتی تو جو اندھا کوڑھی یا کسی اور مرض کا بیمار اس کو چھوتا تو وہ تندرست ہو جاتا (اتحاف)۔

Marfat.com

(۴) عن ابی هریرة ان النبی صلی الله علیه وسلم قال وکل به سبعون ملکا یعنی الرکن الیمانی فمن قال اللهم انی اسألک العفو والعافیة فی الدنیا والاخرة ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة وقنا عذاب النار قالوا آمین رواه ابن ماجة کذا فی المشکوة۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ رکن یمانی پر ستر فرشتے مقرر ہیں جو شخص وہاں جاکر یہ دعا پڑھے اللهم انی اسألک العفو والعافیة فی الدنیا والاخرة ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة وقنا عذاب النار تو وہ فرشتے اس کی دعا پر آمین کہتے ہیں ترجمہ دعا اے اللہ میں تجھ سے معافی کا طالب ہوں اور دونوں جہان میں عافیت مانگتا ہوں اے اللہ تو دنیا میں بھی بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھی اور جہنم کے عذاب سے حفاظت فرما

ف ۔ رکن یمانی بھی بابرکت مقام ہے حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے حجر اسود یا رکن یمانی کا استلام نرمی یا سختی میں نہیں چھوڑا جب سے ہم نے دیکھا کہ حضور ان کا استلام کیا کرتے تھے رکن یمانی کا استلام یہ ہے کہ طواف کرتے ہوئے اس پر ہاتھوں کو پھیرے ایک حدیث میں آیا ہے کہ حجر اسود اور رکن یمانی کا مس کرنا خطایا کو ساقط کرتا ہے (کنز) ایک حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے رکن یمانی کو بھی بوسہ دیا (اتحاف) اس جگہ اس بات کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے کہ حجر اسود اور رکن یمانی کا استلام ایسی طرح ہونا چاہیئے جس میں دوسروں کو اذیت نہ پہنچے کہ یہ فعل مستحب ہے اور مسلمان کو ایذا پہنچانا حرام ہے۔

(۵) عن ابن عباس قال سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول الملتزم موضع یستجاب فیه الدعاء ما دعا الله

حضرت ابن عباسؓ حضورؐ سے نقل کرتے ہیں کہ ملتزم ایسی جگہ ہے جہاں دعا قبول ہوتی ہے کسی بندہ نے وہاں ایسی دعا نہیں

فيه عبد الا استجاب لها كذا في المسلسلات للشاه ولی اللہ الدہلوی وذکرہ الجزری فی الحصن مجملا | کی جو قبول نہ ہوئی ہو۔

ف ۔ ملتزم حجر اسود سے لے کر کعبہ شریف کے دروازہ تک کا حصہ کہلاتا ہے غالباً اسی وجہ سے اس کا نام ملتزم ہے کہ اس کے معنی چمٹنے کی جگہ کے ہیں ابو داؤد میں حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا گیا کہ انہوں نے اس جگہ کھڑے ہو کر اپنے سینہ اور چہرہ کو دیوار سے چمٹا دیا اور دونوں ہاتھوں کو دیوار پر پھیلا دیا اور یہ کہا کہ میں نے اس طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا اس جگہ کے متعلق جو حدیث دعا کے قبول ہونے کی نقل کی جاتی ہے میرے حضرت نور اللہ مرقدہ سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر استاذ حدیث سناتے وقت اپنا ذاتی تجربہ یہ بتاتا ہے کہ میں نے اس جگہ دعا کی اور وہ قبول ہوئی اور اس ناپاک کا بھی ذاتی تجربہ ہے۔ حسن بصریؒ نے جو خط مکہ والوں کو لکھا ہے اس میں تحریر فرمایا ہے کہ وہاں پندرہ جگہ دعا قبول ہوتی ہے طواف کرتے وقت ملتزم پر میزاب رحمت کے پاس اور کعبہ شریف کے اندر اور زمزم کے کنوئیں کے پاس اور صفا اور مروہ پر اور ان کے درمیان دوڑتے ہوئے اور مقام ابراہیم کے پاس اور عرفات کے میدان میں اور مزدلفہ میں اور منیٰ میں اور تینوں شیطانوں کے کنکریاں مارتے وقت (حصن حصین) اور در منثور کی روایت میں لکھا ہے کہ ملتزم اور میزاب رحمت کے نیچے اور رکن یمانی کے پاس اور صفا اور مروہ پر اور ان کے درمیان اور حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اور کعبہ شریف کے اندر اور منیٰ مزدلفہ عرفات اور تینوں شیطانوں کے پاس، ہمارے حضرت شاہ عبد العزیز صاحب نور اللہ مرقدہ نے اپنی تفسیر میں اسی روایات کو اختیار کیا ہے بعض علماء نے ان کے علاوہ

Marfat.com

مطاف یعنی طواف کرنے کی جگہ اور بیت اللہ شریف پر نظر پڑتے وقت اور حطیم کو اور حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیانی حصہ کو بھی خصوصیت سے دعا کے مقبول ہونے کی جگہ بتایا ہے بعض علماء سے یہ بھی نقل کیا گیا کہ ملتزم رکن یمانی سے لے کر کعبہ کے غربی دروازہ تک کا حصہ ہے جو بند ہے یہ اگرچہ مشہور قول کے خلاف ہے لیکن بعض اکابر کا قول تو ہے ہی (شرح لباب)

(٦) عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ الرجل فی بیتہ بصلوٰۃ وصلوٰتہ فی مسجد القبائل بخمس وعشرین صلوٰۃ وصلوٰتہ فی المسجد الذی یجمع فیہ بخمسمائۃ صلوٰۃ وصلوٰتہ فی المسجد الاقصٰی بخمسین الف صلوٰۃ وصلوٰتہ فی مسجدی بخمسین الف صلوٰۃ وصلوٰتہ فی المسجد الحرام بمائۃ الف صلوٰۃ رواہ ابن ماجۃ کذا فی المشکوٰۃ۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آدمی اگر اپنے گھر پر نماز پڑھے تو صرف ایک نماز کا ثواب اس کو ملتا ہے اور محلہ کی مسجد میں پچیس گنا ثواب ملتا ہے اور جامع مسجد میں پانچ سو گنا ثواب زیادہ ہوتا ہے اور بیت المقدس کی مسجد میں پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ہے اور میری مسجد میں یعنی مدینہ پاک کی مسجد میں پچاس ہزار کا ثواب ہے اور مکہ مکرمہ کی مسجد میں ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ہے۔

ف۔ متعدد احادیث میں یہ مضمون وارد ہوا ہے کہ مکرمہ مکہ کی مسجد میں ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ہے۔ حسن بصری رحؒ فرماتے ہیں کہ مکہ میں ایک دن کا روزہ مکہ سے باہر ایک لاکھ روزوں کی برابر ہے وہاں ایک درم (جو تقریباً چار آنہ کا ہوتا ہے) باہر کے لاکھ درم کے برابر ہے اور اسی طرح وہاں کی ہر نیکی باہر کی ایک لاکھ نیکی کے برابر ہے (اتحاف) تیسری فصل کی پہلی حدیث میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد گذر چکا ہے

کہ حرم کی نیکی ایک لاکھ کے برابر ہے بہت سی احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسجد نبوی کا ثواب مسجد اقصیٰ سے زائد ہے لیکن اس حدیث میں دونوں کا ثواب پچاس ہزار آیا ہے اس لئے علماء نے ان روایات کی وجہ سے اس حدیث میں یہ توجیہ فرمائی ہے کہ یہاں ہر مسجد کا ثواب اس سے پہلی مسجد کے اعتبار سے ہے یعنی جامع مسجد کا ثواب مسجد قبیلہ کے ثواب سے پانچ سو مرتبہ زائد ہے اس صورت میں جامع مسجد کا ثواب بارہ ہزار پانچسو (۱۲۵۰۰) ہوگیا اور مسجد اقصیٰ کا ثواب ۶۲ کروڑ ۵۰ لاکھ (۶۲۵۰۰۰۰۰۰) ہوگیا اور مسجد مدینہ کا ۳ نیل بارہ کھرب پچاس ارب (۳۱۲۵۰۰۰۰۰۰۰۰۰) ہوا اور مسجد حرام کا اکتیس سنکھ پچیس پدم (۳۱۲۵۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰) ہوا اس صورت میں مسجد مدینہ کا ثواب مسجد اقصیٰ سے بہت زائد ہوگیا لیکن عام روایات میں مسجد حرام کا ثواب جو ایک لاکھ ہے اس سے بہت زائد ہوگیا اور بہتر ہے کہ جب مسجد شریف میں داخل ہو اعتکاف کی نیت کرلیا کرے اول تو ہر مسجد کا یہی حکم ہے کہ جب نماز کے واسطے کسی مسجد میں بھی داخل ہو تو اعتکاف کی نیت کرلیا کرے تاکہ اتنی دیر اعتکاف کا ثواب مستقل ہوتا رہے اور مسجد حرام اور مسجد نبوی میں تو خاص طور سے اس کا خیال رکھے امام نووی نے لکھا ہے کہ یہ بہت اہم چیز ہے اس کا بہت اہتمام چاہیئے۔

(۷) عن عمرؓ قال لان اخطئ سبعین خطیة برکیة احب الی من ان اخطئ خطیة واحدة بمکة کذا فی الکنز عن الازرقی۔

حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے کہ میں مکہ میں ایک خطا کروں اس سے یہ بہت زیادہ پسند ہے کہ (مکہ سے باہر) رکیہ میں ستر خطائیں کروں۔

ف جیسا کہ مکہ مکرمہ میں نیکیوں کا ثواب بہت زیادہ ہے ایسے ہی

Marfat.com

وہاں گناہ کا وبال بھی سخت ہے اسی وجہ سے حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ مکہ سے باہر ستر لغزشیں مکہ کی ایک لغزش سے بہتر ہیں حضرت ابن عباسؓ کا بھی یہی ارشاد تیسری فصل کی پہلی حدیث کے ذیل میں گذر چکا ہے۔ اور حضرت عمرؓ سے کئی مضمون اس کے ہم معنی ذکر کئے گئے اسی وجہ سے بعض اکابر مکہ مکرمہ میں قیام کو پسند نہ کرتے تھے کہ اس کے ادب احترام کا حق ادا کرنا مشکل ہے امام غزالی نے لکھا ہے کہ وہاں خطاؤں کا ارتکاب سخت ممنوع ہے اور قریب ہے کہ اللہ جل شانہٗ کے غصہ کا موجب بن جائے (اتحاف) وہب بن الورد ایک بزرگ ہیں فرماتے ہیں کہ میں ایک دن حطیم میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میں نے کعبہ کے پردوں کے اندر سے یہ آواز سنی کہ میں اولاً اللہ جل شانہٗ سے شکایت کرتا ہوں اور اس کے بعد اے جبرئیل تم سے شکایت کرتا ہوں لوگوں کی کہ وہ میرے گرد ہنسی مذاق اور لغو باتوں میں مشغول رہتے ہیں اگر یہ لوگ اپنی ان حرکتوں سے باز نہ آئے تو میں ایسا پھٹوں گا کہ ہر ہر پتھر میرا جُدا جُدا ہو جائیگا (احیا) حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ قریش کے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم سے پہلے قبیلہ عمالقہ اس گھر کا متولی اور منتظم ہوا تھا ان لوگوں نے اس کے احترام میں تساہل کیا اور تعظیم کا حق ادا نہ کیا تو اللہ جل شانہ نے ان کو ہلاک کر دیا اس کے بعد قبیلہ جرہم اس کے متولی بنے اور جب ان لوگوں نے اس کی بے حرمتی کی تو اللہ جل شانہ نے ان کو بھی ہلاک کر دیا لہٰذا تم لوگ بہت زیادہ اس کی تعظیم کیا کرو اس میں سستی نہ کرو (کنز) موسیٰ بن محمد کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک عجمی شخص طواف کر رہا تھا نیک دیندار آدمی تھا طواف کرتے ہوئے ایک خوبصورت عورت کے پازیب کی آواز جو طواف کر رہی تھی اس کے کان میں پڑی یہ شخص اس

عورت کو گھور نے لگا رکن یمانی سے ایک ہاتھ نکلا اور اس زور سے اس کے تھپڑ مارا کہ آنکھ نکل گئی اور بیت اللہ شریف کی دیوار سے ایک آواز آئی کہ ہمارے گھر کا طواف کرتا ہے اور ہمارے غیر کو دیکھتا ہے یہ تھپڑ اس نظر کے بدلہ میں اور اگر آیندہ کوئی اور حرکت کرے گا تو ہم بھی زیادہ بدلہ دیں گے (مسامرات)

(۸) عن عائشۃ رضؓ قالت کنت احب ان ادخل البیت واصلی فیہ فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدی فادخلنی فی الحجر فقال صلی فی الحجر اذا اردت دخول البیت فانما ھو قطعۃ من البیت فان قومک اقتصروا حین بنوا الکعبۃ فاخرجوہ من البیت رواہ ابوداود۔

حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ میرا دل چاہتا تھا کہ میں کعبہ شریف کے اندر جاؤں اور اندر جا کر نماز پڑھوں حضور نے میرا ہاتھ پکڑ کر حطیم میں داخل کر دیا اور یہ فرمایا کہ جب تیرا کعبہ میں داخل ہونے کو دل چاہا کرے تو یہاں آکر نماز پڑھ لیا کر یہ کعبہ ہی کا ٹکڑا ہے تیری قوم نے جب کعبہ کی تعمیر کی تو اس حصہ کو (خرچ کی کمی کی وجہ سے) کعبہ سے باہر کر دیا تھا۔

ف۔ کعبہ شریف کے اندر داخل ہونا مستحب ہے اور وہ بھی قبولیت دعار کی خاص جگہ ہے جیسا کہ حدیث نمبر ۵ کے ذیل میں گزرا لیکن رشوت دے کر اندر جانا جائز نہیں قریش نے جب بیت اللہ کو تعمیر کیا تھا جیسا کہ کعبہ کی تعمیروں کے سلسلے میں نمبر ۸ میں گزر چکا ہے تو اس کے اندر کی سطح کو بلند کر دیا تھا اور دروازہ بہت بلند کر دیا تھا تاکہ بغیر سیڑھی لگائے آدمی اندر نہ جا سکے اور یہ اپنے اختیار کی بات رہے کہ جس کو دل چاہے داخل ہونے دیں جس کو چاہے نہ داخل ہونے دیں، حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا اور خواہش تھی کہ کعبہ کی تعمیر کو سابقہ طرز کے موافق کر دیا جائے چنانچہ حضورؐ نے حضرت عائشہ رضؓ سے فرمایا کہ عرب نومسلم ہیں یعنی مبادا کعبہ کے

Marfat.com

گرانے سے ان کے جذبات میں اشتعال پیدا ہو اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں کعبہ کو از سرِ نو تعمیر کرتا اور حطیم کا حصہ اندر داخل کر دیتا اور اس کے دو دروازے کر دیتا کہ ایک سے لوگ داخل ہوں اور دوسرے سے باہر نکلیں اور دروازہ کو زمین سے ملا دیتا تیری قوم نے اس لئے اس کے دروازے کو بلند کیا تا کہ جس کو وہ پسند کریں وہ داخل ہو سکے دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ حضرت عائشہ سے حضورؐ نے فرمایا کہ بیت اللہ کے بارے میں تیری قوم نے کوتاہی کی اگر وہ کفر کے زمانے سے قریب نہ ہوتے تو میں اس حصہ کو جس کو انہوں نے باہر نکال دیا بیت اللہ کے اندر داخل کر دیتا۔ اگر میرے بعد کعبہ کے بنانے کی نوبت آئی تو آ میں تجھے دکھا دوں کہ وہ کتنا حصہ ہے جس کو انہوں نے باہر نکال دیا اس کے بعد حضورؐ نے تقریباً سات ہاتھ کے بقدر حصہ دکھایا یہ اور اس قسم کی دوسری روایات کی بنا پر جب حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے اپنے زمانہ میں کعبہ شریف کو بنایا تو حضورؐ کی خواہش کے موافق اس کی تعمیر میں اصلاحات کر دی اور حطیم کے حصہ کو اندر داخل کر دیا لیکن اس کے بعد عبدالملک کے زمانہ میں حجاج نے پھر اس کو ویسے ہی کر دیا جیسا کہ حضورؐ کے زمانہ میں تھا اس کی نیت تو جو بھی چاہے ہو لیکن یہ اللہ جل شانہٗ کا انعام ہوا کہ یہ حصہ تعمیر سے باہر ہو گیا جس کی وجہ سے اب کعبہ شریف کے اندر داخل ہونا ہر شخص کے لئے آسان ہو گیا کہ اس حصہ پر نہ تعمیر ہے نہ رشوت کی ضرورت ہے جس کا جب دل چاہے وہاں جا کر نماز پڑھے دعا مانگے کہ یہ کعبہ کے اندر کے حصہ کے حکم میں ہے اسی لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے جب انہوں نے اندر داخلے کی تمنا کی تو فرمایا کہ یہاں کھڑی ہو کر نماز پڑھ لے عورتوں کے لئے بالخصوص اندر

جانے میں بہت سی مشکلات ہیں ان کے لئے یہ حصہ خاص طور سے غنیمت اور اللہ کا احسان ہے کعبہ کے اندر داخل ہونا بھی اگرچہ مستحب ہے اور بہتر ہے لیکن اسکے آداب اور بھی زیادہ ہیں علمائے نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص داخل ہو تو نہایت وقار و عظمت سے داخل ہو بہتر یہ ہے کہ موزے پہنکر داخل نہ ہو بلکہ ان کو نکال دے اور داخلہ سے پہلے غسل کرے اور نہایت خشوع خضوع کے ساتھ روتا ہوا داخل ہو ایک بزرگ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کعبہ کے اندر داخل ہوئے تھے، انہوں نے فرمایا کہ یہ پاؤں اس قابل بھی نہیں کہ میرے پاک رب کے گھر کے چاروں طرف پھریں تو میں ان کو اس قابل کہاں سمجھتا ہوں کہ اس پاک گھر کے اندر ان کو داخل کروں مجھے ان کا حال معلوم ہے کہ یہ کہاں کہاں چلے پھرے ہیں اور کس کس برے ارادے سے چلے ہیں۔ (اتحاف)۔

کعبہ کس منہ سے جاؤگے غالب۔ شرم تم کو مگر نہیں آتی

بزمیں چو سجدہ کردم ز زمین ندا بر آمد
کہ مرا خراب کردی تو بسجدۂ ریائی

بطواف کعبہ رفتم بحرم رہم ندادند
کہ برون در چہ کردی کہ درون خانہ آئی

کہتے ہیں کہ میں نے جب زمین پر سجدہ کیا تو زمین سے یہ آواز آئی کہ تو نے اس ریا کے سجدہ سے مجھے کیوں خراب کیا اور جب میں کعبہ کو گیا تو مجھے اندر داخل نہ ہونے دیا اور یہ آواز آئی کہ دروازے سے باہر کیا گُل کھلائے جو اندر آنے کی اُمنگ پیدا ہوئی۔ علمائے نے لکھا ہے کہ کعبہ شریف میں داخل ہونے والے کو دو چیز سے خصوصیت سے بچنا چاہیئے جس کو گمراہ لوگوں نے گھڑ رکھا ہے ایک دروازے کے سامنے بالمقابل دیوار میں کڑہ ہے جس کو جاہل لوگ عروۃ الوثقیٰ کہتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ جو

اس کو پکڑ لے اس نے عروۃ الوثقیٰ کو پکڑ لیا یہ محض جہالت ہے دوسرے کعبہ شریف کے درمیان میں ایک میخ ہے جس کو احمق سرۃ الدنیا (دنیا کی ناف) کہتے ہیں اور اپنی ناف کو اس پر رگڑتے ہیں یہ دونوں باتیں محض لغو اور حماقت ہیں ان کی کوئی اصل نہیں (مناسک نوری واتحاف)

(۹) عن جابرؓ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ماء زمزم لما شرب لہ رواہ ابن ماجۃ وبسط صاحب الاتحاف فی تخریجہ وقال شیخنا الشاہ عبد الغنی ھذا الحدیث مشہور علی الالسنۃ کثیرا واختلف الحفاظ فیہ فمنھم من صححہ ومنھم من حسنہ ومنھم من ضعفہ والمعتمد الاول اھ وقال ابن حجر فی شرح مناسک النووی قد کثر کلام المحدثین فی ھذا الحدیث والذی استقر علیہ امر محققیھم انہ حسن او صحیح وقول الذھبی انہ باطل وابن الجوزی انہ موضوع مردود اھ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے کہ زمزم کا پانی جس نیت سے پیا جائے وہی فائدہ اس سے حاصل ہوتا ہے۔

ف۔ ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ اگر تو اس کو پیاس بجھانے کے واسطے پئے تو اس کا کام دے اور اگر کھانے کی جگہ پیٹ بھرنے کے لئے پئے تو اس کا کام دے اور اگر کسی مرض سے صحت کی نیت سے پئے تو اس کا کام دے، یہ حضرت جبرئیلؑ کی خدمت ہے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی سبیل ہے (اتحاف) حضرت جبرئیل علیہ السلام کی خدمت کا مطلب یہ ہے کہ ان کی سعی سے یہ چشمہ زمین سے ابلا تھا جس کا قصہ مشہور و معروف ہے حضرت سفیان بن عیینہ جو مشہور محدث ہیں ان کے پاس ایک شخص

Marfat.com

آئے اور ان سے عرض کیا کہ آپ یہ کہتے ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ زمزم کا پانی جس کام کے لئے پیا جائے اسی کام کے لئے ہے کیا یہ حدیث صحیح ہے انہوں نے کہا صحیح ہے تو انہوں نے عرض کیا کہ میں نے اس لئے پیا تاکہ آپ دو سو حدیثیں مجھے سنائیں انہوں نے فرمایا بیٹھ جاؤ اور دو سو حدیثیں ان کو سنا دیں (ابن عینیہ نے یہ بھی کہا کہ حضرت عمرؓ نے زمزم کا پانی پیتے ہوئے کہا یا اللہ میں قیامت کے دن کی پیاس بجھانے کے لئے پیتا ہوں۔ کنز۔ اتحاف) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں زمزم کا پانی خوب پیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ خود ڈول بھر کر پیوں مگر پھر سب لوگ خود بھرنے لگیں گے اس لئے نہیں بھرنا بعض روایات میں آیا ہے کہ حضورؐ نے خود بھرا ممکن ہے کہ کسی وقت خود بھرا ہو اور دوسرے وقت مجمع کی وجہ سے یہ عذر فرما دیا ہو ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضورؐ نے حضرت عباسؓ سے زمزم کا پانی طلب کیا انہوں نے عرض کیا کہ اس پانی میں (جو کوئی حوض کی قسم سے پانی کے مجتمع ہونے کی جگہ تھی) سب لوگ ہاتھ ڈال دیتے ہیں گھر میں صاف پانی رکھا ہوا ہے اس میں سے لاؤں حضورؐ نے فرمایا نہیں جس میں سے سب پیتے ہیں اسی میں سے پلاؤ انہوں نے پیش کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا اور آنکھوں پر ڈالا پھر دوبارہ لے کر پیا اور اپنے اوپر دوبارہ ڈالا (کنز) ایک حدیث میں حضورؐ کا ارشاد نقل کیا گیا کہ ہم میں اور منافقین میں یہ فرق ہے کہ وہ زمزم کے پانی کو خوب سیراب ہو کر نہیں پیتے (معمولی سا پیتے ہیں) ایک اور حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے ایک مرتبہ ڈول بھرنے کا حکم فرمایا ڈول بھر کر کنویں کے کنارے پر رکھا

Marfat.com

گیا حضورؐ نے اس ڈول کو ہاتھ سے پکڑ کر بسم اللہ کہہ کر دیر تک پیا پھر فرمایا الحمد للہ اس کے بعد پھر بسم اللہ کہکر دیر تک پیا پھر فرمایا الحمد اللہ پھر ارشاد فرمایا کہ ہم میں اور منافقوں میں یہی فرق ہے کہ وہ خوب سیراب ہو کر اس کو نہیں پیتے ایک حدیث میں آیا ہے حضورؐ نے فرمایا کہ نیک لوگوں کے مصلے پر نماز پڑھا کرو اور نیک لوگوں کے پانی سے پانی پیا کرو صحابہ نے عرض کیا کہ نیک لوگوں کا مصلےٰ کیا چیز ہے حضور نے فرمایا کہ میزاب رحمت کے نیچے پھر صحابہ نے عرض کیا کہ نیک لوگوں کا پانی کیا ہے حضورؐ نے فرمایا زمزم (اتحاف) ام معبد کہتی ہیں کہ میرے خیمہ کے پاس کو ایک غلام گزرے جن کے ساتھ دو مشکیزے پانی کے تھے میں نے پوچھا یہ مشکیزے کیسے ہیں انہوں نے کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا والا نامہ میرے سردار کے پاس پہنچا کہ حضورؐ کی خدمت میں زمزم کا پانی بھیجا جائے میں بہت عجلت سے لے جانا چاہتا ہوں تاکہ راستے میں خشک نہ ہو جائے (کنز) حضرت عائشہؓ زمزم کا پانی اپنے ساتھ لے جاتی تھیں اور یہ نقل کرتی ہیں کہ حضورؐ بھی لے جایا کرتے تھے ایک حدیث میں ہے کہ حضورؐ ساتھ لے جایا کرتے تھے اور بیماروں پر چھڑکتے تھے اور حضرت حسن حسین رضی اللہ عنہما کی تحنیک کے وقت ان کو دیا تھا (شرح لباب) بچہ کے پیدا ہونے کے بعد سب سے پہلے اس کے منہ میں کچھ ڈالنے کو تحنیک کہتے ہیں اور اس سے بڑھ کر کیا فضیلت ہو گی کہ شب معراج میں حضرت جبرئیل علیہ السلام آسمان سے براق لائے اور جنت سے سونے کا طشت لائے لیکن قلب اطہر کو دھونے کے لئے بجائے جنت کے پانی کے زمزم کا پانی استعمال کیا گیا حالانکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام جب بہت سی چیزیں دہاں سے

Marfat.com

لائے تو جنت کا پانی لانے میں کیا اشکال تھا حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب زمزم کا پانی پیتے تو یہ دعا پڑھتے اللهم انی اسألك علما نافعا ورزقا واسعا وشفاء من كل داء (اتحاف) اے اللہ میں تجھ سے ایسا علم مانگتا ہوں جو نفع دینے والا ہو اور وسیع رزق اور ہر بیماری سے شفا چاہتا ہوں۔

(۱۰) عن ابن عباس رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لمكة ما اطيبك من بلد واحبك الی ولولا ان قومی اخرجونی منك ما سكنت غيرك رواه الترمذی وقال حديث حسن غريب اسنادا كذا فی المشكوة وفی الاخری له والله انك لخير ارض الله واحب ارض الله الی الله الحديث۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کو خطاب فرما کر ارشاد فرمایا کہ تو کتنا بہتر شہر ہے اور مجھ کو کتنا زیادہ محبوب ہے اگر میری قوم مجھے نہ نکالتی تو تیرے سوا کسی دوسری جگہ قیام نہ کرتا۔

ف - اس حدیث کی وجہ سے نیز ان احادیث کی وجہ سے جن میں مکہ کی ہر نیکی کا ثواب ایک لاکھ آیا ہے ایک بڑی جماعت کا مذہب یہ ہے کہ مکہ مکرمہ سارے شہروں سے افضل ہے اور وہاں قیام کرنا مستحب اور افضل ہے اور ظاہر ہے کہ جب ایک ایک نماز ایک لاکھ کی شمار ہوتی ہو تو پھر کون ہے جس کو یہ مرغوب نہ ہو لیکن اس کے باوجود بڑے اکابر وہاں کے قیام کو پسند نہ فرماتے تھے ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ مکہ مکرمہ کا قیام صاحبین کے نزدیک مستحب ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور یہی بعض

Marfat.com

شافعیۃ اور بعض حنابلہ کا مختار ہے لیکن امام اعظم ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ وہاں کے مستقل قیام کو مکروہ فرماتے تھے اور ایک بڑی جماعت کا محتاط لوگوں میں سے یہی مذہب ہے مبادا وہاں رہ کر آدمی کو وہاں سے کوئی گرانی اور ملال پیدا ہو یا اس کے احترام میں کسی قسم کی کمی ہو جائے یا وہاں رہ کر آدمی سے کسی قسم کا گناہ صادر ہو جائے کہ جیسا وہاں نیکیوں کا ثواب کہیں زیادہ ہے ایسے ہی وہاں رہ کر گناہ کرنے کا وبال بھی بہت زیادہ سخت ہے لیکن اللہ کے وہ مخلص بندے جو گناہوں سے محترز ہوں ان کے لئے افضلیت میں کیا کلام ہے لیکن وہ اتنی قلیل مقدار ہے کہ ان پر حکم لگانا بھی ایسا ہے جیسا عام مخلوق میں بادشاہ لیکن پارسائی کا جھوٹا دعویٰ کرنے والوں کا اعتبار نہیں کہ ویسے تو ہر شخص اپنے کو یہی کہتا ہے کہ میں وہاں رہنے کے شرائط پورے کرسکتا ہوں دعویٰ بہت سہل ہے ؎

بہت آساں ہے یاروں میں معاذ اللہ کہہ دینا
بہت مشکل ہے بچنا بادۂ گلگوں سے خلوت میں

ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ حضرت امام اعظمؓ نے اپنے زمانہ کے لوگوں کے حالات کے لحاظ سے کراہت اور ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا اگر وہ ان حالات کو دیکھتے جن کو ہم اپنے زمانہ میں دیکھ رہے ہیں تو وہ وہاں کے قیام کے حرام ہونے کا فتویٰ دیتے یہ ملا علی قاری مشاہیر علما میں ہیں ۱۰۱۴ھ میں وفات پائی ہے جب یہ اپنے زمانے کا یہ حال فرما رہے ہیں تو آج چودہویں صدی کے آخر کا جو حال ہوگا وہ اظہر من الشمس ہے امام غزالی فرماتے ہیں کہ جن محتاط علما نے مکہ کے قیام کو مکروہ بتایا ہے اس کی تین وجہ ہیں اول یہ کہ ایسا نہ ہو کہ وہاں کے قیام سے وہ ذوق شوق

اور تڑپ بیقراری جو کعبہ شریف کے ساتھ ہونا چاہیئے وہ کم ہو جائے دوسرے یہ کہ اس سے روانگی کے وقت جو فراق کی تڑپ اور دوبارہ لوٹنے کا جذبہ پیدا ہوگا وہ وہاں رہنے میں حاصل نہیں ہوتا اس لئے بزرگوں کا ارشاد ہے کہ تو کسی دوسرے شہر میں رہے اور تیرا دل مکہ مکرمہ میں اٹکا رہے یہ بہتر ہے اس سے کہ تو مکہ میں رہے اور تیرے دل میں کسی دوسری جگہ کا داعیہ پیش آئے اور بعض بزرگوں سے نقل کیا گیا کہ بہت سے لوگ خراسان میں رہنے والے مکہ سے تعلق کے اعتبار سے بعض ان لوگوں سے قریب ہیں جو طواف کر رہے ہوں بلکہ بعض لوگ تو ایسے ہوتے ہیں کہ خود کعبہ ان کی زیارت کو جاتا ہے تیسری وجہ یہ ہے کہ مبادا وہاں رہ کر کوئی گناہ صادر ہو جائے کہ یہ سخت خطرناک ہے اور اللہ جل شانہٗ کے غصہ کا موجب ہے فقط۔ ویسے تو مکہ مکرمہ سارا ہی بابرکت ہے اس کی ہر جگہ ہر در و دیوار ہر پتھر اور ریت کا ذرہ بابرکت ہے لیکن چند مقامات اور بھی زیادہ خصوصیت رکھتے ہیں جن میں سے بعض اس فصل میں گزر چکے ہیں مستقل احادیث ان کے فضائل میں لکھی جا چکی ہیں ان کے علاوہ حضرت خدیجہؓ کا دولت کدہ جہاں حضرت فاطمہ الزہرا پیدا ہوئیں اور حضرت ابراہیم کے علاوہ سب اولاد یہیں پیدا ہوئی، ہجرت تک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام اسی مکان میں رہا علماء نے لکھا ہے کہ مسجد حرام کے بعد مکہ کے تمام مکانات میں یہ مکان افضل ہے دوسرے حضور اقدس صلی علیہ وسلم کے پیدائش کی جگہ جو مولد نبی کے نام سے مشہور ہے تیسرے حضرت ابوبکر صدیقؓ کا مکان جو زقاق صواغین (زرگروں کی گلی) میں ہے اس کو دار الہجرت بھی کہتے ہیں اس لئے کہ ہجرت کی ابتدا اسی مکان سے ہوئی ہجرت سے قبل حضور روزانہ

Marfat.com

یہاں تشریف لایا کرتے تھے وہاں دو پتھر تھے ایک کا نام متکلم ہے اس نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تھا دوسرا متکا جس پر حضور ٹیک لگا کر بیٹھتے تھے مولد علی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی پیدائش کی جگہ دار ارقم جو دار خیزران سے مشہور ہے صفا پہاڑ کے قریب ہے اس میں حضرت عمرؓ اسلام تھے اور چالیس کا عدد آپ کے ایمان لانے پر پورا ہوا تھا اور قرآن پاک کی آیت یاایھا النبی حسبك اللہ ومن اتبعك من المؤمنین اس پر نازل ہوئی تھی اس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ابتدائے اسلام میں مخفی رہا کرتے تھے جبل ثور کا غار جس میں ہجرت کے وقت حضور اقدس اور حضرت ابوبکر صدیقؓ پوشیدہ ہوئے تھے قرآن پاک میں ثانی اثنین اذ ہما فی الغار میں اسی غار کا ذکر ہے۔ جبل حراء کا غار جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نبوت سے پہلے کئی کئی دن تک عبادت کیا کرتے اور تنہائی اختیار فرمایا کرتے تھے اور اسی میں سب سے پہلے آپ پر اقرأ نازل ہوئی مسجد الرایۃ مکہ میں معلے کی طرف ہے حضور نے اس میں نماز پڑھی ہے مسجد الجن جس جگہ جنات کا اجتماع ہوا اور حضور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھ اس جگہ تشریف لے گئے اور حضرت ابن مسعود کو ایک جگہ بٹھا کر خود آگے تشریف لے گئے اور جنات کو تعلیم فرمائی قرآن پاک سنایا۔ مسجد الشجرۃ جو مسجد جن کے مقابل ہے اس جگہ ایک درخت تھا جس کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا وہ زمین کو چیرتا ہوا حاضر خدمت ہو گیا پھر حضورؐ نے فرمایا کہ واپس چلے جاؤ وہ اپنی جگہ واپس چلا گیا مسجد الغنم جس کو مسجد الاجابۃ بھی کہتے ہیں اس جگہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ میں بیعت لی تھی مسجد اجیاد مسجد جبل ابوقبیس جو حرم شریف سے نظر آتی ہے لیکن اس جگہ بکری کی سری کھانے کے متعلق

جو روایت مشہور ہے وہ غلط ہے مسجد طویٰ[۱۴] جو تنعیم کے راستے میں ہے حضورؐ کی جب عمرہ یا حج کے لئے تشریف آوری ہوئی تو اس جگہ قیام فرمایا۔ مسجد عائشہؓ[۱۵] تنعیم پر جہاں عمرہ کا احرام باندھا جاتا ہے مسجد العقبہ[۱۶] منیٰ کے قریب جہاں انصار نے ہجرت سے قبل بیعت کی تھی یہ مسجد مکہ سے منیٰ جاتے ہوئے بائیں ہاتھ پر راستہ سے علیحدہ کو ہے مسجد الجعرانہ[۱۷] جہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد جب طائف سے لوٹ رہے تھے احرام باندھا تھا۔ مسجد الکبش[۱۸] جس کو منحر ابراہیم بھی کہتے ہیں یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیلؑ کو ذبح کیا تھا۔ مسجد الخیف[۱۹] منیٰ میں مشہور مسجد ہے جس میں کہتے ہیں کہ ستر نبی وہاں مدفون ہیں۔ غار مرسلات[۲۰] جو مسجد خیف کے قریب ہے سورہ والمرسلات وہاں نازل ہوئی جنت المعلی[۲۱] مکہ مکرمہ کا مقبرہ ہے حضرت خدیجہؓ کی قبر ہے اور احادیث میں اس مقبرہ کی فضیلت بھی آئی ہے ان کے علاوہ اور بھی بہت سے متبرک مقامات ہیں اور مکہ مکرمہ میں کون سی جگہ ایسی ہوگی جہاں حضور اقدسؐ اور صحابہ کرامؓ کے قدم مبارک نہ پڑے ہوں لیکن ملا علی قاری نے ان مواضع کو خاص طور سے ذکر کیا ہے۔

ساتویں فصل عمرہ کے بیان میں

جیسا کہ نمازیں کچھ تو فرض نمازیں ہیں جو پانچ مخصوص اوقات میں فرض کی گئیں اور کچھ نوافل ہیں جو جان نثار قدردانوں کے لئے اس لئے مشروع کی گئیں کہ جب ان کا دربار کی حاضری کو دل چاہے حاضر ہو جائیں اسی طرح سے بیت اللہ شریف کی زیارت میں ایک تو حج فرض ہے جو

مخصوص وقت میں ہوتا ہے دوسرا عمرہ ہے جو سال بھر میں بجز پانچ دن کے یعنی نویں ذی الحجہ سے ۱۳ تک تو عمرہ کرنا مکروہ ہے کہ یہ حج کا مخصوص وقت ہے اس کے علاوہ جس دن جتنے دل چاہے عمرے کرے یہ بھی اللہ کا فضل عظیم ہے کہ مشتاق لوگوں کی حاضری کے واسطے ہر وقت حاضری کی اجازت فرمادی عمرہ اگرچہ امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک سنّت ہے لیکن امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک واجب ہے۔ اس لئے کم ازکم ایک عمرہ آدمی کو ضرور کرلینا چاہیئے کہ دو اماموں کے نزدیک یہ مستقل واجب ہے اور حنفیہ کے نزدیک بھی ایک عمرہ کم ازکم کرنا سنّتِ مؤکدہ ہے مشہور قول کے موافق ورنہ بعض علمائے حنفیہ نے اس کو واجب کہا ہے اور بعض نے فرض کفایہ۔ اس لئے ایک عمرہ تو جو شخص جانے کی طاقت رکھتا ہو یا وہاں پہنچ جائے وہ ضرور ہی کرلے۔ قرآن پاک میں بھی اس کا حکم فرمایا ہے۔

واتموا الحج والعمرۃ للہ (سورۃ بقرہ)	اور پورا پورا ادا کیا کرو حج اور عمرہ کو خالص اللہ جل شانہٗ کے واسطے۔

ف - ایک حدیث میں آیا ہے کہ حج اور عمرہ کا پورا پورا ادا کرنا یہ ہے کہ اپنے گھر سے حج کا یا عمرہ کا احرام باندھ کر چلے (درمنثور) اپنے گھر سے احرام باندھ کر چلنا افضل ہے متعدد روایات میں اس کی فضیلت آئی ہے لیکن چونکہ احرام میں بہت سی چیزوں کی احتیاط ضروری ہے اور زیادہ دن تک احرام باندھنے میں بسا اوقات ایسی چیزیں صادر ہو جاتی ہیں جو احرام کے منافی ہیں اس لئے علمائے احتیاطاً اس میں تاتے ہیں کہ میقات ہی سے احرام باندھا جائے کہ گناہ سے بچنا فضیلت حاصل کرنے سے

زیادہ اہم اور مقدم ہے احادیث میں بھی عمرہ کے فضائل بہت سی روایات میں آئے ہیں ان میں سے بعض پہلی فصل میں حج کے ساتھ گذر چکے ہیں جیسا کہ حدیث ۱۱ و ۱۲ و ۱۵ میں گزرا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد حج تو ایک ہی مرتبہ کیا ہے لیکن عمرے چار کئے جن میں سے ایک پورا نہ ہو سکا کہ مشرکین نے مکہ میں داخل نہ ہونے دیا اور اس پر فیصلہ ہوا کہ اس سال نہ کریں دوسرے سال آکر کرلیں اور تین عمرے پورے کئے۔

(۱) عن عمرو بن عبسة رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الاعمال حجة مبرورة او عمرة مبرورة اخرجه احمد والطبرانی کذا فی الدر

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ افضل ترین عمل نیکی والا حج یا نیکی والا عمرہ ہے۔

ف ۔ پہلی فصل کی حدیث ۷ میں نیکی والے حج کا بیان گزر چکا ہے وہی مطلب نیکی والے عمرہ کا ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ عمرہ چھوٹا حج ہی (در منثور) یعنی جو برکات وثمرات اور فضائل حج کے ہیں وہی سب کچھ کمی کے ساتھ عمرہ کے ہیں۔

(۲) عن ابی ہریرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العمرة الی العمرة کفارة لما بینهما متفق علیه کذا فی المشکوة۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے کہ ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک درمیانی حصہ کے لئے کفارہ ہے۔

ف ۔ یعنی ایک عمرہ کرنے کے بعد دوسرے عمرہ تک کے درمیان میں جس قدر لغزشیں ہوئی ہوں گی وہ معاف ہو جائیں گی ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک کفارہ ہے درمیان کے گناہوں کا اور خطاؤں کا (کنز) اور بھی متعدد روایات میں یہ مضمون وارد ہوا ہے۔

(۲۳) عن ابن عباسؓ قال جاءت ام سلیم الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت حج ابوطلحۃ وابنہ وترکانی فقال یا ام سلیم عمرۃ فی رمضان تعدل حجۃ معی رواہ ابن حبان فی صحیحہ کذا فی الترغیب۔

حضرت ام سلیمؓ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ (میرے خاوند) ابو طلحہ اور ان کے بیٹے تو حج کو چلے گئے اور مجھے چھوڑ گئے حضور نے فرمایا کہ رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کی برابر ہے۔

ف۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یارشاد کہ رمضان المبارک میں عمرہ کرنا حج کے برابر فضیلت رکھتا ہے مختلف احادیث میں وارد ہوا ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب حضورؐ حج کو تشریف لے جانے لگے تو ایک صحابی عورت نے اپنے خاوند سے کہا کہ مجھے بھی حضورؐ کے ساتھ حج کرادو انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس کوئی سواری نہیں بیوی نے کہا کہ تمہارا فلاں اونٹ ہے خاوند نے فرمایا کہ وہ تو میں اللہ کے راستہ میں وقف کر چکا ہوں مجبوراً وہ بیچاری رہ گئیں جب حضورؐ حج سے فارغ ہو کر تشریف لائے تو خاوند نے یہ قصہ حضورؐ سے عرض کیا حضورؐ نے فرمایا کہ حج بھی تو اللہ ہی کا راستہ تھا اگر اس اونٹ پر حج کرا دیتے تو کچھ مضائقہ نہ تھا پھر خاوند نے عرض کیا کہ حضورؐ میری اہلیہ نے سلام عرض کیا ہے اور یہ دریافت کیا ہے کہ آپ کے ساتھ حج نہ کرنے کی تلافی اب کیا ہو سکتی ہے حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ میری طرف سے ان کو سلام کہہ دینا اور یہ کہہ دینا کہ رمضان المبارک میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کی برابر ہے (ابوداؤد) اسی قسم کا قصہ حضرت ام سنان کے ساتھ بھی پیش آیا اور ام معقل کے ساتھ بھی ام طلیق کے ساتھ بھی اور ام ہیثم کے ساتھ بھی کہ یہ سب حج کا ارادہ فرماتی رہیں

لیکن کسی نہ کسی عذر کی وجہ سے نہ جاسکیں تو حضورؐ نے ہر ایک سے یہی ارشاد فرمایا کہ ماہ مبارک کا عمرہ حج کے برابر ہے حافظ نے فتح الباری میں ان کی روایات ذکر فرمائی ہیں کہ عمرہ کا حج کے برابر ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ اس عمرہ سے حج فرض پورا ہو جائے گا یہ اجماعی مسئلہ ہے اس میں کسی کو بھی خلاف نہیں ہے کہ حج فرض اس سے ادا نہیں ہوتا بلکہ مطلب یہ ہے کہ عمرہ کے ساتھ رمضان المبارک کی فضیلت مل جانے کی وجہ سے حج کے ثواب کے برابر ہو جاتا ہے ابن جوزی کہتے ہیں کہ لبا اوقات وقت کی فضیلت کی وجہ سے عمل کا ثواب بڑھ جاتا ہے جیسا کہ خلوص نیت اور اخلاص کی وجہ سے بڑھ جاتا ہے (فتح)۔

(۴) عن ابی هریرةؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحاج والعمار وفد اللہ ان دعوہ اجابھم وان استغفروہ غفرلھم رواہ ابن ماجة کذا فی المشکوٰة

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے اللہ جل شانہٗ کا وفد ہیں اگر وہ لوگ دعا مانگیں تو اللہ جل شانہٗ ان کی دعا قبول کرتا ہے اور اگر وہ مغفرت چاہیں تو ان کے گناہوں کی مغفرت فرماتا ہے

ف۔ جیسا کہ بہت سے آدمی ایک جماعت بنا کر بطور وفد کے کہیں سرکاروں درباروں میں جاتے ہیں ایسے ہی یہ لوگ گویا وفد کے طور پر حق تعالیٰ شانہٗ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں اور جیسا کہ وفود کا اکرام و اعزاز ہوتا ہے ایسے ہی ان کا بھی اللہ جل شانہٗ کے یہاں اکرام ہوتا ہے ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کا وفد تین قسم کے لوگ ہیں ایک مجاہد دوسرے حاجی تیسرے عمرہ کرنے والے (مشکوٰة) ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ حاجی اور عمرہ کرنے والے اللہ جل شانہٗ کا وفد ہیں جب دعا کرتے ہیں قبول ہوتی اور اللہ سے جو مانگتے ہیں ان کا سوال پورا کیا جاتا ہے (ترغیب عن جابرؓ)

Marfat.com

ایک اور حدیث میں ہے کہ حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے اللہ کا وفد ہیں جو مانگتے ہیں وہ دیا جاتا ہے جو دعا کرتے ہیں وہ قبول ہوتی ہے جو خرچ کرتے ہیں اس کا بدل ان کو ملتا ہے قسم ہے اس پاک ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ جب کسی اونچی جگہ پر کوئی شخص لبیک کہتا ہے یا تکبیر کہتا ہے تو اس کے سامنے کا سارا حصہ زمین کا دنیا کے ختم تک لبیک اور تکبیر کہنے لگتا ہے (ترغیب) ایک اور حدیث میں ہے کہ حاجی اور عمرہ کرنے والے اللہ کا وفد ہیں جو مانگتے ہیں وہ ان کو ملتا ہے جو دعا کرتے ہیں وہ قبول کی جاتی ہے جو خرچ کرتے ہیں اس کا بدل ان کو ملتا ہے اور ایک ایک درم کے بدلے میں دس دس لاکھ درم دیئے جاتے ہیں۔ (ترغیب) ایک حدیث میں ہے کہ مکہ کے رہنے والے اگر اس کو جان لیں کہ حاجیوں کا ان پر کتنا حق ہے تو ان کی آمد پر یہ لوگ جا کر ان کی سواریوں کو بوسہ دیں اس لئے کہ وہ لوگ اللہ کا وفد ہیں (در)

(۵) عن ابن مسعودؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تابعوا بین الحج والعمرۃ فانھما ینفیان الفقر والذنوب کما ینفی الکیر خبث الحدید والذھب والفضۃ رواہ الترمذی والنسائی کذا فی المشکوٰۃ۔

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ متابعت کرو درمیان حج اور عمرہ کے کہ وہ دونوں مفلسی اور گناہوں کو ایسا دور کرتے ہیں جیسا آگ کی بھٹی لوہے اور سونے چاندی کے میل کو دور کر دیتی ہے۔

ف۔ متابعت کرنے کا مطلب بعض علماء نے لکھا ہے کہ قران کرو۔ جو حج کی تین قسموں میں سے ایک قسم ہے اور حنفیہ کے نزدیک سب قسموں میں سب سے زیادہ افضل یہی صورت ہے اور محققین کے نزدیک حضورؐ کا احرام بھی اسی

Marfat.com

کا تھا اس میں حج اور عمرہ کا دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھا جاتا ہے اور متابعت کرنے کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگر پہلے حج کر لیا ہے تو بعد میں عمرہ کرے اور پہلے عمرہ کیا ہے تو بعد میں حج کرے یہ بھی متابعت ہو گئی ایک اور حدیث میں ہے کہ حج اور عمرہ کے درمیان متابعت عمر میں اضافہ کرتی ہے اور فقر اور گناہوں کو ایسا زائل کرتی ہے جیسا آگ کی بھٹی میل کو ضائع کرتی ہے (ترغیب) ایک حدیث میں ہے ادیموا الحج والعمرۃ للہ الحدیث حج اور عمرہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہمیشہ کرتے رہو کہ یہ دونوں فقر اور گناہوں کو ایسا زائل کرتے ہیں جیسا بھٹی لوہے کے زنگ کو (کنز) ایک اور حدیث میں ہے کہ حج اور عمرہ کی کثرت فقر کو روک دیتی ہے (کنز) ایک اور حدیث میں ہے کہ لگاتار حج کرنا اور لگاتار عمرہ کرنا فقر اور گناہوں کو ایسا دور کرتے ہیں جیسا کہ آگ لوہے کے میل کو (کنز) ایک اور حدیث میں ہے کہ حج اور عمرہ میں متابعت کرنا عمر کو بھی بڑھاتا ہے اور روزی کو بھی زیادہ کرتا ہے (کنز) اور بھی بہت سی روایات میں یہ مضمون ذکر کیا گیا امام نووی نے لکھا ہے کہ عمرہ کثرت سے کرنا مستحب ہے اور ابن حجر مکی نے امام شافعیؒ سے نقل کیا ہے کہ کوئی مہینہ ایسا نہ جانا چاہیئے جس میں بشرط قدرت کم از کم ایک عمرہ نہ کرے اور دو تین کرلے تو بہت بہتر ہے (شرح مناسک)

(۶) عن ابی ھریرۃؓ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال جھاد الکبیر والضعیف والمرأۃ الحج والعمرۃ رواہ النسائی باسناد حسن کذا فی الترغیب۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بوڑھے اور ضعیف لوگوں کا اور عورتوں کا جہاد حج اور عمرہ ہے۔

ف: پہلی فصل کی گیارہویں حدیث کے ذیل میں بھی یہ مضمون گذر چکا

ہے، حضرت عائشہؓ نے حضور سے دریافت کیا کہ کیا عورتوں پر بھی جہاد ہے حضور نے فرمایا عورتوں پر ایسا جہاد ہے جس میں قتال نہیں اور وہ حج اور عمرہ ہے (ترغیب) ایک صحابی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں بہت کم ہمت ہوں دشمن کے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتا حضورؐ نے فرمایا میں تمہیں ایسا جہاد بتاؤں جس میں لڑائی نہ ہو انہوں نے عرض کیا ارشاد فرماویں حضورؐ نے فرمایا حج اور عمرہ ہے (در)۔

(۷) عن ام سلمۃؓ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال من اھل بعمرۃ من بیت المقدس غفرلہ رواہ ابن ماجۃ باسناد صحیح کذا فی الترغیب۔

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص بیت المقدس سے عمرہ کا احرام باندھ کر آئے اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

ف - ام حکیم تابعی عورت ہیں انہوں نے حضرت ام سلمہؓ سے یہ حدیث سنی اور صرف احرام باندھنے کے لئے بیت المقدس تشریف لے گئیں اور وہاں سے احرام عمرہ کا باندھ کر واپس آئیں (ترغیب) یہ وقعت تھی ان حضرات کے یہاں حضورؐ کے پاک ارشادات کی کہ جو شخص کوئی حدیث سن لیتا تھا اپنی وسعت کے موافق اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتا تھا چاہے اس میں کتنی ہی مشقت اٹھانا پڑے ایک اور حدیث میں حضرت ام سلمہؓ سے یہ الفاظ نقل کئے گئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص حج یا عمرہ کے لئے مسجد اقصٰے سے مسجدِ حرام تک آئے اس کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور جنت اس کے لئے واجب ہو جاتی ہے (در)۔

Marfat.com

آٹھویں فصل زیارت مدینہ

ملا علی قاری نے جو مشہور عالم فقیہ محدث حنفی ہیں انھوں نے لکھا ہے کہ چند حضرات کے علاوہ جن کا خلاف کچھ معتبر نہیں بالاتفاق تمام مسلمانوں کے نزدیک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اہم ترین نیکیوں میں ہے اور افضل ترین عبادات میں ہے اور اعلیٰ درجات تک پہنچنے کے لئے کامیاب ذریعہ اور پر امید وسیلہ ہے اس کا درجہ واجبات کے قریب ہے بلکہ بعض علمائے نے واجب کہا ہے اس شخص کے لئے جس میں وہاں حاضری کی وسعت ہو اس کا چھوڑنا بڑی غفلت اور بہت بڑی جفا ہے اور بعض مالکیہ نے کہا ہے کہ وہاں قیام کے ارادہ سے چلنا مکہ مکرمہ میں قیام کے ارادہ سے چلنے سے افضل ہے یعنی حج کی وجہ سے چلنا تو دوسری بات ہے اس کے علاوہ مدینہ پاک کی طرف چلنا افضل ہے فقط دُر مختار میں لکھا ہے کہ حضورؐ کی قبر کی زیارت مندوب ہے بلکہ بعض علمانے اس شخص کے حق میں جس میں وسعت ہو واجب کہا ہے علامہ شامی کہتے ہیں کہ خیر رملی شافعیؒ نے ابن حجر سے اس قول کو نقل کیا اور اس کی تائید کی یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کما یحب ربنا ویرضی د بعد دما یحب ویرضی کے جتنے احسانات امت پر ہیں اور جو توقعات مرنے کے بعد آپ سے وابستہ ہیں ان کے لحاظ سے وسعت اور طاقت کے بعد بھی حاضری نہ نصیب ہو بعید محرومی ہے اور معمولی اعذار سے اس سعادت عظمیٰ سے محرومی انتہائی قساوت اور جفا ہے اگرچہ بعض علمائے نے بعض روایات کی بنا پر بجائے حضور کی قبر مبارک کی زیارت کے مسجد کی

زیارت کی نیت کو ضروری بتایا ہے لیکن ائمہ اربعہ کے سب مذاہب اس پر متفق ہیں کہ حضور کی قبرِ مبارک کی زیارت کا ارادہ بھی مستحب ہے حنفیہ کی معتبر کتاب سے ملا علی قاری کی عبارت اوپر نقل کر چکا ہوں شافعیہ کے مقتدا امام نووی اپنی مناسک میں لکھتے ہیں کہ جب حج سے فارغ ہو جائے تو چاہیئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کی نیت سے مدینہ منورہ کا ارادہ کرے کہ حضورؐ کی قبر کی زیارت اہم ترین قربات میں سے اور کامیاب مساعی سے ہے الانوار ساطعہ میں مالکیہ کے مذہب میں لکھا ہے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت پسندیدہ سنت ہے جو شرعاً مطلوب ہے اور مرغوب ہے اور اللہ جل شانہٗ کے یہاں قربت پیدا کرنے میں بہت اونچی چیز ہے اور قاضی عیاض مالکی نے شفا میں لکھا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت مجمع علیہ سنت ہے بلکہ بعض علمائے مالکیہ نے تو واجب فرمادیا جیسا کہ قسطلانی نے مواہب میں ابو عمران فاسی کا قول نقل کیا مغنی جو فقہ حنابلہ کی بہت معتبر کتاب ہے اس میں لکھا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت مستحب ہے اس لئے کہ حضرت ابن عمرؓ نے حضورؐ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص حج کرے پھر میری قبر کی زیارت کرے اس نے گویا زندگی میں میری زیارت کی اور ایک حدیث میں ہے کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی اور امام احمد نے حضورؐ کی یہ حدیث نقل کی کہ جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر سلام کرے تو میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں اور شرح کبیر میں جو مذہب حنابلہ کی اہم کتاب ہے لکھا ہے کہ جب حج سے فارغ ہو جائے

تو مستحب ہے کہ حضورؐ کی اور حضورؐ کے دونوں ساتھیوں کی قبر کی زیارت کرے اس کے بعد وہی احادیث ذکر کیں جو مغنی میں گزریں دلیل الطالب جو فقہ حنبلی کا مشہور متن ہے اس میں حج کے احکام لکھنے کے بعد لکھا ہے کہ حضورؐ کی قبر مبارک اور حضور کے دو ساتھیوں کی قبر کی زیارت مسنون ہے اس کے شارح نیل المارب میں لکھتے ہیں کہ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ان قبروں کی زیارت کے لئے سفر کرنا بھی مستحب ہے اس لئے کہ حاجی حج کے بعد بغیر سفر کے ان کی زیارت کیسے کر سکتا ہے اسی طرح روض المربع فقہ حنبلی میں لکھا ہے کہ حضورؐ کی قبر اطہر اور حضورؐ کے دونوں ساتھیوں کی قبروں کی زیارت مستحب ہے اس لئے کہ حدیث میں آیا ہے کہ جس نے حج کیا پھر میری قبر کی زیارت کی وہ ایسا ہے جیسا کہ میری زندگی میں میری زیارت کی ان سب سے معلوم ہوا کہ ائمہ اربعہ کا متفقہ مسئلہ ہے اسی لئے بعض علماء نے اس کو اجماعی مسئلہ بتایا جیسا کہ شروع میں گذرا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی متعدد روایات میں اس کی ترغیب وارد ہوئی ہے۔

(۱) عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من زار قبری وجبت لہ شفاعتی رواہ البزار والدارقطنی قالہ النووی وقال ابن حجر فی شرح المناسک رواہ ابن خزیمۃ فی صحیحہ وصححہ جماعۃ کعبد الحق والتقی السبکی اھ وقال القاری فی شرح الشفاء

ابن عمرؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت ضروری ہوگئی۔

Marfat.com

صححہ جماعۃ من ائمۃ الحدیث اھ

(۲) عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من جاء نی زائراً لایھمہ الا زیارتی کان حقا علی ان اکون لہ شفیعاً قال العراقی رواہ الطبرانی وصححہ ابن السکن کذا فی الاتحاف وبسط فی تخریجہ و قال صححہ عبد الحق فی سکوتہ والتقی السبکی باعتبار مجموع الطرق

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جو میری زیارت کو آئے اور اس کے سوا کوئی اور نیت اس کی نہ ہو تو مجھ پر حق ہو گیا کہ اس کی سفارش کروں۔

ف دنیا میں کون شخص ایسا ہو گا جس کو محشر کے ہولناک منظر میں حضورؐ کی شفاعت کی ضرورت نہ ہو اور کتنا خوش قسمت ہے وہ شخص جس کے متعلق حضورؐ یہ فرما دیں کہ اس کی شفاعت میرے ذمہ ضروری ہے علامہ زرقانی شرح مواہب میں لکھتے ہیں کہ اس کے لئے خصوصی شفاعت مراد ہے رفع درجات کی ہو یا اس ہولناک دن میں امن کی ہو، یا جنت میں بغیر حساب داخلہ کی یا عمومی سفارش کے علاوہ اس کے لئے خصوصیت سے شفاعت ہو ابن حجر مکی شرح مناسک نووی میں تحریر فرماتے ہیں کہ حدیث میں جو یہ وارد ہوا ہے کہ جو شخص میرے پاس آئے اور میری زیارت کے علاوہ کوئی اور غرض اس کی نہ ہو تو مجھ پر اس کا حق ہو گیا کہ میں قیامت کے دن اس کی سفارش کروں میری زیارت کے سوا کوئی اور غرض اس کی نہ ہو کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسی غرض نہ ہو جو زیارت کے متعلق نہ ہو لہٰذا مسجد نبوی میں اعتکاف کی نیت یا عبادت کی کثرت یا صحابہ وغیرہ کی زیارت کی نیت اس کے منافی نہیں بلکہ ہمارے علماء نے

Marfat.com

اس کی تصریح کی ہے کہ حضورؐ کی زیارت کے ساتھ مسجد نبوی کی زیارت بھی نیت کرلے اھ۔

حنفیہ میں سے صاحب درمختار نے بھی یہی لکھا ہے کہ قبر شریف کے ساتھ مسجد نبوی کی زیارت کی بھی نیت کرے لیکن ابن ہمام نے فقہائے حنفیہ میں سے لکھا ہے کہ اس حدیث کی بنا پر پہلی مرتبہ تو صرف قبر مبارک ہی کی نیت ہونا چاہیئے البتہ اگر مقدر یاوری کرے اور دوبارہ حاضری کی سعادت نصیب ہو تو مسجد اور قبر شریف دونوں کی نیت کرے اور علامہ شامی نے ملا جامی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ محض زیارت کی نیت سے سفر کیا اس میں حج کو بھی شامل نہ کیا تاکہ محض زیارت ہی کی نیت ہو محبت کی بات تو یہی ہے۔

(۳) عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من زارنی بعد وفاتی فکانما زارنی فی حیاتی رواہ الطبرانی والدارقطنی والبیہقی وضعفہ کذا فی الاتحاف وفی المشکوٰۃ بروایۃ البیہقی الشعب بلفظ من حج فزار قبری بعد موتی کان کمن زارنی فی حیوتی واستدل بہ الموفق فی المغنی علی استحباب الزیارۃ۔

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی تو ایسا ہے گویا کہ میری زندگی میں زیارت کی۔

ف۔ مشکوٰۃ شریف میں ارشاد نقل کیا گیا کہ جس شخص نے حج کیا پھر میری قبر کی زیارت کی وہ مثل اس شخص کے ہے جس نے کہ میری زندگی میں زیارت کی ہو اس کے مثل ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ صحابی ہوگیا بلکہ مطلب یہ ہے کہ انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں تو گویا یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ زندگی میں کوئی شخص دردولت

Marfat.com

پر حاضر ہوا اور مکان سے باہر نکل کر آئے اس حدیث میں یہ فرمایا گیا کہ حج کے بعد میری زیارت کرے اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ مدینہ طیبہ کی حاضری پہلے ہونا چاہیئے یا حج پہلے کرنا چاہیئے ابن حجر نے لکھا ہے کہ ہمارے اکثر مشایخ کی یہ رائے ہے کہ حج پہلے کرنا چاہیئے لیکن موجہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر وقت میں وسیع گنجائش ہو کہ حج سے پہلے زیارت اطمینان سے کر سکے اور پھر حج بھی اطمینان سے ہو سکے تو زیارت پہلے کرلے ایسا نہ ہو کہ حج کے بعد کوئی عارض پیش آجائے البتہ اگر وقت میں تنگی ہو تو حج کو مقدم کرے ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ اگر حج فرض ہے تب تو حج کو مقدم کرنا چاہیئے بشرطیکہ مدینہ منورہ راستہ میں نہ پڑتا ہو اگر راستہ میں پڑتا ہو تو پھر بغیر زیارت کے آگے بڑھنا قساوت ہے یہ بہر حال ضروری ہے کہ حج کے وقت میں گنجائش ہو اس کے فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو اور اگر حج نفل ہے تو اس کو اختیار ہے کہ جس کو چاہے مقدم کرے اور اولیٰ یہ ہے کہ حج کو مقدم کرے تاکہ گناہوں سے حج کی بدولت پاک ہو کر پاک کی زیارت کرے۔

(۴) عن رجل من آل الخطاب عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال من زارنی متعمدًا کان فی جواری یوم القیٰمۃ ومن سکن المدینۃ وصبر علٰی بلائہا کنت لہ شہیدًا وشفیعًا یوم القیٰمۃ ومن مات فی احد الحرمین بعثہ اللّٰہ من الاٰمنین رواہ البیہقی فی الشعب کذا فی المشکوٰۃ وفی الاتحاف بروایۃ الطیالسی بسند الی ابن عمرؓ عن عمرؓ ثم قال وعن رجل من آل حاطب رفعہ من زارنی متعمدًا کان فی جواری یوم

حضورؐ سے نقل کیا گیا کہ جو شخص ارادہ کر کے میری زیارت کرے وہ قیامت میں میرے پڑوس میں ہوگا اور جو شخص مدینہ میں قیام کرے اور وہاں کی تنگی اور تکلیف پر صبر کرے میں اس کے لئے قیامت میں گواہ اور سفارشی ہوں گا اور جو حرم مکہ مکرمہ یا حرم مدینہ میں مرجائے گا وہ قیامت میں امن والوں میں اٹھے گا

القیمۃ الحدیث اخرجہ البیہقی وھو مرسل والرجل المذکور مجہول اھ وبسط الکلام علی طرقہ السبکی وقال ھو مرسل جید۔

ف ۔ متعدد روایات میں یہ مضمون آیا ہے کہ جو شخص ارادہ کر کے میری زیارت کرے وہ قیامت میں میرا پڑوسی ہے ارادہ کر کے کا مطلب یہ ہے کہ محض اسی ارادہ سے آیا ہو یہ نہ ہو کہ سفر تو کسی دنیوی غرض سے تھا راستہ چلتے زیارت بھی کر لی حدیث ۲ میں بھی اسی قسم کا لفظ گزر چکا ہے کہ میری زیارت کے علاوہ کوئی اور ارادہ نہ ہو دوسرا مضمون جو حدیث بالا میں مدینہ منورہ قیام کے متعلق ہے اس کی روایات آئندہ آرہی ہیں۔

(۵) عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی رواہ ابن عدی فی الکامل وغیرہ کذا فی شفاء الاسقام وفی شرح اللباب رواہ ابن عدی بسند حسن۔ وبسط فی تخریجہ صاحب الاتحاف وقال رد السیوطی علی ابن الجوزی فی ایرادہ فی الموضوعات وقال لم یصب اھ وقال القاری فی شرح الشفاء رواہ ابن عدی بسند یحتج بہ۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا کہ جس شخص نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

ف ۔ کتنی سخت وعید ہے اور بالکل ظاہر ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جو احسانات امت پر ہیں ان کے لحاظ سے وسعت کے باوجود حاضر نہ ہونا سراسر ظلم و جفا ہے محدثین حضرات نے اس حدیث پر کلام کر دیا ورنہ اس کی وجہ سے زیارت واجب ہی ہوتی علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ میں لکھتے ہیں کہ جس شخص نے باوجود وسعت کے زیارت نہ کی اس نے یقیناً جفا کی۔

Marfat.com

(۶) عن انسؓ قال لما خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مکۃ اظلم منہا کل شیء ولما دخل المدینۃ اضاء منہا کل شیء فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ بہا قبری وبہا بیتی وتربتی وحق علی مسلم زیارتہا اخرجہ ابو داود کذا فی الاتحاف فلینظر فلم اجدہ

حضرت انس فرماتے ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مکہ سے تشریف لے گئے تو وہاں کی ہر چیز پر اندھیرا چھا گیا اور جب مدینہ پہنچے تو وہاں کی ہر چیز روشن ہو گئی حضورؐ نے فرمایا کہ مدینہ میں میرا گھر ہے اور اسی میں میری قبر ہو گی اور ہر مسلمان پر حق ہے کہ اس کی زیارت کرے

ف۔ یقیناً ہر مسلمان پر حق ہے کہ اس پاک جگہ کی زیارت کرے اور کس قدر خوش نصیب ہیں وہ مسلمان جن کو وہاں کا قیام نصیب ہے کہ ہر وقت یہ سعادت ان کو میسر ہوتی رہتی ہے اور اس حق کی ادائیگی ان کو ہر وقت میسر ہے۔

(۷) عن انسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من زارنی فی المدینۃ محتسبا کان فی جواری وکنت لہ شفیعا یوم القیمۃ رواہ العقیلی والبیہقی وابو عوانۃ بالفاظ مختلفۃ ذکرہا القاری فی شرح الشفاء وقال قولہ فی جواری بکسر الجیم وفی نسخۃ بضم الجیم ای فی ذمتی وعہدی۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص مدینہ میں آکر میری زیارت ثواب کی نیت سے کرے (یعنی کوئی اور غرض نہ ہو) وہ میرے پڑوس میں ہو گا۔ اور میں قیامت کے دن اس کا سفارشی ہوں گا۔

ف۔ یہ مضمون حدیث نمبر ۴ کے ذیل میں بھی گذر چکا ہے اس حدیث میں بعض علماء نے جوار کو جیم کے پیش سے بتایا ہے اس صورت میں ترجمہ یہ ہو گا کہ وہ شخص میرے عہد

Marfat.com

اور میری پناہ میں ہوگا اس ہول کے دن میں کوئی شخص حضور کی پناہ میں آجائے اس سے بڑھ کر کیا دولت ہوسکتی ہے۔

(۸) عن ابن عباسؓ من الی مکۃ ثم قصدنی فی مسجدی کتب لہ حجتان مبرورتان اخرجہ الدیلمی کذا فی الاتحاف۔

حضور اقدسؐ کا ارشاد نقل کیا گیا کہ جو شخص حج کے لئے مکہ جائے پھر میرا قصد کرکے میری مسجد میں آئے اس کے لئے دو حج مقبول لکھے جاتے ہیں

ف۔ یعنی اس کے حج کا ثواب دوگنا ہو جاتا ہے۔

(۹) عن ابی ھریرۃؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من احد یسلم علی عند قبری الا رد اللہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام رواہ احمد فی روایۃ عبد اللہ کذا فی المغنی للموفق واخرجہ ابوداؤد بدون لفظ عند قبری لکن رواہ فی باب زیارۃ القبور بعد ابواب المدینۃ من کتاب الحج۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص بھی میری قبر کے پاس آکر مجھ پر سلام پڑھے تو اللہ جل شانہٗ میری روح مجھ تک پہنچا دیتے ہیں میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

ف۔ ابن حجر شرح مناسک میں لکھتے ہیں کہ میری روح مجھ تک پہنچانے کا مطلب یہ ہوا کہ بولنے کی قوت عطا فرمادیتے ہیں

قاضی عیاض نے فرمایا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک اللہ جل شانہٗ کی حضوری میں مستغرق رہتی ہے تو اس حالت سے سلام کا جواب دینے کی طرف متوجہ ہوتی ہے (بذل) اکثر علماء نے منجملہ ان کے حافظ ابن حجر سے بھی علامہ زرقانی نے نقل کیا کہ یہ مطلب نہیں کہ اس وقت روح واپس آتی ہے بلکہ وہ تو وصال کے بعد ایک

مرتبہ واپس آچکی تو مطلب یہ ہے کہ میں چونکہ روح میری واپس آچکی اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

(١٠) وقال ابن ابی فدیك سمعت بعض من ادرکت یقول بلغنا انہ من وقف عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فتلا ھذہ الآیۃ ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی ثم یقول صلی اللہ علیك یا محمد من یقولھا سبعین مرۃ ناداہ ملك صلی اللہ علیك یا فلاں ولم تسقط لہ حاجۃ کذا فی الشفاء قال القاری فی شرح رواہ البیھقی وابن ابی فدیك وثقہ جماعۃ واحتج بہ اصحاب الکتب الستۃ ومعنی قولہ بلغنا ای فی الحدیث

یہ نقل کیا گیا کہ جو شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس کھڑے ہو کر یہ آیت پڑھے، ان اللہ ملئکتہ یصلون علی النبی اس کے بعد ستر مرتبہ صلی اللہ علیك یا محمد کہے تو ایک فرشتہ کہتا ہے کہ اے شخص اللہ جل شانہ تجھ پر رحمت نازل کرتا ہے اور اس کی ہر حاجت پوری کر دیجاتی ہے۔

ف۔ ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ صلی اللہ علیک یا محمد کی جگہ یا رسول اللہ کہے تو زیادہ بہتر ہے علامہ قسطلانی نے شیخ زین الدین مراغی وغیرہ سے بھی یہی نقل کیا کہ یا رسول اللہ کہنا اولیٰ ہے علامہ زرقانی شرح مواہب میں لکھتے ہیں کہ یہ اس وجہ سے کہ حضور کا نام لے کر پکارنے کی ممانعت ہے لیکن اگر یہی لفظ روایت میں منقول ہے تو منقول کی رعایت کی وجہ سے ممانعت نہ رہے گی اس ناپاک و ناکارہ کے خیال میں روضہ اقدس پر مزدوروں کے رٹے ہوئے الفاظ بغیر سمجھے طوطے کی طرح پڑھنے کے بجائے نہایت خضوع خشوع سکون وقار سے ستر مرتبہ الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

ہر حاضری کے وقت پڑھ لیا کرے تو شاید زیادہ بہتر ہو علامہ زرقانی شرح مواہب میں لکھتے ہیں کہ ستر مرتبہ کی خصوصیت اس لئے ہے کہ اس عدد کو اجابت میں دخل ہے قرآن پاک میں بھی منافقین کے بارے میں حضور کو ارشاد ہوا ہے ان تستغفر لهم سبعين مرة لن يغفر الله لهم۔ اگر تم ان منافقوں کے لئے ستر مرتبہ استغفار کرو تب بھی ان کی مغفرت نہ ہوگی۔

(۱۱) عن ابی هريرةؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صلى علی عند قبری سمعته ومن صلى علی نائيا كفی امر دنیاہ وآخرته وکنت له شهيدا او شفيعا يوم القيمة رواه البيهقی فی الشعب والخطيب وابن عساكر كذا فی الدر وبسط طرقه السبكی فی شفاء الاسقام وفی المواهب وشرحه عزاه الی ابن ابی شيبة وعبد الرزاق۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص میری قبر کے پاس کھڑا ہو کر مجھ پر درود پڑھتا ہے میں اس کو خود سنتا ہوں اور جو کسی اور جگہ درود پڑھتا ہے تو اس کی دنیا اور آخرت کی ضرورتیں پوری کی جاتی ہیں اور میں قیامت کے دن اس کا گواہ اور اس کا سفارشی ہوں گا۔

ف۔ دوسری متعدد احادیث میں آیا ہے کہ جو دور سے کوئی شخص درود شریف پڑھتا ہے تو اللہ جل شانہ نے فرشتے مقرر فرما رکھے ہیں جو اس کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں اس حدیث شریف میں قبر شریف پر کھڑے ہو کر درود شریف پڑھنے کی کس قدر فضیلت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو خود بنفس نفیس سنتے ہیں اور کس قدر خوش نصیب ہیں وہ مبارک حضرات جو اس پاک شہر میں رہتے والے ہیں اور ہر وقت

Marfat.com

بلا واسطہ درود شریف حضور کو سناتے رہتے ہیں سلیمان بن سحیم کہتے ہیں کہ مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی میں نے حضور سے دریافت کیا یا رسول اللہ یہ جو لوگ حاضر خدمت ہو کر سلام کرتے ہیں آپ کو ان کا علم ہوتا ہے حضور نے فرمایا ہاں ہوتا ہے اور میں ان کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ (اخرجہ سعید بن منصور کذا فی الاتحاف)۔

(۱۲) عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تشد الرحال الا الی ثلثة مساجد مسجد الحرام والمسجد الاقصی ومسجدی ھذا متفق علیہ کذا فی المشکوٰۃ وعند احمد وابی یعلی وابن خزیمة والطبرانی والضیاء من حدیث ابی سعید بلفظ لا تشد رحال المطی الی مسجد یذکر اللہ فیہ الا الی ثلثة مساجد کذا فی الاتحاف۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے کہ نہ سفر کیا جائے مگر تین مسجدوں کی طرف، ایک مسجد حرام دوسرے مسجد بیت المقدس تیسرے میری یہ مسجد۔

ف ۔ چونکہ اس حدیث شریف میں تین مساجد کے علاوہ کسی اور جگہ کے سفر کی ممانعت کی گئی اس لئے بعض علماء نے اس سے دلیل پکڑ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پاک کے ارادہ سے سفر کی ممانعت فرمائی ہے وہ حضرات فرماتے ہیں کہ اس نیت سے سفر نہ کرے بلکہ مسجد نبوی کی زیارت کی نیت سے سفر کرے البتہ وہاں پہنچنے کے بعد مزار پاک کی زیارت میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن جمہور علماء کے نزدیک اس حدیث شریف کا یہ مطلب ہرگز نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان تین مساجد کے علاوہ کسی اور مسجد کے ارادہ سے سفر نہ کرے اس لئے کہ یہ تین مساجد تو بہت اہمیت رکھتی ہیں جیسا کہ

Marfat.com

چھٹی فصل کی حدیث ۶ میں گذر چکا ہے اس کے علاوہ اور مساجد میں کوئی خاص خصوصیت نہیں جمہور کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ اس مضمون کی بعض روایات میں خود تصریح موجود ہے چنانچہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ کسی مسجد کی طرف سفر نہ کیا جائے بجز ان تین مساجد کے یہ صاف اور واضح ہے کہ خاص خاص شہروں کی مساجد کی نیت کر کے سفر نہ کیا جائے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں دستور ہے کہ دہلی کی جامع مسجد میں آخری جمعہ پڑھنے کی نیت سے بمبئی کلکتہ تک سے لوگ آتے ہیں، یہ محض فضول اور لغو ہے امام غزالی فرماتے ہیں کہ بعض علمانے اس حدیث کی وجہ سے علما اور صلحار کی قبروں کی زیارت کے سفر کو ناجائز بتایا حالانکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں نے قبروں کی زیارت کو منع کر دیا تھا اب (اجازت دیتا ہوں) زیارت کیا کرو اور حدیث مذکورہ بالا مساجد کے بارہ میں وارد ہوئی ہے کہ ان تین مسجدوں کے علاوہ اور سب مساجد برابر ہیں ان میں کوئی ایسی ترجیح نہیں جس کی وجہ سے سفر کیا جائے اور مزارات کی برکات اور چیز ہیں میں پوچھتا ہوں کیا انبیا کی قبروں کی زیارت کو بھی منع کر دیا جائے گا اور جب اس کو منع نہیں کیا جا سکتا تو اولیار کی قبریں بھی ایسی ہی ہیں فقط بندہ ضعیف کہتا ہے کہ اولیار کی قبروں کے لئے سفر کرنا تو مختلف فیہ ہے کہ جائز ہے یا نہیں لیکن اس میں شک نہیں کہ ان مساجد کے علاوہ بہت سے سفر بالاتفاق جائز بلکہ بعض واجب ہیں جیسا کہ حج کی نیت سے سفر جہاد کے لئے سفر طلب علم کے لئے سفر ہجرت کا سفر تجارت کے لئے سفر اس لئے یہ تو بہر حال کہنا ہوگا کہ اس حدیث پاک سے مطلقاً سفر کی ان میں مساجد کے علاوہ ممانعت

Marfat.com

مقصود نہیں ہے علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں یہ قصہ نقل کیا ہے کہ شیخ ولی الدین عراقی کہتے ہیں کہ میرے والد زین عراقی اور شیخ عبدالرحمٰن بن رجب حنبلی دونوں حضرات حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی قبر کی زیارت کو ساتھ چلے جب شہر کے قریب پہنچے تو ابن رجب کو خیال آیا کہنے لگے کہ میں نے حضرت خلیل اللہ کی مسجد میں نماز پڑھنے کی نیت کرلی تاکہ قبر کی زیارت کی نیت نہ رہے زین عراقی کہنے لگے کہ تم نے حضور کے ارشاد کے خلاف کیا حضور نے فرمایا کہ تین مساجد کے علاوہ سفر نہ کیا جائے اور تم نے ان تین کے علاوہ چوتھے کی نیت کرلی اور میں نے حضور کے ارشاد کی تعمیل کی حضور کا مشہور ارشاد ہے کہ قبور کی زیارت کیا کرو اور کسی حدیث میں یہ نہیں آیا کہ انبیاء کی قبور کے علاوہ لہٰذا میں نے ارشاد کے موافق کیا (زرقانی) صحابہ کرام اور تابعین حضرات سے قبر اطہر کی زیارت کے لئے سفر ثابت ہے۔

(۱) علامہ سبکیؒ نے لکھا ہے کہ حضرت بلالؓ کا سفر شام سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کے لئے عمدہ سندوں سے ثابت ہے جو متعدد روایات میں مذکور ہے منجملہ ان کے یہ ہے کہ بیت المقدس کی فتح کے بعد حضرت بلالؓ نے حضرت عمرؓ سے درخواست کی کہ مجھے یہاں قیام کی اجازت دے دی جائے حضرت عمرؓ نے منظور فرمالیا اور انہوں نے وہاں قیام فرمایا وہیں نکاح کرلیا اس کے بعد ایک دن خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور فرمایا بلال یہ کیا جفا ہے کہ میری زیارت کرنے کا وقت نہیں آتا یہ خواب دیکھتے ہی حضرت بلالؓ کی آنکھ کھلی تو نہایت غمگین، خوف زدہ پریشان تھے فوراً اونٹ

Marfat.com

پر سوار ہو کر مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور روتے ہوئے مزار پاک پر حاضر ہوئے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما خبر سن کر تشریف لائے اور بلال رضی اللہ عنہ سے اذان کہنے کی فرمائش کی یہ ان سے مل کر لپٹ گئے اور صاحبزادوں کی تعمیل ارشاد میں اذان کہی آواز سن کر گھروں سے مرد عورتیں بیقرار روتی ہوئی نکل آئیں اور حضور کے زمانہ کی یاد نے سب ہی کو تڑپا دیا یہاں استدلال اس خواب سے نہیں ہے بلکہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے سفر سے ہے۔

(۲) متعدد روایات میں ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ مستقل طور پر شام سے اونٹ سوار قاصد بھیجا کرتے تھے تاکہ قبر اطہر پر ان کا سلام پہنچائیں۔ (شفاء الاسقام)۔

(۳) حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب بیت المقدس تشریف لے گئے تو کعب احبار جو یہود کے بہت بڑے عالم تھے مسلمان ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے اسلام لانے کی بڑی خوشی ہوئی اور ان سے فرمائش کی کہ میرے ساتھ مدینہ چلیں تاکہ حضور کی قبر مبارک پر حاضری ہو انہوں نے قبول کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ارشاد کی تعمیل کی۔

(۴) محمد بن عبید اللہ بن عمرو العتبی کہتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا تو قبر اطہر پر زیارت کے لئے حاضر ہوا اور حاضری کے بعد وہیں ایک جانب کو بیٹھ گیا اتنے میں ایک شخص اونٹ پر سوار بدوانہ صورت حاضر ہوئے اور آکر عرض کیا یا خیر الرسل (اے رسولوں کی بہترین ذات) اللہ جل شانہٗ نے آپ پر قرآن شریف میں نازل فرمایا ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاءوک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما (اور اگر یہ لوگ جب انہوں نے اپنے نفس پر ظلم کر لیا تھا آپ کے پاس

Marfat.com

آجاتے اور آکر اللہ تعالیٰ شانہٗ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے لئے معافی مانگتے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا پاتے) اے اللہ کے رسول میں آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں اور اللہ جل شانہٗ سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتا ہوں اور اس میں آپ کی شفاعت کا طالب ہوں اس کے بعد وہ بدو رونے لگے اور یہ شعر پڑھے ؎

یا خیر من دفنت بالقاع اعظمہ	اے بہترین ذات ان سب لوگوں میں جن کی
فطاب من طیبھن القاع والاکم	ہڈیاں ہموار زمین میں دفن کی گئیں کہ ان کی
نفسی الفداء لقبر انت ساکنہ	وجہ سے زمین اور ٹیلوں میں بھی عمدگی پھیل
فیہ العفاف وفیہ الجود والکرم	گئی میری جان قربان اس قبر پر جس میں آپ

مقیم ہیں کہ اس میں عفت ہے اس میں جود ہے اس میں کرم ہے۔

اس کے بعد انہوں نے استغفار کی اور چلے گئے۔ عتبی کہتے ہیں کہ میری ذرا آنکھ لگ گئی تو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی حضور نے فرمایا کہ جاؤ اس بدو سے کہہ دو کہ میری سفارش سے اللہ جل شانہٗ نے اس کی مغفرت فرمادی (ذکرہ ابن عساکر فی تاریخہ وابن الجوزی فی مثیر العزم وغیرہما باسانیدہم کذا فی شفاء الاسقام والمواہب وذکرہ الموفق مختصراً) اکثر حضرات نے یہی دو شعر نقل کئے ہیں مگر امام نووی نے اپنی مناسک میں اس کے بعد دو شعر اور نقل کئے ہیں ؎

انت الشفیع الذی ترجی شفاعتہ	آپ ایسے سفارشی ہیں جن کی سفارش کے ہم
علی الصراط اذا ما زلت القدم	امیدوار ہیں جس وقت کہ پل صراط پر لوگوں کے
وصاحباک لا انساھما ابداً	قدم پھسل رہے ہوں گے اور آپ کے دو ساتھیوں

منی السلام علیکم ما جری القلم کہ تو میں کبھی بھی نہیں بھول سکتا میری طرف سے تم سب پر سلام ہوتا ہے جب تک کہ دنیا میں لکھنے کے لئے قلم چلتا رہے یعنی قیامت تک۔

نویں فصل آدابِ زیارت میں

حج کے متعلق جتنے رسائل عربی فارسی یا اردو میں لکھے گئے ہیں سب میں روضۂ اطہر پر حاضری اور زیارت کے آداب وفضائل تفصیل سے لکھے گئے ہیں علماء نے اس سے مستقل استدلال اس کی فضیلت اور استحباب پر کیا ہے کہ جو شخص بھی احکام حج لکھتا ہے وہ اس کے ساتھ ہی ساتھ آداب زیارت بھی لکھتا ہے اسحٰق بن ابراہیم فقیہ کہتے ہیں کہ ہمیشہ سے حجاج کا یہ معمول متعارف ہے کہ جو شخص حج کرتا ہے وہ مدینہ منورہ حاضر ہوتا ہے تاکہ حضور کی مسجد میں نماز پڑھے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کی زیارت سے تبرک حاصل کرے اور حضور کے منبر اور قبر شریف اور بیٹھنے کی جگہ اور جہاں حضور کا دستِ مبارک لگا ہے یا قدم شریف گزرا ہے وغیرہ وغیرہ امور سے برکت حاصل کرے ملا علی قاری شرح شفاء میں لکھتے ہیں لیکن ان سب میں اصل نیت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہی کی ہونا چاہیے باقی مشاہد کی زیارت تبعًا ہونا چاہیئے اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ صحابہ کرام کے زمانے سے ہر سال لاکھوں کی تعداد میں حج کے لئے مخلوق جاتی ہے اور بہت کم لوگ ایسے ہوں گے جو اعذار کی وجہ سے مدینہ طیبہ حاضر نہ ہوتے ہوں اگر ان حضرات کی یہ حاضری روضۂ اطہر کی زیارت کے لئے نہیں ہے بلکہ مسجد نبوی کی زیارت کے لئے جانا ہے تو ان میں

Marfat.com

سے دسواں بیسواں حصہ مسجد اقصیٰ کی زیارت کے لئے بھی تو جایا کرتا کہ وہ بھی تین مساجد میں سے ایک ہے اس لئے جن علما نے اس کو اجماعی مسئلہ لکھا ہے وہ بے محل نہیں ہے آٹھویں فصل کے شروع میں چاروں ائمہ کی فقہ کی کتابوں کی عبارتیں نقل کی گئیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب حضرات اس کے استحباب پر متفق ہیں بلکہ فقہ حنبلی کی کتاب دلیل الطالب میں قبر شریف کی زیارت کو تو سنت لکھا ہے اور مسجد نبوی میں نماز کو مستحب لکھا ہے جن حضرات نے حج میں رسائل لکھے ہیں ان میں زیارت کے آداب اور زیارت کے وقت سلام وغیرہ کے الفاظ بھی تحریر فرمائے ہیں مختصر طور پر چند آداب اس رسالہ میں بھی لکھے جاتے ہیں ورنہ اصل تو یہ ہے ع کہ محبت تجھ کو آداب محبت خود سکھا دے گی آداب حج میں جو مضامین گزر چکے ہیں وہ بھی خاص طور سے ملحوظ رکھے جائیں۔

(۱) اس میں اختلاف ہے کہ حج کو مقدم کرے یا زیارت کو اس کے متعلق اس سے پہلی فصل کی حدیث ۲ میں بیان گزر چکا ہے۔

(۲) جب زیارت کا ارادہ کرے تو سب سے اول چیز یہ ہے کہ اس سفر میں سفر کی نیت کیا ہونا چاہیئے بہت سے حضرات نے اس حدیث کی بنا پر جو اس سے پہلی فصل کے ۱۲ پر گذری ہے یہ تحریر فرمایا ہے کہ روضہ اطہر کی زیارت کے ساتھ ساتھ مسجد نبوی کی بھی زیارت کی نیت کرلے تاکہ اشکال ہی باقی نہ رہے لیکن شیخ ابن ہمام نے فتح القدیر میں لکھا ہے کہ اس عبد ضعیف کے نزدیک نیت کو خالص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کے لئے خاص کرنا چاہیئے کہ اس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اکرام کی زیادتی بھی ہے اور

Marfat.com

اس حدیث شریف پر عمل بھی ہے جس میں لاتعملہ حاجۃ الا زیارتی وارد ہوا ہے کہ میری زیارت کے علاوہ کوئی اور کام اس کو نہ ہو پھر اگر کبھی مقدر نے یاوری کی تو دوسری مرتبہ میں قبر شریف کے ساتھ مسجد کی زیارت کی بھی نیت کرلے جس حدیث کا شیخ نے ذکر فرمایا ہے اس کے ہم معنی دوسری حدیث آٹھویں فصل کے ۲ پر گزر چکی قطب عالم حضرت گنگوہی نور اللہ مرقدہ نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے چنانچہ زبدۃ المناسک میں تحریر فرمایا ہے کہ غرض جب عزم مدینہ کا ہو تو بہتر یوں ہے کہ نیت زیارت قبر مطہر کی کرکے جاوے تا مصداق اس حدیث کا ہو جاوے کہ جو کوئی محض میری زیارت کو آدے شفاعت اس کی مجھ پر حق ہو گئی یہ وہی حدیث ہے جو پہلی فصل کی ۲ پر گذر چکی۔

(۳) جب زیارت کی نیت سے سفر کرے خواہ قبر اطہر کی زیارت کی نیت ہو یا مسجد کی زیارت کی تو اپنی نیت کو خالص اللہ کی رضا کے واسطے خاص کرے اس میں کوئی شائبہ ریا کا تفاخر کا شہرت کا سیر و سیاحت کا یا کسی اور دنیوی غرض کا ہرگز نہ ہونا چاہیئے کہ اس صورت میں نیکی برباد گناہ لازم ہے اگر محض اس وجہ سے سفر کیا کہ لوگ طعن دیں گے کہ بخل کی وجہ سے مدینہ کا سفر بھی نہ کیا تو اپنی جان کو بے فائدہ مشقت میں ڈالا اور پیسے ضائع کئے جیسا کہ پہلی فصل کی حدیث ۱ اور آداب حج میں یہ مضمون گزر چکا ہے۔

(۴) ملا علی قاری نے شرح لباب میں لکھا ہے کہ نیت کے خالص ہونے کی علامت یہ ہے کہ فرائض اور سنن نہ چھوٹنے پاویں ورنہ زیارت سے مشقت اور مالی نقصان کے سوا کچھ بھی حاصل نہ ہوا بلکہ توبہ اور

Marfat.com

کفارہ ذمہ ہوگیا بندۂ ناکارہ کے خیال میں سنن کا اس سفر میں خاص اہتمام رکھے اگرچہ سفر کی وجہ سے سنتوں میں خفت آجاتی ہے اور سفر میں سنتوں کا وہ حکم نہیں رہتا جو حضر میں ہے لیکن مدینہ پاک کی حاضری میں حتی الوسع زیادہ اہتمام مناسب ہے بلکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات عادات شریفہ کی تحقیق کر کے ان کے اتباع کی سعی کرے تو اس سفر کی شان کے زیادہ مناسب ہے۔

(۵) اس سفر میں درود شریف کی خصوصیت سے کثرت رکھے اور نہایت توجہ سے پڑھے تمام علماء نے اس کی بہت تاکید لکھی ہے کہ اس سفر میں درود شریف کی نہایت کثرت کرے جتنی کثرت ہوگی اتنا ہی مفید ہوگا بلکہ ملا علی قاری نے تو شرح لباب میں یہاں تک لکھا ہے کہ فرائض اور ضروریات معاش سے جتنا وقت بچے وہ سب کا سب درود شریف کے پڑھنے میں خرچ کرے اس لئے کہ جتنی بھی مقصد میں توجہ تام ہوگی اتنا ہی ثواب زیادہ ہوگا ابن حجر شرح مناسک نووی میں لکھتے ہیں کہ اس راستہ میں درود شریف کی کثرت افضل ہے تو کیا تلاوت سے بھی افضل ہوگی یا تلاوت اس سے افضل ہوگی یا دونوں برابر تین صورتیں ہوگئیں اور اسی طرح سے ہر وہ جگہ جہاں درود شریف کی کثرت مطلوب ہے جیسا کہ شب جمعہ وغیرہ اور ظاہر یہ ہے کہ اس جگہ درود شریف کی کثرت تلاوت کی کثرت سے بھی افضل ہے اسلئے کہ یہ اسوقت ایک وقتی وظیفہ ہے اور علماء نے اس کی تصریح کی ہے کہ تلاوت مطلقاً افضل ہے لیکن جن خصوصی مواقع کے لئے خاص خاص ذکر وارد ہوئے ہیں وہاں وہی ذکر افضل ہوں گے علامہ جزری حصن حصین میں لکھتے ہیں۔

Marfat.com

افضل الذکر القرآن الا فیما شرع بغیرہٖ یعنی سب سے افضل ذکر قرآن پاک کی تلاوت ہے مگر جو جگہ کسی دوسرے ذکر سے مشروع ہو وہاں وہ افضل ہو گا مولانا عبدالحیٔ صاحب اس کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں مثلاً رکوع سجدہ تسبیح کے ساتھ مشروع ہے حتیٰ کہ اس میں اگر تلاوت کیجائے تو مکروہ ہوگی

(۶) ذوق شوق پیدا کرے اور جتنا قریب ہوتا جائے شوق و اشتیاق میں زیادتی پیدا کرے ؎ وعدۂ وصل چوں شود نزدیک
آتشِ شوق تیز تر گردد

جب وصل کا وعدہ قریب آتا ہے تو شوق کی آگ اور زیادہ بھڑک جایا کرتی ہے کبھی کبھی اس ذوق کو پیدا کرنے کے واسطے نعتیہ اشعار بھی پڑھ لیا کرے حضور کی سیرت کی کوئی کتاب ساتھ ہو یا ملجائے تو اس کو پڑھ لیا کرے یا سن لیا کرے آپس کی مجلسوں میں بھی حضور ہی کے حالات کا تذکرہ رہا کرے اور جو دن مدینہ پاک کے قرب کا آتا جائے اس میں خوشی اور اشتیاق بڑھتا جائے۔

(۷) راستہ میں جو مسجدیں یا مواقع ایسے آئیں جن میں حضور اقدس صلعم یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قیام یا نماز پڑھنا معلوم ہو ان کی زیارت کرتا جائے اور وہاں نوافل پڑھے یا ذکر و تلاوت وغیرہ کرے اسی طرح جو کنوئیں راستہ میں ایسے آئیں ان کا پانی برکت کے حصول کی نیت سے پیئے ان میں سے بعض کا بیان دسویں فصل میں آئے گا اور ان کے علاوہ دوسرے رسائل سے تلاش کرے معلم الحجاج اور زیارت الحرمین جن کا شروع میں ذکر آچکا ہے ان میں بھی بہت سے مواقع ذکر کئے گئے ہیں ان کو غور سے پڑھے اور مواقع کی تحقیق کرے ان سب میں معرس جو ذوالحلیفہ

Marfat.com

کے قریب ہے وہاں نماز پڑھنا زیادہ اہم ہے کہ شافعیہ اس کو سنت مؤکدہ کہتے ہیں اور بعض علماء سے اس کا واجب ہونا نقل کیا گیا (شرح مناسک نووی)۔

(۸) جب مدینہ طیبہ قریب آجائے تو بہت زیادہ ذوق وشوق میں غرق ہو جائے کثرت سے درود شریف بار بار پڑھے اگر سواری پر ہو تو اس کو تیز چلانے کی کوشش کرے حدیث میں آیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس تشریف لاتے اور مدینہ طیبہ قریب ہوتا تو اپنی سواری کو تیز چلاتے ؎ وابرح مایکون الشوق یوماً، اذا دنت الخیام الی الخیام سب سے بڑھا ہوا شوق اس دن ہوتا ہے جب عشاق کے خیمے معشوق کے خیمہ کے قریب ہو جائیں۔

(۹) جب مدینہ طیبہ کی دیواروں پر نظر پڑ جائے اور اس کے معطر باغ نظر آنے لگیں جو بیر علی کے بعد سے نظر آنے لگتے ہیں تو بہتر یہ ہے کہ سواری سے نیچے اتر جائے اور روتا ہوا ننگے پاؤں چلے ؎

ولما رائنا رسم من لم یدع لنا — فؤاداً لعرفان الرسوم ولا لبا

نزلنا عن الاکوار نمشی کرامۃ — لمن بان عنہ ان نلم بہ رکبا

(ترجمہ) جب ہم نے اس محبوب کے شہر کے نشانات دیکھے جس نے نشانات کے پہچاننے کے واسطے نہ ہمارے پاس دل چھوڑا نہ عقل چھوڑی تو ہم اپنی سواریوں سے اتر گئے اور اس کے اکرام میں پیدل چلنے لگے اس لئے کہ اس کی شان سے یہ بہت بعید بات تھی کہ اس کے پاس سوار ہو کر جائیں پہلے امراء وزرائے کے متعلق لکھا ہے کہ وہ ذوالحلیفہ سے جو تقریباً ۶ میل ہے پیدل چلنے لگتے تھے اور حق یہ ہے کہ اس جگہ پاؤں کے بجائے سر کے بل

Marfat.com

بھی چلے تو اس جگہ کے حق کا کوئی حصہ بھی ادا نہیں ہو سکتا۔

لو جئتکم قاصدا اسعی علی بصری ۔۔۔ لم اقض حقا وای الحق ادیت

اگر میں تمہاری خدمت میں پاؤں کے بجائے آنکھوں سے چل کر آتا تب بھی میں حق ادا نہ کر سکتا تھا اور میں نے آقا تمہارا اور ہی کون سا حق ادا کیا جو یہی ادا کرتا۔

ولما رأینا من ربوع حبیبنا ۔۔۔ بطیبۃ اعلاما اثرن لنا الحبا

وبالترب منہا اذ کحلنا جفوننا ۔۔۔ شفینا فلا باسا نخاف ولا کربا

جب مدینہ پاک میں محبوب کی منزل کے آثار نظر آنے لگے تو انہوں نے محبت کو بھڑکا دیا اور جب وہاں کی مٹی کو آنکھوں کا سرمہ بنایا تو ساری بیماریوں سے شفا ہو گئی کہ اب کسی قسم کا مرض ہے نہ تکلیف۔

(۱۰) جب فصیل مدینہ آجائے تو درود شریف کے بعد یہ دعا پڑھے اللھم ھذا حرم نبیک فاجعلہ لی وقایۃ من النار وامانا من العذاب و سوء الحساب اے اللہ یہ تیرے نبی کا حرم آگیا اس کو تو میرے آگ سے بچنے کا ذریعہ بنادے اور عذاب سے بچنے کا ذریعہ بنادے اور حساب کی برائی سے بچنے کا سبب بنادے اس کے بعد اس پاک شہر کی خیر و برکت حاصل ہونے کی دعا کرے اور اس کے آداب بجالانے کی توفیق کی دعا کرے اور کسی نامناسب حرکت میں ابتلا سے بچنے کی دعا کرے اور خوب دعائیں کرے۔

(۱۱) بہتر یہ ہے کہ شہر میں داخل ہونے سے پہلے غسل کرے اور پہلے میسر نہ ہو تو داخل ہونے کے بعد مسجد میں داخل ہونے سے پہلے کرلے اور غسل نہ ہو سکے تو وضو کم از کم ضرور کرلے لیکن اولیٰ غسل ہی ہے کہ جتنی نظافت اور طہارت زائد ہو گی اتنا ہی اولیٰ ہے اس کے بعد بہترین لباس پہنے اور

Marfat.com

خوشبو لگائے جیسا کہ عیدین یا جمعہ کے لئے کرتا ہو مگر تواضع اور انکسار ملحوظ رہے تفاخر پاس نہ آئے، قبیلہ عبدالقیس کا وفد جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دور سے دیکھ کر سب لوگ شوق و اضطراب میں اونٹوں سے کود پڑے اور اونٹ چھوڑ کر حضور کی بارگاہ میں دوڑ پڑے لیکن اس وفد کے رئیس منذر بن عائذ جن کو اشج عبدالقیس سے تعبیر کرتے ہیں وہ اونٹوں کے ساتھ جائے قیام پر پہنچے اور اپنا اور سب ساتھیوں کا سامان جمع کیا اور احتیاط سے رکھا اس کے بعد غسل کیا نئے کپڑے پہنے اور آہستہ آہستہ وقار کے ساتھ مسجد نبوی میں حاضر ہوئے اول دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھی اور دعا کی پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوئے حضور نے ان کی اس ادا کو پسند فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں جو اللہ جل شانہ کو پسند ہیں ایک حلم یعنی بردباری دوسرے وقار (مظاہر)

(۱۲) بعض علماء نے اس وقت کچھ صدقہ کرنا بھی آداب میں لکھا ہے یعنی مسجد میں داخل ہونے سے پہلے کچھ صدقہ کر دے ابن حجر لکھتے ہیں کہ مسنون یہ ہے کہ کچھ صدقہ کرے چاہے قلیل ہی کیوں نہ ہو اور اس کا اہل مدینہ پر صرف کرنا اولی اور بہتر ہے یعنی ان لوگوں پر جو خاص مدینہ کے باشندے ہیں البتہ اگر غیر مدنی زیادہ محتاج ہوں تو وہ مقدم ہیں بندہ کے خیال میں اس وقت کی خصوصیت غالباً اس آیت شریفہ کی وجہ سے ہے جو سورہ مجادلہ میں ہے یا ایھا الذین آمنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجواکم صدقۃ ذلک خیر لکم واطھر فان لم تجدوا فان اللہ غفور رحیم اے ایمان والو جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی کیا کرو تو اس

Marfat.com

سے پہلے کچھ خیرات دے دیا کرو یہ تمہارے لئے (ثواب حاصل ہونے کے لئے) بہتر ہے اور (گناہوں سے) پاک ہونے کا ذریعہ ہے اگر تم میں صدقہ دینے کی قدرت نہ ہو تو اللہ جل شانہ غفور رحیم ہے (یہ حکم ابتداءً واجب تھا اس کے بعد کی آیت سے منسوخ ہوگیا) حضرت علی کرم اللہ وجہہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس صدقہ والی آیت پر سب سے پہلے میں نے عمل کیا جب یہ آیت شریفہ نازل ہوئی تو میرے پاس ایک دینار (اشرفی) تھا اس کو میں نے بھنا کر درم بنا لئے جب حضور سے گفتگو کرتا تو ایک درم پہلے صدقہ کر دیتا اس کے بعد یہ حکم منسوخ ہوگیا۔

(۱۳) جب شہر میں داخل ہو تو اس وقت کی خصوصی دعائیں پڑھتا ہوا نہایت خشوع خضوع سے داخل ہو اب تک کی عدم حاضری کا قلق ہو دنیا میں حضور کی زیارت نصیب نہ ہونے کا رنج ہو آخرت میں زیارت نصیب ہونے کی آرزو اور تمنا ہو اور اس کا خوف ہو کہ نہ معلوم مقدر ہے یا نہیں اور جیسا کہ کسی بڑے سے بڑے دربار میں حاضری کے وقت رعب و جلال کا اثر ہو وہی منظر یہاں ہو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور قدر و منزلت ملحوظ ہو درود شریف لگاتار زبان پر جاری ہو۔ (لباب)۔

(۱۴) جب قبہ خضراء پر نظر پڑے تو عظمت و ہیبت اور حضور کی علو شان کا استحضار کرے اور یہ سوچے کہ اس پاک قبہ میں وہ ذات اقدس ہے جو ساری مخلوقات سے افضل ہے انبیاء کی سردار ہے فرشتوں سے افضل ہے قبر شریف کی جگہ ساری جگہوں سے افضل ہے جو حصہ حضور کے بدن مبارک سے ملا ہوا ہے وہ کعبہ سے افضل ہے عرش سے افضل ہے

Marfat.com

کرسی سے افضل ہے حتیٰ کہ آسمان و زمین کی ہر جگہ سے افضل ہے (لباب)

(۱۵) شہر میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے مسجد نبویؐ میں حاضر ہو اگر مستورات کی یا سامان وغیرہ کی مجبوری ہو تو دوسری بات ہے۔ ورنہ سب علماء نے لکھا ہے کہ شہر میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے مسجد میں حاضر ہونا افضل ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا عام معمول بھی احادیث میں یہی آیا ہے کہ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو اول مسجد میں تشریف لیجاتے۔

(۱۶) عورتوں کے لئے مناسب یہ ہے کہ اگر شہر میں دن کو داخل ہونے کی نوبت آوے تو وہ رات تک انتظار کریں اور رات کے وقت میں مسجد میں حاضر ہوں اس لئے کہ ان کے لئے ہر وہ چیز مقدم ہے جو پردہ میں معین ہو۔

(۱۷) مسجد میں داخلہ کے وقت اس جگہ کے آداب کی رعایت رکھے کہ دایاں پاؤں پہلے مسجد میں رکھے پھر بایاں پاؤں رکھے اور مسجد میں داخل ہونے کی دعائیں پڑھے اور اعتکاف کی نیت کرے اگر ہر مسجد میں ہمیشہ داخل ہوتے ہوئے اعتکاف کی نیت کر لیا کرے تو مفت کا ثواب ہے اس لئے مناسب ہے کہ جب کسی مسجد میں داخل ہو تو اعتکاف کی نیت کر لیا کرے۔

(۱۸) بہتر ہے کہ مسجد نبوی میں باب جبرئیل سے داخل ہو اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول اس دروازہ سے داخل ہونے کا تھا جس کی غالباً وجہ یہ ہے کہ ازواج مطہرات کے حجرے اسی جانب زیادہ تھے (شرح مناسک نودی) لیکن اس دروازے سے داخل ہونا ضروری نہیں ہے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے (شرح لباب)۔

(۱۹) مسجد میں داخل ہونے کے بعد خشوع خضوع عجز و انکسار میں بہت اہتمام کرے وہاں کی زیب و زینت فرش فروش جھاڑ فانوس

Marfat.com

قالین قمقموں میں نہ لگ جائے نہ ان چیزوں کی طرف التفات کرے نہایت ادب اور وقار سے نیچی نظر کئے ہوئے نہایت ہی ادب اور احترام سے جائے بے ادبی اور لاابالی پن کی کوئی حرکت نہ کرے بڑے اونچے دربار میں پہنچ گیا ہے ایسا نہ ہو کہ بے ادبی کی کوئی حرکت حرمان وخسران کا سبب بن جائے۔

(۲۰) مسجد میں جانے کے بعد سب سے پہلے روضہ مقدسہ میں جائے یہ جگہ وہ حصہ ہے جو منبر شریف اور قبہ شریف کے درمیان میں ہے۔ اس کو روضہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ حضور کا پاک ارشاد ہے کہ میری قبر اور میرے منبر کا درمیانی حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے روضہ باغ کو کہتے ہیں آیندہ فصل میں یہ حدیث آرہی ہے اگر باب جبرئیل سے مسجد میں داخل ہونے کی نوبت آتی ہے تو بہتر یہ ہے کہ حجرہ شریف کے پیچھے سے روضہ میں جائے تاکہ حجرہ کے سامنے سے گذرنے کی صورت میں بغیر سلام کئے آگے بڑھنا نہ پڑے۔

(۲۱) روضہ مقدسہ میں پہنچ کر اول تحیۃ المسجد پڑھے مسجد میں حاضری کے بعد حضور کی خدمت میں حاضری سے قبل تحیۃ المسجد کا پڑھنا اولیٰ ہے اس لئے کہ یہ اللہ کا حق ہے جو رسول کے حق پر مقدم ہے ۔ نمبر ۱۱ میں اشج عبد القیس کے قصہ میں گذر چکا ہے کہ انہوں نے اول تحیۃ المسجد پڑھی پھر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں سفر سے آیا تھا حضور کی خدمت میں حاضر ہوا حضور اس وقت مسجد میں تشریف فرما تھے حضور نے دریافت فرمایا کہ تحیۃ المسجد پڑھ لی میں نے عرض کیا کہ نہیں فرمایا جاؤ پہلے تحیۃ المسجد پڑھ کر بعد میں میرے پاس آنا (شرح مناسک لنودی)۔

Marfat.com

(۲۲) تحیۃ المسجد کی ان دو رکعتوں میں قل یا اور قل ہو اللہ پڑھنا اولیٰ ہے اس لئے کہ پہلی صورت میں شرک سے نفی اور انکار ہے اور دوسری سورت میں اللہ کی وحدانیت اور ذات و صفات کا اقرار ہے۔

(۲۳) علماء نے لکھا ہے کہ روضہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہونے کی جگہ برکت کی نیت سے کھڑا ہونا اولیٰ ہے اس جگہ کی تعیین زبدہ میں اس طرح کی ہے کہ منبر داہنے مونڈھے کی سیدھ پر رہے اور وہ ستون جس کے سامنے صندوق ہے سامنے رہے امام غزالی نے احیاء میں بھی یہی لکھا ہے کہ وہ ستون جس کے پاس صندوق ہے منہ کے سامنے ہو اور وہ دائرہ جو مسجد کی قبلہ کی دیوار میں ہے سامنے رہے لیکن ابن حجر نے شرح مناسک میں لکھا ہے کہ اب وہاں صندوق نہیں رہا وہ جل گیا اب اس کی جگہ ایک محراب بنا دی گئی ہے یہی وہ جگہ ہے جس کو محراب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں سب اکابر علماء نے اس جگہ قیام کو اولیٰ بتایا ہے اس لئے اس بابرکت جگہ کا اہتمام کرنا چاہیئے لیکن اس ناپاک کو مدینہ طیبہ کے ایک سالہ قیام میں ایک مرتبہ بھی یہاں کھڑے ہونے کی جرأت اور ہمت نہ ہوئی اگر یہ جگہ کسی وجہ سے میسر نہ ہو سکے تو پھر سارے روضہ میں کسی جگہ تحیۃ المسجد پڑھے

(۲۴) تحیۃ المسجد سے فارغ ہونے کے بعد اللہ جل شانہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرے کہ اس نے یہ نعمت جلیلہ عطا فرمائی اور اس پاک ذات سے حج و زیارت کی قبولیت کی دعا کی اور چاہے سجدہ شکر کرے چاہے دو رکعت شکرانہ پڑھے بہت سے علماء نے اس وقت سجدۂ شکر کرنے کو لکھا ہے یہاں یہ بات قابل یاد رکھنے کے ہے کہ حنفیہ کے نزدیک مشہور قول کے موافق شکرانہ کا محض سجدہ مشروع نہیں بلکہ جہاں شکر کا سجدہ وارد ہوا ہے ان

کی تحقیق کے موافق وہاں شکرانہ کی نفلیں مراد ہیں لیکن اس جگہ پر حنیفہ نے سجدۂ شکر کا جواز لکھا ہے جیسا کہ شرح لباب میں تصریح ہے اور اس کے بالمقابل شافعیہ کی تحقیق کے موافق سجدۂ شکر بغیر نفلوں کے بھی مشروع ہے لیکن اس جگہ وہ سجدۂ شکر کے قائل نہیں جیسا کہ شرح مناسک نووی میں ابن حجر نے تصریح کی ہے۔

(۲۵) اگر مسجد میں داخل ہونے کے وقت فرض نماز کھڑی ہونے کو ہو تو اس وقت تحیۃ المسجد نہ پڑھے بلکہ فرض نماز میں شرکت کرے اسی میں تحیۃ المسجد کی بھی نیت کرلے تو تحیۃ المسجد کا ثواب بھی مل جائے گا۔ اسی طرح اگر ایسے وقت میں مسجد میں داخل ہوا جب کہ نفلیں مکروہ ہیں جیسا کہ عصر کے بعد تو اس وقت بھی تحیۃ المسجد نہ پڑھے۔

(۲۶) نماز سے فراغت کے بعد قبر شریف کی طرف چلے اس حال میں کہ دل کو سب کدورات اور آلائشوں سے پاک رکھے اور ہمہ تن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کی طرف پوری توجہ کرے علما نے لکھا ہے کہ جس قلب میں دنیا کی گندگیاں اور لہو ولعب شہوتیں اور خواہشیں بھر رہی ہوں اس دل پر وہاں کی برکات کا کچھ اثر نہیں ہوتا بلکہ ایسے دل والوں پر جو دنیا پر پڑے رہیں اور آخرت سے اور اس کے فکر سے بے تعلق ہوں حضور کے غصہ اور اعراض کا اندیشہ ہے اللہ ہی اپنے فضل سے اس سے پناہ دے لہذا ہر شخص کے لئے ضروری ہے جہاں تک ممکن ہو اس وقت اپنے دل کو دنیوی خرافات سے خالی رکھنے کی کوشش کرے اور اللہ کی رحمت کی وسعت عفو وکرم کے کمال کی امید رکھے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رحمۃ للعالمین پر نظر رکھے اور حضور ہی کے

Marfat.com

وسیلہ سے اللہ سے معافی کا طالب بن کر حاضر ہو (شرح لباب)۔

(۲۷) جب کسی قبر پر حاضری ہو تو میت کے پاؤں کی طرف سے جائے تاکہ میت کو اگر حق تعالےٰ شانہٗ آنیوالے کا کشف عطا فرمائے تو دیکھنے میں سہولت رہے اس لئے کہ جب میت قبر میں دائیں کروٹ لیٹی ہے تو اس کی نظر قدموں کی طرف ہوتی ہے اگر کوئی سرہانے کی جانب سے آئے تو میت کو دیکھنے میں تعب اور مشقت ہوتی ہے (فتح القدیر) اسی ضابطہ کے موافق اس جگہ بھی بعض علماء نے لکھا ہے کہ قدم مبارک کی جانب سے حاضر ہو جیسا کہ ابن حجر نے شرح مناسک میں نقل کیا ہے مواہب میں لکھا ہے کہ زائر کے لئے مناسب یہ ہے کہ قبلہ کی جانب سے ہوکر مواجہ شریف پر حاضر ہو لیکن اگر پاؤں کی طرف سے حاضر ہو تو یہ ادب کے لحاظ سے اولیٰ ہے مگر بعض علمائے نے عام ضابطہ کے خلاف اس جگہ پر سرہانے سے حاضری کو ترجیح دی ہے اس وجہ سے کہ تحیۃ المسجد روضہ میں پڑھی گئی جو حضور کے بالکل سرہانے ہے اس صورت میں اگر وہاں سے چل کر پاؤں کی طرف کو آئے گا تو صورت قبر مبارک کے طواف کی سی بن جائے گی اور قبر کا طواف بالکل جائز نہیں اس لئے اس کی صورت سے بچنے کی رعایت سے اس جگہ سرہانے سے حاضری کو گوارا کیا گیا ورنہ عام ادب ہر قبر پر حاضری کا یہی ہے کہ پاؤں کی طرف سے حاضر ہو۔

(۲۸) جب مواجہ شریف پر حاضر ہو تو سرہانے کی دیوار کے کونہ میں جو ستون ہے اس سے تین چار ہاتھ کے فاصلے سے کھڑا ہو اور پشت قبلہ کی طرف کرے اور بائیں طرف کو ذرا مائل ہو تاکہ چہرۂ انور کے بالکل سامنے ہو جائے (زبدہ) صاحب اتحاف کہتے ہیں کہ یہ ستون اب پیتل کی دیوار کے اندر

آگیا ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ چاندی کی کیل جو اس دیوار میں ہے اس کے مقابل کھڑا ہو (شرح لباب) لیکن اب تین جھرد کہ سامنے کی پیتیل کی دیوار میں کر دیئے گئے جن سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات شیخین رض کی مبارک قبروں کا سامنا ہوتا ہے ابن حجر کہتے ہیں کہ چاندی کی میخ جس پر سونے کا جھول ہے وہ چہرۂ انور کی محاذات میں ہے۔

(۲۹) دیوار سے تین چار گز کے فاصلہ پر کھڑا ہو زیادہ قریب نہ ہو کہ ادب کے خلاف ہے اور نگاہ نیچی رہنا چاہیئے ادھر ادھر دیکھنا اس وقت سخت بے ادبی ہے ہاتھ پاؤں بھی ساکن اور وقار سے رہیں یہ خیال کرے کہ چہرۂ انور اس وقت میرے سامنے ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو میری حاضری کی اطلاع ہے حضور کی علو شان اور علوم تبت کا استحضار پوری طرح سے دل میں ہو ابن امیر الحاج مدخل میں لکھتے ہیں کہ جتنے بھی تواضع اور آداب اس وقت کی حاضری کے لکھے جاتے ہیں اس سے کہیں زیادہ تواضع اور عجز و انکسار ہونا چاہیئے اس لئے کہ آپ کی ذات ایسی شفیع ہے جس کی شفاعت مقبول ہے جس نے آپ کے در کا ارادہ کیا وہ مراد کو پہنچا اور جو آپ کی چوکھٹ پر حاضر ہو گیا وہ نامراد نہیں رہا جس شخص نے آپ کے وسیلہ سے دعا کی وہ قبول ہوئی اور جو مانگا وہ ملا۔ تجربہ اور واقعات اس کی شہادت دیتے ہیں اس لئے جتنا زیادہ آداب ہو سکے دریغ نہ کرے اور یہ سمجھے گویا میں زندگی میں آپ کی مجلس میں حاضر ہوں اس لئے کہ امت کے حالات کے مشاہدہ میں اور ان کے ارادہ اور قصد کے ظہور میں اس وقت آپ کی حیات اور ممات میں کوئی فرق نہیں (مدخل اول)۔

(۳۰) اس کے بعد حضور پر سلام پڑھے مناسک کے رسائل میں سلام

Marfat.com

کے الفاظ بہت سے نقل کیئے گئے ہیں اس میں سلف کا معمول مختلف رہا ہے بعض اکابر مختلف عنوان اور مختلف الفاظ کے ساتھ سلام پڑھتے تھے اور ذوق وشوق کا تقاضا یہی ہے ؎

ہاں لب پہ لاکھ لاکھ سخن اضطراب میں وواں ایک خامشی تیری سب کے جواب میں

اور بعض حضرات نہایت مختصر الفاظ میں سلام پڑھتے تھے ادب اور ہیبت کا تقاضا یہی ہے ؎

بے زبانی ترجمانِ شوق بے حد ہو تو ہو ورنہ پیشِ یار کام آتی ہیں تقریریں کہیں

ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ بعض اکابر جیسے کہ حضرت ابن عمرؓ صرف السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پر اکتفا کرتے تھے اور بعض حضرات طویل سلام کو اختیار کرتے تھے اور احادیث میں مختلف الفاظ اور مختلف عنوانوں سے درود شریف وارد ہونے سے اس کی تائید ہوتی ہے حضرت گنگوہی نور اللہ مرقدہ نے زبدہ میں سلام کے الفاظ نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ سلام میں جس قدر چاہے الفاظ زیادہ کرے مگر ادب اور عجز کے کلمات ہوں لیکن سلف یہاں مختصر الفاظ کہنے کو پسند کرتے ہیں اور جہاں تک بھی اختصار ہو سکے مستحسن رکھتے ہیں امام نووی نے اپنے مناسک میں سلام کے طویل الفاظ لکھنے کے بعد لکھا ہے کہ حضرت ابن عمرؓ وغیرہ سے غایت اختصار نقل کیا گیا حضرت ابن عمرؓ تو اتنا ہی کہتے تھے السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا ابا بکر السلام علیک یا ابتاہ اس ناکارہ کے ناقص خیال میں جو شخص سلام کے الفاظ کا ترجمہ اور مطلب سمجھتا ہو اور ان الفاظ کے بڑھانے سے ذوق میں اضافہ ہوتا ہو اس کو تو تطویل مناسب ہے اور اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو طوطے کی طرح سے

Marfat.com

مزورین کے الفاظ دہرانے کی ضرورت نہیں انتہائی ذوق و شوق اور غایت سکون اور وقار سے آہستہ آہستہ ٹھیرا ٹھیرا کر الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ پڑھتا ہے اور جب تک شوق میں اضافہ پاوے انہیں الفاظ کو یا اور کسی سلام کو بار بار پڑھتا رہے اس سے پہلی فصل کے ۲۹ پر صلی اللہ علیک یارسول اللہ ستر مرتبہ پڑھنا گزرا ہے وہ بھی بہتر ہے مگر سکون اور وقار اور ذوق و شوق سے پڑھے۔

(۳۱) یہ نہایت اہم اور ضروری بات ہے کہ سلام پڑھتے وقت شور شغب ہرگز نہ کرے نہ زور سے چلائے بلکہ اتنی آواز سے کہے کہ اندر تک پہنچ جائے ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ نہ تو زیادہ جہر ہو اور نہ بالکل اخفا ہو بلکہ متوسط اور معتدل آواز حضور قلب اور اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے شرم و حیا لئے ہوئے ہو۔ بخاری شریف میں ایک قصہ لکھا ہے حضرت سائب کہتے ہیں کہ میں مسجد میں کھڑا تھا ایک شخص نے میرے ایک کنکری ماری میں نے ادہر کو دیکھا تو وہ حضرت عمرؓ تھے انہوں نے مجھے (اشارہ سے بلاکر) کہا کہ یہ دو آدمی جو بول رہے ہیں ان کو بلاکر لاؤ میں ان دونوں کو حضرت عمرؓ کے پاس لایا حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو انہوں نے عرض کیا کہ طائف کے رہنے والے ہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر تم اس شہر کے رہنے والے ہوتے تو تمہیں مزہ چکھاتا تم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں چلاکر بول رہے ہو۔ محمد بن مسلمہ کہتے ہیں کہ کسی شخص کو بھی یہ نہیں چاہیئے کہ مسجد میں زور سے بولے (شرح شفاء) حضرت عمرؓ کے اس قصہ میں بعض روایات میں حضرت عمرؓ کا ارشاد نقل کیا گیا کہ ایسے کوڑے مارتا کہ بدن درد کرنے لگتا اب گویا اجنبی دوسرے شہر کے ہونے کی وجہ سے

Marfat.com

مسئلہ سے ناواقفیت کو عذر قرار دیا حضرت عائشہؓ جب کہیں قریب کیل
میخ وغیرہ کے ٹھوکنے کی آواز سنتیں تو آدمی بھیج کر ان کو روکتیں کہ زور سے نہ
ٹھوکیں حضور کی تکلیف کا لحاظ رکھیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنے
مکان کے کواڑ بنوانے کی ضرورت پیش آئی تو بنانے والوں کو فرمایا کہ شہر کے
باہر بقیع میں بنا کر لائیں ان کے بنانے کی آواز کا شور حضور تک نہ پہنچے علامہ
قسطلانی مواہب میں لکھتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
ادب کا وہی معاملہ ہونا چاہیئے جو زندگی میں تھا اس لئے کہ حضور اپنی قبر میں
زندہ ہیں (شرح مواہب) حق تعالیٰ سبحانہ وتقدس نے قرآن پاک میں سورہ
حجرات میں خصوصیت سے اس طرف تنبیہہ فرمائی ہے ارشاد والا ہے۔ یا
ایھا الذین آمنوا لاترفعوا اصواتکم الایہ اے ایمان والو تم اپنی آوازیں نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچی نہ کرو اور نہ آپ سے ایسے زور سے گفتگو
کرو جیسا کہ آپس میں ایک دوسرے سے گفتگو کرتے ہیں (ایسا نہ ہو کہ اس
حرکت سے) تمہارے (پہلے کئے ہوئے نیک) عمل برباد ہو جائیں اور تم کو خبر
بھی نہ ہو بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ حضرات شیخین حضرت ابوبکرؓ حضرت
عمرؓ کے درمیان کسی مشورہ کی گفتگو میں جو حضور کی مجلس میں تھی اختلاف رائے
کی وجہ سے تیز گفتگو ہو گئی تھی جس پر یہ آیت نازل ہوئی جب حضرات شیخین
پر یہ عتاب ہے تو ہم تم کس شمار میں ہیں احادیث میں آیا ہے کہ اس آیت
شریفہ کے بعد حضور کی مجلس میں حضرت عمرؓ کی آواز ایسی ہوتی کہ بعض اوقات
مکرر پوچھنا پڑتا کہ کیا کہا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں
تو اب سے آپ سے اس طرح گفتگو کروں گا جیسا کہ کوئی راز کی بات کرتا
ہو حضرت ثابت بن قیس جہوری الصوت تھے اس آیت کے نازل ہونے

Marfat.com

کے بعد اس رنج وغم میں کہ میں تو ہمیشہ ہی زور سے بولتا ہوں میں تو جہنمی ہوگیا گھر سے نہ نکلتے تھے کئی دن کے بعد حضور نے دریافت فرمایا تو واقعہ معلوم ہوا حضور نے ان کی تسلی فرمائی اور ان کو جنتی ہونے کی بشارت دی (درمنثور) ایسی حالت میں جو لوگ وہاں شور برپا کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہیئے اور بہت احتیاط لازم ہے۔

(۳۲) سلام کے بعد اللہ جل شانہٗ سے حضور کے وسیلہ سے دعا کرے اور حضورؐ سے شفاعت کی درخواست کرے بعض علماء نے توسل کو منع فرمایا ہے لیکن جمہور علماء اس کے جواز کے قائل ہیں مغنی جو فقہ حنابلہ میں مشہور معروف ہے اس میں الفاظ سلام میں یہ الفاظ بھی ذکر کئے ہیں اللھم انک قلت وقولک الحق ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاءوک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابًا رحیما وقد اتیتک مستغفرًا من ذنوبی مستشفعا بک الی ربی فاسئلک یارب ان توجب لی المغفرۃ کما اوجبتھا لمن اتاہ فی حیاتہ الخ اے اللہ تیرا پاک ارشاد ہے اور تیرا ارشاد حق ہے اور وہ یہ ہے ولو انھم اذ ظلموا۔ آخر آیت تک اب میں آپ کے پاس آیا ہوں اور اپنے گناہوں سے مغفرت چاہتا ہوں اور آپ سے اپنے رب کی بارگاہ میں شفاعت چاہتا ہوں اے اللہ میں تجھسے یہ مانگتا ہوں کہ تو میری مغفرت کو واجب کردے جیسا کہ تو نے اس شخص کی مغفرت کو واجب کیا جو حضور کی خدمت میں ان کی زندگی میں حاضر ہوا ہو یہی الفاظ شرح کبیر میں بھی نقل کئے گئے اسی طرح ان دونوں کتابوں میں عتبی کا وہ قصہ بھی نقل کیا گیا جو اس سے پہلی فصل کے آخر میں گزرا اور اس میں آیت شریفہ ولو انھم اذ ظلموا الایۃ کا ترجمہ بھی گزر چکا ہے خلفاء عباسیہ میں سے منصور عباسی نے حضرت امام مالکؒ سے دریافت کیا کہ دعا کے وقت

Marfat.com

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چہرہ کروں یا قبلہ کی طرف تو حضرت امام مالکؒ نے فرمایا کہ آپ کی طرف سے منہ ہٹانے کا کیا محل ہے جب کہ آپ تیرا بھی وسیلہ ہیں اور تیرے باپ حضرت آدمؑ کا بھی وسیلہ ہیں حضور کی طرف منہ کرکے حضور سے شفاعت چاہو اللہ جل شانہٗ ان کی شفاعت قبول کرے علامہ زرقانی کہتے ہیں کہ اس قصہ کو قاضی ایاز نے معتبر اساتذہ سے نقل کیا ہے اس کا انکار کرنا جرأت ہے (شرح مواہب) علامہ قسطلانی شافعی نے مواہب میں لکھا ہے کہ زائرین کو چاہیئے کہ بہت کثرت سے دعائیں مانگیں اور حضور کا وسیلہ پکڑیں اور حضور سے شفاعت چاہیں کہ حضور کی ذات اقدس ہی ایسی ہے کہ جب ان کے ذریعہ سے شفاعت چاہی جائے تو حق تعالیٰ شانہٗ قبول فرمائیں علامہ زرقانی مالکی اس کی شرح میں لکھتے ہیں کہ علامہ خلیل (مالکی) کی مناسک میں بھی یہی مضمون لکھا ہے ابن ہمام نے فتح القدیر میں لکھا ہے اور اس سے حضرت قدس سرہٗ نے زبدہ میں نقل کیا ہے کہ سلام کے بعد پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعا کرے اور شفاعت چاہے اور یہ الفاظ کہے یارسول اللہ اسألك الشفاعة واتوسل بك الى الله فى ان اموت مسلما على ملتك وسنتك۔ اے اللہ کے رسول میں آپ سے شفاعت چاہتا ہوں اور آپ کے وسیلہ سے اللہ سے یہ مانگتا ہوں کہ میری موت آپ کے دین اور آپ کی سنت پر ہو امام نووی نے اپنے مناسک میں حضرت عمرؓ پر سلام کے بعد لکھا ہے کہ پھر پہلی جگہ یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئے اور حضور کے وسیلہ سے اپنے لئے دعا کرے اور حضور کی شفاعت کے ذریعہ اللہ جل شانہٗ سے دعا کرے اور بہتر چیز ہے وہ جو عتبی سے نقل کی گئی عتبی کا قصہ اس سے پہلی فصل کے ختم پر گذر چکا۔

ابن حجر مکی شافعی اس کی شرح میں لکھتے ہیں کہ حضور کے ساتھ توسل کرنا سلف صالح کا طریقہ رہا ہے انبیاء اور اولیاء نے حضور کے وسیلہ سے دعا کی ہے حاکم نے روایت نقل کی ہے اور اس کو صحیح بتایا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے دانہ کھانے کی خطا صادر ہوئی تو انہوں نے اللہ جل شانہٗ سے حضورؐ کے طفیل دعاء کی اللہ جل شانہ نے دریافت کیا کہ آدم تم نے محمدؐ کو کیسے جانا ابھی تو میں نے ان کو پیدا بھی نہیں کیا تو حضرت آدم نے عرض کیا کہ یا اللہ جب آپ نے مجھے پیدا کیا تھا اور مجھ میں جان ڈالی تھی تو میں نے عرش کے ستونوں پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا تھا تو میں نے سمجھ لیا تھا کہ آپ نے اپنے پاک نام کے ساتھ جس کا نام ملایا ہے وہ ساری مخلوق میں آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہوگا حق تعالیٰ شانہٗ نے فرمایا کہ بے شک وہ ساری مخلوق میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے اور جب اس کے طفیل تم نے مغفرت طلب کی تو میں نے تمہاری خطا معاف کر دی نیز نسائی اور ترمذی نے نقل کیا ہے کہ ایک نابینا حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بینائی کے لئے دعا چاہی حضور نے فرمایا تم کہو تو میں دعا کروں لیکن اگر تم صبر کرو تو زیادہ بہتر ہے انہوں نے دعا کی درخواست کی حضورؐ نے ان کو فرمایا کہ پہلے بہت اچھی طرح سے وضو کرو اس کے بعد یہ دعا پڑھو اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی فی حاجتی لتقضی لی اللھم فشفعہ فی۔ اے اللہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں اور آپ کے نبی جو رحمت کے نبی ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے طفیل اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تاکہ میری یہ حاجت پوری ہو جائے اے اللہ

Marfat.com

حضورؐ کی سفارش میرے حق میں قبول فرما ترمذی نے اس حدیث کو صحیح بتایا ہے اور بیہقی نے بھی اس کو صحیح بتایا ہے اور بیہقی کی روایت میں اس کے آگے یہ بھی ہے کہ اس دعا کے پڑھنے کے بعد وہ صاحب بینا ہو گئے اور طبرانی نے عمدہ سند کے ساتھ حضورؐ کی ایک دعا کے الفاظ یہ نقل کئے بحق نبیک والانبیاء الذین من قبلی اے اللہ تیرے نبی کے طفیل اور گذشتہ انبیاءؑ کے طفیل اس کے بعد ابن حجر نے اور بھی تائیدیں اس مضمون کی نقل کیں اور اس دعا کے متعلق ایک قصہ زیارت کے قصوں میں ۳۲ پر بھی آرہا ہے۔

(۳۳) اس مضمون سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اس دعا کے وقت بھی منہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہونا چاہیئے اگرچہ عام دعا کا ادب یہ ہے کہ منہ قبلہ کی طرف ہونا چاہیئے لیکن اس وقت قبلہ کی طرف منہ کرنے سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف پشت ہوتی ہے جو ادب کے خلاف ہے اس لئے اس وقت اسی طرف منہ کر کے دعا کرے۔

(۳۴) اس کے بعد اگر کسی اور شخص نے اپنی طرف سے حضور کی بارگاہ میں سلام عرض کرنے کی فرمائش کی ہو تو اس کی طرف سے بھی اس طرح سلام عرض کرے السلام علیک یا رسول اللہ من فلان بن فلان یستشفع بک الی ربک۔ آپ پر سلام اے اللہ کے رسول فلاں کیطرف سے جو فلاں کا بیٹا ہے اور وہ آپ سے اللہ کی پاک بارگاہ میں سفارش چاہتا ہے پہلے فلاں کی جگہ اس شخص کا نام لے دوسرے فلاں کی جگہ اس کے باپ کا نام لے اگر عربی میں کہنا مشکل ہو تو اردو میں عرض کر دے کہ فلاں فلاں آدمیوں نے آپ کی بارگاہ میں سلام عرض کیا اور شفاعت کی درخواست کی ہے۔ علامہ زرقانی کہتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے کسی سے سلام پہنچانے کی درخواست کی ہو اور اس نے اس درخواست کو قبول کر لیا ہو یعنے وعدہ کر لیا ہو کہ میں سلام پہنچا دوں گا

تو اس پر اب اس سلام کا پہنچانا واجب ہوگیا اس لئے کہ یہ بمنزلہ اس کی امانت کے ہے جس کو یہ قبول کر چکا۔ صاحب اتحاف لکھتے ہیں کہ سلف خلف سب کا معمول دوسروں کی معرفت سلام بھیجنے کا رہا ہے اور سلاطین تو مستقل قاصد مدینہ طیبہ حضورؐ کی خدمت میں سلام پہنچانے کے لئے بھیجا کرتے تھے حضرت عمرؒ بن عبد العزیزؒ بھی حضورؐ کی خدمت میں سلام عرض کرنے کے لئے مستقل قاصد بھیجا کرتے تھے ناظرین رسالہ سے یہ روسیاہ بھی درخواست کرتا ہے کہ اگر اس مبارک وقت میں یہ سیہ کار کسی کو یاد آجائے تو اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ زَكَرِيَّا ابْنِ يَحْيَى الْكَانْدَهْلَوِيِّ يَسْتَشْفِعُ بِكَ إِلٰى رَبِّكَ ۔ عرض کردیں، احسان ہوگا اور یہ الفاظ یاد نہ رہیں تو اردو ہی میں اس ناکارہ کا سلام عرض کردیں۔

(۳۵) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھنے کے بعد تقریباً ایک ہاتھ دائیں طرف ہٹ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر سلام پڑھے مشہور قول کے موافق حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک حضور کی قبر اطہر کے پیچھے اس طرح سے ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ کا سر مبارک حضور کے شانہ کے مقابل ہے اس لئے ایک ہاتھ دائیں جانب کو ہو جانے سے حضرت صدیق اکبرؓ کا سامنا ہو جاتا ہے۔

(۳۶) حضرت صدیق اکبرؓ پر سلام سے فراغت کے بعد ایک ہاتھ دائیں جانب ہٹ کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر سلام پڑھے اس لئے کہ مشہور قول کے موافق حضرت فاروقؓ کی قبر مبارک حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کے پیچھے ایسی طرح ہے کہ حضرت عمرؓ کا سر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے شانہ کے مقابل ہے۔

(۳۷) ان دونوں حضرات کی خدمت میں بھی اگر کسی نے سلام عرض

Marfat.com

کرنے کی درخواست کردی ہو تو ہر ایک کی خدمت میں اپنا سلام پڑھنے کے بعد اس کا سلام عرض کردے اور یہ سراپا خطا و قصور بھی درخواست کرتا ہے کہ اگر ناظرین کو کسی وقت یاد آجائے تو اس ناپاک کا سلام بھی دونوں بارگاہوں تک پہنچا دیں اللہ جل شانہٗ آپ کو اس احسان کا اپنے لطف سے اجر عطا فرمائے

(۳۸) بہت سے علماء نے لکھا ہے کہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما پر علیحدہ علیحدہ سلام پڑھنے کے بعد پھر ان دونوں حضرات کے درمیان میں کھڑا ہو یعنے جس جگہ کھڑے ہو کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر سلام پڑھا ہے اس سے تقریباً نصف ہاتھ بائیں جانب کو کھڑا ہو تاکہ دونوں کے درمیان میں ہو جائے اور پھر دونوں پر مشترک سلام پڑھے جس کے الفاظ زبدہ میں یہ لکھے ہیں۔

السلام علیکما یا ضجیعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورفیقیہ ووزیریہ جزاکما اللہ احسن الجزاء جئنا کما نتوسل بکما الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیشفع لنا ویدعولنا ربنا ان یحیینا علی ملتہ وسنتہ و یحشرنا فی زمرتہ و جمیع المسلمین۔	تم دونوں پر سلام اے حضورؐ کے پہلو میں لیٹنے والو تم پر سلام اے حضورؐ کے دونوں ساتھیو! تم پر سلام اے حضورؐ کے دونوں وزیرو تمہیں حق تعالیٰ شانہٗ (ہماری طرف سے) بہترین بدلہ (تمہارے احسانات) کا عطا فرمائے ہم تمہارے پاس اس لئے حاضر ہوئے کہ تم سے حضورؐ کی بارگاہ میں اس بات کی سفارش چاہتے ہیں کہ حضورؐ ہمارے لئے اللہ پاک کی بارگاہ میں شفاعت فرمادیں اور اللہ سے یہ دعا فرمادیں کہ وہ ہمیں حضورؐ کے دین پر اور حضورؐ کی سنت پر زندہ رکھے اور ہمارا اور تمام مسلمانوں کا حشر حضورؐ کی جماعت میں ہو۔

Marfat.com

بعض حضرات نے اس سلام کے الفاظ بھی کم و بیش لکھے ہیں جیسا کہ سب سلاموں میں بعض حضرات نے مختصر الفاظ نقل فرمائے ہیں اور بعض نے زائد تحریر فرمائے ہیں اور بعض نے اس مشترک سلام کو ذکر ہی نہیں کیا کہ جب علیحدہ علیحدہ سلام عرض کر چکا ہے پھر مشترک کی کیا ضرورت باقی رہی لیکن جن حضرات نے اس کو ذکر فرمایا ہے غالباً اسی وجہ سے کہ یہاں اب دوبارہ سلام تو بمنزلہ تمہید اور ادب کے ہے اصل مقصود ان دونوں حضرات کی خدمت میں سفارش کی درخواست ہے کہ یہ حضور کی بارگاہ میں دعا کی درخواست اور سفارش کر دیں اسی لئے اس کا ترجمہ لکھا ہے کہ اس سے یہ اندازہ ہو سکے کہ اس مکرر سلام کی غرض کیا ہے۔

(۳۹) اس کے بعد پھر دائیں طرف آ کر دوبارہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہو کر ہاتھ اٹھا کر اول اللہ جل شانہ کی خوب حمد و ثنا کرے اس نعمت جلیلہ کا اور اس کی تمام نعمتوں کا شکر ادا کرے پھر خوب ذوق شوق سے حضور پر درود شریف پڑھے پھر آپ کے وسیلہ سے اللہ جل شانہ سے اپنے لئے اپنے والدین کے لئے اپنے مشائخ کے لئے اپنے اہل و عیال کے لئے اپنے عزیز و اقارب کے لئے اپنے دوستوں اور ملنے والوں کے لئے اور ان لوگوں کے لئے جنہوں نے دعا کی درخواست کی ہو اور تمام مسلمانوں کے لئے زندوں کے لئے اور مُردوں کے لئے خوب دعا کرے اور اپنی دعا کو آمین پر ختم کرے (شرح لباب) اور یاد آجاتے تو ناکارہ زکریا کو بھی اپنی اس مبارک دعا میں شامل کر لے۔

(۴۰) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی مبارک قبروں کی ترتیب اور صورت میں سات روایات کتب حدیث و سیر میں

آئی ہیں ان سب میں دو روایتیں زیادہ مشہور ہیں ان دونوں کی صورت یہاں لکھی جاتی ہے تاکہ حاضرین کو سمجھنے میں سہولت ہو پہلی صورت یہ ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

علامہ سمہودی نے وفاء الوفا میں ان سب صورتوں کو تفصیل سے بیان کیا ہے اور اس صورت کو سب سے زیادہ صحیح اور راجح روایت بیان کیا ہے اس کے اتباع میں صاحب اتحاف نے بھی اس کو اشہر الروایات لکھا ہے

دوسری صورت یہ ہے :۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

علامہ سمہودی نے لکھا ہے کہ یہ دو صورتیں ان سب روایات میں زیادہ راجح ہیں جو حضورؐ کی قبروں کی تصویر میں وارد ہوئیں اور ابوداؤد شریف میں یہ دوسری صورت وارد ہوئی اور حاکم نے اس کو صحیح بتایا، علامہ زرقانی نے شرح مواہب میں لکھا ہے کہ ان سات روایات میں سے پانچ ضعیف ہیں اور دو صحیح ہیں ان دو میں بھی پہلی صورت کو اکثر علماء نے راجح قرار دیا اور ابن دین نے اسی پر وثوق کیا امام نووی نے اس کو مشہور روایت قرار دیا۔

(۱۱) اس کے بعد اسطوانہ ابولبابہ کے پاس آکر دو رکعت نفل پڑھ کر دعا کرے (زبدہ)۔

(۱۲) پھر دوبارہ روضہ میں جا کر نفلیں پڑھے اور دعا درود وغیرہ میں خضوع خشوع سے مشغول رہے دسویں فصل میں جہاں مسجد کے ستونوں کا ذکر آرہا ہے اس میں اس ستون کا مفصل حال آرہا ہے۔

(۱۳) اس کے بعد منبر کے پاس آکر دعا کرے علماء نے لکھا ہے کہ

منبر کی اس جگہ پر جس کو زمانہ کہتے ہیں ہاتھ رکھ کر دعا کرے اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کے وقت اس پر دست مبارک رکھتے تھے امام غزالیؒ نے احیاء میں لکھا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ نیچے والے زمانہ پر ہاتھ رکھے کہ حضورؐ اس پر ہاتھ رکھتے تھے لیکن ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ وہ زمانہ اب باقی نہیں جب مسجد نبویؐ میں دوسری مرتبہ آگ لگی ہے اس میں جل گیا تھا شفاء قاضی عیاض اور اس کی شرح لعلی القاری میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عمرؓ کو دیکھا گیا کہ منبر پر حضورؐ کے بیٹھنے کی جگہ ہاتھ پھیر کر انہوں نے اپنے منہ پر ہاتھ پھیرا اور ابن قسیط اور عتبی کہتے ہیں کہ منبر کے اس زمانہ پر جو قبر کے نزدیک ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اپنے داہنے ہاتھ سے پکڑا کرتے تھے صحابہ کرام برکت کی نیت سے اس پر دایاں ہاتھ پھیرا کرتے تھے زمانہ منبر کی وہ مونٹھ کہلاتی ہے جو انار کی شکل کنارون پر بنی ہوئی ہوتی ہے۔

(۴۴) اس کے بعد اسطوانہ حنانہ کے پاس جاکر درود شریف اور دعا اہتمام سے کرے (زبدہ) ستونوں کے بیان میں سب سے پہلے اسی کا ذکر آرہا ہے۔

(۴۵) اس کے بعد باقی مشہور ستونوں کے پاس جاکر دعا کرے (لباب)

(۴۶) اور اس کی کوشش کرے کہ وہاں کے قیام میں کوئی نماز مسجد نبوی کی جماعت سے فوت نہ ہونے پائے (فتح القدیر) کہ قیام تھوڑا ہے اور ثواب بہت زیادہ نہ معلوم پھر حاضری میسر ہوسکے یا نہ ہوسکے۔

(۴۷) اس کا خیال رکھے کہ زیارت کے وقت نہ دیواروں کو ہاتھ لگادے کہ یہ بے ادبی اور گستاخی ہے اور نہ دیواروں کو بوسہ دے کہ

Marfat.com

یہ حجر اسود ہی کا عمل ہے نہ دیواروں کو چمٹے نہ طواف کرے اس لئے کہ طواف بیت اللہ شریف کے ساتھ خاص ہے قبر کا طواف حرام ہے ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ جاہلوں کے فعل کا اتباع نہ کرے چاہے وہ صورت سے مشائخ معلوم ہوتے ہوں نہ قبر کے سامنے جھکے نہ زمین کو بوسہ دے نہ قبر کی طرف منہ کرکے اس نیت سے کہ ادھر قبر ہے نماز پڑھے ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ اگر قبر کی تعظیم کے لحاظ سے اس طرف منہ کرکے نماز پڑھے تو اس کے کفر کا فتویٰ دیا جائے گا البتہ حجرہ کی پشت پر چونکہ دیوار حائل ہے اس لئے قبر شریف کا ارادہ کئے بغیر نماز پڑھنا جائز ہے (شرح لباب) موفق ابن قدامہ مغنی میں لکھتے ہیں کہ قبر اطہر کی دیوار کو نہ تو چھونا مستحب ہے نہ چومنا امام احمدؒ نے اس کے معروف ہونے کا انکار فرمایا ہے البتہ انہوں نے حضرت ابن عمرؓ کا یہ فعل نقل کیا وہ منبر پر حضورؐ کے بیٹھنے کی جگہ ہاتھ رکھ کر اپنے منہ پر پھیرا کرتے تھے امام نووی لکھتے ہیں کہ قبر اطہر کا طواف کرنا ناجائز ہے اور پیٹ کا یا کمر کا قبر شریف کی دیوار سے چمٹنا مکروہ ہے اسی طرح اس پر ہاتھ پھیرنا یا اس کو چومنا بلکہ ادب یہ ہے کہ اس سے دور کھڑا ہو جیسا کہ حضورؐ کی حیات میں ادب کی وجہ سے دور کھڑا ہوتا یہی صحیح ہے اور تمام علماء کی متفقہ رائے ہے اس کے خلاف جو بعض عوام کا عمل دیکھے تو اس سے دھوکا نہ کھائے اور ان کی جہالت کی باتوں کی طرف التفات نہ کرے اور جو یہ خیال کرے کہ دیوار پر ہاتھ پھیرنے سے برکت مقصود ہے یہ اس کی جہالت ہے اس لئے کہ برکت اس میں ہوتی ہے جو شریعت مطہرہ کے موافق ہو حق کے خلاف میں برکت کہاں۔

(۴۷) بلا ضرورت شدیدہ قبر شریف کی طرف پشت نہ کرے نہ نماز میں

نہ بغیر نماز کے (شرح لباب) بلکہ نماز میں ایسی جگہ کھڑے ہونے کی سعی کرے کہ نہ اس جانب منہ ہو نہ پشت اور بلا نماز تو اس طرف پشت کرنے کی کوئی وجہ ہو ہی نہیں سکتی۔

(۴۸) اس کا لحاظ رکھے کہ جب قبر شریف کے مقابل سے گزرنا ہو تو کھڑے ہو کر سلام کر کے آگے بڑھے حتیٰ کہ علمائ نے لکھا ہے کہ اگر مسجد سے باہر بھی قبر شریف کے مقابل سے گزرے تو کھڑے ہو کر سلام کر کے آگے بڑھے حضرت ابو حازم صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص ان کے پاس آئے اور یہ کہا کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ ابو حازم سے کہہ دینا کہ تم میرے پاس سے اعراض کرتے ہوئے گزر جاتے ہو کھڑے ہو کر سلام بھی نہیں کرتے اس کے بعد سے ابو حازم کا یہ معمول ہو گیا تھا کہ جب ادھر سے گزرتے تو کھڑے ہو کر سلام کر کے آگے بڑھتے (شرح لباب)۔

(۴۹) مدینہ پاک کے قیام میں قبر شریف پر کثرت سے حاضری کا اہتمام رکھے امام اعظمؒ امام شافعیؒ امام احمدؒ تینوں حضرات کے نزدیک کثرت سے حاضر ہوتے رہنا پسندیدہ ہے البتہ امام مالکؓ نے کثرت حاضری کو پسند نہیں کیا جس کی وجہ علما یہ فرماتے ہیں کہ مبادا بار بار کی حاضری سے طبیعت میں بے رغبتی پیدا نہ ہو جائے (شرح لباب)۔

(۵۰) مسجد شریف میں رہتے ہوئے حجرہ شریف کی طرف اور مسجد سے جب باہر ہو تو قبہ شریف جہاں سے نظر آتا ہو بار بار ان کو دیکھنا ان پر نظر جمائے رکھنا بھی افضل ہے اور انشاء اللہ موجب ثواب ہے (شرح لباب وشرح مناسک نووی) نہایت ذوق شوق کے ساتھ چپ چاپ

والہانہ نظر جمائے رکھے۔

سکوت عشق کو ترجیح ہے اظہار الفت پر　　مری آہیں رسا نکلیں یہ نالے بے اثر نکلے

(۵۱) مدینہ منورہ کے قیام میں جتنا زیادہ سے زیادہ وقت مسجد نبوی میں گذر سکے غنیمت سمجھے قرآن پاک کم از کم ایک تو ختم کر ہی لے اور مستقل اعتکاف بھی جے دن کا نصیب ہو سکے نعمت ہے راتوں کو جتنا زیادہ سے زیادہ عبادت میں گزار سکے بہتر ہے کہ یہ مبارک راتیں پھر کہاں ملیں گی (شرح لباب) زبدہ میں حضرت قطب عالم نے لکھا ہے اور جب تک مدینہ منورہ میں رہے تلاوت اور ذکر کرتا رہے۔ اور صلوٰۃ وسلام خوب کرتا رہے اور راتوں کو بہت جاگے اور وقت ضائع نہ کرے۔

(۵۲) زبدہ میں لکھا ہے اور بعد زیارت قبر مبارک کے ہر روز یا جمعہ کو زیارات مزارات بقیع کی بھی ضرور کرے کہ حضرت عثمانؓ اور حضرت عباسؓ اور حضرت حسنؓ اور حضرت ابراہیم اور ازواج مطہرات اور اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وہاں تشریف رکھتے ہیں شرح لباب میں لکھا ہے کہ زائرین کو روزانہ بقیع میں حاضر ہونا چاہیئے اور مدینہ منورہ کے رہنے والوں کو جمعہ کو حاضر ہونا چاہیئے امام نووی نے لکھا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ روزانہ بقیع میں حاضر ہو بالخصوص جمعہ کے دن اور یہ حاضری حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر پر حاضری کے بعد ہو اور وہاں جا کر معروف قبروں کی زیارت کرے جیسا کہ حضرت ابراہیمؓ حضرت عثمانؓ حضرت عباسؓ حضرت حسنؓ اور حضرت علی بن حسین زین العابدینؒ اور حضرت محمد باقر بن علیؒ اور جعفر بن محمد وغیرہ اور سب سے آخر میں حضورؐ کی پھوپھی حضرت صفیہ کی قبر پر حاضری دے اس لئے کہ اہل بقیع کی قبوری

Marfat.com

فضیلت اور ان کی زیارت کے بارہ میں بہت کثرت سے احادیث وارد ہوئی ہیں جن میں سے بعض دسویں فصل کی حدیث ۹ کے ذیل میں آرہی ہیں ابن حجر شرح مناسک میں لکھتے ہیں کہ بہتر یہ ہے کہ وہاں جا کر سب سے پہلے حضرت عثمانؓ کی قبر مبارک پر حاضر ہو اگر کسی دوسرے بزرگ کی قبر راستہ میں پڑجائے تو اس وقت تو مختصر سلام کر کے آگے بڑھ جائے اور حضرت عثمانؓ کی قبر شریف کی زیارت کے بعد پھر واپس آکر کھڑا ہو اس لئے کہ حضرت عثمانؓ ان سب میں افضل ہیں جو بقیع میں مدفون ہیں اور ان کے بعد پھر حضرت عباسؓ کی قبر پر حاضر ہو۔ بقیع میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی بہت بڑی جماعت مدفون ہے حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ تقریباً دس ہزار صحابی مدفون ہیں علماء نے لکھا ہے کہ ان سب حضرات کیلئے دعا کرے اور ایصال ثواب کرے (شرح مناسک نووی) امام غزالیؒ لکھتے ہیں مستحب یہ ہے کہ روزانہ حضور پر سلام پڑھنے کے بعد بقیع کی زیارت کو حاضر ہوا کرے صاحب اتحاف بروایت امام مسلم حضرت عائشہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ میری باری کی شب میں ہمیشہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بقیع تشریف لے جاتے تھے شرح لباب میں لکھا ہے اس میں اختلاف ہے کہ بقیع میں حاضری کی ابتدا کہاں سے کرے بعض نے حضرت عثمان سے فرمایا اس لئے کہ وہ سب حضرات سے جو وہاں آرام فرما رہے ہیں افضل ہیں بعض نے حضرت ابراہیم سے اس لئے کہ وہ حضورؐ کے جگر گوشہ ہیں حضورؐ نے ان کے بارے میں فرمایا کہ اگر ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے بعض نے حضرت عباسؓ سے اس لئے کہ وہ حضورؐ کے چچا ہیں اور بقیع میں سب سے اول ان کی قبر مبارک آتی ہے وہاں سے

بغیر سلام کے آگے چلے جانا بے ادبی ہے نیزان کے قریب حضرت حسنؓ اور دیگر اہل بیت ہیں کہ ان سب کا مجموعہ حضرت عثمانؓ کی فضیلت سے بڑھ جائے گا ملا علی قاری کہتے ہیں کہ یہ موجہ ہے اور زیارت کرنیوالوں کو اسی میں سہولت ہے کہ یہ جگہ بقیع میں سب سے پہلے آتی ہے۔

(۵۳) امام غزالی نے لکھا ہے مستحب یہ ہے کہ ہر پنجشنبہ کو شہداء احد کی زیارت کرے صبح کی نماز مسجد نبوی میں پڑھ کر چلا جائے تاکہ ظہر تک واپسی ہو جائے اور کوئی نماز مسجد نبوی کی فوت نہ ہو صاحب اتحاف لکھتے ہیں کہ پنجشنبہ کی خصوصیت اس وجہ سے شاید ہو کہ یہ واقعہ اس دن ہوا یا اس وجہ سے کہ یہ دن مدینہ والوں کی فراغت کا ہے یا اس وجہ سے کہ حضورؐ نے پنجشنبہ کی صبح میں امت کے لئے برکت کی خبر یا دعا فرمائی یا کسی اور وجہ سے ہو سب محتمل ہیں ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ جبل احد اور شہداء احد دونوں کی مستقل زیارت کی نیت کرے اس لئے کہ جبل احد کے فضائل بھی احادیث میں بہت آئے ہیں مستحب یہ ہے کہ پنجشنبہ کی صبح کو سویرے نماز کے بعد روانہ ہو جائے تاکہ ظہر تک واپس ہو سکے اور وہاں جا کر سب سے اول سید الشہداء حضرت حمزہؓ کے مزار پر حاضر ہو حضورؐ کا ارشاد ہے کہ میرے سب چچاؤں میں حضرت حمزہؓ افضل ہیں دوسری حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن سب شہدائے کے سردار حضرت حمزہؓ ہوں گے وہاں جا کر حضرت حمزہؓ کی قبر مبارک پر نہایت خشوع خضوع سے ان کی عظمت واحترام کی رعایت کرتے ہوئے کھڑا ہو اس کے بعد پھر دوسرے مزارات پر۔

(۵۴) امام نووی نے لکھا ہے کہ قبا کی حاضری کا استحباب بہت

مؤکد ہے اور اولیٰ یہ ہے کہ شنبہ کے دن حاضر ہو اس حاضری میں اس کی زیارت کی نیت ہو اور اس کی مسجد میں نماز پڑھنے کی نیت ہو اس لئے کہ ترمذی شریف وغیرہ میں صحیح حدیث میں آیا ہے کہ مسجد قبا میں نماز پڑھنا بمنزلہ عمرہ کرنے کے ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر شنبہ کے دن مسجد قبا تشریف لے جاتے تھے ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ مسجد مکہ مسجد مدینہ مسجد اقصیٰ کے بعد سب مساجد سے افضل مسجد قبا ہے بلکہ ایک روایت میں تو حضورؐ کا ارشاد یہاں تک نقل کیا گیا کہ میں دو رکعت مسجد قبا میں پڑھوں یہ مجھے مسجد اقصیٰ میں دو دفعہ جانے سے زیادہ محبوب ہے لیکن مشہور روایات سے مسجد اقصیٰ کی فضیلت زیادہ معلوم ہوتی ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فضیلت اور چیز ہے محبوبیت دوسری چیز ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول زیادہ تر شنبہ کو تشریف لے جانے کا تھا اور دوشنبہ کو تشریف لے جانا اور ۲۰ر رمضان کی صبح کو تشریف لے جانا بھی وارد ہوا ہے۔

(۵۵) ان کے بعد مدینہ پاک کے دوسرے متبرک مقامات کی زیارت اولیٰ ہے امام نووی نے لکھا ہے کہ مستحب ہے یہ کہ مدینہ منورہ کے متبرک مقامات کی زیارت کرے جو تقریباً تیس مواضع ہیں اہل مدینہ ان کو جانتے ہیں اور اسی طرح سے ان سات کنوؤں کا پانی پیئے جن سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو کرنا یا غسل کرنا وارد ہوا ہے امام غزالی نے بھی یہی مضمون لکھا ہے کہ بیر اریس کے پاس جائے جو مسجد قبا کے قریب ہی جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس کنوئیں میں حضورؐ نے اپنا لب مبارک ڈالا ہے اس سے وضو کرے اور اس کا پانی پیئے اور مسجد فتح کے پاس آئے

Marfat.com

جو خندق کے قریب ہے اور ایسے ہی بقیہ مساجد اور متبرک مقامات جن کی تعداد تقریباً تئیس ہے اہل مدینہ کے یہاں یہ مواقع معروف ہیں ایسے ہی ساتوں کنوؤں کا پانی شفا اور برکت کی نیت سے پیے، صاحب اتحاف کہتے ہیں کہ یہ سات کنوئیں بیراریس بیرحاء بیر رومہ بیرعرس بیر بضاعہ بیر بصہ ہیں اور ساتویں میں اختلاف ہے کہ بیر سقیا بیر عہن بیر جمل میں سے کون سا ہے اس کے بعد صاحب اتحاف نے ان سب کنوؤں کے متعلق احادیث ذکر کی ہیں صاحب لباب کہتے ہیں کہ حضورؐ کا استعمال جن کنوؤں سے نقل کیا جاتا ہے وہ سترہ ہیں لیکن ان میں سب معروف نہیں اسی طرح نواح مدینہ اور مکہ کے راستہ میں بہت سی مساجد حضورؐ کی طرف منسوب ہیں جن میں سے اکثر زیارت الحرمین میں ذکر کی ہیں وہاں دیکھ لیا جائے۔

(۵۶) وہاں کے قیام میں صدقات کی کثرت رکھے بالخصوص مدینہ پاک کے رہنے والوں پر صاحب لباب نے لکھا ہے کہ مدینہ کے مستقل رہنے والے ہوں یا باہر کے لوگ جو وہاں آکر مقیم ہو گئے ہوں وہ باہر کے رہنے والوں پر مقدم ہیں اس لئے کہ مدینہ کے رہنے والوں سے محبت واجب ہے امام نووی نے لکھا ہے کہ مدینہ کے قیام میں جتنے زیادہ سے زیادہ روزے رکھ سکے رکھے اور جتنا زیادہ ممکن ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوسیوں پر صدقہ کرے کہ یہ بھی حضورؐ ہی کی خدمت گزاری میں داخل ہے۔

(۵۷) مدینہ کے قیام میں جو کچھ خریدے اس میں یہ نیت رکھے کہ یہاں کے تاجروں کی معاش بھی ہے اگر ان کی تجارت میں وسعت

اور فروغ رہا تو ان کا یہ سلسلہ معاش قائم رہے گا اور یہ حضرات راحت سے سکون واطمینان کے ساتھ یہاں قیام کر سکیں گے اور ہم لوگ اس کا ذریعہ بنیں گے اور جب اس ارادہ سے خریدے گا تو اس میں یہ اشکال بھی نہ ہوگا کہ زیادہ پیسے خرچ ہو گئے کہ یہ بھی حقیقت میں ایک نوع کا صدقہ ہے بشرطیکہ یہی نیت ہو بلکہ کچھ چیزیں اسی نیت سے خرید لے کہ ویسے صدقہ کرنے میں جب تک وہ دام لینے والے کے پاس رہیں گے اس وقت تک وہ منتفع ہو سکتا ہے اور اس صورت میں ان کی تجارت کو فروغ ہوگا جس سے وہ دیر تک منتفع ہو سکتے ہیں البتہ جن حضرات کے پاس سلسلہ تجارتی نہیں ہے ان کو ویسے ہی ہدیہ کرے اور بہتر یہ ہے کہ بجائے صدقہ کے ہدیہ کی نیت کرے کہ یہ اونچے حضرات ہیں

(۵۸) سب اہل مدینہ کے ساتھ ہر بات میں حسن سلوک اور اچھا برتاؤ کرے کہ وہ حضورؐ کے پڑوسی ہیں علامہ زرقانی شرح مواہب میں لکھتے ہیں کہ وہاں کے رہنے والوں کا اکرام کرو اور اگر ان میں سے بعض کے متعلق کوئی ایسی بات کہی گئی ہے یعنی نامناسب حرکت اس کی معلوم بھی ہو تب بھی وہ حضورؐ کے پڑوسی ہونے کے شرف تو بہرہ اندوز ہیں ہی اور اس اجل محبوب کے پڑوسی ہونے کا فخر تو ان کو ہے ہی اور اگر ان کی کوئی برائی بڑی بھی ہو جائے تب بھی پڑوسی ہونے کا تمغہ تو ان سے سلب نہیں ہوگا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد کہ جبرئیل علیہ السلام مجھے پڑوسی کے بارے میں بار بار وصیت کرتے رہے ہر پڑوسی کو شامل ہے اس میں اچھے برے کی تخصیص نہیں ہر متقی اور غیر متقی کو شامل ہے اور اگر کوئی شخص ان میں سے کسی کے متعلق

Marfat.com

حضورؐ کا اتباع چھوڑنے کا الزام دے اور یہ بات اس میں ثابت بھی ہوجائے تب بھی پڑوسی ہونے کی وجہ سے جو اکرام اس کا ہے اس میں کمی نہ کی جائے کہ وہ اس بات کی وجہ سے پڑوسی ہونے کے حق سے محروم نہیں ہوسکتا بلکہ اللہ کی ذات سے قوی امید ہے کہ اس کو مرنے سے پہلے پہلے رجوع کی توفیق عطا ہوگی اور انشاء اللہ خاتمہ بالخیر نصیب ہوگا۔

فیاساکنی اکناف طیبۃ کلکم — الی القلب من اجل الحبیب حبیب

اے طیبہ کے رہنے والو تم سب کے سب میرے دل کو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے محبوب ہو اس کے بعد بہت سے اشعار انہوں نے مدنی حضرات کے بارے میں لکھے حضرت امام مالکؒ جب امیر المومنین مہدی کے پاس تشریف لے گئے تو بادشاہ نے درخواست کی کہ مجھے کچھ وصیت فرمادیجئے حضرت امام نے فرمایا سب سے اول اللہ جل شانہ کا خوف اور تقویٰ اختیار کرنا اس کے بعد اہل مدینہ پر مہربانی کہ وہ حضورؐ کے شہر کے رہنے والے حضورؐ کے پڑوسی ہیں مجھے حضورؐ کا یہ ارشاد پہنچا ہے کہ مدینہ میری ہجرت کی جگہ ہے اسی میں میری قبر ہوگی اسی سے میں قیامت کے دن اٹھوں گا اس کے رہنے والے میرے پڑوسی ہیں میری امت کے ذمہ ضروری ہے کہ ان کی نگہبانی کریں جو میری وجہ سے ان کی خبر گیری کرے گا میں اس کے لئے قیامت میں شفیع یا گواہ بنوں گا اور جو میرے پڑوسیوں کے بارے میں میری وصیت کی رعایت نہ کرے حق تعالیٰ شانہ اس کو طینۃ الخبال پلائے دوسری حدیث میں ہے کہ طینۃ الخبال جہنمی لوگوں کا نچوڑ ہے یعنی پسینہ لہو پیپ وغیرہ (وفاء اول)۔

(۵۹) امام نووی نے لکھا ہے کہ آداب میں سے یہ بھی ہے کہ مدینہ طیبہ کے پورے قیام میں اس شہر کی عظمت اور بزرگی کا استحضار رہے اور یہ بات تصور میں رہے کہ اللہ جل شانہٗ نے اس پاک شہر کو اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے لئے پسند فرمایا اور یہاں حضورؐ کا قیام اور اس کو وطن بنانا مقدر فرمایا اور اس کے گلی کوچوں میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چلنے پھرنے کا استحضار رہے امام غزالیؒ لکھتے ہیں کہ جب سے تیری نظر مدینہ پاک پر پڑے اس مضمون کو اپنے ذہن رکھ لے یہ وہ شہر ہے جس کو اللہ جل شانہٗ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کے لئے پسند کیا اور اس کی طرف ہجرت تجویز کی اور یہی وہ شہر ہے جس میں اللہ جل شانہٗ نے شریعتِ مطہرہ کے فرائض نازل کئے اور حضورؐ نے اپنی سنتیں جاری کیں اسی شہر میں آکر دشمنوں سے جہاد کیا اسی شہر میں آپ کے دین کو غلبہ حاصل ہوا یہاں تک کہ اسی شہر میں آپ کا وصال ہوکر آپ کی قبر مبارک بنی اور اسی میں آپ کے دو وزیروں کی قبر بنی اور اس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک جابجا پڑے اور یہ سوچتا رہ کہ جس جگہ بھی تیرا قدم پڑے وہاں کبھی نہ کبھی وقت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم مبارک بھی پڑا ہوگا اس لئے اپنا ہر قدم نہایت سکون وقار کے ساتھ اس بات سے ڈرتے ہوئے رہے کہ اس جگہ حضورؐ کا قدم مبارک بھی پڑا تھا اور حضورؐ کی رفتار کی جو کیفیت احادیث میں آئی ہے اس کو تصور کرتے ہوئے چل اس کے ساتھ ہی حضورؐ کی عظمت رفعت شان جلالت وعظمت مرتبت کہ اللہ جل شانہ نے اپنے پاک نام کے ساتھ ساتھ حضورؐ کا نام مبارک رکھا ذہن میں رکھو اور اس نے

ڈرتے رہو کہ کہیں بے ادبی کی نحوست سے اپنے پہلے نیک عمل بھی ضائع نہ ہو جائیں یہ امام غزالی نے قرآن پاک کی آیت یا ایہا الذین آمنو الا ترفعوا اصواتکم الایۃ (سورہ حجرات) کے مضمون کی طرف اشارہ کیا جس کا ترجمہ یہ ہے، اے ایمان والو! تم اپنی آوازیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچی نہ کرو اور نہ ان سے ایسے زور سے گفتگو کرو جیسا کہ آپس میں ایک دوسرے باتیں کرتے ہو (ایسا نہ ہو کہ اس سے) تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو ع۳۱ پر یہ مضمون تفصیل سے گزر چکا ہے اس کے بعد امام غزالی لکھتے ہیں کہ پھر اس دور کا تصور کرو جب کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی جماعت یہاں حاضر تھی حضورؐ کے مشاہدہ اور حضورؐ کی بابرکت کلام کے سننے سے مستفید ہوتے تھے ؎

چمن کے تخت پر جس دم شہ گل کا تجمل تھا ہزاروں بلبلوں کی فوج تھی ایک شور تھا غل تھا
جب آئے دن خزاں کے کچھ نہ تھا جز خار گلشن میں بتاتا باغباں رو رو یہاں غنچہ یہاں گل تھا

اس کے بعد اس پر افسوس اور رنج و غم کرو کہ میں حضورؐ کی اور صحابہ کرام کی بھی زیارت سے محروم رہ گیا اور دنیا میں تو یہ محرومی ہو ہی گئی آخرت کا حال معلوم نہیں کیا ہو زیارت اقدس شوق سے نصیب ہوتی ہے یا حسرت سے کہ کہیں دربار سے ہٹا نہ دیا جاؤں اور اپنی بداعمالیاں حاضری میں مانع نہ بن جائیں اس لئے کہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ قیامت میں بعض آدمی میرے پاس سے ہٹا دیئے جائیں گے میں کہوں گا کہ یہ تو میرے ساتھی ہیں تو جواب ملے گا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے بعد انہوں نے کیا کیا بس اگر تم نے حضورؐ کی شریعت مطہرہ کے احترام کی خلاف ورزی کی تو اس سے بے فکر نہ رہو کہ کسی وقت یہ بے راہی تمہارے

Marfat.com

اور حضورؐ کے درمیان حائل نہ ہو جائے اور اس کے ساتھ ہی اللہ کی پاک
ذات سے امیدیں وابستہ رکھو کہ جب اس نے دنیا میں اتنے دور وطن سے
اس دربار کی حاضری کی سعادت نصیب فرمائی تو اس کے لطف وکرم سے
بعید نہیں کہ آخرت کی بابرکت زیارت سے محروم نہ فرمائے گا حق تعالیٰ شانہٗ
اس سعادت سے اس سیہ کار کو بھی نواز دے۔ آمین یارب العالمین بوسیلہ
نبیک سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۶۰) جب زیارت سید الانس والجان فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور
زیارت مشاہد متبرکہ سے فراغت کے بعد واپسی کا ارادہ ہو تو ملا علی قاری
نے لکھا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ مسجد نبویؐ میں دو رکعت نفل الوداعی پڑھے
اور روضہ میں ہو تو بہتر ہے اس کے بعد قبر اطہر پر الوداعی سلام کے لئے
حاضر ہو صلوٰۃ وسلام کے بعد اپنے ضروریات کے لئے دعائیں کرے اور
حج وزیارت کی قبول کی دعائیں کرے اور خیر وعافیت کے ساتھ وطن
پہنچنے کی دعا کرے اور یہ دعا کرے کہ یہ حاضری آخری نہ ہو پھر بھی اس پاک
دربار کی حاضری نصیب ہو اور اس کی کوشش کرے کہ رخصت کے کچھ
آنسو نکل آئیں کہ یہ قبولیت کی علامات میں سے ہے پھر رونا نہ آوے
تب بھی رونے والوں کی سی صورت کے ساتھ حسرت ورنج وغم ساتھ لئے
ہوئے واپس ہو اور چلتے وقت بھی کچھ صدقہ جو میسر ہو کرے اور سفر سے
واپسی کے وقت جو دعائیں احادیث میں وارد ہوئی ہیں وہ پڑھتے ہوئے
اور واپسی سفر کے آداب کی رعایت کرتے ہوئے واپس ہو ؎

اٹھ کے ثاقب گو چلا آیا ہوں اس کی بزم سے — دل کی تسکین کا مگر سامان اسی محفل میں ہے

اپنی نااہلیت سے حاضری کے آداب پورے نہ لکھ سکا نمونہ کے طور پر چند

Marfat.com

آداب لکھ دیئے ہیں ناظرین اس سے اندازہ لگائیں اور دو اصول کے تحت میں شریعت مطہرہ کے دائرہ کے اندر رہ کر جو کچھ کر سکتے ہوں کسر نہ چھوڑیں اول ادب احترام دوسرے شوق و ذوق اس کے بعد زائرین کے چند واقعات پر اس فصل کو ختم کرتا ہوں کہ ان کے حالات بھی نمونہ اور اسوہ ہیں عتبی کا مشہور قصہ اور اس کے علاوہ چند واقعات اس سے پہلی فصل کے ختم پر بھی گزر چکے ہیں۔

(۱) حضرت اویس قرنی مشہور تابعی ہیں سید التابعین ان کا لقب ہے حضورؐ کا زمانہ انہوں نے پایا ہے مگر ماں کی خدمت کی وجہ سے حضورؐ کی خدمت میں حاضری سے قاصر رہے حضورؐ سے ان کے متعلق نقل کیا گیا کہ بہترین تابعی اویس قرنی ہیں ایک روایت میں ان کے متعلق آیا ہے کہ اگر وہ کسی بات پر قسم کھالیں تو اللہ جل شانہٗ اس کو پورا کریں ایک حدیث میں ان کے متعلق آیا ہے کہ جو ان سے ملے ان سے اپنے لئے مغفرت کی دعا کرائے ایک حدیث میں حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کو حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ ان سے اپنے لئے استغفار کرائیں بڑے فضائل ان کے احادیث میں وارد ہیں جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حمایت میں شہید ہوئے (اصابہ) جب حج کیا اور مدینہ طیبہ کی حاضری پر مسجد نبویؐ میں داخل ہوئے تو کسی نے اشارہ سے بتایا کہ یہ ہے قبر اطہر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تو بیہوش ہو کر گر پڑے جب غشی سے افاقہ ہوا تو فرمانے لگے کہ مجھے لے چلو مجھے اس شہر میں چین نہیں ہے جس میں حضورؐ مدفون ہوں (اتحاف)۔

(۲) ایک بدو قبر اطہر پر حاضر ہوئے اور کھڑے ہو کر عرض کیا یا

Marfat.com

اللہ تو نے غلاموں کے آزاد کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ تیرے محبوب ہیں اور میں تیرا غلام ہوں اپنے محبوب کی قبر پر مجھ غلام کو آگ سے آزادی عطا فرما غیب سے ایک آواز آئی کہ تم نے اپنے تنہا کے لئے آزادی مانگی تمام آدمیوں کے لئے آزادی کیوں نہ مانگی ہم نے تمہیں آگ سے آزادی عطا کی (مواہب)۔

(۳) اصمعی کہتے ہیں کہ ایک بدو قبر شریف کے سامنے آکر کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا اللہ یہ آپ کے محبوب ہیں اور میں آپ کا غلام اور شیطان آپ کا دشمن اگر آپ میری مغفرت فرمادیں تو آپ کے محبوب کا دل خوش ہو اور آپ کا غلام کامیاب ہوجائے اور آپ کے دشمن کا دل تلملانے لگے اور اگر آپ مغفرت نہ فرمائیں تو آپ کے محبوب کو رنج ہو اور آپ کا دشمن خوش ہو اور آپ کا غلام ہلاک ہوجائے یا اللہ عرب کے کریم لوگوں کا دستور یہ ہے کہ جب ان میں کوئی بڑا سردار مرجائے تو اس کی قبر پر غلاموں کو آزاد کیا کرتے ہیں اور یہ پاک ہستی سارے جہانوں کی سردار ہے تو اس کی قبر پر مجھے آگ سے آزادی عطا فرما اصمعی کہتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا اے عربی شخص اللہ جل شانہٗ نے تیرے اس بہترین سوال پر (انشاء اللہ) تیری ضرور بخشش کردی (مواہب)۔

(۴) حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت حاتم اصم بلخی جو مشہور صوفیہ میں ہیں کہتے ہیں کہ تیس برس تک ایک قبہ میں انہوں نے چلہ کیا تھا کہ بے ضرورت کسی سے بات نہیں کی جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر پر حاضر ہوئے تو اتنا ہی عرض کیا اے اللہ ہم لوگ تیرے نبیؐ کی قبر شریف کی زیارت کو حاضر ہوئے تو ہمیں نامراد واپس نہ کیجیو۔ غیب سے

ایک آواز آئی کہ ہم نے تمہیں اپنے محبوب کی قبر کی زیارت نصیب ہی اس لئے کی کہ اس کو قبول کریں جاؤ ہم نے تمہارے اور تمہارے ساتھ جتنے حاضرین ہیں سب کی مغفرت کردی (زرقانی علی المواہب)۔ بعض وقت الفاظ چاہے کتنے ہی مختصر ہوں جب اخلاص سے نکلتے ہیں تو وہ سیدھے پہنچتے ہیں۔

(۵) شیخ ابراہیم بن شیبان فرماتے ہیں کہ میں حج سے فراغت پر مدینہ منورہ حاضر ہوا اور قبر اطہر پر حاضر ہو کر میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کیا تو حجرہ شریف کے اندر سے میں نے وعلیک السلام جواب میں سنا (قول بدیع)۔

(۶) علامہ قسطلانی جو مشہور محدث ہیں مواہب لدنیہ میں لکھتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ اس قدر سخت بیمار ہوا کہ طبیب علاج سے عاجز ہو گئے اور کئی سال تک مسلسل بیمار چلا گیا میں نے ایک مرتبہ ۲۸ رجمادی الاولی ۸۹۳ھ کو جب کہ میں مکہ مکرمہ میں حاضر تھا حضورؐ کے وسیلہ سے دعا کی اس کے بعد میں سو رہا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک آدمی ہیں جن کے ہاتھ میں ایک کاغذ ہے جس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ دوا احمد بن القسطلانی کے لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضورؐ کے ارشاد سے عطا ہوئی ہے میں خواب سے جاگا تو مرض کا اثر تک بھی نہ تھا وہ فرماتے ہیں کہ ۸۸۵ھ میں مجھے ایک واقعہ اور پیش آیا کہ میں قبر شریف کی زیارت سے واپس ہو رہا تھا کہ راستہ میں ایک حبشی ہرن نے میری خادمہ کے ٹکر ماری جس سے وہ گر گئی اور کئی دن تک سخت تکلیف رہی میں نے حضورؐ کے وسیلہ سے اس کے لئے دعائے صحت کی تو خواب میں دیکھا کہ ایک شخص ہیں جن کے ساتھ

ایک جن ہے جس نے ہرن کی صورت میں خادمہ کو ٹکرایا تھا وہ صاحب کہنے لگے کہ اس کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے پاس بھیجا ہے میں نے اس جن کو ملامت کی اور اس کی قسم دی کہ پھر کہیں ایسی حرکت نہ کرنا اس کے بعد جو میری آنکھ کھلی تو اس خادمہ پر کچھ بھی اثر تکلیف کا نہ تھا (مواہب)۔

(۷) حضرت ابراہیم خواص فرماتے ہیں کہ میں ایک سفر میں پیاس سے اس قدر بے چین ہوا کہ چلتے چلتے پیاس کی شدت سے بے ہوش ہو کر گر گیا کسی نے میرے منہ پر پانی ڈالا میں نے جو آنکھیں کھولیں تو ایک شخص حسین چہرہ نہایت خوبصورت گھوڑے پر سوار کھڑا ہے اس نے مجھے پانی پلایا اور کہا کہ میرے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو جاؤ تھوڑی دیر چلے تھے وہ کہنے لگے یہ کیا آبادی ہے میں نے کہا یہ تو مدینہ منورہ آگیا کہنے لگے اتر جاؤ اور جب روضہ اقدس پر حاضر ہو تو یہ عرض کر دینا کہ آپ کے بھائی خضر نے بھی سلام عرض کیا ہے (روض ۹۰)۔

(۸) شیخ ابو الخیر اقطع فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ مدینہ طیبہ حاضر ہوا اور پانچ دن ایسے گزر گئے کہ کھانے کو کچھ بھی نہ ملا کوئی چیز چکھنے کی بھی نوبت نہ آئی میں قبر اطہر پر حاضر ہوا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات شیخین پر سلام عرض کر کے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آج رات کو حضور کا مہمان ہوں گا یہ عرض کر کے وہاں سے ہٹ کر منبر شریف کے پیچھے جا کر سو گیا میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں دائیں جانب حضرت ابو بکر صدیق ہیں اور بائیں جانب حضرت عمر فاروق ہیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سامنے ہیں حضرت علی نے مجھ کو ہلایا اور فرمایا دیکھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں میں

Marfat.com

اٹھا تو آپ نے مجھے ایک روٹی مرحمت فرمائی میں نے آدھی کھائی اور جب میری آنکھ کھلی تو آدھی میرے ہاتھ میں تھی (روض وفا) اسی قسم کا ایک قصہ شیخ ابن جلار کا ۲۲۳ پر آرہا ہے۔

(۹) ابدال میں سے ایک شخص نے حضرت خضرؑ سے دریافت کیا کہ تم نے اپنے سے زیادہ مرتبہ والا کوئی ولی بھی دیکھا فرمانے لگے ہاں دیکھا ہے میں ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں حاضر تھا میں نے امام عبدالرزاق محدث کو دیکھا کہ وہ احادیث سنا رہے ہیں اور مجمع ان کے پاس احادیث سن رہا ہے اور مسجد کے ایک کونہ میں ایک جوان گھٹنوں پر سر رکھے علیحدہ بیٹھا ہے میں نے اس جوان سے کہا تم دیکھتے نہیں کہ مجمع حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں سن رہا ہے تم ان کے ساتھ شریک نہیں ہوتے اس جوان نے نہ تو سر اٹھایا نہ میری طرف التفات کیا اور کہنے لگا کہ اس جگہ وہ لوگ ہیں جو رزاق کے عبد سے حدیثیں سنتے ہیں اور یہاں وہ ہیں جو خود رزاق سے سنتے ہیں نہ کہ اس کے عبد سے حضرت خضرؑ نے فرمایا اگر تمہارا کہنا حق ہے تو بتاؤ کہ میں کون ہوں اس نے اپنا سر اٹھایا اور کہنے لگا کہ اگر فراست صحیح ہے تو آپ خضر ہیں حضرت خضر فرماتے ہیں اس سے میں نے جانا کہ اللہ جل شانہٗ کے بعض ولی ایسے بھی ہیں جن کے علو مرتبہ کی وجہ سے میں ان کو نہیں پہچانتا حق تعالیٰ شانہٗ ان سے راضی ہو اور ہم کو بھی ان سے نفع پہنچائے آمین (روض)

(۱۰) ایک بزرگ فرماتے ہیں ہم مدینہ منورہ میں حاضر تھے اور ان کرامات کا تذکرہ کر رہے تھے جو اللہ جل شانہ نے اپنے سے تعلق رکھنے والوں کو عطا فرمائی ہیں ایک نابینا ہمارے قریب بیٹھے ہوئے ہماری باتیں سن رہا تھا وہ آگے بڑھا اور کہنے لگا کہ مجھے تمہاری باتوں سے انس ہوا ایک بات سنو

میں عیالدار آدمی تھا بقیع میں لکڑیاں کاٹنے جایا کرتا تھا میں نے ایک مرتبہ وہاں ایک نوجوان کو دیکھا کہ اس پر کتان کا کرتہ ہے ہاتھ میں جوتے لے رکھے ہیں میں نے خیال کیا کہ کوئی پاگل ہے میں نے اس کے کپڑے چھیننے کا ارادہ کیا اور اس سے کہا کہ اپنے کپڑے اتار دے اس نے کہا جا اللہ کی حفاظت میں چلا جا میں نے دوبارہ سہ بارہ اسی طرح تقاضا کیا اس نے کہا کہ میرے کپڑے ضرور ہی لے گا میں نے کہا اس کے بغیر چارہ نہیں اس نے دو انگلیوں سے میری آنکھوں کی طرف اشارہ کیا وہ دونوں نکل کر باہر گر پڑیں میں نے کہا تجھے خدا کی قسم تو یہ بتادے کہ تو کون ہے وہ کہنے لگا کہ میں ابراہیم خواص ہوں صاحب روض کہتے ہیں کہ حضرت خواص نے اپنے لیٹرے پر اندھے ہونے کی بددعا کی اور حضرت ابراہیم بن ادہم نے اس سپاہی کے لئے جس نے ان کو پیٹا تھا جنت کی دعا کی اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت خواص نے چور کی حالت سے یہ اندازہ فرمالیا تھا کہ وہ بغیر سزا کے توبہ نہیں کرے گا اور حضرت ابراہیم کو یہ اندازہ ہوا کہ سزا سے وہ توبہ نہ کرے گا اس لئے اس پر دعا کا احسان کیا جس کی برکت سے اس کو توبہ نصیب ہوئی اور جب وہ معافی چاہنے کے لئے معذرت کے طور پر حاضر ہوا تو حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ جو سر معذرت کا محتاج تھا وہ میں بلخ میں چھوڑ آیا (روض)۔

(۱۱) ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں تھا میرے پاس ایک یمن کے رہنے والے بزرگ آئے اور فرمایا کہ میں تمہارے لئے ایک ہدیہ لایا ہوں اس کے بعد انہوں نے ایک دوسرے صاحب سے جو ان کے ساتھ تھے کہا کہ اپنا قصہ ان کو سناؤ انہوں نے اپنا یہ قصہ سنایا کہ جب میں حج کے ارادہ سے صفا سے چلا تو بڑا مجمع مجھے باہر تک رخصت کرنے کے واسطے

Marfat.com

آیا اور رخصت کرتے وقت ایک شخص نے ان ہیں سے مجھ سے کہہ دیا کہ جب تم مدینہ طیبہ حاضر ہو تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی خدمات میں میرا بھی سلام عرض کر دینا میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا اور اس آدمی کا سلام عرض کرنا بھول گیا جب مدینہ طیبہ سے رخصت ہو کر پہلی منزل ذوالحلیفہ پر پہنچا اور احرام باندھنے لگا تو مجھے اس شخص کا سلام یاد آیا میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میرے اونٹ کا بھی خیال رکھنا مجھے مدینہ طیبہ واپس جانا پڑ گیا ایک چیز بھول آیا ساتھیوں نے کہا کہ اب قافلہ کی روانگی کا وقت ہے تم پھر مکہ تک بھی قافلہ کو نہ پا سکو گے میں نے کہا کہ تو میری سواری کو بھی اپنے ساتھ لیتے جانا یہ کہہ کر میں مدینہ طیبہ لوٹ آیا اور روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر اس شخص کا سلام میں نے حضورؐ کی خدمت میں اور حضرات شیخین کی خدمت میں پہنچایا اس وقت رات ہو چکی تھی میں مسجد سے باہر نکلا تو ایک آدمی ذوالحلیفہ کی طرف سے آتا ہوا ملا میں نے اس سے قافلہ کا حال پوچھا اس نے کہا کہ وہ روانہ ہو چکا میں مسجد میں لوٹ آیا اور یہ خیال ہوا کہ کوئی دوسرا قافلہ کسی وقت جاتا ہوا ملے گا تو اس کے ساتھ روانہ ہو جاؤں گا میں رات کو سو گیا اخیر شب میں میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی زیارت کی حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ یہ شخص ہے حضورؐ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ابو الوفا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میری کنیت تو ابو العباس ہے حضورؐ نے فرمایا کہ تم ابو الوفا ہو (یعنی وفادار) اس کے بعد حضورؐ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے مسجد حرام (یعنی مکہ مکرمہ کی مسجد) میں رکھ دیا میں مکہ مکرمہ میں آٹھ دن تک مقیم رہا اس کے

Marfat.com

بعد میرے ساتھیوں کا قافلہ مکہ مکرمہ پہنچا (رض) ابو عمران واسطی فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کی زیارت کے ارادہ سے چلا جب میں حرم سے باہر نکلا مجھے اتنی شدید پیاس لگی کہ میں اپنی زندگی سے مایوس ہو گیا میں اپنی جان سے نا امید ہو کر ایک کیکر (ببول) کے درخت کے نیچے بیٹھ گیا دفعتہً ایک شہسوار سبز گھوڑے پر سوار میرے پاس پہنچے اس گھوڑے کا لگام بھی سبز تھا زین بھی سبز تھی اور سوار کا لباس بھی سبز تھا ان کے ہاتھ میں سبز گلاس تھا جس میں سبز ہی رنگ کا شربت تھا وہ انہوں نے مجھے پینے کے لئے دیا میں نے تین مرتبہ پیا مگر اس گلاس میں سے کچھ کم نہ ہوا پھر انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ تم کہاں جا رہے ہو میں نے کہا کہ مدینہ طیبہ حاضری کا ارادہ ہے تاکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام کروں اور حضور کے دونوں ساتھیوں کو سلام کروں انہوں نے فرمایا کہ جب تم مدینہ پہنچ جاؤ اور حضور کی اور حضرات شیخین کی خدمت میں سلام کر چکو تو یہ عرض کر دینا کہ رضوان آپ تینوں حضرات کی خدمت میں سلام عرض کرتے تھے (رض) رضوان اس فرشتہ کا نام ہے جو جنت کے ناظم ہیں۔

(۱۳) سید احمد رفاعی مشہور بزرگ اکابر صوفیہ میں ہیں ان کا قصہ مشہور ہے کہ جب ۵۵۵ھ میں حج سے فارغ ہو کر زیارت کے لئے حاضر ہوئے اور قبر اطہر کے مقابل کھڑے ہوئے تو یہ دو شعر پڑھے ؎

فی حالۃ البعد روحی کنت ارسلھا	دوری کی حالت میں میں اپنی روح کو
تقبل الارض عنی وھی نائبتی	خدمت اقدس بھیجا کرتا تھا وہ میری نائب

وھذہ دولۃ الاشباح قد حضرت بن کر آستانہ مبارک چومتی تھی اب جسموں کی
فامدد یمینک کے تحظی بھا شفتی حاضری کی باری آئی ہے اپنا دست مبارک
عطا کیجئے تاکہ میرے ہونٹ اس کو چومیں اس پر قبر شریف سے دست مبارک باہر نکلا اور
انہوں نے اس کو چوما (الحاوی للسیوطی) کہا جاتا ہے کہ اس وقت تقریباً نوے (۹۰) ہزار کا مجمع مسجد
نبوی میں تھا جنہوں نے اس واقعہ کو دیکھا اور حضورؐ کے دست مبارک کی زیارت کی جن میں
حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی نوراللہ مرقدہ کا نام نامی بھی
ذکر کیا جاتا ہے۔ (البنیان المشید)۔

(۱۴) سید نورالدین ایجی شریف عفیف الدین کے والد ماجد کے متعلق
لکھا ہے کہ جب وہ روضۂ مقدسہ پر حاضر ہوئے اور عرض کیا السلام علیک
ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تو سارے مجمع نے جو وہاں حاضر تھا سنا
کہ قبر شریف سے وعلیک السلام یا ولدی کا جواب ملا (الحاوی)۔

(۱۵) شیخ ابو نصر عبدالواحد بن عبدالملک بن محمد بن ابی سعد الصوفی
الکرخی فرماتے ہیں کہ میں حج سے فراغت کے بعد زیارت کے لئے حاضر ہوا
حجرہ شریفہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ شیخ ابوبکر دیار بکری تشریف لائے اور
موجہ شریفہ کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا السلام علیک یا رسول اللہ تو
میں نے حجرہ شریفہ کے اندر سے یہ آواز سنی وعلیک السلام یا ابا بکر اور اس
کو سب لوگوں نے جو اس وقت حاضر تھے سنا (الحاوی)۔

(۱۶) یوسف بن علی کہتے ہیں کہ ایک ہاشمی عورت مدینہ طیبہ میں رہتی
تھی اور بعض خدام اس کو ستایا کرتے تھے وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت اقدس میں فریاد لے کر حاضر ہوئی تو روضہ شریفہ سے یہ آواز
آئی۔ اما لک فی اسوۃ فاصبری کما صبرت او نحو ھذا کیا تیرے لئے میری اتباع

ہیں رغبت نہیں جس طرح میں نے صبر کیا تو بھی صبر کر وہ عورت کہتی ہیں کہ اس آواز کے بعد جس قدر کوفت مجھے تھی وہ سب جاتی رہی اور وہ تینوں خادم جو مجھے ستایا کرتے تھے مر گئے (الحاوی)۔

(۱۷) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن سے فارغ ہوئے تو ایک بدو حاضر ہوئے اور قبر اطہر پہ پہنچ کر گر گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے جو کچھ ارشاد فرمایا وہ ہم نے سنا اور جو اللہ جل شانہٗ کی طرف سے آپ کو پہنچا تھا اور آپ نے اس کو محفوظ فرمایا تھا اس کو ہم نے محفوظ کیا اس چیز میں جو آپ پر اللہ جل شانہٗ نے نازل کی (یعنی قرآن پاک) یہ وارد ہے ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاءوک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما (اگر یہ لوگ جب انہوں نے اپنے نفس پر ظلم کر لیا تھا آپ کے پاس آجاتے اور آکر اللہ جل شانہٗ سے معافی مانگ لیتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے لئے معافی مانگتے تو ضرور حق تعالیٰ شانہ کو توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا پاتے) اس کے بعد اس بدو نے کہا بیشک میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے اور اب میں آپ کے پاس مغفرت کا طالب بن کر حاضر ہوا ہوں اس پہ قبر اطہر سے آواز آئی کہ بے شک تمہاری مغفرت ہو گئی۔ (حاوی)

(۱۸) حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب دشمنوں نے حضرت عثمانؓ کو محصور کر رکھا تھا میں ان کی خدمت میں سلام کے لئے حاضر ہوا تو فرمانے لگے کہ بھائی بہت اچھا کیا آئے میں نے اس کھڑکی میں سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی حضورؐ نے ارشاد فرمایا عثمان تمہیں ان لوگوں نے محصور کر رکھا ہے میں نے عرض کیا جی کر رکھا ہے

Marfat.com

پھر حضور نے ارشاد فرمایا تمہیں پیاسا کر رکھا ہے (کہ ان لوگوں نے پانی اندر جانا بند کر دیا تھا) میں نے عرض کیا جی ہاں اس پر حضورؐ نے ایک ڈول پانی کا لٹکایا جس میں سے میں نے پانی پیا اس پانی کی ٹھنڈک اب تک میرے دونوں شانوں اور دونوں چھاتیوں کے درمیان میں محسوس ہو رہی ہے اس کے بعد حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم چاہو تو ان کے مقابلے میں تمہاری مدد کی جائے اور تمہارا دل چاہے تو یہاں ہمارے پاس ہی آکر افطار کر لینا میں نے عرض کر دیا کہ حضورؐ کی خدمت میں حاضری ہی چاہتا ہوں اسی دن شہید کر دیئے گئے رضی اللہ عنہ وارضاہ (حاوی)۔

(۱۹) مکہ مکرمہ میں ایک بزرگ جن کو ابن ثابت کہا جاتا تھا رہتے تھے ساٹھ سال تک ہر سال حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے بھی حاضر ہوا کرتے تھے اور زیارت کر کے واپس آجاتے ایک سال کسی عارض کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکے کچھ غنودگی کی حالت میں اپنے حجرہ میں بیٹھے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی حضورؐ نے ارشاد فرمایا ابن ثابت تم ہماری ملاقات کو نہ آئے اس لئے ہم تم سے ملنے آئے ہیں (حاوی)۔

(۲۰) حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں قحط پڑا ایک شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر پر حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی امت ہلاک ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ سے بارش مانگ دیجئے۔ انہوں نے خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ارشاد فرمایا کہ عمرؓ سے میرا سلام کہہ دو اور یہ کہہ دو کہ بارش ہوگی اور یہ بھی کہہ دینا کہ (علیک الکیس الکیس) ہوشمندی اور ہوشیاری کو مضبوط پکڑیں

Marfat.com

وہ شخص حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پیام پہنچایا حضرت عمرؓ سن کر رونے لگے اور عرض کیا یا اللہ میں اپنی قدرت کے بقدر تو کوتاہی نہیں کرتا۔ (وفاء الوفاء)۔

(۲۱) محمد بن المنکدر کہتے ہیں کہ ایک شخص نے میرے والد کے پاس اسّی اشرفیاں امانت رکھیں اور یہ کہہ کر جہاد میں چلا گیا کہ اگر ضرورت پڑے تو خرچ کر لینا میں واپس آکر لے لوں گا ان کے جانے کے بعد مدینہ منورہ میں تنگی زیادہ پیش آئی میرے والد نے وہ خرچ کر ڈالیں جب وہ صاحب واپس آئے تو انہوں نے اپنی رقم طلب کی والد صاحب نے کل کا وعدہ کر لیا اور رات کو قبر اطہر پر حاضر ہو کر عاجزی کی کبھی قبر شریف کے قریب دعا کرتے کبھی منبر شریف کے متصل تمام رات یوں ہی گذر گئی صبح کے قریب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کے قریب دعا کر رہے تھے کہ اندھیرے میں ایک شخص کی آواز سنی وہ کہہ رہے ہیں ابو محمد یہ لے لو میرے والد نے ہاتھ بڑھایا تو انہوں نے ایک تھیلی دی جس میں اسّی (۸۰) اشرفیاں تھیں (وفاء)۔

(۲۲) ابوبکر بن المقری کہتے ہیں کہ میں اور امام طبرانی اور ابوالشیخ مدینہ طیبہ میں حاضر تھے کھانے کو کچھ ملا نہیں روزہ پر روزہ رکھا جب رات ہوئی عشا کے قریب میں قبر اطہر پر حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ بھوک یہ عرض کر کے میں لوٹ آیا مجھ سے ابوالقاسم (طبرانی) کہنے لگے کہ بیٹھ جاؤ یا تو کچھ کھانے کو آئے گا یا موت آئے گی ابن المنکدر کہتے ہیں کہ میں اور ابوالشیخ تو کھڑے ہو گئے طبرانی وہیں بیٹھے کچھ سوچتے رہے کہ دفعتہً ایک علوی نے دروازہ کھٹ کھٹایا ہم نے کواڑ کھولے تو ان کے

Marfat.com

ساتھ دو غلام تھے اور ان دونوں کے ہاتھ میں ایک ایک بہت بڑی زنبیل تھی جس میں بہت کچھ تھا ہم تینوں نے کھایا خیال تھا کہ یہ بچا ہوا یہ غلام کھائیں گے مگر وہ سب کچھ وہیں چھوڑ گئے اور وہ علوی کہنے لگے کہ تم نے حضورؐ سے شکایت کی میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی حضورؐ نے حکم فرمایا کہ میں تمہارے پاس کچھ پہنچاؤں (وفاء)

(۲۳) ابن جلاء کہتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا مجھ پر فاقہ تھا میں قبر شریف کے قریب حاضر ہوا اور عرض کیا حضورؐ میں آپ کا مہمان ہوں مجھے کچھ غنودگی سی آگئی تو میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی حضورؐ نے مجھے ایک روٹی مرحمت فرمائی میں نے آدھی کھائی اور جب میں جاگا تو آدھی میرے ہاتھ میں تھی (وفاء) اس سے قبل ۸ پر شیخ ابوالخیر اقطع کا قصہ اس جیسا گذر چکا وہ دوسرا قصہ ہے۔

(۲۴) صوفی ابو عبداللہ محمد بن ابی زرعۃ فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد اور ابو عبداللہ بن خفیف کے ساتھ مکہ مکرمہ حاضر ہوا بڑی سخت تنگی تھی فاقہ بہت سخت ہو گیا تھا اسی حالت میں ہم مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور خالی پیٹ ہی رات گزاری میں اس وقت تک نابالغ بار بار والد کے پاس جاتا اور جا کر بھوک کی شکایت کرتا میرے والد اٹھ کر قبر شریف کے قریب حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں آج آپ کا مہمان ہوں یہ عرض کر کے وہیں مراقبہ میں بیٹھ گئے تھوڑی دیر بعد مراقبہ سے سر اٹھایا اور سر اٹھانے کے بعد کبھی رونے لگتے کبھی ہنسنے لگتے کسی نے اس کا سبب پوچھا تو کہنے لگے کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی آپ نے میرے ہاتھ میں چند درم رکھ دیئے ہاتھ کھولا تو اس میں درم رکھے ہوئے

تھے صوفی جی کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے ان میں اتنی برکت فرمائی کہ ہم نے شیراز لوٹنے تک اسی میں سے خرچ کیا (وفاء)۔

(۲۵) شیخ احمد بن محمد صوفی کہتے ہیں کہ میں جنگل میں تیرہ ماہ تک حیران پریشان پھرتا رہا میرے بدن کی کھال بھی چھل گئی میں اسی میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا اور روضہ اقدس پر حاضر ہو کر حضورؐ کی خدمت میں اور حضرات شیخینؓ کی خدمت میں سلام عرض کیا اس کے بعد میں سو گیا میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی اور ارشاد فرمایا احمد تم آئے میں نے عرض کیا کہ جی حضور حاضر ہوا ہوں اور میں بھوکا بھی ہوں آپ کا مہمان ہوں حضور نے ارشاد فرمایا کہ اپنے دونوں ہاتھ کھولو میں نے دونوں ہاتھ کھول دیئے حضورؐ نے ان کو دراہم سے بھر دیا میری جب آنکھ کھلی تو دونوں ہاتھ درہم سے بھرے ہوئے تھے میں نے اسی وقت روٹی اور فالودہ خریدا اور کھا کر جنگل چل دیا (وفاء)۔

(۲۶) ثابت بن احمد ابوالقاسم بغدادی فرماتے ہیں کہ انہوں نے ایک مؤذن کو دیکھا کہ وہ مدینہ پاک میں مسجد نبوی میں صبح کی اذان دے رہے تھے اذان میں مؤذن نے کہا الصلوٰۃ خیر من النوم تو ایک خادم نے آکر ان کے تھپڑ مار دیا وہ مؤذن رویا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ آپ کی موجودگی میں میرے ساتھ یہ ہو رہا ہے اس خادم پر فالج گر گیا لوگ اٹھا کر اس کو گھر لے گئے اور تین دن بعد وہ مر گیا (وفاء)۔

(۲۷) سید ابو محمد عبد السلام حسینی کہتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ میں تھا تین دن تک کچھ کھانے کی نوبت نہ آئی میں نے منبر شریف کے قریب جا کر دو رکعت نماز پڑھی اس کے بعد میں نے کہا دادے ابا مجھے بھوک لگ رہی

ہے اور میرا ثرید کھانے کو جی چاہتا ہے اس کے بعد میں سو گیا تھوڑی دیر گذری تھی کہ ایک شخص نے آکر مجھے جگایا اور لکڑی کے ایک پیالے میں ثرید اس میں خوب گھی اور گوشت اور بہت سی خوشبوئیں پڑی ہوئی تھیں مجھے دیا میں نے پوچھا کہ یہ کہاں سے آیا ہے وہ کہنے لگے کہ میرے بچے تین دن سے اس کا تقاضا کر رہے تھے آج مجھے کچھ مقدر سے مل گیا تھا اس لئے میں نے پکایا تھا پھر لیٹ کر میں سو گیا تو میں نے خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ارشاد فرما رہے ہیں کہ تیرے ایک بھائی نے اس کی تمنا مجھ سے کی ہے اس میں سے اس کو بھی کھلانا (وفا)

(۲۸) شیخ عبدالسلام بن ابی القاسم صقلی کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا کہ میں مدینہ طیبہ میں حاضر تھا میرے پاس کوئی چیز نہیں تھی جس سے میں بہت ضعیف ہو گیا میں حجرہ شریفہ پر حاضر ہوا اور حاضر ہو کر میں نے عرض کیا اے اولین و آخرین کے سردار میں مصر کا رہنے والا ہوں میں پانچ مہینے سے خدمت اقدس میں حاضر ہوں اللہ جل شانہٗ سے اور آپ سے سوال کرتا ہوں کہ کسی ایسے شخص کو متعین فرما دیجئے جو میرے کھانے کی خبر لے لیا کرے یا میرے جانے کا انتظام کر دے پھر میں نے اور دعائیں مانگیں۔ اور منبر شریف کے پاس جا کر بیٹھ گیا دفعتہً میں نے دیکھا کہ ایک شخص حجرہ شریفہ کے پاس حاضر ہوئے اور کچھ بول رہے ہیں اس میں اے میرے دادے اے میرے دادے بھی کہہ رہے ہیں پھر وہ صاحب وہاں سے میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر کہا اٹھو میں اٹھ کر ان کے ساتھ ہو لیا وہ مجھے ساتھ لے کر باب جبرئیل سے نکلے اور بقیع میں سے نکل کر باہر ایک خیمہ میں لے گئے اس میں ایک باندی اور ایک غلام تھے ان سے جا کر کہا

Marfat.com

اٹھو اپنے مہمان کے لئے کھانا طیار کرو غلام نے لکڑیاں اکٹھی کر کے آگ جلائی اور باندی نے آٹا پیس کر ملۃ (ایک خاص قسم کی روٹی) تیار کی اور میزبان نے اتنی دیر مجھے باتوں میں لگائے رکھا جب وہ تیار ہو گئی تو باندی نے لاکر اس کو آدھی آدھی کر کے دو جگہ رکھی پھر گھی کا ڈبہ لاکر ان دونوں ٹکڑوں پر بہا دیا اس کے بعد صیحانی کھجوریں جو بہت بڑی بڑی اعلیٰ قسم کی کھجوریں ہوتی ہیں وہ بہت سی رکھیں پھر مجھ سے کہا کھاؤ میں نے کھایا اس نے تقاضا کیا کہ اور کھاؤ میں نے اور کھایا پھر اس نے اور تقاضا کیا میں نے کہا میرے سردار میں نے کئی مہینے سے گیہوں نہیں کھایا تھا اور نہیں کھایا جاتا اس نے میرے پاس سے جو بچا تھا وہ بھی اور دوسرا ٹکڑا جو رکھا ہوا تھا وہ ایک زنبیل میں رکھا اور دو صاع کھجور جو تقریباً سات سیر پختہ ہوئیں اس زنبیل میں رکھ کر مجھ سے دریافت کیا کہ تمہارا نام کیا ہے میں نے نام بتایا کہنے لگے تمہیں خدا کی قسم پھر دادے ابا سے کبھی شکایت نہ کرنا ان کو اس سے بہت تکلیف ہوتی ہے جب تک تمہارے جانے کی صورت نکلے اس وقت تک جب تمہیں ضرورت ہوگی کھانا وہیں تمہارے پاس پہنچ جایا کرے گا یہ کہکر اپنے غلام سے کہا کہ یہ زنبیل لے کر ان کے ساتھ جاؤ اور ان کو مع اس زنبیل کے حجرہ شریفہ تک پہنچا کر آؤ میں غلام کے ساتھ چلا بقیع میں پہنچ کر میں نے غلام سے کہا کہ بس میں راستہ پر پہنچ گیا اب تم واپس چلے جاؤ غلام نے کہا اللہ واحد مجھے اس کی قدرت نہیں کہ آپ کو حجرہ شریفہ تک پہنچانے سے پہلے واپس ہوں کبھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میرے سردار کو اس کی خبر نہ کر دیں اس نے مجھے حجرہ شریفہ تک پہنچایا میں چار دن تک اس زنبیل سے کھاتا رہا جب وہ ختم ہو گئی اور مجھے بھوک معلوم ہوئی تو وہی غلام مجھے اور

کھانا دے گیا اسی طرح ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ ایک قافلہ ینبوع جانے والا طیار ہوگیا اور میں اس کے ساتھ ینبوع چلا گیا (وفا)۔

(۲۹) ابو العباس بن نفیس مقری جو نابینا بھی تھے کہتے ہیں کہ میں تین دن مدینہ طیبہ میں بھوکا رہا تو میں قبر شریف پر یہ عرض کرکے کہ حضورؐ میں بھوکا ہوں ضعف کی حالت میں سو گیا ایک لڑکی آئی اور پاؤں سے مجھے حرکت دے کر جگایا اور کہا چلو میں ساتھ ہولیا وہ اپنے گھر لے گئی اور گیہوں کی روٹی اور گھی اور کھجوریں میرے سامنے رکھ کر کہنے لگی کہ ابو العباس کھاؤ مجھے میرے دادے نے اس کا حکم فرمایا ہے اور جب بھوک لگا کرے یہاں آکر کھا جایا کرو ابو سلیمان داؤد اس قصہ کو نقل کرکے لکھتے ہیں کہ اس قسم کے واقعات بہت کثرت سے نقل کئے گئے ہیں اور ان میں بکثرت یہ دیکھا گیا کہ اس قسم کا حکم حضورؐ نے اپنی شریف اولاد ہی کو زیادہ تر فرمایا ہے بالخصوص جب کہ کھانے کی قسم سے کوئی چیز دینے کا ارشاد ہوا ہو اور کریموں کی عادت بھی یہی ہوتی ہے کہ جب کوئی شخص ضیافت طلب کرے تو اپنے ہی گھر سے ابتدا فرمایا کرتے ہیں اسی ضابطہ کے موافق آنحضرتؐ نے بھی اکثر کھانے کا حکم اپنی ہی اولاد کو فرمایا ہے (وفا)۔

(۳۰) بازری توثیق عری الایمان میں ابو النعمان سے نقل کیا ہے کہ خراسان کے رہنے والے ایک صاحب ہر سال حج کو جایا کرتے اور جب مدینہ طیبہ حاضر ہوتے تو سید طاہر علوی کی خدمت میں بھی نذرانہ پیش کیا کرتے ایک صاحب نے جو مدینہ ہی کے رہنے والے تھے ان خراسانی سے ایک مرتبہ یہ کہا کہ تم طاہر علوی کو جو کچھ دیتے ہو وہ ضائع کرتے ہو وہ اس کو گناہوں میں خرچ کر دیتا ہے خراسانی نے اس سال طاہر صاحب کو کچھ نہ دیا اور دوسرا

سال بھی ایسے ہی گزر گیا کہ وہ اپنی عادت کے موافق جو کچھ لے کر آئے
تھے وہ اہل مدینہ کو تقسیم کر گئے اور طاہر صاحب کو کچھ نہ دیا جب تیسرے
سال وہ حج کے ارادہ سے اپنے گھر سے چلنے لگے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ و
سلم کی زیارت خواب میں ہوئی حضورؐ نے تنبیہ فرمائی کہ تو نے طاہر علوی کے بارے
میں اس کی مخالف کی بات کا یقین کر لیا اور جو تو اس کو دیا کرتا تھا وہ بند
کر لیا ایسا نہ کرنا چاہیئے جو وظیفہ اس کا رکا ہوا ہے وہ بھی دو اور آیندہ
جب تک جاری رکھ سکو بند نہ کرو وہ خراسانی بہت خوف زدہ نیند سے
اٹھے اور ایک تھیلی علیحدہ ان کے نام کی جس میں چھ سو اشرفیاں تھیں اپنے
ساتھ لے لی اور جب مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو سب سے پہلے سید طاہر علوی
کے مکان پر پہنچے وہاں محفل بھر رہی تھی علوی صاحب نے ان خراسانی کا
نام لے کر کہا کہ اگر تم کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد نہ فرماتے تو تم
مجھ تک نہ آتے تم نے مرے بارے میں اللہ کے دشمن کی بات کا یقین کر لیا اور
اپنا معمول بند کر لیا جب حضورؐ نے ملامت فرمائی اور حکم فرمایا کہ تین سال
کا وظیفہ دو جب لے کر آئے ہو یہ کہہ کر ہاتھ پھیلایا اور کہا لاؤ چھ سو اشرفیاں
یہ ساری بات سن کر خراسانی کو اور بھی دہشت ہوئی اور وہ کہنے لگا کہ واقعہ
تو سارا اسی طرح ہے مگر تمہیں اس سارے واقعہ کی کس طرح خبر ہوئی علوی
نے کہا کہ مجھے سارا حال معلوم ہے پہلے سال جب تم نے کچھ نہ دیا تو اس سے
میری معیشت پر اثر پڑا جب دوسرے سال تم آکر چلے گئے اور مجھے تمہارے
آنے اور جانے کا حال معلوم ہوا تو مجھے بہت ضیق ہوئی میں نے حضور
اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا حضورؐ نے ارشاد فرمایا تو رنج
نہ کر میں نے فلاں خراسانی کو خواب میں تنبیہ کر دی اور ان سے کہہ دیا کہ

Marfat.com

گزشتہ کا بھی ادا کرے اور آیندہ بھی حتی المقدور بند نہ کرے ہیں نے اس خواب پر اللہ کا شکر ادا کیا جب تم سامنے آئے تو مجھے یقین ہو گیا کہ تم نے خواب دیکھ لیا یہ سن کر خراسانی نے چھ سو اشرفیوں کی تھیلی نکالی اور ان کو دے کر ان کی دست بوسی کی اور اپنی کوتاہی کی معافی چاہی کہ میں نے تمہارے مخالف کی بات کا یقین کر لیا سید سمہودی نے اس قصہ کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ طاہر علوی طاہر بن یحییٰ بن حسین بن جعفر الحجۃ بن عبید اللہ بن زین العابدین علی بن الامام حسین رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں (وفا)

(۳۱) ایک عورت حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور درخواست کی کہ مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کی زیارت کرا دو حضرت عائشہؓ نے حجرہ شریفہ کے اس حصہ کو جس میں قبر شریف تھی پردہ ہٹا کر کھولا وہ عورت قبر شریف کی زیارت کر کے روتی رہیں اور روتے روتے وہیں انتقال کر گئیں رضی اللہ عنہا وارضاہا (شفاء)۔

(۳۲) خالد بن معدانؒ کی بیٹی عبدہ کہتی ہیں کہ میرے والد کا ہمیشہ یہ معمول تھا کہ رات کو جب سونے لیٹتے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے شوق میں بے چین ہوتے اور مہاجرین اور انصار صحابہ کرام کو نام لے کر یاد کرتے اور کہتے یا اللہ یہی حضرات میرے اصول و فروع ہیں میرا دل ان سے ملنے کو بے تاب ہے میرا اشتیاق بڑھتا جا رہا ہے یا اللہ مجھے جلدی سے موت عطا فرما کہ ان سے ملوں اسی میں نیند آجاتی تو سو جاتے (شفاء)۔

(۳۳) عثمان بن حنیف کہتے ہیں کہ ایک صاحب حضرت عثمانؓ کے پاس اپنی کسی ضرورت سے بار بار حاضر ہوتے تھے وہ ان کی طرف التفات نہ

فرما رہے تھے نہ ان کی ضرورت کی طرف توجہ فرما رہے تھے ان صاحب نے ابن حنیف سے اس کی شکایت کی انہوں نے یہ ترکیب بتائی کہ تم وضو کرکے مسجد نبوی میں جاؤ اور دو رکعت نفل پڑھ کر یہ دعا پڑھو اللھم انی اسألک واتوجہ الیک بنبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربک ان تقضی حاجتی اور یہ دعا پڑھ کر اپنی حاجت کو اللہ جل شانہٗ کے سامنے پیش کرو انہوں نے اس کے موافق عمل کیا اس کے بعد وہ حضرت عثمانؓ کی خدمت میں گئے وہاں پہنچتے ہی دربان آیا اور ان کو ہاتھوں ہاتھ لے گیا وہاں پہنچے تو حضرت عثمانؓ نے بہت اکرام کیا اپنی جگہ بٹھایا اور ان کی ضرورت کو خود دریافت کرکے پورا کیا اور اس کی معذرت فرمائی کہ اس وقت تک تمہاری ضرورت کو پورا نہ کر سکا اور آئندہ کے لئے ارشاد فرمایا کہ جو ضرورت ہوا کرے بے تکلف کہہ دیا کریں یہ صاحب جب حضرت عثمانؓ کے پاس سے واپس آئے تو ابن حنیف سے ملے اور ان کا بہت شکریہ ادا کیا کہ تمہاری سفارش سے میرا کام ہو گیا حق تعالیٰ شانہٗ تمہیں اس کی جزائے خیر دے ابن حنیف نے کہا کہ میں نے کوئی سفارش نہیں کی بلکہ بات یہ ہے کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک نابینا حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی بینائی کی شکایت کی حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ صبر کرو اور کہو تو میں دعا کردوں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کوئی ہاتھ پکڑنے والا بھی میرے پاس نہیں ہے اس کی بہت تکلیف ہے تو حضورؐ نے یہی ترکیب ان کو بتائی تھی کہ وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھیں پھر اس دعا کو پڑھ کر دعا کریں ابن حنیف کہتے ہیں کہ تھوڑا عرصہ بھی نہ گزرا تھا کہ وہ نابینا ایسے آئے کہ گویا ان کی آنکھوں کو کچھ نقصان ہی نہ پہنچا تھا علامہ سبکی کہتے ہیں کہ اس قصہ میں عثمان

ابن حنیف کے فہم سے استدلال ہے کہ وہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر تھے (وفار) یعنی انہوں نے اس قصہ کو ان نابینا کے ساتھ مخصوص نہیں سمجھا بلکہ ہر شخص کے لئے اس دعا سے توسل کو عام سمجھا ان نابینا کا قصہ آداب زیارت کے ۳۲ پر بھی گذر چکا ہے۔

(۳۴) عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہؒ سے سنا کہ جب ایوب سختیانیؒ مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تو میں بھی مدینہ منورہ میں حاضر تھا میں نے دل میں سوچا کہ میں غور سے دیکھوں کہ یہ کس طرح قبر شریف پر حاضر ہوتے ہیں میں نے جاکر دیکھا کہ وہ حاضر ہوئے اور قبلہ کی طرف پشت اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منہ کرکے کھڑے ہوئے اور بے تصنع روتے رہے (وفار) ۔

بے زبانی ترجمانِ شوق بے حد ہو تو ہو ۔۔۔ ورنہ پیش یار کام آتی ہیں تقریریں کہیں

گراکر چار آنسو حال دل سب کہدیا اُن سے ۔۔۔ دیا مجھ کو زبان کا کام چشم خوں فشاں تونے

(۳۵) ابو محمد اشبیلی کہتے ہیں کہ غرناطہ کا ایک شخص اس قدر بیمار ہوا کہ حدنہیں اطباء اس کے علاج سے عاجز ہوگئے زندگی سے مایوسی ہوگئی وزیر ابو عبداللہ محمد بن ابی خصال نے ایک خط حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں لکھا اس میں چند شعر بھی لکھے جو وفاء الوفا میں مذکور ہیں وہ خط حجاج کے قافلہ میں سے ایک شخص کو دے دیا اس میں بیماری سے صحت کی دعاء کی درخواست تھی وہ قافلہ جب مدینہ پاک پہنچا اور وہ خط قبر شریف پر پڑھا گیا اسی وقت وہ بیمار اچھا ہوگیا جب وہ شخص جس کے ہاتھ خط گیا تھا حج سے واپس آیا تو اس نے دیکھا کہ وہ بیمار ایسا تھا گویا کبھی کوئی بیماری اس کو پہنچی ہی نہیں (وفاء)۔

Marfat.com

(۳۶) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب میرے والد حضرت ابوبکر صدیقؓ بیمار ہوئے تو یہ وصیت فرمائی کہ میرے انتقال کے بعد میری نعش روضہ اقدس پر لے جا کر عرض کر دینا کہ یہ ابوبکر ہے آپ کے قریب دفن ہونے کی تمنا رکھتا ہے اگر وہاں سے اجازت ہو جائے تو مجھے وہاں دفن کر دینا اور اجازت نہ ہو تو بقیع میں دفن کر دینا چنانچہ آپ کے وصال کے بعد وصیت کے موافق جنازہ وہاں لے جا کر قبر شریف کے قریب یہی عرض کر دیا گیا وہاں سے ایک آواز ہمیں آئی آدمی کہنے والا کوئی نظر نہیں آتا تھا کہ اعزاز و اکرام کے ساتھ اندر لے آؤ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وصال کا وقت قریب ہوا تو مجھے اپنے سرہانے بٹھا کر فرمایا کہ جن ہاتھوں سے تم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا تھا انہی ہاتھوں سے مجھے غسل دینا اور خوشبو لگانا اور مجھے اس حجرہ کے قریب لے جا کر جہاں حضورؐ کی قبر ہے اجازت مانگ لینا اگر اجازت مانگنے پر حجرہ کا دروازہ کھل جائے تو مجھے وہاں دفن کر دینا ورنہ مسلمانوں کے عام قبرستان (بقیع) میں دفن کر دینا حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جنازہ کی طیاری کے بعد سب سے پہلے میں آگے بڑھا۔ اور میں نے جا کر عرض کیا یا رسول اللہ یہ ابوبکرؓ یہاں دفن ہونے کی اجازت مانگتے ہیں تو میں نے دیکھا کہ ایک دم حجرہ کے کواڑ کھل گئے اور ایک آواز آئی کہ دوست کو دوست کے پاس پہنچا دو علامہ سیوطی نے خصائص کبریٰ میں ان دونوں کو ذکر کیا ہے محدثانہ حیثیت سے اس روایت کو منکر بتایا ہے لیکن تاریخی حیثیت تو باقی ہے ہی

(۳۷) حضرت سعید بن المسیب مشہور تابعی ہیں بڑے عجیب عجیب واقعات ان کی عبادت زہد اور کلمۃ الحق کہنے میں کسی سے نہ ڈرنے کے

Marfat.com

کتب میں موجود ہیں پچاس برس تک کوئی نماز ان کی جماعت سے فوت نہیں ہوئی بلکہ تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی اور چالیس برس تک کسی نماز کی اذان ایسی نہیں ہوئی کہ یہ اذان سے پہلے سے مسجد میں موجود نہ ہوں اور پچاس برس تک صبح کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھی (حلیۃ) حرہ کی مشہور لڑائی جو یزید کے لشکروں کی اہل مدینہ سے ۶۳ھ میں ہوئی اس میں سب اہل مدینہ خوف و ہراس اور جنگ کی کثرت کی وجہ سے کچھ منتشر اور کچھ اپنے گھروں میں چھپ گئے تھے مسجد نبوی میں فوجیوں کے گھوڑے کودتے پھرتے تھے سترہ سو اونچے درجہ کے مہاجرین و انصار اس جنگ میں شہید ہوئے اور دس ہزار سے زیادہ عام مومنین علاوہ بچوں اور عورتوں کے (وفاء)۔ اس زمانہ میں کئی دن تک حضرت سعید بن المسیبؒ تن تنہا مسجد نبوی میں پڑے رہے وہ کہتے ہیں کہ کئی دن تک اتنے دوسرے آدمی مسجد میں آنا شروع نہیں ہوئے میں ہر نماز کے وقت اذان اور تکبیر کی آواز قبر شریف میں سے سنا کرتا تھا (خصائص کبریٰ قول بدیع) یہ عشاق و جاں نثاروں کا نمونہ تھا عبرت کے لئے تین واقعات مخالفت کے لکھ کر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں یہ واقعات اس لحاظ سے اہم ہیں کہ حاضرین کو ایسی کوئی حرکت ظاہری یا باطنی کرنے سے احتراز کرنا چاہیئے جو ادب کے خلاف ہو۔

(۳۸) امیر المومنین حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں ان کے ایما سے یا محض سرخروئی اور تقرب حاصل کرنے کے لئے ان کے ایما بغیر مروان نے جو ان کی طرف سے مدینہ منورہ کا امیر تھا یہ چاہا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر شریف جو مسجد نبوی میں ہے اس کو یہاں سے اکھاڑ کر شام میں امیر معاذؓ کے پاس بھیج دیا جائے اور اس غرض سے اس کو اکھڑوانا شروع کیا اسی وقت

دفعتہً آفتاب گہن ہو گیا اور مدینہ منورہ میں اس قدر سخت اندھیرا ہو گیا کہ ستارے نظر آنے لگے مروان نے آکر لوگوں سے معذرت کی اور خطبہ میں اس کا اعلان کیا کہ اس قسم کا کوئی ارادہ نہیں ہے بلکہ امیر معاویہؓ نے یہ لکھا تھا کہ اس کو دیمک لگ جانے کا اندیشہ ہے اس لئے اس کے نیچے اور سیڑھیوں کا اضافہ کر کے اس کو اوپر رکھنے کا ارادہ ہے اسی وقت بڑھئی کو بلوا کر چھ سیڑھیاں بنوائیں اور ان کے اوپر اس منبر شریف کو رکھا جس کی وجہ سے منبر شریف کی کل ۹ سیڑھیاں ہو گئیں ورنہ اس سے قبل حضورؐ کے زمانہ سے کل تین ہی درجے تھے دو سیڑھیاں اور ایک اوپر بیٹھنے کا (نزہتہ)۔

(۳۹) سلطان نور الدین عادل بادشاہ متقی اور صاحب اوراد و وظائف تھے رات کا بہت سا حصہ تہجد اور وظائف میں خرچ ہوتا تھا ۵۵۷ھ میں ایک شب تہجد کے بعد سوئے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی کہ حضور اقدس نے دو کیری آنکھوں والے آدمیوں کی طرف اشارہ فرما کر سلطان سے ارشاد فرمایا کہ ان دونوں سے میری حفاظت کر دو سلطان کی گھبراہٹ سے آنکھ کھلی فوراً اٹھ کر وضو کیا اور نوافل پڑھ کر دوبارہ لیٹے تو معاً آنکھ لگی اور یہی خواب بعینہ دوبارہ نظر آیا پھر جاگے اور وضو کر کے نوافل پڑھیں پھر لیٹے اور معاً آنکھ لگنے پر تیسری مرتبہ پھر یہی خواب نظر آیا تو اٹھ کر کہنے لگے کہ اب نیند کی کوئی گنجائش نہیں فوراً رات ہی کو اپنے وزیر کو جو صالح نیک آدمی تھے جمال الدین نام بتایا جاتا ہے اور اس نام میں اختلاف بھی ہے بلایا اور سارا قصہ سنایا وزیر نے کہا کہ اب دیر کی کیا گنجائش ہے فوراً مدینہ طیبہ چلیئے اور اس خواب کا تذکرہ کسی سے نہ کیجئے۔ بادشاہ نے فوراً رات ہی کو طیاری کی اور وزیر اور ۲۰ نفر مخصوص خدام کو ساتھ لے کر تیز رفتار اونٹنیوں

Marfat.com

پر بہت سا سامان اور مال متاع لدوا کر مدینہ طیبہ کو روانہ ہو گئے اور دن
رات چل کر سولھویں دن مصر سے مدینہ طیبہ پہنچے مدینہ طیبہ سے باہر غسل کیا او
نہایت ادب احترام سے مسجد شریف میں حاضر ہوئے اور روضہ جنت میں
دو رکعت نفل پڑھی اور نہایت متفکر بیٹھے سوچتے رہے کہ کیا کریں وزیر نے
اعلان کیا کہ بادشاہ زیارت کے لئے تشریف لائے ہیں اور اہل مدینہ پر بخشش
اور اموال بھی تقسیم ہوں گے اور بہت بڑی دعوت کا انتظام کیا جس میں
سارے اہل مدینہ کو مدعو کیا بادشاہ عطا کے وقت بہت گہری نگاہ سے
لوگوں کو دیکھتے سب اہل مدینہ یکے بعد دیگرے آکر عطائیں لے کر چلے گئے
مگر وہ دو شخص جو خواب میں دیکھے تھے نظر نہ آئے بادشاہ نے پوچھا کہ کوئی
اور باقی رہا ہو تو اس کو بھی بلا لیا جائے معلوم ہوا کہ کوئی باقی نہیں رہا بہت
غور و خوض اور بار بار کہنے پر لوگوں نے کہا کہ دو نیک مرد متقی پرہیزگار مغر
بزرگ ہیں وہ کسی کی کوئی چیز نہیں لیتے خود بہت صدقات خیرات اہل م
پر کرتے رہتے ہیں سب سے یکسو رہتے ہیں گوشہ نشین آدمی ہیں بادشاہ
ان کو بھی بلوایا اور دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہی وہ دونوں ہیں جو خواب میں
دکھائے گئے تھے بادشاہ نے ان سے پوچھا تم کون ہو کہنے لگے مغرب
کے رہنے والے ہیں حج کے لئے حاضر ہوئے تھے حج سے فراغت پر زیارت
کے لئے حاضر ہوئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوس میں پڑے
رہنے کی تمنا ہوئی تو یہاں قیام کر لیا بادشاہ نے کہا صحیح صحیح بتادو انہو
نے جو پہلے کہا تھا اسی پر اصرار کیا بادشاہ نے ان کی قیام گاہ پوچھی معلو
ہوا کہ روضہ اقدس کے قریب ہی ایک رباط میں قیام ہے بادشاہ نے
کو تو وہیں روکے رکھنے کا حکم دیا اور خود ان کے قیام گاہ پر گیا وہاں جا

بہت تجسس کیا وہاں مال و متاع تو بہت سا ملا اور کتابیں وغیرہ رکھی ہوئی ملیں لیکن کوئی ایسی چیز نہ ملی جس سے خواب کے مضمون کی تائید ہوتی بادشاہ بہت پریشان اور متفکر تھا اہل مدینہ بہت کثرت سے سفارش کے لئے حاضر ہو رہے تھے کہ یہ نیک بزرگ دن بھر روزہ رکھتے ہیں ہر نماز روضہ شریفہ میں پڑھتے ہیں روزانہ بقیع کی زیارت کرتے ہیں ہر شنبہ کو قبا جاتے ہیں کسی سائل کو رد نہیں کرتے اس قحط کے سال میں اہل مدینہ کے ساتھ انتہائی ہمدردی اور غمگساری انہوں نے کی ہے بادشاہ حالات سن کر تعجب کرتے تھے اور ادھر ادھر متفکر پھر رہے تھے دفعتہ خیال آیا کہ ان کے مصلے کو جو ایک بوریئے پر بچھا ہوا تھا اٹھایا اس کے نیچے ایک پتھر بچھا ہوا تھا اس کو اٹھایا تو اس کے نیچے ایک سرنگ نکلی جو بہت گہری کھودی گئی تھی اور بہت دور تک چلی گئی تھی حتیٰ کہ قبر اطہر کے قریب تک پہنچ گئی تھی یہ دیکھ کر سب دنگ رہ گئے بادشاہ نے ان کو غصہ میں کانپتے ہوئے پیٹنا شروع کیا کہ صحیح صحیح واقعہ بتاؤ انہوں نے بتایا کہ وہ دونوں نصرانی ہیں اور عیسائی بادشاہوں نے بہت سا مال ان کو دیا ہے اور بہت زیادہ دینے کا وعدہ کیا ہے وہ حاجیوں کی صورت بنا کر آئے ہیں تاکہ قبر اطہر سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کو لے جائیں وہ دونوں رات کو اس جگہ کو کھودا کرتے اور جو مٹی نکلتی اس کو چمڑہ کی دو مشکیں ان کے پاس مغربی شکل کی تھیں ان میں بھر کر رات ہی کو بقیع میں ڈال آیا کرتے تھے بادشاہ اس بات پر کہ اللہ جل شانہٗ نے اور اس کے پاک رسول نے اس خدمت کے لئے ان کو منتخب کیا بہت روئے اور دونوں کو قتل کرایا اور حجرہ شریفہ کے گرد اتنی گہری خندق کھدائی کہ پانی تک پہنچ گئی اور اس میں رانگ یا سیسہ پگھلا کر بھروا دیا کہ جسد اطہر

تک کسی کی رسائی نہ ہو سکے (دفاء اول)۔

(بستم) شیخ شمس الدین صواب جو خادمین حرم نبوی کے رئیس تھے کہتے ہیں کہ میرے ایک مخلص رفیق تھے جو امیر مدینہ کے یہاں بہت کثرت سے آتے جاتے تھے اور مجھے بھی جس قسم کے کام پیش آتے انہیں کے ذریعہ سے امیر تک پہنچاتا تھا ایک دن وہ رفیق میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آج بڑا سخت حادثہ پیش آگیا میں نے کہا کیا ہوا کہنے لگے کہ حلب کے رہنے والوں کی ایک جماعت امیر کے پاس آئی ہے اور بہت سا مال رشوت کا امیر کو اس لئے دیا ہے کہ وہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے مبارک اجسام کو یہاں سے لے جانے پر مدد دے امیر نے اس کو قبول کر لیا ہے شیخ صواب کہتے ہیں کہ یہ خبر سنکر میرے رنج کی انتہا نہ رہی میں انتہائی فکر میں تھا کہ امیر کا قاصد مجھے بلانے آگیا میں وہاں گیا امیر نے مجھ سے کہا کہ آج رات کو کچھ لوگ مسجد میں آئینگے تم ان سے تعرض نہ کرنا اور وہ جو کچھ کریں ان کو کرنے دینا تم کسی بات میں دخل نہ دینا میں بہت اچھا کہہ کر چلا آیا مگر سارا دن حجرہ شریفہ کے پیچھے بیٹھے روتے ہوئے گزر گیا ایک منٹ کو آنسو نہ تھمتا تھا اور کسی کو خبر نہ تھی کہ مجھ پر کیا گزر رہی ہے آخر عشاء کی نماز سے فراغت پر جب سب آدمی چلے گئے اور ہم نے کواڑ وغیرہ بند کر لئے تو باب السلام سے کہ یہ دروازہ امیر کے گھر کے قریب تھا لوگوں نے دروازہ کھلوا کر اندر آنا شروع کیا میں ان کو ایک ایک کر کے چپکے چپکے گن رہا تھا چالیس آدمی اندر داخل ہوئے ان کے ساتھ پھاوڑے اور ٹوکریاں اور زمین کھودنے کے بہت سے آلات تھے وہ اندر داخل ہو کر حجرہ شریفہ کی طرف کو چلے خدا کی قسم منبر تک بھی نہ پہنچے تھے کہ ایک دم ان کو مع ان کے سارے سازوسامان

Marfat.com

کے زمین نگل گئی اور نشان تک بھی پیدا نہ ہوا امیر نے بہت دیر تک ان کا انتظار کر کے مجھے بلا کر پوچھا کہ صواب وہ لوگ ابھی تک تمہارے یہاں نہیں پہنچے میں نے کہا ہاں آئے تھے اور یہ قصہ ان کے ساتھ گزرا امیر نے کہا دیکھو کیا کہہ رہے ہو میں نے کہا بالکل ایسا ہی ہوا آپ چلیں میں وہ جگہ بتاؤں جہاں یہ قصہ گزرا امیر نے کہا اچھا بس یہ بات یہیں تک رہے اگر یہ بات کسی اور پر ظاہر کی گئی تو سر اڑا دیا جائے گا (وفاء اول)۔

حق تعالیٰ شانہ اپنے لطف وکرم سے وہاں کے آداب کے بجا آوری کی توفیق عطا فرمائے اور محض اپنے لطف وکرم سے بے ادبی کے وبال سے محفوظ فرمائے۔

(تنبیہ) گزشتہ واقعات میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب وغیرہ میں زیارت کے متعدد قصے گزرے ان کے متعلق ایک ضروری بات ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ جس شخص نے خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اس نے حقیقت میں حضور ہی کی زیارت کی اس میں تردد نہیں اس لئے کہ متعدد مشہور اور صحیح روایات میں مختلف الفاظ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پاک ارشاد وارد ہوا ہے کہ جس نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے حقیقت میں مجھی کو دیکھا ہے اس لئے کہ شیطان کو یہ قدرت نہیں دی گئی کہ وہ میری صورت بنا سکے لیکن اس کے باوجود چونکہ دیکھنے کا آلہ اور ذریعہ خود دیکھنے والے کی ذات ہوتی ہے اور آلہ کے فرق کی وجہ سے اس چیز میں فرق پڑ جاتا ہے جس کو دیکھا جائے مثلاً سرخ عینک سبز عینک سیاہ عینک سے جس چیز کو دیکھا جائے گا وہ ایسی ہی نظر آئے گی جیسی عینک ہوگی اصل چیز کے رنگ میں کوئی فرق نہ ہوگا جیسا کہ دوربین خوردبین

Marfat.com

کے تفاوت سے چیز میں تفاوت معلوم ہوتا ہے اور بھینگی آنکھ ایک کے بجائے دو دیکھتی ہے اس لئے اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت میں کوئی چیز شان والا کے مناسب نظر نہ آئے تو وہ نظر کا قصور ہے اسی طرح اگر شریعتِ مطہرہ کے خلاف کوئی بات سننے میں آئے تو وہ سننے کا قصور ہوگا ابن امیر الحاج مدخل میں لکھتے ہیں کہ اس سے بہت احتراز کرنا چاہیئے کہ خواب میں یا غیبی آواز سے جاگتے میں کسی ایسی چیز کی طرف قلب کو طمانیت اور سکون ہو جو صدر اول کے خلاف ہو اس طرح سے خواب میں دیکھنے کی وجہ سے کسی ایسی چیز کی طرف مانوس ہو جو سلف کے خلاف ہو اس سے بھی احتراز کرنا چاہیئے جیسا کہ بعض لوگوں کو پیش آگیا کہ ان کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں کسی چیز کے کرنے یا نہ کرنے کا حکم فرمایا اور دیکھنے والے نے محض خواب کی بنا پر اس پر عمل شروع کر دیا اور اس کو کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ پر پیش کر کے نہیں جانچا حالانکہ حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والرسول اور اللہ جل شانہ کی طرف رد کرنے کا مطلب اسکی کتاب پر پیش کرنا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رد کرنیکا مطلب آپ کی حیات میں آپکی ذات پر پیش کرنا تھا اور آپکے وصال کے بعد آپکی سنت پر پیش کرنا ہے اگرچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھی کو دیکھا بے تردد حق ہے لیکن حق تعالیٰ شانہ نے خواب پر عمل کا مکلف نہیں بنایا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تین آدمی مرفوع القلم ہیں ان میں ایک وہ شخص ہے جو سو رہا ہو یہاں تک کہ جاگ جائے (دوسرا بچہ۔ تیسرا مجنون) اس کے علاوہ یہ بھی وجہ ہے کہ علم اور روایت اسی شخص سے حاصل کی جا سکتی ہے جو متیقظ ہو حاضر العقل ہو اور سونے والا ایسا نہیں

Marfat.com

ہونا اسی وجہ سے علما نے لکھا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا
کوئی حکم یا ممانعت اگر خواب میں دیکھی جائے تو اس کو کتاب و سنت پر
پیش کیا جائے اگر ان کے موافق ہو تو خواب بھی حق ہے اور کلام بھی حق ہے
اور یہ دیکھنے والے کی طمانینت کے لئے بشارت کے طور پر ہے اور اگر ان کے
خلاف ہو تو سمجھنا چاہیئے کہ خواب تو حق ہے لیکن شیطانی اثر سے سننے والے
کے کان میں ایسی چیز پڑی جو حضورؐ نے ارشاد نہیں فرمائی امام نووی نے
تہذیب الاسمار واللغات کے شروع میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
کے خصائص میں لکھا ہے کہ جس نے آپ کو خواب میں دیکھا بے شک اس نے
آپ ہی کو دیکھا کہ شیطان آپ کی صورت نہیں بنا سکتا لیکن اس میں اگر
کوئی چیز خواب میں احکام کے متعلق سنی تو اس پر عمل جائز نہیں نہ اس وجہ
سے کہ خواب میں کوئی تردد ہے بلکہ اس وجہ سے کہ دیکھنے والے کا ضبط
معتمد نہیں صاحب مدخل نے آگے بھی اس میں طویل کلام کیا ہے بقدر ضرورت
نقل کیا گیا اور ان کے علاوہ اور بھی بہت سے علمار نے اسی کی تصریح
فرمائی ہے جو اوپر گزرا۔

دسویں فصل مدینہ طیبہ کے فضائل میں

جس شہر کو اللہ جل شانہٗ نے اپنے محبوب دوجہاں کے سردار کی قیام گاہ
تجویز کیا ہو اس کے لئے اس سے بڑھ کر کیا فضیلت ہو گی کہ اللہ نے اپنے
محبوب کے رہنے کے لئے اس کو پسند کیا اور اس کے بعد پھر کسی دوسرے شہر
کو اس پر کیا فوقیت ہو سکتی ہے قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ وہ مواقع جو وحی
کے نزول کے ساتھ آباد ہوئے ہوں قرآن پاک ان میں نازل ہوتا رہا ہو۔

Marfat.com

حضرت جبرئیل حضرت میکائیل علیہم السلام بار بار ان میں حاضر ہوتے رہے ہوں مقرب فرشتے ان میں اترتے رہے ہوں ان کے میدان اللہ کے پاک ذکر اور تسبیح سے گونجتے رہے ہوں ان کی مٹی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر پر پھیلی ہوئی ہو اللہ کے دین اور اس کے پاک رسول کی سنتیں وہاں سے اس قدر کثیر مقدار میں جاری ہوئی ہوں وہاں فضائل اور برکات وخیرات کے مشاہد ہوں وہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہونے کے اور چلنے پھرنے کے مقامات ہوں وہ اس قابل ہیں کہ ان کے میدانوں کی تعظیم کی جائے ان کی خوشبوؤں کو سونگھا جائے اس کے در و دیوار کو چوما جائے (شفاء)۔

احادیث میں بھی اس پاک شہر اور اس کے بہت سے مواضع کے فضائل وارد ہوئے ہیں جن میں سے چند یہاں ذکر کیے جاتے ہیں۔

(۱) عن جابر بن سمرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اللہ تعالیٰ سمی المدینۃ طابۃ رواہ مسلم کذا فی المشکوٰۃ۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ جل جلالہٗ نے اس شہر مدینہ کا نام طابہ رکھا ہے۔

ف۔ یعنی حق تعالیٰ شانہٗ نے وحی کے ذریعہ سے اس کا نام طابہ رکھا اور ایک روایت میں طیبہ آیا ہے اس کے معنی پاکی کے بھی ہیں اور عمدگی کے بھی کہ یہ شرک کی گندگی سے پاک ہے یا یہ کہ اس کی آب وہوا عمدہ ہے معتدل مزاج والوں کے موافق ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اس کے اندر رہنے والے پاکیزہ لوگ ہیں ان کی وجہ سے یہ نام رکھا گیا۔ (مناسک نووی) ابن حجر مکی لکھتے ہیں کہ مدینہ طیبہ کے تقریباً ایک ہزار نام ہیں جن میں سے امام نووی نے اپنے مناسک میں مشہور ہونے کی وجہ سے پانچ نام ذکر کیے

Marfat.com

ہیں۔ مدینہ، طابہ، طیبہ، دار، یثرب۔ ان میں سے یثرب زمانہ جاہلیت کا نام ہے حضورؐ نے اس کو پسند نہیں فرمایا چنانچہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ لوگ اس کو یثرب کہتے ہیں یہ مدینہ ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں آرہا ہے غالباً ناپسندیدگی کی وجہ یہ ہے کہ یثرب کے معنی ملامت اور حزن کے ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ برا نام بدل کر بہتر نام رکھنے کی تھی جیسا کہ دوسری حدیث کے ذیل میں مفصل آرہا ہے امام نووی فرماتے ہیں کہ مدینہ دین سے مشتق ہے جس کے معنی اطاعت کے ہیں اس لئے یہ نام رکھا گیا کہ اس شہر میں اللہ کی اطاعت کی جاتی ہے صاحب اتحاف نے بہت سے نام مدینہ طیبہ کے نقل کر کے لکھا ہے کہ ناموں کی کثرت بھی شرافت پر دلالت کرتی ہے اور ان سب میں مشہور نام مدینہ ہے

(۲) عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرت بقریۃ تاکل القری یقولون یثرب و ھی المدینۃ تنفی الناس کما ینفی الکیر خبث الحدید متفق علیہ کذا فی المشکوٰۃ۔

حضور کا ارشاد ہے کہ مجھے ایک ایسی بستی میں رہنے کا حکم کیا گیا جو ساری بستیوں کو کھا لے لوگ اس بستی کو یثرب کہتے ہیں اس کا نام مدینہ ہے وہ (برے) آدمیوں کو اس طرح دور کر دیتی ہے جس طرح بھٹی لوہے کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔

ف۔ اس حدیث شریف میں کئی مضمون ذکر کئے گئے ہیں اول یہ کہ مجھے ایسی بستی میں رہنے کا حکم کیا گیا جس سے معلوم ہوا کہ حضورؐ کا اس شہر میں قیام اپنی خواہش اور اپنے ارادہ سے نہیں تھا بلکہ اللہ جل شانہ کی طرف سے یہاں قیام کا حکم کیا گیا تھا۔ حضرت عمرؓ سے نقل کیا گیا کہ اللہ جل شانہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مدینہ کو پسند کیا (کنز)

Marfat.com

ایک حدیث میں حضور کا ارشاد نقل کیا گیا کہ اللہ جل شانہٗ نے وحی بھیجی کہ ان تین بستیوں میں سے جہاں تم قیام کرو وہی تمہاری ہجرت کی جگہ ہے مدینہ، بحرین، قنسرین (کنز) ایک اور حدیث میں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ مجھے ہجرت کی جگہ دکھائی گئی ہے جو ایک شور زمین دو کنکریلی زمینوں کے درمیان ہے یہ جگہ ہجر ہو (ایک جگہ کا نام ہے) یا یثرب ہو (کنز) ان روایات میں کوئی تعارض نہیں ہے (قریب یہ ہے کہ اول حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو پسندیدگی کا اختیار دیا گیا ہو اس کے بعد حضورؐ نے جب خود حق سبحانہٗ وتقدس سے استخارہ کیا ہو تو اللہ جل شانہٗ کی طرف سے مدینہ پاک کی تعیین ہوگئی ہو تاریخ خمیس میں لکھا ہے کہ اہلِ سیر نے کہا ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ سے بیعت العقبہ کرلی اور صحابہ کرام مشرکین کی ایذا رسانی کی وجہ سے مکہ مکرمہ میں قیام پر قادر نہ رہے تو ان کو مدینہ طیبہ ہجرت کی اجازت فرمادی اور بخاری شریف اور مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا کہ مجھے ہجرت کی جگہ دکھائی گئی وہ ایک زمین ہے جس میں کھجور کے درخت ہیں میرا خیال ہوا کہ یہ جگہ شاید یمامہ ہے بعد میں معلوم ہوا کہ وہ یثرب ہے بعض علما نے فرمایا ہے کہ اول حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی صفت کے ساتھ دکھایا گیا جو مدینہ پاک میں اور دوسری جگہوں میں مشترک تھی اس کے بعد ایسی صفات کے ساتھ دکھایا گیا جو مدینہ منورہ کے ساتھ مخصوص تھیں تو وہ متعین ہوگیا ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی مدینہ کی طرف ہجرت کی اجازت چاہی تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ ٹھہر جاؤ مجھے بھی عنقریب اجازت ہونے کو ہے ایک اور حدیث میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ

نے انہیں ایام میں خواب دیکھا تھا کہ آسمان سے ایک چاند مکہ مکرمہ میں اترا جس کی وجہ سے سارا مکہ روشن ہوگیا پھر وہ چاند آسمان کی طرف چڑھا اور مدینہ طیبہ میں جا اترا جس کی وجہ سے مدینہ کی ساری زمین روشن ہوگئی، یہ طویل خواب ہے اسی میں آخر میں ہے کہ پھر وہ چاند عائشہؓ کے گھر میں گیا اور ان کے گھر کی زمین شق ہوگئی جس میں وہ چاند پوشیدہ ہوگیا کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ کو فنِ تعبیر سے پہلے ہی سے بہت مناسبت تھی اس خواب سے انہوں نے مدینہ کی ہجرت اور آخر میں حضورؐ کا حضرت عائشہؓ کے مکان میں دفن ہونا سمجھ لیا تھا۔ (خمیس)۔

دوسرا مضمون یہ ہے کہ اس بستی کی صفت یہ بیان کی گئی کہ ساری بستیوں کو کھالے علماء نے اس سے مدینہ طیبہ کے ساری بستیوں سے افضل ہونے پر استدلال کیا ہے اور متعدد اقوال اس کی شرح میں نقل کئے گئے بعض علماء نے اس کا مطلب ہی یہ لکھا ہے کہ وہ بستی یعنی مدینہ ساری بستیوں سے افضل ہے یعنی اس کی فضیلت اتنی غالب اور بڑھی ہوئی ہے کہ اور سب بستیوں کی فضیلتیں اس کے مقابلہ میں مغلوب اور کالعدم ہیں گویا اوروں کی فضیلت اس کے مقابلہ میں معدوم ہوگئی یہی مراد ہے کھا لینے سے کہتے ہیں کہ اس مطلب کی تائید توراۃ شریف سے بھی ہوتی ہے اس میں اللہ جل شانہٗ نے فرمایا ہے یا طابۃ یا مسکینۃ انی سارفع اجاجیرک علی اجاجیر القری اے طابہ اے مسکین شہر میں تیری چھتوں کو ساری بستیوں کی چھتوں پر بلند کروں گا اور بعض علماء نے لکھا کہ اس بستی کے رہنے والے دوسرے شہروں کو فتح کرلیں گے اور ان پر غالب ہوجائیں گے جیسا کہ کہتے ہیں، فلاں شخص نے فلاں کو کھالیا یعنی قوت سے اس پر غالب ہوگیا اور

بعض علماء نے لکھا ہے کہ دونوں معنے مراد ہیں یعنی اس بستی کی فضیلت دوسری بستیوں پر غالب ہوگی اور اس کے آدمی دوسرے شہروں کے آدمیوں پر فتح اور غلبہ حاصل کریں گے (زرقانی مواہب) صاحب مظاہر حق نے لکھا ہے کہ جو کوئی اس شہر میں رہتا ہے غالب ہوتا ہے اور فتح کرتا ہے اور شہروں کو یہ خاصیت ہے اس شہر عظیم الشان کی کہ جو اس میں آتا ہے اکثر شہروں پر غالب ہوتا ہے پہلے اس میں قوم عمالقہ آئی وہ غالب ہوئی اور شہروں اور ولایتوں کو فتح کیا پھر یہود آئے وہ غالب ہوئے عمالقہ پر پھر انصار پہنچے وہ غالب ہوئے یہود پر پھر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین آئے ان کو کس طرح غلبہ ہوا کہ مشرق سے مغرب تک لے لیا۔

تیسرا مضمون یہ ہے کہ لوگ اس کو یثرب کہتے ہیں اس کا نام مدینہ ہے زمانہ جاہلیت میں اس شہر کا نام یثرب تھا ابتدا اسلام میں بھی اسی ذکر ہوتا رہا صاحب مظاہر حق نے لکھا ہے کہ حضورؐ نے اس کو یثرب کہنے سے منع فرمایا یا تو اس لئے کہ وہ زمانہ جاہلیت کا نام ہے یا اس لئے کہ وہ مشتق ہے یثرب سے جس کے معنی ہلاک اور فساد کے ہیں یا اس لئے کہ یثرب اصل میں ایک بت کا نام تھا اس کے نام پر شہر کا نام رکھا گیا یا اس لئے کہ یثرب ایک ظالم شخص کا نام تھا اور بخاری نے اپنی تاریخ میں ایک حدیث لکھی ہے کہ جو کوئی ایک بار یثرب کہے چاہیئے کہ دس بار مدینہ کہے تاکہ تدارک اور تلافی ہو۔ حافظ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ بعض علماء نے اس حدیث سے مدینہ منورہ کو یثرب کہنے کے مکروہ ہونے پر استدلال کیا ہے یہ حضرات یہ فرماتے ہیں کہ قرآن پاک میں جو سورہ احزاب میں یا اہل یثرب لامقام لکم وارد ہوا ہے اور اس میں اس کو یثرب سے تعبیر کیا ہے وہ

غیر مسلموں کا قول نقل کیا ہے اس سے جواز پر استدلال نہیں ہوتا اور امام احمد نے حضرت براء کی حدیث سے حضورؐ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جو مدینہ کو یثرب کہے اس کو استغفار کرنا چاہیئے اس کا نام طابہ ہے طابہ ہے اور ایک حدیث میں حضرت ابو ایوب سے نقل کیا گیا کہ حضورؐ نے مدینہ کو یثرب کہنے سے منع کیا ہے اسی وجہ سے عیسیٰ بن دینار مالکی لکھتے ہیں کہ جو مدینہ کو یثرب کہے اس پر ایک خطا لکھی جاتی ہے اور ناپسندیدگی کی وجہ یا تو یہ ہے کہ یہ تثریب سے ہے جس کے معنی ڈانٹنے کے اور ملامت کرنے کے ہیں یا ثرب سے ہے جس کے معنی فساد کے ہیں اور دونوں معنے بُرے ہیں اور حضورؐ کی عادتِ شریفہ تھی کہ بُرے نام کو بدل کر اچھا نام تجویز فرماتے تھے اور بعض نے کہا ہے کہ یہ نام یثرب بن قانیہ بن مہلدیل بن عبیل بن عیص بن ارم بن سام بن حضرت نوح علیہ السلام کے نام پر ہے کہ وہ اس جگہ سب سے پہلے آباد ہوا جس کے نام پر یہ نام رکھا گیا اور اس کا بھائی خیبور تھا جس کے نام پر اس کے رہنے کی وجہ سے خیبر رکھا گیا۔

چوتھا مضمون یہ ہے کہ بُرے آدمیوں کو اس طرح دور کر دیتا ہے جیسا کہ آگ کی بھٹی لوہے کے میل کو، اس کا مطلب بعض علماء نے لکھا ہے کہ ابتدائے اسلام میں کفر و شرک کا اس سے بالکلیہ دور ہو جانا مراد ہے (مظاہر) اور بعض علما نے لکھا ہے کہ یہ حضورؐ کے زمانہ کے ساتھ خاص ہے۔ ایک حدیث میں ایک قصہ بھی آیا ہے کہ ایک بدو جو مدینہ میں رہتا تھا اس کو شدت سے بخار آیا جس کی وجہ سے اس نے مدینہ میں رہنے سے گھبرا کر حضورؐ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ میری بیعت توڑ دیجئے میں یہاں نہیں رہتا حضورؐ نے بیعت توڑنے سے انکار کیا پھر دوبارہ سہ بارہ آکر

اصرار کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم انکار فرماتے رہے مگر وہ نکل گیا جس پر حضورؐ نے یہ ارشاد فرمایا کہ مدینہ بھٹی کی طرح سے ہے بُرے کو نکال دیتا ہے اچھے کو خالص کرتا ہے یعنی نکھارتا ہے بعض علماء نے کہا ہے کہ آخر زمانہ میں بھی یہی بات ہوگی یعنے دجال کے زمانہ میں کہ مدینہ پاک سے بُرے بُرے آدمی نکل جائیں گے چنانچہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ مدینہ سے بُرے بُرے آدمی نہ نکل جائیں بخاری شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ ہر شہر میں دجال کا گذر ہوگا مگر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں اس کا داخلہ نہیں ہوسکے گا فرشتے ان دونوں شہروں کی حفاظت کریں گے اس وقت مدینہ منورہ میں تین مرتبہ زلزلہ آئے گا جس سے ہر کافر اور منافق اس سے نکل پڑے گا حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ ہر وہ شخص مراد ہے جس کے ایمان میں خلوص نہ ہو۔

پانچواں مضمون یہ ہے کہ اس حدیث پاک سے مدینہ منورہ کے سارے شہروں سے افضل ہونے پر استدلال کیا گیا جیسا کہ دوسرے مضمون میں گزرا مکہ مکرمہ کے علاوہ اور جتنے شہر ہیں ان پر مدینہ پاک کی فضیلت تو مسلم ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن اس میں علماء میں اختلاف ہو گیا کہ مدینہ پاک کی فضیلت مکہ مکرمہ پر بھی ہے یا نہیں اکثر علماء نے مکہ مکرمہ کو سب سے افضل شہر بتایا ہے جیسا کہ جمہور علماء کا مذہب ہے اور بعض حضرات نے مدینہ منورہ کو مکہ مکرمہ سے بھی افضل فرمایا ہے جیسا کہ امام مالک اور دوسرے بعض علماء سے نقل کیا گیا جیسا کہ قریب ہی مفصل آئے گا لیکن اس سے قبل دو امر یاد رکھنے کے قابل ہیں اول یہ کہ مدینہ طیبہ کی وہ زمین جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے متصل ہے

Marfat.com

اس میں کوئی اختلاف علما میں نہیں ہے وہ بالاتفاق سب علما کے نزدیک سب جگہوں سے افضل ہے ابن عساکر قاضی عیاض وغیرہ حضرات نے اس پر ساری امت کا اتفاق اور اجماع نقل کیا ہے کہ یہ حصہ زمین کا بیت اللہ شریف سے بھی افضل ہے بلکہ قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ عرش معلےٰ سے بھی افضل ہے جس کی وجہ علماء نے یہ لکھی ہے کہ آدمی جس جگہ دفن ہوتا ہے اسی جگہ کی مٹی سے ابتداءً وہ پیدا کیا جاتا ہے تو گویا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا بدن مبارک بھی اسی مٹی سے بنا ہے (شرح مناسک نووی)۔

مواہب لدنیہ میں لکھا ہے کہ یہ اجماعی مسئلہ ہے کہ جو زمین کا حصہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے ملا ہوا ہے وہ ساری دنیا کی زمین سے افضل ہے حتیٰ کہ کعبہ کی زمین سے بھی افضل ہے بلکہ ابن عقیل حنبلی سے نقل کیا گیا ہے کہ وہ جگہ عرش سے بھی افضل ہے بلکہ بعض علماء نے تو اس وجہ سے کہ حضورؐ کا بدن مبارک زمین میں ہے زمین کو آسمان سے افضل بتایا ہے لیکن جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ آسمان زمین سے افضل ہے اس لئے کہ آسمان پر اللہ کی نافرمانی نہیں ہوتی اور زمین پر کفر و شرک ہوتا ہے، البتہ وہ جگہ جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مبارک بدنوں سے متصل ہے وہ آسمانوں سے افضل ہے (شرح مواہب) عرش سے افضل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ مکان سے بے نیاز ہے اور زمین کے اس حصہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک موجود ہے اس کے بعد دوسرا امر یہ بھی ذہن میں رکھنے کا ہے کہ مکہ مکرمہ میں کعبہ شریف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے علاوہ دنیا کی سب جگہوں سے بالاتفاق افضل ہے اس میں بھی کسی کا اختلاف نہیں ہے ابن حجر شرح مناسک نووی

Marfat.com

میں لکھتے ہیں کہ علماء میں جو اختلاف مکہ یا مدینہ کے افضل ہونے میں ہے وہ کعبہ شریف کے علاوہ میں ہے کعبہ شریف بالاتفاق مدینہ منورہ سے افضل ہے بجز قبر شریف کے اس حصہ کے جو حضورؐ کے بدن مبارک سے مل رہا ہے کہ وہ کعبہ شریف سے بھی افضل ہے ان دو چیزوں کے بعد پھر اس میں اختلاف ہے کہ مکہ مکرمہ افضل ہے یا مدینہ طیبہ افضل ہے امام نووی اپنے مناسک میں لکھتے ہیں کہ ہمارے نزدیک یعنی شافعیہ کے نزدیک مکہ مکرمہ افضل ہے یہی اکثر فقہاء کا مذہب ہے اور امام احمد بن حنبل کا راجح قول بھی یہی ہے ملا علی قاری کہتے ہیں کہ یہی مذہب ہے امام ابوحنیفہؒ امام شافعیؒ امام احمدؒ کا ابن حجر کہتے ہیں کہ ابن عبدالبر نے اسی کو نقل کیا حضرت عمر، حضرت علی حضرت عبداللہ بن مسعود حضرت ابوالدرداء حضرت جابر رضی اللہ عنہم سے ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ مکہ مکرمہ کے بارہ میں جو ثواب اعمال کا روایات میں آتا ہے وہ مدینہ منورہ کے ثواب سے زیادہ ہے یعنی ایک لاکھ نمازوں کا ثواب کثرت سے احادیث میں آیا ہے جیسا کہ تیسری فصل کی حدیث نمبر ۱ میں اور چھٹی فصل کی حدیث نمبر ۶ میں گزر چکا ہے نیز اسی فصل کی حدیث نمبر ۱۰ میں گزرا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کو فرمایا کہ تو اللہ کی زمین میں سب سے بہتر ہے اور اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہے۔

دوسرا قول حضرت امام مالکؒ کا ہے کہ مدینہ طیبہ مکہ مکرمہ سے افضل ہے امام احمدؒ کا دوسرا قول بھی اسی کے موافق ہے اور حضرت عمرؓ کا مذہب بھی یہی نقل کیا جاتا ہے پہلے قول میں بھی حضرت عمرؓ کا نام نامی گزر چکا ہے۔ اس لئے ان کے بھی اس مسئلہ میں دو قول ہوگئے ان حضرات کی دلیل ایک تو یہی حدیث ہے جس کا بیان ہو رہا ہے نیز ایک حدیث میں حضور کا ارشاد

Marfat.com

نقل کیا گیا کہ ہر شہر تلوار سے فتح ہوا مگر مدینہ طیبہ قرآن سے فتح ہوا (زرقانی) نیز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام مدینہ منورہ میں اتنا طویل ہے کہ ہجرت سے لے کر قیامت تک اسی شہر میں قیام ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کے یہاں موجود ہونے کی وجہ سے جس قدر اللہ جل شانہٗ کی رحمتیں ہر آن اور ہر وقت نازل ہوتی رہتی ہیں ان کا نہ شمار ہو سکتا ہے نہ اندازہ نیز شریعت مطہرہ کی تکمیل اور شریعت کے جتنے احکام اس شہر میں نازل ہوئے اتنے نہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئے نہ کسی اور جگہ نیز اسی فصل کے ۵ پر جو حدیث آرہی ہے اس سے بھی یہ حضرات استدلال فرماتے ہیں جو مدینہ طیبہ کو مکہ مکرمہ سے افضل بتاتے ہیں بندہ کے ناقص خیال میں اس حدیث سے بھی استدلال کیا جا سکتا ہے جو اس فصل کے ۹ کے ذیل میں حضورؐ کا ارشاد آرہا ہے کہ کوئی زمین ایسی نہیں کہ جو مجھے زیادہ محبوب ہو اس اعتبار سے کہ میری قبر وہاں ہو بجز مدینہ کے۔

(۳) عن سعدؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی احرم ما بین لابتی المدینۃ ان یقطع عضاھھا او یقتل صیدھا وقال المدینۃ خیر لھم لو کانوا یعلمون لا یدعھا احد رغبۃ عنھا الا ابدل اللہ فیھا من ھو خیر منہ ولا یثبت احد علی لاوائھا الا کنت لہ شفیعاً او شھیداً یوم القیمۃ۔ رواہ مسلم

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ مدینہ منورہ کی دونوں جانب جو کنکریلی زمین ہے اس کے درمیانی حصہ کو میں حرام قرار دیتا ہوں اس لحاظ سے کہ اس کے خاردار درخت کاٹے جائیں یا اس میں شکار کیا جائے اور حضورؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ مدینہ مومنین کے قیام کے لئے بہترین جگہ ہے اگر وہ اس کی خوبیوں کو جانیں تو یہاں کا قیام نہ چھوڑیں اور جو شخص یہاں کے قیام کو اس سے بدل

كذا في المشكوة وفي تحريم المدينة عن علي عند الشيخين و في الصغير على لاواء المدينة روايات كثيرة في الصحاح۔

ہو کر چھوڑے گا اللہ جل شانہٗ اس کا نعم البدل یہاں بھیج دے گا اور جو شخص مدینہ طیبہ کے قیام کی مشکلات کو برداشت کر کے یہاں قیام کریگا میں قیامت کے دن اس کا سفارشی یا گواہ بنوں گا۔

ف ۔ اس حدیث شریف میں کئی مضمون ہیں اور ہر مضمون بہت سی مختلف روایات میں وارد ہوا ہے اول یہ ہے کہ میں مدینہ کو حرام قرار دیتا ہوں مدینہ منورہ کے دونوں جانب پتھریلی زمین ہے ان دونوں کے درمیانی حصہ کا مطلب یہ ہے کہ تمام مدینہ اور اس کے قریب کی زمین کو حرام قرار دیتا ہوں بخاری شریف اور مسلم شریف کی حدیث میں حضرت علیؓ سے حضورؐ کا ارشاد نقل کیا گیا کہ جبل عیر اور جبل ثور کے درمیانی حصہ کو حرام قرار دیتا ہوں جبل ثور جبل احد کے قریب ایک چھوٹا سا پہاڑ بتاتے ہیں اور حرام کرنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ جگہ محترم اور حرم کے حکم میں ہے نہ اس جگہ شکار کیا جائے نہ یہاں کا خودرو گھاس کاٹا جائے جیسا کہ مکہ مکرمہ کے حرم میں یہ چیزیں ناجائز ہیں ایسے ہی حضورؐ نے یہاں کے متعلق بھی ارشاد فرمایا لیکن دوسری روایات کی بنا پر حنفیہ کے نزدیک دونوں جگہ کے حکم میں یہ فرق ہے کہ مکہ مکرمہ کے حرم میں یہ چیزیں ناجائز ہیں اور اگر کوئی ایسا کرے گا تو بدلہ دینا واجب ہوگا اور حرم مدینہ میں خلاف اولیٰ ہیں اور بدلہ دینا واجب نہ ہوگا یہ ممانعت بھی دونوں جگہ مکان کی فضیلت کے لحاظ سے ہے جیسا کہ شاہی محلوں کے آس پاس کی جگہیں ساری دنیا میں محترم اور قابل ادب ہوتی ہیں وہاں شکار وغیرہ کھیلنے کی بھی اجازت نہیں ہوتی اور کسی کو وہاں کی پیداوار میں تصرف کا بھی حق نہیں ہوتا یہ

Marfat.com

ایک معروف چیز ہے۔

دوسرا مضمون مدینہ منورہ میں قیام کے متعلق ہے یہ مضمون بھی بہت سی روایات میں آیا ہے بخاری شریف کی ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی کے طور پر فرمایا ہے کہ یمن فتح ہو گا بعض لوگ اس کے حالات کی تحقیق کریں گے پھر اپنے اہل وعیال کو اور جو لوگ ان کے کہنے میں آجائیں گے ان کو لے کر وہاں چلے جائیں گے حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر تھا کاش وہ یہاں کی برکات کو جانتے اور شام فتح ہو گا لوگ وہاں کے حالات کی خبریں سن کر اپنے اہل کو اور جو ان کے کہنے میں آجائیں گے ان کو لے کر وہاں منتقل ہو جائیں گے حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر تھا کاش وہ اس کو جانتے عراق فتح ہو گا اور لوگ وہاں کے حالات معلوم کر کے وہاں اپنے اہل کو اور جو کہنے میں آجائیں ان کو لے کر وہاں منتقل ہو جائیں گے اور مدینہ ان کے لئے بہتر تھا کاش وہ اس کو جانتے حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ حضورؐ کا ارشاد اسی طرح پورا ہوا اور یہ شہر اسی ترتیب سے فتح ہوئے (فتح) حضرت ابو اسید فرماتے ہیں کہ جب حضورؐ کے چچا حضرت حمزہؓ شہید ہوئے تو ہم لوگ حضورؐ کے ساتھ حضرت حمزہؓ کی قبر پر تھے اور ان کا کفن صرف ایک چھوٹی سی چادر تھی جو بدن پر بھی پوری نہ آتی تھی جب اس سے ان کے چہرے کو ڈھانکا جاتا تو پاؤں کھل جاتے اور جب پاؤں پر کھینچی جاتی تو چہرہ کھل جاتا حضورؐ نے فرمایا کہ چادر کو منہ کی طرف کر دو اور پاؤں پر درخت کے پتے ڈال دو صحابہ کرامؓ رو رہے تھے حضورؐ نے فرمایا کہ ایک زمانہ آنے والا ہے کہ لوگ شاداب زمینوں کی طرف نکلیں گے وہاں جا کر کھانے اور پہننے کو خوب ملے گا کثرت سے سواریاں ملیں گی تو اپنے گھر والوں کو لکھیں گے کہ تم حجاز

کی قحط زدہ زمین میں پڑے ہو یہاں آجاؤ حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر ہے کاش وہ جانتے اس امر کو (ترغیب) مسلم شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ عنقریب لوگ دوسرے شہروں کی ثروت اور پیداوار کو دیکھ کر اپنے قریبی رشتہ داروں کو وہاں بلاویں گے کہ یہاں بڑی پیداوار ہے یہاں آجاؤ لیکن مدینہ کا قیام ان کے لئے بہتر ہے کاش وہ اس کی بہتری کو جانتے۔ (زرقانی علی المواہب) اور ظاہر ہے کہ دنیا کی ثروت یا پیداوار جتنی بھی زیادہ ہو جائے جو بات مدینہ پاک میں برکات کے اعتبار سے ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوسی ہونے کی جو سعادت وہاں حاصل ہے اور دین کی طرف رغبت کے جو اسباب وہاں ہیں وہ کسی دوسری جگہ کہاں میسر آسکتے ہیں اور ان قیمتی موتیوں کے مقابلہ میں دنیاوی مال و متاع لاکھوں کا ہو یا کروڑوں کا کب مقابلہ کر سکتا ہے مسند بزار کی ایک حدیث میں حضرت جابرؓ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ مدینہ منورہ سے بعض آدمی کسی شاداب زمین کی طرف ثروت کی تلاش میں جائیں گے اور وہاں ان کو ثروت اور شادابی مل جائے گی تو وہ اپنے اہل و عیال کو بھی وہاں منتقل کر لیں گے لیکن اگر وہ مدینہ کے فضائل سے باخبر ہوتے تو یقیناً مدینہ ان کے لئے بہتر تھا (زرقانی)۔

تیسرا مضمون یہ ہے کہ جو شخص مدینہ کے قیام کو اس سے اعراض کر کے اور بددل ہو کر چھوڑے گا حق تعالیٰ شانہ اس کا نعم البدل یہاں تجویز کرے گا حافظ ابن عبد البر قاضی عیاض وغیرہ نے اس کو حضورؐ کے زمانہ کے ساتھ خاص بتایا ہے لیکن امام نووی اور علامہ ابی مالکی وغیرہ نے اس کو ہمیشہ کے لئے عام بتایا ہے علامہ زرقانی لکھتے ہیں کہ یہ بات ان حضرات کے لئے جو وہاں کے

Marfat.com

باشندے ہیں وہاں کے مستقل رہنے والے ہیں اور جو حضرات دوسری جگہ کے مقیمین محض زیارت کے لئے آئے ہوں وہ اس میں داخل نہیں ہیں لیکن یہ اشکال ہوتا ہے کہ بعض حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی مدینہ طیبہ کے قیام کو ترک کر کے دوسری جگہ کو وطن بنایا ہے لیکن حقیقت میں اشکال نہیں ہے اس لئے کہ ان حضرات کا ترکِ وطن درحقیقت ایک بڑا مجاہدہ اور ایثار تھا اگر یہ حضرات حق تعالیٰ شانہ ان کی قبروں کو انوار و برکات سے خوب پُر کرے اپنی ذاتی غرض اور اپنی ذات کے نفع کو مقدم فرماتے تو آج ہندوستان اور دنیا کے دوسرے ملکوں میں اسلام کیسے پھیلتا یہ انہیں حضرات کی قربانیوں کا ثمرہ ہے کہ دنیا کے ہر خطہ میں اسلام کی روشنی پھیلی ہوئی ہے ان حضرات کا دور دراز شہروں میں جاکر قیام فرمانا دین کی خاطر تھا اسلام کی خاطر تھا اللہ کی رضا کے واسطے تھا اور اس کے پاک رسولؐ کی محنت کو پھیلانے کے واسطے تھا یہ خود حضورؐ ہی کی خوشنودی کے واسطے اپنی دل بستگی کو چھوڑنا تھا ؎

اریدوصاله ویرید ہجری　　　فاترک ما ارید لما یرید

میں محبوب کا وصال چاہتا ہوں اور وہ مجھ سے جدائی پسند کرتا ہے اس لئے میں اپنی خوشی کو اس کی خوشی پر قربان کرتا ہوں ان حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مدینہ پاک چھوڑنے پر وہاں کی برکات سے وہاں کی نمازوں میں اجر و ثواب کی زیادتی سے جو نقصان واقع ہوا انشاء اللہ اس سے کروڑوں درجہ زائد وہ ثواب ان کو ملتا رہے گا جو ان کی برکت سے دنیا میں اسلام پھیلنے سے ان کے حصہ میں آیا اور قیامت تک آتا رہے گا اس لئے کہ بہت سی احادیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ جو شخص کوئی نیک کام کرے تو اس کو اس کا

Marfat.com

ثواب تو ہو ہی گا لیکن اس کی وجہ سے جتنے آدمی اس نیک کام کو کرتے رہیں گے ان سب کے کرنے کا ثواب کرنے والوں کو مستقل ملتا رہے گا اور اس شخص کو سب کرنے والوں کے کرنے کا ثواب مستقل ملتا رہے گا، اس لحاظ سے مدینہ پاک کے چھوٹنے سے جو ان حضرات کے اعمال کے ثوابوں میں کچھ کمی ہوئی ہوگی اس سے بدرجہا زائد قیامت تک جتنے آدمی مسلمان ہوتے رہیں گے اور نیک اعمال کرتے رہیں گے ان کے اعمال کا ثواب ان حضرات کو انشاء اللہ ہوتا رہے گا جن کی وجہ سے جہاں جہاں اسلام پھیلا اسی وجہ سے اکابر تعلیم و تبلیغ پر بہت زیادہ زور دیتے رہے کہ آدمی اگر خود نیک اعمال کرے تو اس کا ثواب اپنی زندگی تک ہے لیکن اگر دوسرں کو نیک عمل پر لگا جائے تو ان سب کے اعمال کا ثواب اس شخص کو ملتا رہے گا جس کی سعی اور کوشش سے دوسرے لوگوں نے کوئی نیک عمل کیا ہو مفت کا ثواب ہے اور گویا ایک سرمایہ ہے جو کسی تجارت میں لگا دیا گیا اور ہمیشہ اس کا نفع ملتا رہے گا یا ایک کرایہ کی جائداد ہے جس کا کرایہ گھر بیٹھے ہمیشہ وصول ہوتا رہے گا اس لئے بہت زیادہ کوشش اس کی ہونا چاہیئے کہ اپنی کوشش سے جتنے بھی زیادہ سے زیادہ آدمی دین پر قائم ہو جائیں دین پر پختہ ہو جائیں نیک عمل کرنے لگیں وہ غنیمت ہے۔

چوتھا مضمون اس حدیث میں یہ ہے کہ جو شخص مدینہ طیبہ کی تکالیف کو برداشت کر کے ان پر صبر کر کے وہاں قیام کرے گا حضورؐ نے فرمایا کہ میں اس کا سفارشی یا گواہ ہوں گا یہ مضمون بہت سی احادیث میں ذکر کیا گیا ہے حرہ کی لڑائی میں جب کہ مدینہ منورہ پر چڑھائی ہو رہی تھی ایک شخص حضرت ابو سعید حذریؓ کے پاس آئے اور جنگ کی وجہ سے مدینہ پاک میں سخت

Marfat.com

گرانی اور اپنے کنبہ کی کثرت کا ذکر کرکے کہیں باہر جانے کا مشورہ کرنے لگے حضرت ابوسعید خدریؓ نے فرمایا تیرا ناس ہو میں کبھی بھی تجھے کسی دوسری جگہ منتقل ہونے کا مشورہ نہیں دوں گا میں نے خود حضورؐ سے سنا ہے کہ جو شخص مدینہ کی سختی اور بھوک پر صبر کرے گا میں اس کا قیامت میں سفارشی یا گواہ ہوں گا بعض علماء نے کہا کہ یہ راوی کو شک ہے کہ حضورؐ نے سفارشی کا لفظ فرمایا یا گواہ کا لفظ فرمایا علامہ قسطلانی فرماتے ہیں کہ یہ لفظ یعنی سفارشی یا گواہ حضرت جابرؓ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت ابوسعید خدریؓ حضرت ابو ہریرہؓ حضرت اسماء بنت عمیسؓ حضرت صفیہ بنت ابی عبیدؓ سب کی حدیثوں میں موجود ہے یہ بات بہت دشوار ہے کہ سب ہی کو شک ہو گیا اس لئے ظاہر یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی دونوں لفظ ارشاد فرمائے اور یہ آدمیوں کے اختلاف کی وجہ سے فرمایا کہ بعض لوگوں کے لئے سفارشی ہوں گا اور بعض کے لئے گواہ مثلاً گنہ گاروں کے لئے سفارشی اور متقی لوگوں کے لئے گواہ یا یہ کہ جن حضرات کی وفات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں ہوئی ان کے لئے گواہ اور جن کی وفات حضورؐ کے وصال کے بعد ہوئی ان کے لئے سفارشی، بعض روایات میں یا کے بجائے اور کا لفظ آیا ہے کہ میں ان کے لئے سفارشی اور گواہ ہوں گا اس روایت کے موافق سب کے لئے دونوں چیزیں جمع ہو گئیں اور یہ سفارش اور شہادت جو ان حضرات کے لئے ہوگی وہ عام مومنین کے لئے سفارش اور شہادت کے علاوہ خصوصی ہوگی جو اہل مدینہ کے اعزاز و اکرام پر دلالت کرتی ہے اور بعض علماء نے کہا ہے کہ یہ سفارش ہی خاص قسم کی ہوگی مثلاً تخفیف حساب کی سفارش ہو یا کسی خاص نوع کے اکرام کی سفارش ہو

Marfat.com

مثلاً عرش کے سایہ تلے ہونے کی یا جنت میں جلدی داخلہ کی یا خصوصی منبروں کی جیسا کہ احادیث میں بعض لوگوں کے متعلق آتا ہے کہ وہ نور کے منبروں پر ہوں گے یا اور کوئی اسی قسم کے اعزاز کی اور جو شخص ان فضائل سے واقف ہوگا وہ کیسے وہاں کی مشقتوں پر رغبت سے راضی نہ ہوگا بالخصوص جب کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب ہر وقت حاصل ہو ۔

پائے در زنجیر پیش دوستاں ۔ بہ کہ با بیگانگان در بوستاں

دوستوں کے ساتھ قید میں رہنا بھی غیروں کے ساتھ باغ میں رہنے سے بہتر ہے اور اس کے ساتھ ہی وہاں کے قیام میں جو ہر عمل میں ثواب کی زیادتی ہے وہ مزید براں اور یہ تو جب ہے کہ وہاں مشقتیں زائد ہوں بھی ورنہ کون سی جگہ دنیا میں ایسی ہے جہاں کسی نہ کسی نوع کی تکالیف نہیں ہیں اور خصوصاً اس فتنہ کے زمانہ میں تو ہر جگہ تکالیف ہی تکالیف ہیں اس کے باوجود لوگ جہاں مقیم ہیں اس سے منتقل ہونا خوشی سے گوارا نہیں کرتے تو پھر مدینہ جیسی جگہ کے قیام کا کیا کہنا ۔

(۴) عن ابی ھریرۃؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الایمان لیارز الی المدینۃ کما تارز الحیۃ الی جحرھا۔ رواہ البخاری۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بے شک ایمان مدینہ کی طرف ایسا کھنچ کر آتا ہے جیسا کہ سانپ اپنے سوراخ کی طرف آجاتا ہے ۔

ف - بعض علماء نے کہا ہے کہ یہ ابتدائی زمانہ کے اعتبار سے ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور خلفائے راشدین کے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے زمانہ میں جن لوگوں کے دل میں ایمانی جذبہ تھا وہ جوق در جوق مدینہ طیبہ حضورؐ کی زیارت اور دین کے سیکھنے

کے واسطے آتے تھے اور بعض نے کہا ہے کہ تمام زمانوں کے لئے ہے کہ ایمانی جذبہ رکھنے والے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت اور حضورؐ کی مسجد میں نماز اور آپ کے اور آپ کے صحابہ کرام کے آثار کی زیارت کے شوق میں کھینچے چلے جاتے ہیں اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ یہ حضورؐ نے آخر زمانہ کا حال بتایا ہے کہ ساری دنیا میں سے دین سمٹ کر مدینہ طیبہ میں آجائے گا اس کی تائید ایک اور حدیث سے ہوتی ہے جس کو امام ترمذی نے حضرت ابوہریرۃؓ سے نقل کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اسلام کی بستیوں میں سب سے آخری بستی جو قیامت کے قریب ویران ہوگی وہ مدینہ طیبہ ہوگا یعنی اس کی ویرانی ساری آبادیوں کے بعد ہوگی (مشکوٰۃ)۔

(۵) عن انسؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اللھم اجعل بالمدینۃ ضعفی ما جعلت بمکۃ من البرکۃ متفق علیہ کذا فی المشکوٰۃ۔

حضرت انسؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا نقل کرتے ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ جتنی برکتیں آپ نے مکہ مکرمہ میں رکھی ہیں ان سے دگنی برکتیں مدینہ منورہ میں عطا فرما۔

ف۔ جو حضرات مدینہ طیبہ کو مکہ مکرمہ سے افضل بتاتے ہیں وہ اس حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں جیسا کہ حدیث نمبر ۲ کے ذیل میں گزرا اور جو حضرات مکہ مکرمہ کو افضل بتاتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث شریف میں برکت سے مراد خاص طور سے روزی میں برکت مراد ہے مسلم شریف کی ایک حدیث میں یہ مضمون ذرا تفصیل سے آیا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ حضرت ابوہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ صحابہ کا معمول یہ تھا کہ جب موسم میں کوئی پھل

Marfat.com

آتا تو سب سے پہلا پھل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
پیش کیا جاتا حضورؐ اس کو لے کر یہ دعا فرماتے کہ اے اللہ ہمارے پھلوں میں
برکت فرما اور ہمارے شہر میں برکت فرما اور ہمارے صاع میں برکت فرما
اور ہمارے مد میں برکت عطا فرما اے اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تیرے
بندے تھے تیرے خلیل تھے تیرے نبی تھے اور میں بھی تیرا بندہ ہوں اور
تیرا نبی ہوں انہوں نے مکہ مکرمہ کے لئے دعا کی میں ویسی ہی دعا مدینہ طیبہ
کے لئے کرتا ہوں اور اس سے دوچند کی دعا کرتا ہوں اس کے بعد کسی چھوٹے
بچے کو وہ پھل مرحمت فرما دیتے اس حدیث شریف میں حضرت ابراہیم
علیہ السلام کی دعا کی طرف اشارہ فرمایا جو قرآن پاک میں مذکور ہے
فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم وارزقھم من الثمرات کہ اے اللہ
لوگوں کے دل اس شہر (مکہ مکرمہ) میں رہنے والوں کی طرف مائل کر اور ان
کو پھل عطا فرما ایک حدیث میں حضرت ابراہیمؑ کی دعا گوشت اور پانی میں
برکت کے متعلق وارد ہوئی اور حضورؐ نے اپنی اس دعا کو حضرت ابراہیم
علیہ السلام کی دعا پر مرتب فرمایا اس لئے یہ حضرات فرماتے ہیں کہ یہ برکت
بھی ان ہی چیزوں کے متعلق ہے صاع اور مد وپیمانے ہیں جن سے غلہ
ناپا جاتا ہے ان میں برکت کے یہ معنی ہیں کہ رزق میں فراخی ہو علماء نے لکھا
ہے کہ اس دعا کا قبول ہونا مشاہدہ میں آتا ہے کہ جو مقدار کھانے کی
مدینہ طیبہ میں کافی ہو جاتی ہے اتنی مقدار کھانے کی مدینہ سے باہر کافی
نہیں ہوتی وہاں رہنے میں اس کا تجربہ ہوتا ہے (فتح) اور جو حضرات
مدینہ طیبہ کی افضلیت کے قائل ہیں وہ فرماتے ہیں کہ برکت کے معنی
خیر میں زیادتی کے ہیں جو دین اور دنیا دونوں کی خیر کو شامل ہے اس لئے

ہر نوع کی خیر میں مکہ مکرمہ سے دوچند کی دعا ہے (فتح) ایک حدیث میں آیا ہے حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضورؐ کے ساتھ جا رہے تھے جب مدینہ سے باہر حرہ میں سقیا پر پہنچے (ایک جگہ کا نام ہے مدینہ کی آبادی سے باہر) تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کا پانی منگایا اور وضو کر کے قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوئے اور اللہ اکبر کہنے کے بعد یہ دعا کی اے اللہ حضرت ابراہیمؑ تیرے بندے تھے تیرے خلیل تھے انہوں نے مکہ والوں کے لئے برکت کی دعا کی اور میں محمد ہوں (صلی اللہ علیہ وسلم) تیرا بندہ ہوں تیرا رسول ہوں میں تجھ سے مدینہ والوں کے لئے دعا کرتا ہوں کہ تو ان کے مد میں اور ان کے صاع میں ایسی ہی برکت کر جیسی کہ تو نے اہل مکہ کے لئے کی اور اس کے ساتھ دوچند برکتیں زیادہ کر (کنز) اس حدیث شریف میں تین گنا زیادتی کی دعا ہوئی صاحب ترغیب نے اس کی سند کو عمدہ اور قوی بتایا ہے حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں گرانی بہت ہو گئی اور لوگ سخت مشقت میں پڑ گئے تو حضورؐ نے صبر کی تلقین فرمائی اور یہ خوشخبری دی کہ میں نے تمہارے لئے تمہارے صاع میں اور تمہارے مد میں برکت کی دعا کی ہے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ کھانا علیحدہ علیحدہ نہ کھایا کرو اکٹھے ہو کر کھایا کرو اس صورت میں ایک کا کھانا دو کو کافی ہو جاتا ہے اور دو کا کھانا چار کو کافی ہو جاتا ہے اور چار کا پانچ چھ کو کافی ہو جاتا ہے اکٹھے کھانے میں برکت ہوتی ہے جو شخص مدینہ طیبہ کی مشقت پر صبر کرے گا میں قیامت کے دن اس کے لئے سفارشی اور گواہ بنوں گا اور جو شخص مدینہ سے اعراض کر کے یہاں سے جائے گا حق تعالیٰ شانہٗ اس کا بہترین بدل یہاں کر دے گا اور جو مدینہ والوں کے

Marfat.com

ساتھ بُرائی کا ارادہ کرے گا وہ اس طرح پگھل جائے گا جیسا کہ پانی میں نمک پگھل جاتا ہے (ترغیب) یہ مضمون بھی بہت سی روایات میں نقل کیا گیا جیسا کہ آیندہ حدیث کے ذیل میں آرہا ہے۔

(۶) عن سعدٌ قال قال رسول الله صلے الله علیه وسلم لا یکید اهل المدینة احد الا انماع کما ینماع الملح فی الماء متفق علیه کذا فی المشکوٰة۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو کوئی بھی مدینہ منورہ کے رہنے والوں کے ساتھ مکر کرے گا وہ ایسا گھل جائے گا جیسا پانی میں نمک گھل جاتا ہے۔

ف۔ یہ مضمون بہت سی احادیث میں بہت مختلف عنوانات سے نقل کیا گیا اس سے پہلی حدیث کے ذیل میں حضرت عمرؓ سے بھی حضورؐ کا ارشاد اس قسم کا نقل کیا گیا مسلم شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص مدینہ والوں کے ساتھ کسی قسم کی بُرائی کا ارادہ کرے گا حق تعالیٰ شانہٗ اس کو آگ میں اس طرح پگھلا دیں گے جس طرح آگ میں رانگ پگھلتا ہے یا پانی میں نمک گھل جاتا ہے حضرت جابرؓ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ وہ شخص برباد ہو جائے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈراتا ہے ان کے صاحبزادے نے پوچھا کہ حضورؐ کا وصال ہو چکا حضورؐ کو کوئی شخص کس طرح ڈرا سکتا ہے تو حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص مدینہ والوں کو ڈراتا ہے وہ اس چیز کو ڈراتا ہے جو میرے پہلو کے درمیان ہے (یعنے میرے دل کو) ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جو شخص مدینہ والوں کو ڈرائے اللہ جل شانہٗ اس کو ڈرائے حضرت عبادہؓ سے حضورؐ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا کہ اے اللہ جو شخص مدینہ

والوں پر ظلم کرے یا ان کو ڈرائے تو اس کو ڈرا اور اس پر اللہ کی لعنت اور فرشتوں کی لعنت اور ساری دنیا کی لعنت نہ اس کی فرض عبادت مقبول نہ نفل عبادت مقبول حضرت سائب بن خلاد سے بھی حضورؐ کا یہ ارشاد ایسے ہی نقل کیا گیا جیسا کہ حضرت عبادہؓ نے نقل کیا حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے نقل کیا گیا کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو مدینہ والوں کو تکلیف پہنچائے اسکو اللہ تعالٰی تکلیف پہنچائے اور اس پر اللہ کی لعنت فرشتوں کی لعنت ساری دنیا کے آدمیوں کی لعنت نہ اوس کا فریضہ مقبول نہ نفل (ترغیب) حضرت زید بن اسلمؒ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے یہ دعا کی ہے اے اللہ جو مدینہ والوں کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے تو اس کو ایسا پگھلا دے جیسا کہ رانگ آگ میں اور نمک پانی میں اور چکنائی دھوپ میں پگھلتی ہے (کنز العمال) اور بھی بعض صحابہ کرامؓ سے اس قسم کے مضامین نقل کئے گئے ہیں یہ بڑی سخت وعیدیں ہیں جو لوگ زیارت کے واسطے وہاں حاضر ہوں وہ اس کا بہت زیادہ خیال اور اہتمام رکھیں کہ نہ ان لوگوں کو اذیت پہنچائیں نہ خرید اور فروخت میں ان سے کسی قسم کی چالبازی اور مکر کریں یہاں رہتے ہوتے بھی وہاں کے رہنے والوں کے ساتھ کسی قسم کی دغابازی کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے اس کا بہت لحاظ رکھیں جو معاملہ ان کے ساتھ کریں وہ نہایت صفائی کا ہونا چاہیئے کسی قسم کی دغا اور فریب ان لوگوں کے ساتھ کرنے سے بہت زیادہ احتراز کریں۔

(۷) عن انسؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من صلی فی مسجدی اربعین صلوٰۃ لا	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص میری مسجد میں چالیس نمازیں ایسی طرح پڑھے کہ ایک نماز بھی اس کی مسجد

Marfat.com

تفوتہ صلوٰۃ کتب لہ براءۃ من النار وبراءۃ من العذاب وبریٔ من النفاق رواہ احمد والطبرانی فی الاوسط ورجالہ ثقات وروی الترمذی بعضہ کذا فی مجمع الزوائد۔

سے فوت نہ ہو تو اس کے لئے آگ سے برأت لکھی جاتی ہے اور وہ شخص نفاق سے بری ہے۔

ف۔ بڑی اہم فضیلت ہے اور بڑی آسان زائرین کو چاہیئے کہ کم ازکم آٹھ روز کا قیام وہاں ضرور کریں اور جانے سے پہلے اونٹ یا موٹر والوں سے آٹھ روز کا قیام طے کرلیں تاکہ چالیس نمازیں پوری ہوجائیں اور اس کا اہتمام کریں کہ اس درمیان میں کوئی نماز فوت نہ ہونے پائے اگر کسی جگہ زیارت وغیرہ کو جانا ہو تو ایسی صورت تجویز کریں کہ صبح کی نماز مسجد نبوی میں پڑھ کر جائیں اور ظہر کی نماز واپسی میں مسجد میں میسر ہوجائے۔

(۸) عن عائشۃؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول للمریض بسم اللہ تربۃ ارضنا بریقۃ بعضنا یشفی سقیمنا رواہ البخاری وروی معناہ مسلم وابوداؤد وغیرھما۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مریض کے لئے فرمایا کرتے تھے بسم اللہ تربۃ ارضنا بریقۃ بعضنا یشفی سقیمنا۔

ف۔ اس دعا کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ کے نام کے ساتھ ہماری زمین کی مٹی ہم میں سے بعض آدمیوں کے لب کے ساتھ مل کر ہمارے بیمار کو شفا دیتی ہے مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ جب کوئی آدمی بیمار ہوتا یا اس کے کوئی زخم وغیرہ ہوتا تو حضورؐ ایسا کرتے امام نووی کہتے ہیں کہ حضورؐ انگلی کو لب لگا کر زمین پر لگا

Marfat.com

تاکہ اس کو مٹی لگ جائے اور یہ دعا پڑھتے پھر اس کو اس جگہ لگا دیتے جو ماؤف ہے بعض علماء نے اس کو عام کہا ہے وہ ہر جگہ کی مٹی کے متعلق ایسا ہی کہتے ہیں اور اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ وطن کی مٹی کو مزاج سے مناسبت میں خاص دخل ہوتا ہے جیسا کہ حافظ نے فتح الباری میں اس کو وضاحت سے نقل کیا ہے اور بعض علمائے نے اس کو مدینہ پاک کی مٹی کے ساتھ خاص بتایا ہے علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں مدینہ پاک کی خصوصیات میں لکھا ہے کہ اس کا غبار جذام اور برص کے لئے خصوصیت سے شفا ہے علامہ زرقانی کہتے ہیں کہ یہ نہ کوئی طبی چیز ہے نہ عقلی چیز ہے لیکن منکر کو نفع نہیں کرتی علامہ زرقانی نے بعض لوگوں کے حالات بھی لکھے جن کو برص کی بیماری تھی اور مدینہ پاک کی مٹی ملنے سے وہ اچھے ہو گئے علامہ قسطلانی کہتے ہیں بلکہ ہر مرض کے لئے شفا ہے علامہ زرقانی نے لکھا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ قبیلہ بنو الحارث کے پاس گئے وہ لوگ بیمار تھے حضورؐ نے فرمایا کیا حال ہے کہنے لگے حضور ہم لوگ بخار میں مبتلا ہیں حضورؐ نے فرمایا تمہارے پاس تو صعیب موجود ہے (یہ مدینہ کی ایک خاص جگہ کا نام ہے جو وادی بطحان میں ہے) انہوں نے عرض کیا کہ حضور صعیب کو کیا کریں۔ حضورؐ نے فرمایا اس کی مٹی لے کر پانی میں ڈال کر اس پر یہ پڑھ کر لب ڈالو بسم اللہ تراب ارضنا بریق بعضنا شفاء لمریضنا باذن ربنا۔

ان حضرات نے اس کا استعمال کیا اللہ کے فضل سے بخار جاتا رہا اس قصہ کے نقل کرنے والے ایک راوی کہتے ہیں کہ لوگوں کے اس جگہ سے مٹی اٹھانے کی وجہ سے وہاں گڑھا بھی پڑ گیا بہت سے لوگوں نے اس کا

Marfat.com

تجربہ کیا علامہ سمہودی کہتے ہیں کہ یہ جگہ اب تک بھی موجود ہے لوگ اس کی مٹی بیماروں کے واسطے لاتے ہیں حضرت ثابت بن قیسؓ حضورؐ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ مدینہ کا غبار کوڑھ کی بیماری کے لئے شفا ہے۔ (زرقانی) اس ناکارہ کا تجربہ تو یہاں تک ہے کہ مدینہ طیبہ کی مٹی اس دعا کے ساتھ طاعون کی گلٹی تک کے لئے بھی نافع ہوئی ہے اور وفاء الوفا میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد نقل کیا ہے کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس کی مٹی میں ہر بیماری کا علاج ہے۔

(۹) عن ابن عمرؓ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال من استطاع ان یموت بالمدینۃ فلیمت بھا فانی اشفع لمن یموت بھا رواہ الترمذی وابن ماجۃ و ابن حبان فی صحیحہ والبیھقی و لفظ ابن ماجۃ فانی اشھد لمن مات بھا کذا فی الترغیب۔	حضرت ابن عمرؓ حضورؐ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص اس کی طاقت رکھتا ہو کہ مدینہ طیبہ میں مرے چاہیئے کہ وہیں مرے اس لئے کہ میں اس شخص کا سفارشی ہوں گا جو مدینہ میں مرے گا دوسری حدیث میں ہے کہ میں اس کا گواہ بنوں گا۔

ف۔ بہت سے صحابہ سے یہ مضمون نقل کیا گیا حضرت صمیتہ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا کہ جو شخص اس کی طاقت رکھتا ہو کہ مدینہ کے سوا کہیں نہ مرے وہ مدینہ ہی میں مرے اس لئے کہ میں اس کے لئے گواہ بنوں گا جو مدینہ میں مرے (ترغیب) علما نے لکھا ہے کہ شفاعت سے مراد خاص قسم کی شفاعت ہے ورنہ حضورؐ کی عام شفاعت تو سارے ہی

Marfat.com

مسلمانوں کے لیئے ہوگی اور طاقت رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی کوشش کرے کہ وہاں آخر تک رہے علامہ زرقانی کہتے ہیں کہ یہ ترغیب ہے وہاں سے باہر نہ جانے کی کہ مرنے تک وہیں رہے ابن الحاج کہتے ہیں کہ اس کو طاقت رکھنے سے تعبیر کیا گویا اشارہ ہے اس طرف کہ اس کی انتہائی کوشش کرے میرے محترم بزرگ حضرت مولانا الحاج سید احمد صاحب فیض آبادی نور اللہ مرقدہ نے جو مدرسہ شرعیہ (مدرسہ علوم شرعیہ کے حالات معلوم کرنے کے لیئے کتب خانہ یحیوی سے اس کی کیفیت منگالیں) مدینہ طیبہ کے بانی اور حضرت شیخ العرب والعجم حضرت اقدس مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی کے بڑے بھائی تھے کئی مرتبہ فرمایا کہ ہندوستان کے دوستوں سے ملنے کے لیئے جانے کو ایک مرتبہ دل چاہتا ہے مگر بڑھاپا آگیا ایسا نہ ہو کہ مدینہ کی موت نصیب نہ ہو میرے آقا حضرت اقدس مولانا خلیل احمد صاحب نور اللہ مرقدہ نے ملتزم پر جو دعائیں کیں منجملہ ان کے یہ بھی تھی کہ حق تعالیٰ شانہٗ مدینہ پاک کی موت نصیب فرمائے اور حضرت عمرؓ کی دعا تو مشہور ہے اللھم ارزقنی شھادۃ فی سبیلک واجعل موتی ببلد رسولک اے اللہ مجھے اپنے راستہ میں شہادت عطا فرما اور اپنے رسول کے شہر میں موت عطا فرما ان دونوں دعاؤں کا جمع ہونا بظاہر دشوار تھا کہ مدینہ پاک دارالاسلام اور کفر سے ایسا بعید ہو چکا تھا کہ شیطان بھی اس سے مایوس ہو چکا تھا ایسی حالت میں وہاں شہادت بظاہر دشوار تھی لیکن اللہ جل شانہ جس کام کا ارادہ فرمالیں تو ان کو اسباب پیدا کرنے کیا مشکل ہیں خاص مسجد نبوی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

Marfat.com

کے بڑے مجمع کے درمیان عین نماز کی حالت میں ابو لؤلؤ کافر کے ہاتھ شہادت نصیب ہوئی یحیٰی بن سعید کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک قبر کھودی جارہی تھی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف فرما تھے ایک صاحب تشریف لائے اور قبر کو دیکھ کر کہنے لگے کہ مومن کے لئے یہ کیسی بری جگہ ہے حضورؐ نے فرمایا کہ تم نے کیسی بری بات کہی حضورؐ کی مراد غالباً یہ تھی کہ مومن کی قبر کو بری جگہ بتایا حالانکہ وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے وہ صاحب کہنے لگے حضورؐ میرا مقصد تو یہ تھا کہ یہاں مرگئے کہیں جا کر اللہ کے راستے میں شہید ہو جاتے حضورؐ نے فرمایا کہ شہادت کے برابر تو کوئی چیز ہی نہیں لیکن ساری زمین پر کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں مجھے اپنی قبر بنائی جانی پسندیدہ ہو بجز مدینہ طیبہ کے حضورؐ نے تین مرتبہ یہی الفاظ فرمائے۔ (مشکوٰۃ) مدینہ پاک کی موت ایمان کے ساتھ کسی خوش نصیب کو میسر ہو جائے اس سے بڑھ کر مرنے کے وقت کیا دولت ہو سکتی ہے کہ جنت البقیع کی مٹی نصیب ہو جائے جہاں حضورؐ کے اہل بیت مدفون ہیں دو کے علاوہ ساری ازواج مطہرات مدفون ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی کتنی بڑی جماعت مدفون ہے حضرت امام مالکؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس مقبرہ میں مدفون ہیں (زرقانی) ان پاک ارواح پر اللہ جل شانہٗ کی کس قدر رحمتیں ہر وقت نازل ہوتی ہوں گی یہ ظاہر چیز ہے ابن نجار نے حضورؐ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ دو قبرستان آسمان والوں کے لئے زمین پر ایسا چمکتے ہیں جیسا کہ زمین والوں کے لئے آسمان پر چاند اور سورج ایک بقیع کا قبرستان دوسرا مقبرہ عسقلان اور کعب احبار

جو توراۃ کے بڑے عالم تھے فرماتے ہیں کہ توراۃ میں لکھا ہے کہ جنت البقیع ایک قبہ کی طرح سے ہے جس پر مستقل فرشتوں کی جماعت مقرر ہے کہ جب وہ پُر ہو جائے اس کو جنت میں الٹ دیں (زرقانی) اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ قیامت میں سب سے اول میری قبر شق ہو گی میں اس میں سے نکلوں گا پھر ابو بکرؓ اپنی قبر سے نکلیں گے پھر عمرؓ پھر میں جنت البقیع میں جاؤں گا اور وہاں جتنے مدفون ہیں ان سب کو اپنے ساتھ لوں گا پھر مکہ مکرمہ کے قبرستان والوں کا انتظار کروں گا [redacted] مکہ اور مدینہ کے درمیان آکر مجھ سے ملیں گے امام ترمذی نے اس حدیث کو صحیح بتایا ہے (زرقانی)۔

(۱۰) عن ابی ھریرۃؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما بین بیتی و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ و منبری علی حوضی رواہ البخاری ومسلم وغیرھما وفی حدیث سعد بن ابی وقاص عند البزار بسند رجالہ ثقات وعند الطبرانی من حدیث ابن عمرؓ بلفظ القبر فعلی ھذا المراد بالبیت بیت عائشۃؓ الذی صار فیہ قبرہ کذا فی الفتح۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو جگہ میرے گھر یعنے میری قبر اور میرے منبر کے درمیان ہے وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میری حوض پر ہے۔

ف۔ اس حدیث شریف میں دو مضمون وارد ہیں اول یہ کہ مسجد نبوی کا وہ حصہ جو قبر اطہر اور منبر شریف کے درمیان ہے وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یہ مشہور قول کے موافق ہے کہ میرے گھر سے مراد حضرت عائشہؓ کا گھر ہے جس میں بعد میں حضورؐ کی قبر

Marfat.com

شریف بنی بعض علمائے نے میرے گھر سے عام مراد لیا ہے یعنے تمام ازواج کے گھر اور زوائد مسند احمد کی ایک روایت سے اس کی تائید کی جس میں وارد ہوا ہے کہ ان کے گھروں کے اور منبر کے درمیان ایک باغ ہے جنت کے باغوں میں سے اس صورت میں ازواج مطہرات کے جو مکانات ولید بن عبد الملک کے زمانہ میں مسجد نبوی داخل ہوئے ہیں وہ سارا حصہ روضہ ہی ہے (نزہتہ) اس کے مطلب میں علما کے تین قول ہیں اول یہ کہ اللہ کی رحمتوں کے نازل ہونے میں یہ حصہ ایسا ہی ہے جیسا کہ جنت کا باغ ہو کہ جس طرح وہاں ہر وقت اللہ جل شانہٗ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں اسی طرح یہاں بھی ہر وقت اللہ جل شانہٗ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں دوسرا قول یہ ہے کہ اس جگہ عبادت جنت کے باغ کا ذریعہ ہے یعنی اس جگہ عبادت کرنے سے جنت کے باغوں میں سے ایک باغ عبادت کرنے والوں کو ملیگا اور تیسرا قول یہ ہے کہ یہ جگہ حقیقت میں جنت کا ایک ٹکڑا ہے جو اس دنیا میں منتقل کیا گیا ہے اور یعنیہ یہ ٹکڑا جنت میں منتقل کیا جائے گا حافظ ابن حجر فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے بھی مدینہ طیبہ کے مکہ مکرمہ سے افضل ہونے پر استدلال کیا گیا ہے اس لئے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حصہ جنت کا ٹکڑا ہے اور دوسری احادیث میں حضورؐ کا ارشاد نقل کیا گیا کہ جنت کا ایک کمان کے بقدر حصہ بھی دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب سے افضل ہے اکثر علما کے نزدیک یہ تیسرا قول راجح ہے ابن حجر کی شرح مناسک نووی میں لکھتے ہیں سب سے بہتر قول وہ ہے جو امام مالکؒ وغیرہ سے نقل کیا گیا کہ یہ حدیث اپنے ظاہر پر ہے اور یہ جگہ جنت میں منتقل ہو جائے گی۔

Marfat.com

دوسرا مضمون حدیث بالا میں یہ ہے کہ میرا منبر میری حوض پر ہوگا اس کے معنی میں بھی علما کے تین قول ہیں اول یہ کہ یہ منبر شریف جو مسجد میں ہے یہ بعینہ حوض کوثر پر منتقل ہو جائے گا دوسرا قول یہ ہے کہ یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حوض کوثر کا حال بیان فرمایا کہ اس پر میرے لئے ایک منبر ہوگا اس صورت میں مسجد کے اس منبر سے کوئی تعلق نہیں تیسرے معنی یہ ہیں کہ مسجد میں جو منبر شریف ہے اس کے متصل عبادت کرنے کا ثمرہ اور اثر یہ ہے کہ اس کی برکت سے قیامت میں حوض کوثر پر حاضری نصیب ہوتی ہے "قاضی عیاض نے شفا میں لکھا ہے کہ پہلے معنے سب سے زیادہ ظاہر ہیں حافظ ابن حجر فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ اکثر علمائنے یہی فرمایا ہے کہ وہی منبر مراد ہے جس پر کھڑے ہو کر حضورؐ نے یہ ارشاد فرمایا تھا اور حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت سے اسی کی تائید ہوتی ہے وہ حضورؐ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ میرے منبر کے پائے جنت میں ستون بنا دیئے جائیں گے اور بھی بہت سے علمائنے اسی معنے کو ترجیح دی ہے اسی وجہ سے مسجد نبوی کے درمیان میں یہ دو جگہ ایک روضہ دوسرے منبر کی جگہ خاص طور سے اہم ہیں ان کے علاوہ اور بھی بعض مواقع خصوصی ہیں جن کے پاس جا کر خصوصیت سے درود و دعا وغیرہ کرنا چاہیئے حج کی کتابوں میں ان کو تفصیل سے ذکر کیا ہے ان میں سے چند کو یہاں بھی ذکر کیا جاتا ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ جن ستونوں کی خاص فضیلت ہے اور اسی طرح سے ان کے علاوہ جو متبرک مقامات ہیں ان کی زیارت کرنا چاہیئے اور ان کے پاس خصوصیت سے نوافل دعا وغیرہ کرنا چاہیئے بالخصوص مسجد کا جو حصہ

Marfat.com

حضور کے زمانہ میں مسجد تھا وہ خاص طور سے زیادہ اہم اور زیادہ قابل اہتمام ہے اور اس حصہ میں جتنے ستون ہیں وہ خاص طور پر متبرک ہیں کہ بخاری شریف کی حدیث کے موافق صحابہ کرام ستونوں کے قریب کثرت سے نماز پڑھا کرتے تھے ان میں سے آٹھ ستون خاص طور سے افضل اور متبرک اور معروف ہیں۔

(۱) اسطوانہ مخلقہ۔ یہ جگہ سب سے زیادہ متبرک ہے یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھنے کی جگہ ہے اسی کو اسطوانہ حنانہ بھی کہتے ہیں اس جگہ کھجور کا وہ تنہ تھا جس پر ٹیک لگا کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم منبر بننے سے پہلے خطبہ پڑھا کرتے تھے جب منبر شریف طیار ہوا اور حضورؐ خطبہ کے لئے اس پر تشریف فرما ہوئے تو اس میں سے بہت زور سے رونے کی آواز آئی ایک روایت میں ہے کہ اس کے رونے سے مسجد گونج گئی دوسری روایت میں ہے کہ اس کے رونے سے اور اس کی حالت سے مسجد والے بھی رونے لگے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آئے اور اس پر دست مبارک رکھا جس سے اس کا رونا بند ہوا حضورؐ نے فرمایا کہ اس کے قریب اللہ کا ذکر ہوتا تھا اب منبر بن جانے سے یہ اس سے محروم ہو گیا اس کی وجہ سے رو رہا ہے اگر میں اس پر ہاتھ نہ رکھتا تو قیامت تک اسی طرح روتا رہتا اس کے بعد اس کو دفن کر دیا گیا بہت مشہور قصہ ہے دس صحابہ کرام نے اس کو نقل کیا ہے حسن بصریؒ جب اس کا قصہ نقل فرماتے تو رونے لگتے اور فرماتے کہ اللہ کے بندو کھجور کے درخت کو تو حضورؐ کا اتنا اشتیاق ہو تم تو اس سے بھی زیادہ شوق کے اہل تھے (شفاء) ایک حدیث میں ہے

Marfat.com

کہ جب منبر تیار ہو گیا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن اس پر تشریف فرما ہوئے تو یہ ستون ایسے زور سے چلایا کہ قریب تھا کہ پھٹ جائے حضورؐ منبر سے اترے اور اسے اپنے سے لگایا تو اس طرح سسکیاں لے رہا تھا جیسا بچہ کیا کرتا ہے جس وقت کہ اس کو روتے ہوئے کو چپ کیا جائے (بخاری شریف) اسی وجہ سے اس کو اسطوانہ حنانہ کہتے ہیں جس کے معنی رونے والی اونٹنی کے ہیں اور مخلقہ خلوق سے جو ایک مرکب خوشبو کا نام ہے وہ اس پر خاص طور سے ملی جاتی ہے اگرچہ اور ستونوں پر بھی ملی جاتی تھی اور اس لئے اور بھی بعض ستونوں کو مخلقہ کہا جاتا تھا مگر اکثر اسی کو کہا جاتا ہے۔ حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ مسجد نبویؐ میں نماز کے لئے سب سے افضل جگہ یہی ہے اسی جگہ محراب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے محراب بنا دی گئی جو حضورؐ کے زمانہ میں نہ تھی بلکہ ولید بن عبد الملک کے زمانہ میں جب حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے بہ حیثیت امیر مدینہ ہونے کے مسجد کی تعمیر کرائی تھی اس وقت سے محراب بنی ہے ـــــ (نزہۃ الناظرین)۔

(۲) اسطوانہ عائشہؓ جس کو اسطوانۃ المہاجرین بھی کہتے ہیں اس لئے کہ مہاجرین کی اکثر نشست اس جگہ رہتی تھی ابتداً حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مصلیٰ اسی جگہ تھا اس کے بعد آگے کے ستون کی طرف جو ۱ میں گزرا تجویز ہوا اس کو اسطوانۃ القرعہ بھی کہتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ نے حضورؐ سے نقل کیا کہ اس مسجد میں ایک جگہ ایسی ہے کہ اگر لوگوں کو اس کا حال معلوم ہو جائے تو اس کے لئے ہجوم کی وجہ سے قرعہ ڈالنا پڑے لوگوں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ وہ کون سی

جگہ ہے تو انہوں نے اس وقت بتانے سے انکار فرمایا اس کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے اصرار پر حضرت عائشہؓ نے ان کو بتایا اسی لئے اسطوانہ عائشہؓ کہتے ہیں کہ ان کی حدیث اور ان کی تعیین سے اس کی تعیین ہوئی حضرت ابوبکرؓ صدیق حضرت عمرؓ اکثر اس کے قریب نماز پڑھا کرتے تھے ایک حدیث میں آیا ہے کہ اس جگہ دعا قبول ہوتی ہے۔

(۳) اسطوانۃ التوبہ اور اس کو اسطوانہ ابولبابہ بھی کہتے ہیں حضرت ابولبابہؓ مشہور صحابی ہیں غزوہ بنو قریظہ کے وقت ایک غلطی ان سے سرزد ہو گئی تھی وہ یہ کہ جس وقت یہود بنی قریظہ کا محاصرہ ہو رہا تھا تو انہوں نے تنگ آکر ہتھیار ڈالنے کا ارادہ کیا اور ابولبابہ سے زمانہ جاہلیت سے بہت زیادہ تعلقات تھے تو انہوں نے مشورہ کے لئے ان کو بلایا کہ حضورؐ کا عندیہ ان سے اپنے متعلق معلوم کریں یہ وہاں تشریف لے گئے وہ سب ان کو دیکھ کر بے تحاشا رونے لگے ان کے رونے کو دیکھ کر ان کا بھی دل بھر آیا اور ان کے دریافت کرنے پر انہوں نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا گویا کہ حضورؐ کا عندیہ قتل کرنے کا ہے لیکن اس کے بعد معاً تنبہ ہوا کہ مجھ سے بڑی غلطی ہوئی وہاں سے واپس آکر اپنے آپ کو اس جگہ جو کھجور کا ستون تھا اس سے باندھ دیا کہ جب تک میری توبہ قبول نہ ہوگی اپنے کو نہ کھولوں گا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہی کھولیں گے تو اس جگہ سے رہائی کروں گا حضورؐ کو جب اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اگر وہ میرے پاس آجاتے تو میں اللہ جل شانہٗ سے ان کے لئے استغفار کرتا مگر اب وہ راہ راست اپنی توبہ کے قبول پر مدار رکھ چکے ہیں تو جب تک توبہ قبول نہ ہو میں کیسے کھول سکتا ہوں کئی دن اسی حال میں

گزر گئے کہ نماز کے یا بشری ضرورت کے وقت ان کی بیوی یا بیٹی کھول دیتیں اور بعد فراغت پھر باندھ دیتیں کئی دن اسی حال میں گزر گئے کہ نہ کھانا نہ پینا بھوک کی وجہ سے آنکھوں کے سامنے اندھیرا ہوگیا کانوں سے اونچا سنائی دینے لگا کئی دن کے بعد ایک شب میں کہ اس دن حضور اقدس حضرت ام سلمہؓ کے مکان پر تھے تہجد کے وقت ان کی توبہ قبول ہوئی حضورؐ نے اس کی اطلاع فرمائی صحابہ کرام نے ان کو کھولنا چاہا اور قبول توبہ کی بشارت دی مگر انہوں نے کہا کہ جب تک حضورؐ ہی اپنے دست مبارک سے نہ کھولیں گے مجھے کھلنا منظور نہیں چنانچہ حضورؐ جب صبح کی نماز کے لئے باہر تشریف لائے تو ان کو کھولا بعض علماء نے کہا ہے کہ غزوہ تبوک میں جو حضرات رہ گئے تھے ان میں ابو لبابہ بھی تھے اور اس غزوہ میں شرکت نہ ہونے سے رنج وغم میں انہوں نے اپنے آپ کو اس ستون سے باندھ دیا تھا اور اسی حال میں جب کئی دن گزر گئے اور آیت شریفہ وآخرون اعترفوا بذنوبھم نازل ہوئی تو ان کو کھولا گیا اس ستون کے قریب قبلہ کی جانب حضورؐ نے اعتکاف بھی کیا ہے اور اکثر ضعفاء مساکین وغیرہ اس ستون کے قریب بیٹھتے تھے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے بعد طلوع آفتاب تک ان کے پاس تشریف فرما ہوتے تھے۔

(۴) اسطوانۃ السریر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اعتکاف اس جگہ بھی بتایا جاتا ہے بعض علما نے کہا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کے زمانہ میں اس جگہ شب کو آرام فرمایا کرتے تھے اس لئے یہ نام ہوا سریر کے اصل معنی تخت کے ہیں حضورؐ کے آرام فرمانے

Marfat.com

کے لئے کوئی چیز اس جگہ بچھائی جاتی تھی جو لکڑی کی ہو گی۔

(۵) اسطوانہ علیؓ جس کو اسطوانۃ المحرس اور اسطوانۃ الحرس بھی کہتے ہیں حرس کے معنی حفاظت کے ہیں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دربانی کے طور پر اس جگہ تشریف فرما ہوتے تھے اور اکثر حضرت علی کرم اللہ وجہہ تشریف رکھتے تھے اس لئے اسطوانہ علی بھی نام ہو گیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کے حجرہ سے جب تشریف لاتے تھے تو اس جگہ کو گزرتے

(۶) اسطوانۃ الوفود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جو عرب کے وفود آتے تھے وہ اکثر اسی جگہ بٹھائے جاتے تھے حضورؐ اس جگہ تشریف لاکر ان سے گفتگو فرماتے ان کو احکام کی تلقین فرماتے علماء کا ان دونوں ستونوں نمبر ۵ و نمبر ۶ کی تعیین میں اختلاف ہے جس کو نزہۃ الناظرین وغیرہ میں ذکر کیا ہے۔

(۷) اسطوانہ تہجد۔ کہتے ہیں کہ اکثر شب کے وقت جب سب آدمی چلے جاتے تو اس جگہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تہجد کے لئے ایک بوریا بچھایا جاتا تھا اور حضورؐ یہاں تہجد ادا فرماتے تھے بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک میں تین رات جو نماز پڑھی ہے اور بہت مجمع جمع ہو جاتا تھا اور حضورؐ نے تراویح کے فرض ہونے کے خوف سے پھر نہیں پڑھی وہ اسی جگہ پڑھی گئی ہے مگر اکثر روایات میں اس کا مسجد نبوی میں ہونا معلوم ہوتا ہے (نزہۃ) اور یہ جگہ اس وقت مسجد نبوی میں داخل نہیں تھی۔

(۸) اسطوانہ جبرئیلؑ۔ علما نے لکھا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے آنے کی یہ خاص جگہ تھی لیکن یہ ستون اس وقت حجرہ شریفہ کی تعمیر

کے اندر آگیا ہے باہر سے اس کی زیارت نہیں ہوتی یہ آٹھ ستون علماء نے خاص گنوائے ہیں لیکن یہ ظاہر بات ہے کہ مسجد نبوی کا کون ساحصہ ایسا ہوگا جہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک نہ پڑے ہوں اور صحابۂ کرام نے نمازیں نہ پڑھی ہوں اور نہ صرف مسجد نبوی بلکہ مدینہ طیبہ کے سارے شہر کا کون ساحصہ ایسا ہوگا جہاں ان بابرکت ہستیوں کے قدم بار بار نہ پڑے ہوں اس لئے وہاں کی ہر جگہ بابرکت ہے حق تعالیٰ شانہ اس کی برکت سے انتفاع کی توفیق عطا فرمائے کہ اصل توفیق ہی ہے۔

(خاتمہ) اس میں سارے علما کا اتفاق ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد صرف ایک ہی مرتبہ حج کیا ہے سنہ ۱۰ھ میں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا آخری سال تھا اور اس سفر میں ایسے واقعات کا حضورؐ کی طرف سے ظہور ہوا جیسا کہ کسی سے رخصت ہوتے وقت ہوا کرتے ہیں اسی وجہ سے اس کا نام حجۃ الوداع یعنی رخصت کا حج پڑ گیا کہ گویا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ شانہ کے یہاں جانے کے لئے اس سفر کے اجتماع کے وقت سارے مسلمانوں سے جو حاضر تھے رخصت ہو گئے سفر حج کی ابتدا کے وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارادہ کا اعلان فرمایا تو ہزاروں کی مقدار میں صحابہ کرام نے ہمرکابی اور معیت کا فخر حاصل کرنے کے لئے حج کا ارادہ فرمالیا اور جو خبر سنتا گیا وہ ہمرکابی کی کوشش کرتا گیا ان میں سے ایک بڑی مقدار مدینہ طیبہ روانگی سے قبل پہنچ گئی ہے اور جو وہاں حاضر نہ ہو سکے تھے وہ راستہ میں ملتے رہے اور جن کو اتنا بھی وقت نہ ملا وہ مکہ مکرمہ اور بعض براہ راست عرفات پر پہنچے غرض بہت کثیر مجمع اس

حج میں ہمرکاب تھا جس کی مقدار ایک لاکھ چوبیس ہزار تک بتائی جاتی ہے (لمعات حاشیہ ابو داؤد) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں ظہر کی نماز پڑھ کر روانہ ہوئے اور عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں پہنچ کر ادا فرمائی اس میں مؤرخین کا اختلاف ہے کہ روانگی کی تاریخ کیا تھی ۲۴-۲۵-۲۶ ذلقعدہ تین قول ہیں اور اسی طرح دن کے متعلق بھی پنجشنبہ۔ جمعہ۔ شنبہ تین قول ہیں جن میں سے جمعہ کا دن جن حضرات نے کہا ہے وہ صحیح روایات کے خلاف ہے اس لئے کہ روانگی سے قبل مدینہ پاک میں چار رکعت ظہر کی نماز پڑھنا مشہور روایات میں ہے اس ناکارہ کے نزدیک ۲۸ ذیقعدہ شنبہ کے دن روانگی روایات سے راجح معلوم ہوتی ہے شب کو ذوالحلیفہ میں قیام فرمایا اور تمام ازواج مطہرات سے جو ہمراہ تھیں صحبت کی اسی وجہ سے علماء کے نزدیک اگر بیوی ساتھ ہو تو احرام سے قبل صحبت کرنا مستحب ہے کہ احرام کے طویل زمانہ میں دونوں کے لئے عفت کا سبب ہے دوسرے دن ظہر کے وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کے لئے غسل کیا اور احرام کی چادریں زیب تن فرمائیں اور ذوالحلیفہ کی مسجد میں ظہر کی نماز کے بعد قران کا احرام باندھا محققین علماء کے نزدیک حضور کا احرام شروع ہی سے قران کا تھا یہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو اختیار دے دیا کہ جس کا دل چاہے افراد تمتع قران میں سے جو نسا چاہے باندھ لے خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قران کا باندھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رات کو تشریف لا کر یہ فرمایا تھا کہ یہ وادی عقیق مبارک وادی ہے آپ اس میں نماز پڑھیں اور حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھیں اس کے بعد مسجد سے باہر تشریف لا کر اونٹنی پر سوار ہوئے

Marfat.com

اور زور سے لبیک پڑھا چونکہ مسجد کی آواز قریب کے آدمیوں نے سُنی تھی اور یہاں اونٹنی پر تشریف رکھنے کے بعد دور تک آواز گئی اس لئے بہت سے حضرات نے یہ سمجھا کہ اسی وقت حضورؐ نے احرام کی ابتدا فرمائی اس کے بعد حضورؐ کی مبارک اونٹنی آپ کو اپنی پشت پر لے کر چلی اور بیداء کی پہاڑی پر چڑھی جو ذوالحلیفہ کے قریب ہے چونکہ حاجی کے لئے ہر اونچی جگہ چڑھتے ہوئے لبیک زور سے پڑھنا مستحب ہے اس لئے حضورؐ نے یہاں بھی زور سے لبیک پڑھا جس کی آواز پہاڑی کا اونچان ہونے کی وجہ سے اور بھی زیادہ دور تک گئی اس کی وجہ سے صحابہ کی ایک بڑی جماعت اسی جگہ حضورؐ کا احرام باندھنا نقل کرتی ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے لبیک پڑھتے ہوئے مکہ مکرمہ کیطرف روانگی شروع کی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر یہ درخواست کی کہ صحابہ کرام کو حکم فرما دیجئے کہ لبیک زور سے پڑھیں چنانچہ حضورؐ نے اس کا حکم فرما دیا راستہ میں جب وادی روحا پر پہنچے تو حضورؐ نے وہاں نماز پڑھی اور یہ فرمایا کہ ستر نبیوں نے اس جگہ نماز پڑھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا سامان اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کا سامان سب ایک اونٹ پر تھا جو حضرت ابو بکرؓ کے غلام کی سپردگی میں تھا جب وادی عرج میں پہنچے تو دیر تک یہ حضرات ان کا انتظار فرماتے رہے بڑی دیر میں وہ آئے اور کہا کہ اونٹ تو کھویا گیا حضرت ابو بکرؓ نے ان کو مارا کہ ایک ہی تو اونٹ تھا وہ بھی گم کر دیا اور حضورؐ تبسم فرما کر ارشاد فرما رہے تھے کہ ان محرم کو دیکھو یہ کیا کر رہے ہیں یعنی احرام کی حالت میں مارتے ہیں صحابہ کو جب معلوم ہوا کہ حضورؐ کے سامان کی اونٹنی گم ہو گئی تو جلدی سے کھانا تیار

Marfat.com

کر کے لائے حضورؐ نے حضرت ابو بکرؓ کو بلایا کہ آؤ اللہ تعالیٰ نے بہترین غذا عطا فرمائی مگر حضرت ابو بکرؓ کو غصہ آرہا تھا حضورؐ نے ان کو فرمایا کہ ابو بکر غصہ کو جانے دو اس کے بعد حضرت سعد اور حضرت ابو قیس اپنے سامان کی اونٹنی لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضورؐ یہ قبول فرمالیں مگر حضورؐ نے فرمایا اللہ تمہیں برکت عطا فرمائے ہماری اونٹنی اللہ کے فضل سے ملگئی جب وادیٔ عسفان میں جو مکہ مکرمہ کے قریب ہے تشریف فرما تھے تو حضرت سراقہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں حج کا طریقہ اس طرح بتا دیجیے کہ گویا ہم آج ہی پیدا ہوئے ہیں یعنی اس پر اطمینان نہ فرمادیں کہ یہ بات تو ان کو پہلے سے معلوم ہوگی۔ حضورؐ نے ان حضرات کو بتایا کہ مکہ میں داخل ہو کر کیا کیا کریں سرف میں پہنچ کر حضرت عائشہؓ کو حیض آنے لگا وہ بہت پریشان ہوئیں رونے لگیں کہ میرا تو سفر ہی بیکار ہو گیا حج کا وقت قریب آگیا اور میں ناپاک ہو گئی حضورؐ نے تسلی دی کہ یہ تو ساری ہی عورتوں کو پیش آتا ہے پھر ان کو بتایا کہ وہ اب کیا کریں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ارشاد فرمایا کہ جن کے ساتھ ہدی نہیں ہے وہ مکہ مکرمہ میں داخل ہو کر عمرہ کر کے اپنا احرام کھول دیں مکہ مکرمہ کے قریب جب وادی ازرق پر پہنچے تو ارشاد فرمایا کہ میرے سامنے اس وقت وہ منظر ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اس جگہ پر حج کے لئے گزر رہے تھے اور کانوں میں انگلیاں دے کر زور سے لبیک پڑھ رہے تھے اس کے بعد حضور اقدسؐ ذوطوی پہنچے جو مکہ مکرمہ کے بالکل قریب ہے اور شب کو وہاں قیام فرمایا اور صبح کو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کی غرض سے غسل کیا اور چاشت کے وقت ۴ ذی الحجہ یکشنبہ کی صبح کو مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے

Marfat.com

اس دن اور تاریخ میں علما کا سب کا قریب قریب اتفاق ہے کہ مکہ مکرمہ میں داخلہ کی یہی تاریخ اور یہی دن تھا بندہ کے نزدیک ذلقعدہ کا یہ مہینہ ۲۹ دن کا تھا اس لئے شنبہ کو چل کر نویں دن مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے مکہ مکرمہ میں پہنچ کر سب سے اول مسجد حرام میں تشریف لے گئے اور حجر اسود کو بوسہ دیا اور طواف کیا تحیۃ المسجد بھی نہیں پڑھی مسجد میں داخل ہوتے ہی طواف شروع فرمادیا طواف سے فراغت پر مقام ابراہیم پر طواف کا دوگانہ ادا کیا جس میں سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص پڑھی اس کے بعد حجر اسود کو بوسہ دیا اور باب الصفا سے نکل کر صفا کی پہاڑی پر تشریف لے گئے اور اوپر چڑھے یہاں تک کہ بیت اللہ نظر آنے لگا پھر بڑی دیر تک تکبیر وتحمید اور دعا کرتے رہے اس کے بعد صفا مروہ کے درمیان سات چکر پورے فرمائے اور مروہ پر جب سعی سے فراغت فرمائی تو جن حضرات کے ساتھ ہدی نہیں تھی ان کو احرام کھولنے کا حکم فرمادیا اس کے بعد قیام گاہ پر تشریف لائے اور چار دن قیام فرمایا ۸ ذی الحجہ پنجشنبہ کو چاشت کے وقت منیٰ تشریف لے گئے اور سب صحابۂ کرام بھی حج کا احرام باندھ کر ہمرکاب تھے پانچ نمازیں منیٰ میں پڑھیں اسی شب میں سورۂ والمرسلات حضورؐ پر نازل ہوئی جمعہ کی صبح کو طلوع آفتاب کے بعد عرفات تشریف لے گئے اور نمرہ میں جو خیمہ حضورؐ کے لئے خدام نے پہلے سے لگایا تھا تھوڑی دیر قیام فرمایا پھر زوال کے بعد اپنی اونٹنی پر جس کا نام قصوا تھا سوار ہوکر بطن عرنہ میں موجود ہیں قریب ہے تشریف لائے اور بہت طویل خطبہ پڑھا اس خطبہ میں ایسے الفاظ بھی تھے کہ شاید تم اس سال کے بعد مجھے نہ دیکھو اور یہ کہ اس سال کے بعد کبھی بھی میرا تمہارا یہاں اجتماع نہ ہوگا وغیرہ وغیرہ۔

Marfat.com

خطبہ کے بعد حضرت بلالؓ کو تکبیر کا حکم فرمایا اور ظہر و عصر کی نمازیں ظہر ہی کے وقت میں پڑھائیں نماز سے فراغت کے بعد عرفات کے میدان میں تشریف لائے اور مغرب تک اپنی اونٹنی پر دعا میں بڑے اہتمام سے مشغول رہے اسی دوران میں حضرت ام فضلؓ نے یہ معلوم کرنے کے لئے کہ آپ کا روزہ ہے یا نہیں ایک پیالہ میں دودھ بھیجا جس کو حضورؐ نے اپنی اونٹنی پر سارے مجمع کے سامنے نوش فرمایا تاکہ سب کو معلوم ہو جائے کہ روزہ نہیں ہے اسی دوران میں ایک صحابی اونٹ پر سے گر کر مر گئے حضورؐ نے فرمایا کہ ان کے احرام کے کپڑوں ہی میں ان کو کفنا دو یہ قیامت میں لبیک ہی پڑھتے ہوئے اٹھیں گے اس جگہ نجد کی ایک جماعت براہ راست پہنچی اور حضورؐ سے ایک آدمی کے ذریعہ سے آواز دے کر دریافت کرایا کہ حج کیا ہے حضورؐ نے ایک آدمی کو حکم فرمایا کہ اعلان کردو کہ حج عرفہ میں ٹھہرنے کا نام ہے جو شخص ۱۰ ذی الحجہ کی صبح سے پہلے پہلے یہاں پہنچ جائے اس کا حج ہو گیا (ابوداؤد)۔

حضورؐ مغرب تک امت کے لئے مغفرت کی دعا بہت ہی الحاح اور زاری سے مانگتے رہے حق تعالیٰ شانہ کے یہاں سے امت کے لئے مظالم کے سوا اور سب چیزوں کی مغفرت کا وعدہ ہو گیا مگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پھر بھی التجا فرماتے رہے کہ یا اللہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مظلوموں کو تو اپنے پاس سے بدلہ عطا فرمادے اور ظالموں کو معاف فرمادے اسی دوران میں آیت شریفہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی نازل ہوئی جس کا بیان سب سے پہلی فصل میں گزر چکا ہے جس وقت یہ آیت شریفہ نازل ہوئی تو وحی کے بوجھ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کی اونٹنی بیٹھ گئی کھڑی نہ ہو سکی۔
غروب کے بعد نماز سے قبل حضورؐ وہاں سے روانہ ہوئے اونٹنی ایسے زوروں پر تھی کہ نہایت شدت سے اس کی باگ کھینچ رکھی تھی وہ جوش میں دوڑنا چاہتی تھی جہاں ذرا چڑھائی آتی تو حضورؐ اونٹنی کی باگ ذرا ڈھیلی فرما دیتے تھے پھر اس کو زور سے کھینچ لیتے حتیٰ کہ اس کا سر باگ کے زیادہ کھینچنے کی وجہ سے کجاوے سے لگا جا رہا تھا حضرت اسامہ بن زید حضورؐ کے پیچھے اونٹنی پر تھے راستہ میں ایک جگہ مزدلفہ کے قریب حضورؐ کو پیشاب کی ضرورت ہوئی اتر کر پیشاب کیا وضو کیا حضرت اسامہؓ نے وضو کرایا حضرت ابن عمرؓ کا معمول اتباع کے شوق میں ہمیشہ یہ رہا کہ جب حج کرتے تو اس موقع پر اتر کر وضو کیا کرتے اور ذوق میں کہا کرتے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں وضو کیا تھا حضرت اسامہؓ نے وضو کے بعد حضورؐ سے نماز کی یاد دہانی کی حضورؐ نے فرمایا آگے چلو مزدلفہ پہنچ کر سب سے پہلے حضورؐ نے نئے وضو کے بعد مغرب اور عشا کی نماز پڑھائی۔
اس کے بعد دعا میں مشغول ہوئے بعض روایات میں آتا ہے کہ اس جگہ مظالم کے بارے میں بھی حضورؐ کی دعا قبول ہو گئی حضورؐ نے بچوں اور عورتوں کو نیز ضعفا کو ہجوم میں تکلیف ہونے کے خیال سے رات ہی میں مزدلفہ سے منیٰ کو روانہ فرما دیا اور خود تمام رفقاء کے ساتھ صبح صادق کے بعد سویرے سے نماز پڑھ کر طلوع آفتاب سے قبل منیٰ کے لئے روانہ ہوئے اور اس وقت حضرت اسامہ تو پیدل چلنے والوں میں تھے اور حضرت فضل بن عباس حضورؐ کے پیچھے اونٹنی پر سوار تھے راستہ میں ایک نوجوان لڑکی نے حضورؐ سے اپنے باپ کے حج بدل کا مسئلہ دریافت کیا حضرت فضل بھی

Marfat.com

نوعمر تھے ان کی نگاہ اس عورت پر پڑی حضورؐ نے اپنے دست مبارک سے حضرت فضل کے چہرے کو دوسری طرف پھیر دیا کہ نامحرم کو نہ دیکھیں اور یہ ارشاد فرمایا کہ آج کا دن ایسا دن ہے کہ جو شخص اس میں اپنی آنکھ کان اور زبان کی حفاظت کرے اس کی مغفرت ہوتی ہے راستہ ہی سے حضرت فضل نے حضورؐ کے لئے کنکریاں چنیں لوگ مسائل بھی دریافت کرتے جاتے تھے اور حضورؐ جواب فرماتے جارہے تھے ایک صاحب نے دریافت کیا حضورؐ میری والدہ اتنی بوڑھی ہیں کہ اگر سواری پر ان کو باندھ کر بٹھایا جائے تو ان کی موت کا اندیشہ ہے کیا میں ان کی طرف سے حج کرسکتا ہوں حضورؐ نے فرمایا کہ اگر تمہاری والدہ کے ذمہ کسی کا قرض ہوتا تو کیا تم ادا نہ کرتے ایسے ہی حج کو بھی سمجھو جب حضورؐ راستہ میں وادی محسر پر پہنچے جہاں حق تعالیٰ شانہٗ نے ابرھہ کے ہاتھی کو ہلاک کیا تھا جب کہ اس نے مکہ مکرمہ پر چڑھائی کی تھی تو حضورؐ نے اپنی اونٹنی کو تیز کردیا کہ جلدی سے اس عذاب کی جگہ سے آگے بڑھ جائیں منیٰ پہنچ کر سیدھے جمرہ عقبہ پر پہنچے اور سات کنکریاں اس کے ماریں اور لبیک کا پڑھنا جو احرام کے بعد سے اب تک وقتاً فوقتاً ہوتا رہتا تھا اس وقت بند کردیا اس کے بعد منیٰ میں قیام گاہ پر تشریف لائے اور بڑا طویل وعظ فرمایا جس میں بہت سے اہم احکام کا اعلان کیا اور اس قسم کے مضامین بھی ارشاد فرمائے جیسا کہ الوداع کے وقت کہے جاتے ہیں پھر قربانی کی جگہ تشریف لے گئے اور اپنی عمر کے سالوں کے مطابق ترسیٹھ اونٹ اپنے دست مبارک سے قربانی کئے جن میں ۶ - ۷ - اونٹ اُمنڈ کر قربان ہونے کے لئے آگے بڑھ رہے تھے ہر ایک زبان حال

سے جلدی قربان ہونا چاہتا تھا ؎

دیکھئے وار کرے وہ ستم آرا کس پر
داغ جاتے تو ہیں مقتل میں پرا دل سب سے

۶۳ کے علاوہ باقی اونٹوں کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے قربان کیا کل عدد ۱۰۰ اونٹ قربانی کے بعد اعلان فرمادیا کہ جس کا دل چاہے ان میں سے گوشت کاٹ کر لے جائے اس کے بعد حضرت علیؓ سے ارشاد فرمایا کہ ہر اونٹ میں سے ایک ایک بوٹی لے کر سب کو ایک برتن میں جوش دیں ان کا شوربا حضورؐ نے پیا تاکہ ہر اونٹ کو حضورؐ کے نوش فرمانے کی سعادت حاصل ہو اپنی ازواج مطہرات کی طرف سے گائے ذبح کی قربانی سے فراغت کے بعد حضرت معمر یا حضرت خراش کو بلایا اور ان سے حجامت بنوائی سر منڈوایا لبیں بنوائی ناخن ترشوائے اور یہ بال اور ناخن جاں نثاروں میں تقسیم کرادیئے کہتے ہیں کہ کہیں کہیں جو بال مبارک موجود ہیں وہ انہیں میں کا بقیہ ہے اس کے بعد احرام کی چادریں اتار کر کپڑے پہنے خوشبو لگائی اس دوران میں کثرت سے صحابہ کرام آکر حج کے متعلق مسائل دریافت کرتے رہے اس دن میں چار کام کرنے ہیں۔ رمی، ذبح، سر منڈانا، طواف زیارت کرنا یہی ترتیب ان کی ہے اس میں بہت سے حضرات سے بھول وغیرہ کی وجہ سے ترتیب میں تقدم تاخر ہوا ہر شخص آکر عرض کرتا کہ مجھ سے بجائے اس کے ایسے ہوگیا حضورؐ فرماتے اس میں کوئی گناہ نہیں ہوا البتہ اس میں گناہ ہے کہ کسی مسلمان کی آبرو ریزی کی جائے ظہر کے وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم طواف زیارت کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور ظہر کی نماز مکہ مکرمہ میں پڑھی یا منیٰ واپس آکر روایات میں اختلاف ہے اور طواف سے فراغت پر زمزم

شریف کے کنویں پر تشریف لے گئے اور خود ڈول کھینچ کر پیا اور بعض روایات میں ہے کہ حضورؐ نے خود نہیں کھینچا بلکہ یہ فرمایا کہ اگر مجھے یہ ڈر نہ ہو تا کہ لوگ تم پر غلبہ کرنے لگیں گے تو خود کھینچ کر پیتا لیکن ان دونوں میں کچھ اشکال نہیں زمزم شریف کا پینا بار بار ہوا اس لئے کسی موقعہ پر خود کھینچکر پیا ہو جب ہجوم نہ ہو اور کسی موقعہ پر ہجوم کی وجہ سے ایسا فرما دیا ہو اس میں اشکال نہیں آپ نے زمزم شریف کھڑے ہو کر پیا اور پھر صفا مروہ کی دوبارہ سعی کی یا نہیں کی اس میں اختلاف ہے حنفیہ کے قواعد کے موافق تو کی ہے اس کے بعد منیٰ واپس تشریف لے گئے اور تین دن وہاں قیام کیا اور روزانہ زوال کے بعد تینوں جمرات کی رمی کیا کرتے تھے اور بعض روایات میں ہے کہ ان ایام میں جب منیٰ میں قیام تھا روزانہ رات کو بیت اللہ شریف کی زیارت اور طواف کے لئے تشریف لاتے اور منیٰ کے قیام میں متعدد وعظ بھی حضورؐ نے فرمائے جن میں اس قسم کے الفاظ بھی ہیں کہ میں شاید تم سے پھر نہ مل سکوں منیٰ ہی کے قیام میں سورۂ اذا جاء نصر اللہ نازل ہوئی بعض روایات میں ہے کہ حج سے قبل مدینہ طیبہ ہی میں نازل ہو چکی تھی اور متعدد روایات میں ہے کہ اس سورۃ کے نازل ہونے کے بعد حضورؐ نے فرمایا کہ اس سورۃ میں میری وفات کی خبر دی گئی ہے میں عنقریب جانے والا ہوں اس کے بعد ۱۳ ذی الحجہ سہ شنبہ کو زوال کے بعد آخری رمی سے فارغ ہو کر حضورؐ منیٰ سے روانہ ہوئے اور مکہ مکرمہ کے باہر محصّب میں جس کو بطحا اور خیف بنی کنانہ بھی کہتے ہیں ایک خیمہ میں جس کو حضورؐ کے غلام حضرت ابو رافعؓ نے حضورؐ کے یہاں تشریف لانے سے پہلے ہی اس جگہ لگا رکھا تھا قیام کیا اور چار

Marfat.com

نمازیں ظہر سے عشاء تک وہاں ادا فرمائیں اور عشاء کے بعد تھوڑی دیر اس میں آرام کیا یہ وہی جگہ ہے جس جگہ کفار نے بیٹھ کر ابتدائے اسلام یعنی نبوت کے چھٹے برس میں یہ معاہدہ کیا تھا کہ بنو ہاشم اور بنو المطلب کا بائیکاٹ کردیا جائے کہ نہ ان سے لین دین کسی قسم کا کیا جائے نہ ان کو کھانے کو دیا جائے نہ ان سے کوئی ملاقات کرے نہ صلح کی بات کرے جب تک یہ لوگ نعوذ باللہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے حوالہ کردیں تاکہ ہم حضورؐ کو قتل کریں یہ معاہدہ اسی جگہ لکھا گیا تھا جس کا قصہ مشہور ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آج دو جہاں کا سردار ہونے کی حیثیت سے یہاں قیام کیا اور عشاء کے بعد تھوڑی دیر آرام فرماکر طواف وداع کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لائے اور اسی رات میں حضرت عائشہؓ کو ان کے بھائی کے ساتھ عمرہ کا احرام باندھنے کے لئے تنعیم بھیجا اور عمرہ کرایا حضرت عائشہؓ جب عمرہ سے فارغ ہوکر محصّب پہونچ گئیں تو حضورؐ نے قافلہ کو مدینہ طیبہ کی طرف روانگی کا حکم فرمایا اس میں اختلاف ہے کہ اس حج کے موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ شریف کے اندر داخل ہوئے یا نہیں داخل ہونا تو محقق ہے لیکن بعض علما حج کے ایام میں داخل ہونا بتاتے ہیں اور بعض حضرات اس زمانہ کے بجائے فتح مکہ کے زمانہ میں بتاتے ہیں اور طواف وداع سے فراغت کے بعد بعض روایات کے موافق صبح کی نماز مکہ مکرمہ میں پڑھا کر جس میں سورۂ والطور حضورؐ نے پڑھی ۱۴ ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ چہار شنبہ کی صبح کو مدینہ طیبہ کی طرف مع خدام جاں نثاران واپسی ہوئی اور جب ۱۸ ذی الحجہ یکشنبہ کو غدیر خم پر جو جحفہ کے قریب

Marfat.com

ایک جگہ ہے پہنچے تو حضورؐ نے ایک اونچی جگہ منبر کی شکل پر کھڑے ہوکر طویل وعظ فرمایا جس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مناقب بھی ارشاد فرمائے یہی وہ چیز ہے جسکو رافضیوں نے بگاڑ کر عید غدیر سے مشہور کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے کہ میرے بارہ میں دو جماعتیں ہلاک ہوں گی ایک وہ جو محبت کے دعویٰ میں افراط کریں اور دوسرے وہ جو عداوت میں افراط کریں (تاریخ الخلفاء وبروایۃ حاکم وغیرہ) یعنی رافضی اور خارجی اس کے بعد جب ذوالحلیفہ پہنچے تو شب کو وہاں قیام فرمایا اور صبح کے وقت معرس کے راستے سے مدینہ منورہ میں یہ دعا پڑھتے ہوئے تشریف لے گئے آئبون تائبون عابدون لربنا حامدون۔ ہم لوٹنے والے ہیں ایسی طرح کہ توبہ کرنے والے ہیں اپنے گناہوں سے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے ہیں اور اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں فقط اس ناپاک نے ۴۲ھ میں ایک رسالہ عربی زبان میں حجۃ الوداع میں لکھا تھا کہ حضورؐ کے حج کی روایات متفرقہ مسلسل طریقہ سے مستحضر رہیں اس میں ہر قول کا ماخذ اور فقہی مباحث بھی لکھے تھے اور اس میں ہر روایت کا حوالہ بھی درج کیا تھا اسی سے یہ واقعہ نقل کیا ہے اس میں ہر واقعہ کا حوالہ موجود ہے ابھی تک اس کے طبع ہونے کا وقت نہیں آیا کیا بعید ہے کسی وقت اللہ جل شانہ کے فضل سے آجائے اس کے بعد دو ماہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم میں تشریف فرما رہے پھر رفیق اعلیٰ کے ساتھ جا ملے اور حضرت صدیق اکبرؓ خلیفہ اول ہوئے پہلے سال حضرت عمرؓ کو امیر الحج بنا کر بھیجا اور خود تشریف نہ لے جا سکے دوسرے سال خود امیر الحج بنکر تشریف لے گئے اور پھر وہ بھی اس عالم سے

رخصت ہو گئے تو حضرت عمرؓ خلیفہ ثانی ہوئے اور خلافت کے پہلے سال میں حضرت عبدالرحمن بن عوف کو امیر الحج بنا کر روانہ فرمایا اور اس کے بعد سے دس سال تک مسلسل خود امیر الحج بن کر تشریف لے گئے اور اپنی حیات کے آخری سال میں ازواج مطہرات کو خصوصیت کے ساتھ اپنے ساتھ حج کرایا اس کے بعد حضرت عثمانؓ خلیفہ ثالث ہوئے تو پہلے سال یعنی سنہ ۲۴ھ میں حضرت عبدالرحمن بن عوف کو امیر الحج بنا کر روانہ فرمایا اور سنہ ۲۵ھ سے سنہ ۳۴ھ تک ہر سال خود حج کے لئے تشریف لے جاتے اس کے بعد محصور کر دیئے گئے اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو امیر الحج بنا کر روانہ فرمایا حضرت سید المشارق والمغارب علی کرم اللہ وجہہ خلافت سے قبل تو بکثرت حج کرتے رہے لیکن خلافت کے زمانہ میں جنگ جمل و صفین وغیرہ کی وجہ سے خود تشریف لے جانے کی نوبت نہ آسکی (دسامرات)

اب آخر میں چند قصے اللہ والوں کے حج کے روض الریاحین وغیرہ سے نقل کرتا ہوں کہ وہ حج کرنے والوں کے لئے نمونہ اور عبرت ہیں اس کے بعد اس رسالہ کو ختم کر دوں گا۔

(۱) حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن بیت اللہ شریف کا طواف کر رہا تھا لوگوں کی آنکھیں بیت اللہ پر لگ رہی تھیں جس سے آنکھوں کو سکون مل رہا تھا کہ دفعتہً ایک شخص بیت اللہ کے قریب آئے اور یہ دعا کرنے لگے اے میرے رب تیرا مسکین بندہ جو تیرے دربار سے دھتکارا ہوا ہے اور تیرے در سے بھاگا ہوا ہے اے اللہ میں تجھ سے وہ چیز مانگتا ہوں جو سب چیزوں سے زیادہ قریب ہو اور وہ عبادت مانگتا ہوں جو سب سے زیادہ تجھے محبوب ہو اے اللہ میں تجھ سے

Marfat.com

تیرے برگزیدہ بندوں کے طفیل اور تیرے انبیاء کے وسیلہ سے یہ مانگتا ہوں کہ اپنی محبت کی شراب کا ایک پیالہ مجھے پلادے اور میرے دل پر سے اپنی معرفت سے جہل کے پردے ہٹادے تاکہ میں شوق کے بازوؤں سے اڑ کر تیرے تک پہنچ جاؤں اور عرفان کے باغوں میں تیرے سے سرگوشیاں کروں اس کے بعد وہ شخص اتنے روئے کہ آنسو ٹپ ٹپ زمین پر گر رہے تھے پھر ہنسنے اور چل دیئے ذوالنونؒ فرماتے ہیں کہ میں ان کے پیچھے چل دیا اور میں اپنے دل میں سوچ رہا تھا کہ یہ شخص یا تو بڑا کامل ہے یا کوئی پاگل ہے وہ مسجد سے باہر نکل کر ایک ویرانہ کی طرف چل دیئے میں پیچھے جا رہا تھا وہ ... مجھ سے کہنے لگے تمہیں کیا ہوا کیوں چلے آ رہے ہو اپنا کام کرو میں نے پوچھا اللہ تم پر رحم کرے تمہارا کیا نام ہے کہنے لگے عبداللہ (اللہ کا بندہ) میں نے پوچھا کہ آپ کے والد کا کیا نام ہے کہنے لگے عبداللہ میں نے کہا یہ تو ظاہر ہے کہ سب ہی اللہ کے بندے ہیں اور اللہ کے بندوں کی اولاد ہیں تمہارا نام کیا ہے کہنے لگے میرے باپ نے میرا نام سعدون رکھا تھا میں نے کہا جو سعدون مجنون کے نام سے مشہور ہیں کہنے لگے کہ ہاں وہی ہوں میں نے پوچھا کہ وہ کون برگزیدہ لوگ ہیں جن کے وسیلہ سے تم نے دعا کی کہنے لگے وہ لوگ ہیں جو اللہ کی طرف ایسے چلتے ہیں جیسے وہ شخص چلتا ہے جس نے عشق کو اپنا نصب العین بنا رکھا ہو اور وہ دنیا سے ایسے الگ ہو گئے ہوں جیسا وہ شخص جس کے دل کو کسی چیز نے پکڑ لیا ہو اس کے بعد وہ کہنے لگے کہ ذوالنون میں نے سنا ہے تم یہ کہتے ہو کہ میں اسباب معرفت سننا چاہتا ہوں میں نے کہا آپ کے علوم سے تو نفع پہنچنا ہی چاہیئے

Marfat.com

تو انہوں نے دو شعر عربی کے پڑھے جن کا مطلب یہ ہے کہ عارفین کے دل ہر وقت مولا کی یاد میں مشتاق رہتے ہیں اور اشتیاق میں نالہ کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اس کے قرب میں منزل بنا لیتے ہیں اپنے مولا کے عشق میں ایسے خلوص سے لگتے ہیں کہ اس کے عشق سے ہٹانے والی ان کے لئے کوئی چیز نہیں رہتی۔ (روض ص ۲۳)۔

(۲) حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حج کو گیا اور مکہ مکرمہ میں کچھ قیام کر لیا میری عادت تھی کہ جب رات کا اندھیرا زیادہ ہو جاتا تو میں طواف کیا کرتا ایک مرتبہ میں نے ایک نو عمر لڑکی کو دیکھا کہ وہ طواف کر رہی ہے اور یہ اشعار گا رہی ہے:۔

ابی الحب ان یخفی وکم قد کتمتہ
فاصبح عندی قد اناخ وطنبا
اذا اشتد شوقی ھام قلبی بذکرہ
وان رمت قربا من حبیبی تقربا
ویبدو فافنی ثم احیا بہ لہ
ویسعدنی حتی الذ واطربا

میں نے اپنے عشق کو کتنا چھپایا مگر اب وہ کسی طرح مخفی نہیں رہتا اب تو اس نے کھلم کھلا میرے پاس ڈیرہ ڈال دیا جب معشوق کے شوق کا مجھ پر غلبہ ہوتا ہے تو میرا دل اس کے ذکر سے پھڑکنے لگتا ہے اور اگر میں اپنے محبوب سے قربت چاہتی ہوں تو وہ فوراً مجھ سے تقرب کرتا ہے اور جب وہ ظاہر ہوتا ہے تو میں اس میں فنا ہو جاتی ہوں اور پھر اسی کے لئے اسی کی بدولت زندہ ہو جاتی ہوں اور وہ میری حاجت روائی کرتا ہے حتی کہ میں خوب لذت پاتی ہوں اور مزے میں آ جاتی ہوں حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں میں نے اس سے کہا اے لڑکی تو اللہ سے نہیں ڈرتی ایسی بابرکت جگہ ایسے شعر پڑھتی ہے وہ میری طرف متوجہ ہوئی اور کہنے لگی کہ جنید ؎ لولا التقی لم ترنی :: اھجر عن طیب الوسن
اگر اللہ کا ڈر نہ ہوتا تو تو مجھے نہ دیکھتا کہ میں میٹھی نیند کو چھوڑے پھرتی ہوں —

Marfat.com

ان التقی شر دنی، بکماتری عن وطنی تو تو دیکھ ہی رہا ہے کہ اللہ کے خوف ہی نے مجھ کو میرے وطن سے دھکیلا اور بھگایا ہے ؎ افر من وجدی بہ ۔ ۔ فحبہ ھیمنی اسی کا عشق میرے ساتھ لگا ہوا ہے جس کی وجہ سے میں بھاگی پھر رہی ہوں اور اسی کی محبت نے مجھے حیران و پریشان کر رکھا ہے۔

اس کے بعد اس نے پوچھا کہ جنید تم اللہ کا طواف کرتے ہو یا بیت اللہ کا طواف کرتے ہو میں نے جواب دیا کہ بیت اللہ شریف کا طواف کرتا ہوں تو اس نے اپنا منہ آسمان کی طرف کیا اور کہنے لگی سبحان اللہ آپ کی بھی کیا عجب مشیت ہے جو مخلوق خود پتھر جیسی ہے وہ پتھروں ہی کا طواف کرتی ہے اس کے بعد اس نے تین شعر اور پڑھے جن کا مطلب یہ ہے کہ لوگ پتھروں کا طواف کر کے آپ کا قرب ڈھونڈھتے ہیں ان لوگوں کے دل خود بھی پتھروں سے زیادہ سخت ہیں اور حیرانی میں حیران و پریشان پھر رہے ہیں اور اپنے خیال میں تقرب کے محل میں اترے ہوئے ہیں اگر یہ لوگ اپنے عشق میں سچے ہوتے تو ان کی صفات اپنی تو غائب ہو جائیں اور اللہ کی محبت کی صفات ان میں پیدا ہو جائیں حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں کہ میں اس کی اس گفتگو سے غش کھا کر گر گیا جب مجھے غشی سے افاقہ ہوا تو وہ لڑکی جا چکی تھی (روض)۔

(۳) حضرت بشر حافیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے عرفات کے میدان میں شام کے وقت ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نہایت بے تابی سے رو رہا ہے اور بے چینی سے روتے ہوئے چند شعر پڑھ رہا ہے جن کا ترجمہ یہ ہے کہ وہ کتنی پاک ذات ہے وہ ہر عیب سے پاک ہے اگر ہم کانٹوں پر اور گرم سوئیوں پر اس کے سامنے سجدے میں گریں تب بھی اس کی نعمتوں کے حق کا عشر عشیر بھی ادا نہ

Marfat.com

بلکہ عشر عشیر کا عشر عشیر بھی ادا نہ ہوا اس کے بعد انہوں نے یہ شعر پڑھے ؎

کم قد زللت فلم اذکرک فی زللی ۔۔۔ وانت یا مالکی بالغیب تذکرنی

کم اکشف الستر جہلا عند معصیتی ۔۔۔ وانت تلطف بی حلما وتسترنی

اے پاک ذات میں نے کتنی مرتبہ لغزشیں کیں اور کبھی اپنی لغزش میں تجھے یاد نہ کیا اور میرے مالک تو مجھے غائبانہ ہمیشہ یاد کرتا رہا میں اپنی جہالت سے کتنی مرتبہ گناہوں کے ساتھ اپنی پردہ دری کر چکا ہوں اور تو اپنے حلم کے ساتھ مجھ پر لطف و مہربانی کرتا ہے اور میری پردہ پوشی کرتا ہے حضرت بشر کہتے ہیں کہ پھر وہ میری نظروں سے غائب ہو گئے میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کون بزرگ تھے تو معلوم ہوا کہ وہ حضرت ابو عبید خواص تھے جو ممتاز بزرگوں میں ہیں ان کے متعلق مشہور ہے کہ ستر برس تک آسمان کی طرف منہ نہیں اٹھایا کسی نے ان سے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ مجھے شرم آتی ہے کہ اتنے بڑے محسن کی طرف اس سیاہ منہ کو اٹھاؤں کس قدر تعجب کی بات ہے کہ اللہ کے فرماں بردار بندے تو اس قدر عاجزی کریں اور اپنی حسن عبادت کے باوجود اللہ جل شانہٗ سے اس قدر شرمائیں اور گنہ گار اپنے گناہوں پر نہ شرمائیں اور ناز کریں یا اللہ اپنے پاک چہرے کی طرف نظر کرنے سے قیامت میں ہم کو محروم نہ کیجئے اور اپنے صالح بندوں کی برکات سے ہمیں بھی منتفع فرما اور دارین میں ان کے زیر سایہ رکھ (روض ص ۵۷)۔

(۴) حضرت مالک ابن دینارؒ فرماتے ہیں کہ میں حج کے لئے جا رہا تھا راستہ میں ایک نوجوان کو دیکھا کہ پیدل چل رہا ہے نہ تو اس کے پاس سواری نہ توشہ نہ پانی میں نے اس کو سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا میں نے کہا جوان کہاں سے آرہے ہو کہنے لگا اسی کے پاس سے میں نے کہا کہاں جا رہے ہو کہا اسی کے پاس میں نے کہا توشہ کہاں ہے کہا اسی کے ذمہ

Marfat.com

ہے میں نے کہا یہ راستہ بغیر توشہ اور پانی کے طے نہیں ہوگا آخر تیرے ساتھ کچھ ہے بھی اس نے کہا میں نے سفر کے شروع کے وقت پانچ حرف توشہ کے لئے پکڑ لئے تھے میں نے پوچھا وہ پانچ حرف کون سے ہیں اس نے کہا اللہ تعالیٰ کا پاک ارشاد کھیعص میں نے پوچھا اس کے کیا معنی ہوئے کہنے لگا کہ کاف کے معنی کافی۔ کفایت کرنے والا۔ ھ کے معنی ہادی۔ ہدایت کرنے والا۔ یاء کے معنے موؤی ٹھکانہ دینے والا۔ عین کے معنی عالم ہر بات کا جاننے والا ص کے معنی صادق اپنے وعدہ کا سچا پس جس شخص کا ساتھی کفایت کرنے والا ہدایت کرنے والا۔ جگہ دینے والا باخبر اور سچا ہو وہ برباد ہو سکتا ہے یا اس کو کسی بات کا خوف ہو سکتا ہے کیا وہ شخص بھی اس کا محتاج ہے کہ توشہ اور پانی لادے لادے پھرے حضرت مالکؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی گفتگو سن کر اپنا کرتہ اس کو دینا چاہا اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا بڑے میاں دنیا کے کُرتے سے ننگا رہنا اچھا ہے دُنیا کی حلال چیزوں کا حساب دینا ہے اور اس کی حرام چیزوں کا عذاب بھگتنا ہے جب رات کا اندھیرا ہوا تو اس جوان نے اپنا منہ آسمان کی طرف کیا اور یہ کہا اے وہ پاک جس کو بندوں کی طاعت سے خوشی ہوتی ہے اور بندوں کے گناہوں سے اس کا کچھ نقصان نہیں ہوتا مجھے وہ چیز عطا فرما جس سے تجھے خوشی ہوتی ہے یعنی طاعت اور وہ چیز معاف فرما دے جس سے تیرا کوئی نقصان نہیں یعنی گناہ اس کے بعد جب لوگوں نے احرام باندھا اور لبیک کہا تو وہ چپ تھا میں نے کہا تم لبیک نہیں پڑھتے کہنے لگا مجھے یہ ڈر ہے کہ میں لبیک کہوں اور وہاں سے جواب ملے لا لبیک ولا سعدیک نہ تیری لبیک معتبر نہ سعدیک معتبر نہ میں تیرا کلام سنتا ہوں نہ تیری طرف

Marfat.com

التفات کرتا ہوں اس کے بعد وہ چلا گیا اس کے بعد میں نے سارے راستے اس کو نہیں دیکھا آخر میں منیٰ میں وہ نظر پڑا اور اس نے چند شعر پڑھے جن کا یہ ترجمہ یہ ہے کہ وہ محبوب جس کو میرا خون بہانا اچھا معلوم ہوتا ہے۔ میرا خون اس کے لئے حرم میں بھی حلال ہے اور حرم سے باہر بھی خدا کی قسم اگر میری روح کو یہ پتا چل جائے کہ وہ کس پاک ذات کی ساتھ اٹکی ہوئی ہے تو وہ قدم کے بجائے سر کے بل کھڑی ہو جائے او ملامت کرنے والے مجھے اس کے عشق میں ملامت نہ کر اگر تجھے وہ نظر آجائے جو میں دیکھتا ہوں تو کبھی بھی لب کشائی نہ کرے لوگ اپنے بدن سے بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں اگر وہ اللہ کی پاک ذات کا طواف کرتے تو حرم سے بھی بے نیاز ہو جاتے عید کے دن لوگوں نے تو بھیڑ بکری کی قربانی کی لیکن معشوق نے میری جان کی اس دن قربانی کی لوگوں نے حج کیا ہے اور میرا حج اپنی سکون کی چیز کا ہے لوگوں نے قربانیاں کی ہیں میں تو اپنے خون کی اور اپنی جان کی قربانی کرتا ہوں اس کے بعد یہ دعا کی اے اللہ لوگوں نے قربانیوں کے ساتھ تیرا تقرب حاصل کیا میرے پاس کوئی چیز قربانی کے لئے نہیں ہے سوائے اپنی جان کے میں اس کو تیری بارگاہ میں پیش کرتا ہوں تو اس کو قبول کرلے اس کے بعد ایک چیخ ماری اور مردہ ہو کر گر گیا اس کے بعد غیب سے ایک آواز آئی کہ یہ اللہ کا دوست ہے خدا کا قتیل ہے مالک کہتے ہیں کہ میں نے اس کی تجہیز و تکفین کی اور رات بھر اس کی سوچ میں پریشان اور متفکر رہا اسی میں آنکھ لگ گئی تو خواب میں اس کو دیکھا میں نے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا کہنے لگے کہ جو شہداء بدر کے ساتھ ہوا بلکہ اس پر بھی کچھ زیادہ ہوا میں نے پوچھا کہ زیادہ ہونے کی کیا وجہ کہنے لگے کہ وہ کافروں

Marfat.com

کی تلوار سے شہید ہوئے تھے اور یہ عشق مولیٰ کی تلوار سے (روض) اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہر بات میں ان سے زیادتی ہو کسی بات میں زیادتی ہو جانا کافی ہے ورنہ ان حضرات کے لئے صحابی ہونے کا جو فضل ہے اس کو غیر صحابی کہاں پہنچ سکتے ہیں۔

(۵) حضرت ذوالنون فرماتے ہیں کہ حج کے سفر میں ایک جنگل میں مجھے ایک نوجوان خوبصورت لڑکا ملا گویا چاندی کا ٹکڑا ہے اور عشق اس کے بدن میں جوش مار رہا تھا وہ بھی حج کے لئے جا رہا تھا میں نے اس کو ساتھ لے لیا میں نے اس سے کہا کہ بڑا طویل سفر ہے تو اس نے ایک شعر پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ کاہلوں اور اکتا جانے والوں کے لئے یہ سفر بعید ہے لیکن مشتاقوں کے لئے کچھ بھی دور نہیں (روض)۔

(۶) حضرت شبلیؒ جب عرفات پر پہنچے تو بالکل چپ چاپ رہے کوئی لفظ بھی زبان سے نہیں نکلا جب وہاں سے منیٰ کی طرف چلے حرم کے جو دو نشان ہیں ان سے آگے بڑھ گئے تو آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور چند اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے میں چل رہا ہوں اس حال میں کہ میں نے اپنے دل پر تیری محبت کی مہر لگا دی تاکہ اس دل پر تیرے سوا کسی کا گذر نہ ہو کاش میں اپنی آنکھوں کو ایسی طرح بند کرتا کہ تیرا دیدار نصیب ہونے تک کسی کو بھی نہ دیکھتا دوستوں میں بعض تو ایسے ہوتے ہیں جو ایک ہی کے ہو رہتے ہیں اور بعض ایسے ہوتے ہیں جن میں دوسروں کی بھی شرکت ہوتی ہے لیکن جب آنکھوں سے آنسو نکل کر رخساروں پر بہنے لگتے ہیں جب ظاہر ہو جاتا ہے کہ کون واقعی رو رہا ہے اور کون بناوٹی رونا رو رہا ہے (روض) ؎

عدو ہیں اور مجھ میں غور کرلو فرق اتنا ہے کوئی بنتا ہے دیوانہ کوئی ہوتا ہے دیوانہ

(۷) حضرت فضیل بن عیاض عرفات کے میدان میں غروب تک بالکل چپ رہے اور جب آفتاب غروب ہوگیا تو فرمانے لگے، اے اللہ اگرچہ تو نے معاف فرما دیا لیکن میری بدحالی پر پھر بھی افسوس ہے (روض)۔

(۸) ابراہیم بن مہلب کہتے ہیں کہ میں طواف کر رہا تھا میں نے ایک باندی کو دیکھا کہ وہ کعبہ شریف کا پردہ پکڑ کر کہہ رہی تھی اے میرے سردار تجھے مجھ سے محبت کرنے کی قسم میرا دل پھیر دے میں نے اس سے پوچھا کہ اے لڑکی تجھے کس طرح معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ شانہ تجھ سے محبت کرتے ہیں کہنے لگی کہ اس کی شفقتوں سے معلوم ہوا میرے پکڑنے کے لئے اسلامی لشکر بھیجے ان پر کتنے کتنے مال خرچ کئے جب کہیں مجھے کافروں کے پنجہ سے نکالا مجھے مسلمان بنایا اپنی معرفت عطا فرمائی حالانکہ میں اس کو بالکل نہیں جانتی تھی اے ابراہیم کیا یہ اس کی محبت اور شفقت نہیں میں نے اس سے پوچھا کہ تجھے اللہ جل شانہ سے کتنی محبت ہے کہنے لگی زیادہ سے زیادہ اور بڑی سے بڑی جو چیز ہوسکتی ہو میں نے پوچھا وہ کیسی ہے کہنے لگی کہ شراب سے زیادہ لطیف اور گلاب کے عرق سے زیادہ دل پسند اس کے بعد اس نے تین شعر پڑھے جن کا مطلب یہ ہے کہ بے چین آدمی صبر و سکون کو نہیں جانتا کہ کیا ہوتا ہے اس کے پاس تو بہنے والی آنکھیں ہوتی ہیں جن کو رونے نے بیکار کر دیا ہو اور ایک بدن ہوتا ہے جو عشق کے شعلوں کی وجہ سے دبلا ہوگیا ہو اور فریفتہ کی بیماری کا کیا علاج ہوسکتا ہے اور محبت کا انجام بڑا سخت ہے بالخصوص جب کہ مہربانی کرنے والے اس کی طرف نیزوں سے مہربانی کرتے ہوں وہ یہ شعر پڑھتے ہوئے چل

Marfat.com

دی۔ (روض)۔

(۹) مالک بن دینار کہتے ہیں کہ میں نے ایک نوجوان کو ایک دفعہ دیکھا کہ قبولیت کے آثار اس کے چہرہ پر ظاہر ہیں اور آنکھوں سے آنسو لگاتار رخساروں پر بہہ رہے ہیں میں نے اس کو دیکھ کر پہچانا کہ عرصہ ہوا بصرہ میں ایک زمانہ میں اس کو بڑی ناز ونعمت میں دیکھ چکا تھا اس وقت دیکھ کر میں نے اس کو پہچانا اور اس کی یہ حالت دیکھ کر مجھے بھی رونا آگیا اس نے بھی مجھے دیکھ کر پہچان لیا اور مجھے سلام کیا اور اور کہنے لگا مالک تمہیں خدا کی قسم خاص وقت میں مجھے یاد رکھنا اور میرے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا مانگنا کیا بعید ہے اللہ جل شانہ میرے حال پر رحم فرمائے اور میرے گناہوں کو معاف کردے اور یہ کہہ کر دو شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے کہ جب محبوب تیری طرف متوجہ ہو تو میرا بھی اس سے ذکر کردیجیو اور یہ کہہ دینا کہ کسی وقت بھی تیری یاد سے اس کا دل خالی نہیں ہوتا شاید وہ جب میرا نام سنے تو یوں پوچھ لے کہ فلاں شخص پر کیا گزر رہی ہے مالک کہتے ہیں کہ یہ شعر پڑھ کر وہ روتا ہوا چل دیا اتنے میں حج کا زمانہ آگیا میں حج کے لئے روانہ ہوا اتفاق سے میں مسجد حرام میں بیٹھا تھا کہ میں نے ایک شخص کے گرد مجمع اکٹھا دیکھا اور وہ شخص بے تاب ہو کر رو رہا تھا اور اس کی تڑپ اور بے تابی سے لوگوں کو طواف مشکل ہوگیا میں نے جو اٹھ کر اس کو دیکھا تو وہی جوان تھا میں اس کو کو دیکھ کر خوش ہوا اور میں نے اس سے کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے تیری تمنا پوری کردی تو اس نے چند شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے کہ لوگ بلاخوف وخطر منیٰ کی طرف چلے اور جب وہ منیٰ میں پہنچ گئے تو اپنی

Marfat.com

آرزوں کو پالیا لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے آرزوئیں مانگیں اللہ نے انکو ان کی تمنائیں عطا کیں اور ان کی خالص توبہ کی بدولت ان کو فحش اور بدکاری سے محفوظ رکھا ان کے اوپر ساقی نے شراب کا دور چلایا اور جب انہوں نے پوچھا کہ ساقی کون ہے تو کہا کہ ؎

انا اللہ فادعونی انا اللہ ربکم　　　لی المجد والعلیا والملک والثناء

میں ہوں تمہارا معبود تم مجھے پکارو میں تمہارا رب ہوں میرے ہی لئے بزرگی ہے میرے ہی لئے بڑائی ہے اور میرا ہی ملک ہے اور میرے ہی لئے ساری تعریفیں ہیں۔ مالک کہتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا کہ واللہ مجھے اپنا حال بتاؤ کیا گزری کہنے لگا بڑی اچھی گزری مجھے اپنے فضل سے یہاں بلایا میں حاضر ہوگیا اور جو میں نے مانگا وہ ملا ملا پھر اس نے چند شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے کہ جب محبوب نے مجھے بلایا تو میں نے کہا مبارک مبارک کیا ہی بہتر ہے تیرا وصال اور کتنی شیریں ہے تیری محبت اور کتنا مزیدار ہے تیرا عشق تیرے حق کی قسم تو ہی مطلوب ہے تو ہی مقصود ہے تیری ہی آرزوئیں ہیں لوگ مجھے تیری محبت میں ملامت کرتے ہیں کیا کریں اور جتنی دل چاہے ملامتیں کریں میرا دل تیرے سوا کسی چیز کا مشتاق نہیں لوگ اپنے اپنے معشوقوں کے شہروں کو فلاں فلاں کو یاد کرتے ہیں کیا کریں مجھے تو جب کسی شہر کا تذکرہ آجائے تو ہی یاد آتا ہے مالک کہتے ہیں کہ یہ کہکر وہ طواف میں مشغول ہوگیا پھر مجھے خبر نہیں کہاں گیا (روض)

(۱۰) ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں ایک سال سخت ترین گرمی کے زمانہ میں حج کو چلا لُو بڑی شدت سے چلتی تھی ایک دن جب کہ میں وسط حجاز میں وسط حجاز اتفاقاً قافلہ سے بچھڑ گیا اور مجھے کچھ غنودگی سی آگئی

Marfat.com

دفعتہً آنکھ جو کھلی تو مجھے اس جنگل بیابان میں ایک آدمی نظر آیا تو میں جلدی جلدی اس کی طرف چلا دیکھا تو ایک کمسن لڑکا تھا جس کے ڈاڑھی بھی نہ نکلی تھی اور اس قدر حسین کہ گویا چودہویں رات کا چاند ہے بلکہ دوپہر کا سورج اس پر ناز ونعمت کے کرشمے چمک رہے ہیں میں نے اس کو سلام کیا اس نے کہا ابراہیم وعلیکم السلام میرا نام لینے پر مجھے انتہائی حیرت ہوئی اور مجھ سے سکوت نہ ہوسکا میں نے بڑے تعجب سے پوچھا کہ صاحبزادے تجھے میرا نام کس طرح معلوم ہوا تو نے تو مجھے کبھی دیکھا بھی نہیں کہنے لگا کہ ابراہیم جب سے مجھے معرفت حاصل ہوئی میں انجان نہیں بنا اور جب سے مجھے وصال نصیب ہوا کبھی فراق نہیں ہوا میں نے پوچھا کہ اس سخت گرمی میں اس جنگل میں تجھے کیا مجبوری کھینچ کر لائی کہنے لگا کہ ابراہیم اس کے سوا میں نے کبھی کسی سے اُنس پیدا نہیں کیا اور نہ اس کے سوا کبھی کسی کو ساتھی اور رفیق بنایا میں اس کی طرف بالکلیہ منقطع ہوچکا ہوں اور اس کے معبود ہونے کا اقرار کرچکا ہوں میں نے پوچھا کہ تیرے کھانے پینے کا ذریعہ کیا ہے کہنے لگا کہ محبوب نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے میں نے کہا خدا کی قسم مجھے ان عوارض کی وجہ سے جو میں نے ذکر کئے تیری جان کے ہلاک ہوجانے کا اندیشہ ہے تو اس نے روتے ہوئے کہ اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی موتیوں کی طرح سے اس کے رخساروں پر پڑ رہی تھی چند شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے "کون شخص ڈرا سکتا ہے مجھ کو جنگل کی سختی سے حالانکہ میں اس جنگل کو اپنے محبوب کی طرف چل کر قطع کر رہا ہوں اور اس پر ایمان لاچکا ہوں عشق مجھ کو بے چین کر رہا ہے اور شوق ابھارے جاتا ہے اور اللہ کا چاہنے والا کبھی کسی آدمی سے نہیں ڈر سکتا اگر مجھ

Marfat.com

بھوک لگے گی تو اللہ کا ذکر میرا پیٹ بھرے گا اور اللہ کی حمد کی وجہ سے میں پیاسا نہیں ہو سکتا اور اگر میں ضعیف ہوں تو اس کا عشق مجھے حجاز سے خراسان تک (یعنی پورب سے پچھم تک) لے جا سکتا ہے تو میرے بچپن کی وجہ سے مجھے حقیر سمجھتا ہے اپنی ملامت کو چھوڑ جو ہونا تھا ہو چکا۔ میں نے پوچھا تجھے خدا کی قسم اپنی صحیح صحیح عمر بتا کیا ہے کہنے لگا کہ تو نے بڑی سخت قسم مجھ کو دے دی جو میرے نزدیک بہت ہی بڑی ہے میری عمر بارہ برس کی ہے پھر وہ کہنے لگا کہ ابراہیم تجھے میری عمر پوچھنے کی کیا ضرورت پیش آئی میں نے بتا تو دی ہی میں نے کہا مجھے تیری باتوں نے حیرت میں ڈال دیا کہنے لگا اللہ کا شکر ہے اس نے بڑی نعمتیں عطا فرمائیں اور اللہ کا فضل ہے کہ اس نے اپنے بہت سے مومن بندوں سے افضل بنایا۔ ابراہیم کہتے ہیں کہ مجھے اس کی حسن صورت، حسن سیرت اور اس شیریں کلام پر بڑا ہی تعجب ہوا میں نے کہا سبحان اللہ حق تعالیٰ شانہٗ نے کیسی کیسی صورتیں بنائی ہیں اس نے تھوڑی دیر نیچے کو سر جھکا لیا پھر اوپر کی طرف منہ اٹھا کر بہت ترچھی کڑوی نگاہ سے مجھے دیکھا اور چند شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے اگر میری سزا جہنم ہو تو میرے لئے ہلاکت ہے اس وقت میری یہ رونق اور خوبصورتی کیا بنائے گی اس وقت میری ساری خوبیوں کو عذاب عیب دار بنا دے گا اور جہنم میں طویل عرصے تک رونا پڑے گا اور جبّار جل جلالہٗ یہ فرمائے گا او بدترین غلام تو میرے نافرمانوں میں ہے تو نے دنیا میں میرا مقابلہ کیا میری حکم عدولی کی کیا تو میرے عہد و پیمان کو (جو ازل میں ہوئے تھے) بھول گیا تھا یا میری (قیامت کی) ملاقات کو بھول گیا تھا (اے ابراہیم) تو اس دن دیکھے گا کہ فرمانبرداروں

Marfat.com

کے منہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے اور حق تعالیٰ شانہٗ اپنے اوپر سے انوار کے پردے ہٹادیں گے جس کی وجہ سے یہ فرمانبردار اس ذات پاک کی زیارت سے ایسے مبہوت ہو جائیں گے کہ اس کے مقابلہ میں ہر نعمت اور ہر راحت کو بھول جائیں گے اور حق تعالیٰ شانہٗ ان فرماں برداروں کو ہیبت اور خوشنودی کا لباس پہنائیں گے اور ان کے چہروں کو رونق اور شادابی عطا ہو گی" یہ اشعار پڑھ کر کہنے لگا اے ابراہیم مہجور وہ ہے جو دوست سے منقطع ہو گیا اور وصال اس کو حاصل ہے جس نے اللہ کی اطاعت سے وافر حصہ لیا لیکن ابراہیم اپنے رفقاء سفر سے بچھڑ گئے ہو میں نے کہا ہاں میں ایسا ہی رہ گیا تجھ سے اللہ کے واسطے سوال کرتا ہوں کہ تو میرے لئے دعا کرے کہ میں اپنے ساتھیوں سے جاملوں میرے اس کہنے پر اس لڑکے نے آسمان کی طرف دیکھا اور کچھ آہستہ آہستہ زبان سے کہا کہ مجھے اس کے ہونٹ حرکت کرتے ہوئے معلوم ہوئے اس وقت مجھے دفعتہً نیند کا جھوکہ سا آیا یا بے ہوشی سی ہوئی اس سے جو میں نے افاقہ پایا تو قافلہ کے بیچ میں اونٹ پر اپنے آپ کو پایا اور میرے اونٹ پر جو میرا ساتھی تھا وہ مجھ سے کہہ رہا تھا ابراہیم ہوشیار ہو سنبھلے رہے ایسا نہ ہو اونٹ پر سے گر جاؤ اور اس لڑکے کا مجھے کچھ پتہ نہ چلا کہ وہ آسمان پر اڑ گیا یا زمین کے اندر اتر گیا جب ہم سارا راستہ طے کر کے مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور میں حرم شریف میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ لڑکا کعبہ شریف کا پردہ پکڑے ہوئے رو رہا ہے اور چند شعر پڑھ رہا ہے جن کا ترجمہ یہ ہے "میں کعبہ کا پردہ پکڑ رہا ہوں اور بیت اللہ کی زیارت بھی کر رہا ہوں لیکن دل میں جو کچھ ہے اس کو وہ راز

کی بات کو تو خوب جانتا ہے میں بیت اللہ کی طرف پیدل چل کر آیا ہوں
کہیں سوار نہیں ہوا اس لئے کہ میں باوجود اپنی کم سنی کے فریفتہ عاشق ہوں
میں بچپن ہی سے تجھ پر مرنے لگا ہوں جب کہ میں عشق کو جانتا بھی نہ تھا
اور اگر لوگ مجھے ملامت کریں کسی بات پر تو میں ابھی عشق کا طفل مکتب ہوں
اے اللہ اگر میری موت کا وقت آگیا ہو تو شاید میں تیرے وصل سے بہرہ یاب
ہو سکوں اس کے بعد وہ بے اختیار سجدہ میں گر گیا اور میں دیکھتا رہا اس
کے بعد میں اس کے پاس گیا اور اس کو ہلایا تو وہ انتقال کر چکا تھا رضی اللہ
عنہ وارضاہ ابراہیم کہتے ہیں کہ مجھے اس کے انتقال کا بہت سخت صدمہ ہوا
میں وہاں سے اٹھ کر اپنی قیام گاہ پر آیا اور اس کے کفن دینے کے لئے کپڑا
لیا اور مدد کے لئے ایک دو آدمی ساتھ لئے اور وہاں پہنچا جہاں اس کو
مردہ چھوڑ کر آیا تھا تو اس کی نعش کا کہیں پتہ نہ چلا وہاں دوسرے حاجیوں
سے دریافت کیا مگر کسی کو بھی پتہ نہ تھا کسی نے اس کو دیکھا تو میں سمجھا کہ
اللہ جل شانہٗ نے اس کو لوگوں کی آنکھوں سے پوشیدہ فرما رکھا تھا میں
وہاں سے اپنی قیام گاہ پر واپس آگیا اور مجھے کچھ غنودگی سی آگئی تو میں
تو میں نے اس کو خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑے مجمع میں ہے
اور سب سے پیش پیش ہے اور اس پر اس قدر نور چمک رہا ہے اور
ایسے عمدہ جوڑے ہیں کہ ان کی صفت بیان میں نہیں آسکتی میں نے
اس سے پوچھا کہ تو وہی لڑکا ہے کہنے لگا کہ میں وہی ہوں میں نے
پوچھا کیا تیرا انتقال نہیں ہوا اس نے کہا ہاں ہو گیا میں نے کہا کہ میں نے
تو تجھے تجہیز و تکفین کے لئے بہت تلاش کیا کہیں پتہ نہ چلا کہنے لگا ابراہیم
سن جس نے مجھے میرے شہر سے نکالا اور اپنی محبت میں فریفتہ کیا

اور میرے عزیز و اقارب سے جدا کیا اسی نے مجھے کفن دیا اور کسی دوسرے کا محتاج نہیں بننے دیا میں نے پوچھا کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے مرنے کے بعد تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا اس نے کہا کہ اللہ جل جلالہٗ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا کہ تو کیا چاہتا ہے میں نے عرض کیا کہ الہٰا تو ہی مقصود ہے اور تیری ہی مجھے آرزو ہے فرمایا کہ بلاشک تو میرا سچا بندہ ہے اور جو تو مانگے اس کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے زمانہ کے تمام آدمیوں میں میری سفارش قبول فرمالے ارشاد ہوا کہ ان سب کے بارے میں تیری سفارش مقبول ہے ابراہیم کہتے ہیں کہ اس کے بعد اس لڑکے نے خواب میں مجھ سے رخصتی مصافحہ کیا اور میں نیند سے بیدار ہو گیا میں نے اپنے حج کے جو ارکان باقی تھے وہ پورے کئے لیکن اس لڑکے کی یاد سے اور اس کے رنج سے میرے دل کو قرار نہ تھا میں حج سے فارغ ہو کر واپس ہوا لیکن راستے میں سارے قافلہ والے یہ کہتے تھے کہ ابراہیم تیرے ہاتھ کی مہک سے ہر شخص حیران ہے کہ کیسی خوشبو آرہی ہے اور اس واقعہ کے نقل کرنے والے کہتے ہیں کہ مرنے تک ابراہیم کے ہاتھوں میں سے وہ خوشبو آتی رہی (روض)

(۱۱) حضرت ابراہیم خواص فرماتے ہیں کہ میں ایک سال حج کے جارہا تھا بہت سے رفیق ساتھ تھے چلتے چلتے ایک مرتبہ مجھے تنہائی کا غلبہ ہوا اور یہ دل میں تقاضا ہوا کہ سب کا ساتھ چھوڑ کر اکیلے چلوں میں نے اس راستہ کو چھوڑ کر جس پر سب چل رہے تھے ایک دوسرا تنہائی کا راستہ اختیار کر لیا اور میں تین دن اور تین رات برابر چلتا رہا نہ تو

Marfat.com

مجھے ان میں کھانے کا خیال آیا نہ پینے کا نہ کوئی اور حاجت پیش آئی تین دن رات چلنے کے بعد میں ایک ایسے جنگل میں پہنچ گیا جو بڑا شاداب سرسبز اور ہر قسم کے پھل پھول اس میں لگے ہوئے جو بڑے مہک دار تھے اور اس کے بیچ میں ایک چشمہ ہے مجھے یہ خیال ہوا کہ یہ تو جنت ہے اور میں سخت حیرت میں پڑ گیا میں اسی فکر و سوچ میں تھا کہ ایک جماعت آتی نظر آئی جن کے چہرے تو آدمیوں جیسے تھے اور ان پر مرقع چادریں اور خوشنما لنگیاں تھیں ان لوگوں نے آکر مجھ کو گھیر لیا اور سلام کیا میں نے سلام کا جواب دیا اور کہا کہ تم کہاں میں کہاں پھر مجھے خیال ہوا کہ یہ جنات کی قوم ہے اتنے میں ان میں سے ایک نے کہا کہ ہم میں ایک مسئلہ میں اختلاف ہو رہا ہے اور ہم جنات میں سے ہیں جنہوں نے بیعت العقبہ میں رات میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ کا پاک کلام سنا تھا حضورؐ کے پڑھنے کی آواز نے ہمیں دنیا کے سارے کاموں سے چھڑا دیا اور یہ جگہ اللہ جل شانہ نے ہمارے لئے مزین فرما دی میں نے پوچھا کہ اس جگہ سے وہ جگہ کتنی دور ہے جہاں میں نے اپنے سفر کے ساتھیوں کو چھوڑا ہے میرے اس سوال پر ایک شخص نے ان میں سے تبسم کرتے ہوئے کہا کہ ابو اسحٰق اللہ جل شانہٗ کے یہی عجیب بھید ہیں اس جگہ تمہاری قوم کا کبھی کوئی شخص بجز ایک آدمی کے نہیں آیا ایک ایک جوان تمہاری جنس سے آیا تھا اس کا یہاں انتقال ہو گیا تھا اور یہ دیکھ اس کی قبر ہے اس کی قبر میں نے دیکھی کہ اس پانی کے تالاب کے کنارے تھی اس کے گرد چھوٹا سا باغیچہ تھا جس میں ایسے پھول لگ رہے تھے کہ میں نے اس جیسے کبھی نہیں دیکھے تھے پھر وہ جن کہنے لگا کہ اس جگہ کے

Marfat.com

اور اس جگہ کے درمیان اتنے اتنے مہینوں کا کہا یا اتنے اتنے برسوں کا راستہ ہے ابراہیم نے کہا کہ اچھا اس جوان کا حال مجھے بتاؤ ان میں سے ایک نے سنایا کہ ہم لوگ اس چشمہ کے کنارے بیٹھے ہوئے عشق کے بارے میں بحث کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک جوان آیا اور اس نے آکر سلام کیا ہم نے سلام کا جواب دیا اور ہم نے پوچھا کہ جوان کہاں سے آئے ہو اس نے کہا کہ شہر نیشاپور سے آیا ہوں ہم نے پوچھا کہ اس شہر کو چھوڑے کتنے دن ہوئے اس نے کہا سات دن ہوئے ہیں ہم نے کہا کہ شہر سے کس ارادہ سے چلے تھے اس جوان نے کہا کہ میں نے اللہ جل شانہٗ کا پاک ارشاد سنا ہے " وانیبوا الی ربکم واسلموا لہ من قبل ان یاتیکم العذاب ثم لا تنصرون" (ترجمہ) تم اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اس کی فرمانبرداری کرو قبل اس کے کہ تم پر عذاب ہونے لگے پھر اس وقت تمہاری کسی کی طرف سے بھی کوئی مدد نہ کی جائے) ہم نے اس جوان سے پوچھا کہ انابت کیا ہے اور عذاب کیا ہے اس نے بیان کرنا شروع کیا اور جب عذاب بیان کرنا شروع کیا تو ایک چیخ ماری اور مر گیا ہم لوگوں نے اس کو اس قبر میں دفن کر دیا ابراہیم کہتے ہیں مجھے اس قصہ سے بڑی حیرت ہوئی اس کے بعد میں اس جوان کی قبر کے نزدیک گیا تو اس کے سرہانے نرگس کے پھولوں کا ایک بہت بڑا گلدستہ رکھا تھا اتنا بڑا تھا جیسے بڑی چکی ہو اور اس کی قبر پر یہ لفظ لکھے ہوئے تھے ھذا قبر حبیب اللہ قتیل الغیرۃ ۔ یہ اللہ کے دوست کی قبر ہے جو غیرت کا قتل کیا ہوا ہے اور نرگس کے ایک پتہ پر انابۃ کی تفسیر لکھی ہوئی تھی میں نے اس کو پڑھا ان جنات نے مجھ سے اس کا مطلب پوچھا میں نے اس کا مطلب بتایا تو وہ

بہت خوش ہوئے اور مزے میں لوٹنے لگے جب اس سے انہیں سکون سا ہوا تو کہنے لگے کہ ہمارا وہ مسئلہ جس میں جھگڑا تھا حل ہوگیا ابراہیم کہتے ہیں پھر مجھے کچھ غنودگی سی آئی اس کے بعد جو میری آنکھ کھلی تو میں مسجد عائشہؓ کے پاس تھا (جو تنعیم کے پاس مکہ مکرمہ کے قریب ہے) اور میرے کپڑوں میں پھولوں کا گلدستہ تھا جو ایک سال تک میرے پاس رہا ایک سال تک اس میں کوئی تغیر نہ ہوا اس کے چند ایام بعد وہ خود بخود گم ہوگیا۔

(۱۲) تاجروں کی ایک جماعت ایک مرتبہ حج کو گئی راستہ میں جہاز لوٹ گیا اور حج کا وقت تنگ آگیا تھا ان میں سے ایک شخص کے ساتھ پچاس ہزار کا مال تھا وہ اس کو چھوڑ کر حج کو چل دیا ساتھیوں نے اس کو مشورہ دیا کہ اگر تو یہاں ٹھہر جائے تو تیرا سامان کچھ نکل سکتا ہے وہ تاجر کہنے لگا خدا کی قسم اگر ساری دنیا کا مال مجھے مل جائے تب بھی حج کے مقابلہ میں اس کو ترجیح نہ دوں کہ وہاں کی حاضری میں اولیاء اللہ کی زیارت نصیب ہوگی اور میں ان حضرات میں جو کچھ دیکھ چکا ہوں بس دیکھ چکا ہوں (بیان سے باہر ہے) لوگوں نے پوچھا کہ آخر تو نے کیا دیکھا اس تاجر نے سنایا کہ ہم ایک مرتبہ حج کو جا رہے تھے کہ پیاس کی شدت نے سب کو پریشان کر دیا اور ایک ایک گلاس اتنے اتنے داموں میں مل رہا تھا میں نے ایک دن پیاس کی شدت میں سارے قافلہ کو چھان ڈالا کہیں پانی کا گھونٹ نہ قیمت سے ملا نہ کسی اور طرح اور پیاس کی وجہ سے میرا دم نکلنے لگا۔ میں چند

Marfat.com

قدم آگے چلا تو ایک فقیر جس کے ساتھ ایک برچھا تھا اور ایک پیالہ اس نے اپنے برچھے کو ایک حوض کی نالی میں گاڑ دیا اس کے نیچے سے پانی اُبلنے لگا اور نالی کے ذریعہ سے حوض میں جمع ہونے لگا میں حوض کی طرف گیا اور خوب سیر ہو کر پانی پیا اور اپنا مشکیزہ بھی بھر لیا اس کے بعد قافلہ والوں کو میں نے خبر کی سب قافلہ والے اس سے سیراب ہوئے اور وہ حوض اسی طرح لبریز تھا وہ تاجر کہنے لگا ایسی جگہ حاضری سے کوئی باز رہ سکتا ہے جہاں ایسے ایسے بزرگ جمع ہوئے ہوں (روض) ابن عربی نے بھی محاضرات میں اس قصہ کو نقل کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس کا تمام مال پچاس ہزار اشرفیوں کا تھا جن میں ایک موتی ۲۰ ہزار اشرفیوں کا تھا۔

(۱۳) ابو عبداللہ جوہری کہتے ہیں کہ میں ایک سال عرفات کے میدان میں تھا میری ذرا آنکھ سی لگی تو میں نے دیکھا کہ دو فرشتے آسمان سے اُترے ایک نے ان میں سے اپنے ساتھی سے کہا کہ اس سال کتنے آدمیوں نے حج کیا ساتھی نے جواب دیا کہ چھ لاکھ آدمیوں نے حج کیا لیکن ان میں سے صرف چھ آدمیوں کا حج قبول ہوا مجھے ہر بات سُنکر اس قدر رنج ہوا دل چاہا کہ اپنے منہ پر طمانچے ماروں اور اپنی حالت پر خوب روؤں اتنے میں اس پہلے فرشتہ نے پوچھا کہ جن لوگوں کا حج قبول نہیں ہوا ان کے بارے میں اللہ جل جلالہٗ نے کیا معاملہ فرمایا دوسرے فرشتے نے جواب دیا کہ کریم نے کرم کی نگاہ فرمائی اور مقبولین میں سے ہر

Marfat.com

ایک کے طفیل ایک ایک لاکھ کا حج قبول فرمالیا اور یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے اپنا فضل و انعام جس کو چاہے بخش دے (روض) اس قسم کا ایک واقعہ علی بن موفق کا پہلی فصل کی حدیث ۶ کے ذیل میں بھی گذر چکا ہے۔

(۱۴) علی بن موفق کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حرم شریف میں بیٹھا ہوا تھا اور اس وقت تک ساٹھ حج کرچکا تھا میرے دل میں یہ وسوسہ گزرا کہ کب تک ان جنگل بیابانوں میں پھرتا رہوں گا (اب ختم کروں بہتیرے حج کرلئے) مجھ پر دفعتاً نیند کا غلبہ ہوا تو میں نے ایک غیبی آواز دینے والے کو دیکھا وہ کہہ رہا ہے کہ اے ابن موفق تو اپنے گھر اسی کو بلاتا ہے جس کے بلانے سے تیرا دل خوش ہو۔ مبارک ہیں وہ لوگ جن کو اللہ جل شانہٗ چاہیں اور اعلیٰ جگہ بلائیں اس کے بعد اس آواز دینے والے نے دو شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے میں نے زیارت کے لئے اپنے سے محبت رکھنے والوں کو بلایا ہے اور ان کے علاوہ کسی کو نہیں بلایا یہ لوگ میرے گھر کی طرف اکرام کے ساتھ آئے ہیں پس مبارک ہیں یہ کریم لوگ بھی اور وہ ذات بھی جس نے ان کو بلایا (روض)۔

(۱۵) حضرت ذوالنون مصری فرماتے ہیں کہ میں نے ایک نوجوان کو کعبہ شریف کے پاس دیکھا کہ دمادم رکوع سجدے کر رہا ہے میں نے پوچھا کہ بڑی کثرت سے نمازیں پڑھ رہے ہو وہ کہنے لگا کہ واپسی وطن کی اجازت مانگ رہا ہوں اتنے میں

میں نے دیکھا کہ ایک کاغذ کا پرچہ اوپر سے گرا اس میں لکھا ہوا تھا کہ یہ اللہ جل شانہٗ جو بڑی عزت والا بڑی مغفرت والا ہے کی طرف سے اپنے سچے شکر گذار بندہ کی طرف ہے کہ تو واپس چلا جا اس طرح کہ تیرے اگلے پچھلے سب گناہ بخش دیئے گئے۔ (روض)

(۱۶) سہل بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ کسی ولی کا لوگوں کے ساتھ میل جول رکھنا اس کی ذلت کا سبب ہوتا ہے اور صرف اللہ جل شانہٗ کے ساتھ لگاؤ اس کی عزت کا سبب ہوتا ہے میں نے بہت کم ولی ایسے دیکھے ہیں جو یکسو نہ رہتے ہوں عبداللہ بن صالح ایک بزرگ تھے جن پر اللہ جل شانہٗ کی خاص عطایا تھیں اور بہت انعامات تھے وہ لوگوں سے بھاگ کر ایک شہر سے دوسرے شہر میں پھرتے رہتے تھے اسی طرح آخر مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور وہاں بہت طویل قیام کیا میں نے ان سے کہا کہ اس شہر میں تو آپ نے بہت زیادہ قیام کیا کہنے لگے کہ میں اس شہر میں کیونکر نہ ٹھیروں میں نے ایسا کوئی شہر نہیں دیکھا جس میں اس شہر سے زیادہ رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہوں اس شہر میں صبح کو اور شام کو فرشتے اترتے ہیں میں نے اس شہر میں بڑے بڑے عجائبات دیکھے ہیں فرشتے مختلف صورتوں میں بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں اور یہ سلسلہ ختم نہیں ہوتا اگر میں ان سب عجائبات کو بیان کروں جو میں نے یہاں دیکھے ہیں تو جن کا ایمان (کامل) نہیں ان کی عقلیں اس کو برداشت بھی نہ کر سکیں گی۔ میں نے دریافت کیا کہ تمہیں خدا کی قسم کچھ اپنے دیکھے ہوئے عجائبات

Marfat.com

مجھے بھی سناؤ کہنے لگے کوئی ولی کامل جس کی ولایت صحیح ہو چکی ہو ایسا نہیں جو ہر جمعہ کی شب میں اس شہر میں نہ آتا ہو انہیں لوگوں کے دیکھنے کے واسطے میرا یہاں قیام ہے میں نے ان میں سے ایک صاحب کو دیکھا جن کا نام مالک بن قاسم جبلی تھا وہ آئے اور ان کے ہاتھ میں سے گوشت کی خوشبو آرہی تھی میں نے کہا تم شاید ابھی کھانا کھا کر آئے ہو کہنے لگے استغفر اللہ میں نے تو ایک ہفتہ سے کچھ نہیں کھایا البتہ اپنی والدہ کو کھانا کھلا کر آیا ہوں اور جلدی اس لئے کی تاکہ مکہ مکرمہ میں صبح کی نماز میں شرکت کرلوں عبداللہ کہتے ہیں کہ جہاں سے مالک آئے تھے اس جگہ کا اور مکہ مکرمہ کا نو سو فرسخ کا فاصلہ ہے (ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے تو ستائیس سو میل ہوئے) اس کے بعد عبداللہ نے مجھ سے پوچھا کہ تجھے اس قصہ کا یقین آگیا سہل کہتے ہیں میں نے کہا کہ ہاں یقین آگیا کہنے لگے اللہ کا شکر ہے کہ مجھے ایک مؤمن آدمی ملا اور بعض بزرگوں نے بیان کیا کہ انہوں نے کعبہ شریف کے گرد فرشتوں کو اور انبیاء کو اور اولیاء کو بسا اوقات دیکھا اور زیادہ تر جمعہ کی شب میں اور دوشنبہ اور پنجشنبہ کی شب میں دیکھا اس کے بعد اور عجائب انبیاء کی زیارت کے متعلق ذکر کئے (روض)۔

(۱۷) کہتے ہیں کہ ہشام بن عبدالملک جب کہ وہ شاہزادہ تھا اور خود اس وقت تک بادشاہ نہیں بنا تھا حج کو گیا اور طواف کرتے ہوئے اس نے حجر اسود کو بوسہ دینے کا ارادہ کیا اور انتہائی کوشش کے باوجود ہجوم کی کثرت سے اس پر قدرت نہ ہوئی اتنے میں

Marfat.com

حضرت زین العابدین علی بن الامام حسینؑ طواف کرتے ہوئے حجر اسود پر پہنچے تو ایک دم سارا مجمع ٹھر گیا اور ان کے راستے سے ادھر ادھر ہو گیا وہ اطمینان سے بوسہ دے کر چل دیئے کسی نے ہشام سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے (جس کا اعزاز شاہزادہ سے بھی زیادہ ہے) ہشام نے کہہ دیا کہ میں نہیں جانتا علمائے نے لکھا ہے کہ وہ جان بوجھ کر انجان بن کر انکار کرتا تھا کہ اس کے مصاحبین وغیرہ جو شام سے اس کے ساتھ آئے ہوئے تھے ان کے دل میں حضرت زین العابدین کی وقعت زیادہ پیدا نہ ہو اور یہ بنو امیہ اہلبیت کی وقعت کو گوارا نہ کرتے تھے، فرزوق جو عرب کا مشہور شاعر ہے وہ بھی وہاں کھڑا تھا اس نے کہا میں ان کو جانتا ہوں پھر اس نے یہ چند شعر پڑھے ؎

هذا ابن خیر عباد الله کلهم	۱	هذا التقی النقی الطاهر العلم
هذا الذی تعرف البطحاء وطأته	۲	والبیت یعرفه والحل والحرم
یکاد یمسکه عرفان راحته	۳	رکن الحطیم اذا ما جاء یستلم
ما قال لا قط الا فی تشهده	۴	لولا التشهد کانت لاءه نعم
اذا رأته قریش قال قائلها	۵	الی مکارم هذا ینتهی الکرم
ان عد اهل التقی کانوا ائمتهم	۶	او قیل من خیر اهل الارض قیل هم
هذا ابن فاطمة ان کنت جاهله	۷	بجده انبیاء الله قد ختموا
ولیس قولك من هذا بضائره	۸	العرب تعرف من انکرت والعجم
یغضی حیاءً ویغضی من مهابته	۹	فلا یکلم الا حین یبتسم

جن کا ترجمہ یہ ہے کہ یہ اللہ کے بندوں میں سے بہترین کی اولاد ہے یہ متقی پاک صاف اور سردار ہے یہ وہ شخص ہے جس کے قدم کو

سارا مکہ جانتا ہے یہ وہ شخص ہے جس کو بیت اللہ جانتا ہے اس کو حل وحرم پہچانتے ہیں یہؔ وہ شخص ہے کہ جب حجر اسود کا بوسہ دینے کے لئے اس کے قریب جائے تو اس کے ہاتھوں کو پہچان کر قریب ہے کہ حجر اسود کا کونہ اس کے ہاتھوں کو پکڑ لے اس صورت میں ہاتھوں کی خصوصیت اس وجہ سے ہے کہ حجر اسود کے بوسہ کے وقت دونوں ہاتھ اس کونے پر رکھے جاتے ہیں اس مطلب کے موافق رکن الحطیم سے مجازاً رکن کعبہ مراد ہوگا اور ہوسکتا ہے کہ یہ ترجمہ کیا جائے کہ جب یہ شخص طواف کرتے ہوئے حطیم کی طرف پہنچتا ہے تو قریب ہے کہ حطیم والا کونہ اس کے ہاتھوں کو پہچان کر ان کو چومنے کے لئے پکڑ لے اس مطلب کے موافق رکن الحطیم اپنے ظاہر پہ ہوگا اور ہاتھوں کو پہچاننے کی خصوصیت عطا اور جود کی کثرت کی طرف اشارہ ہوگا یہؔ وہ شخص ہے جس نے کبھی لا نہیں کہا لا کے معنی نہیں کے ہیں یعنی کبھی کسی مانگنے والے کو انکار نہیں کیا اور بجز کلمہ طیبہ کے کہ اس میں لا الہ میں لا کہنا پڑتا ہے اس کی مجبوری ہے اور یہ ہر التحیات میں پڑھا جاتا ہے اگر اگر یہ مجبوری نہ ہوتی تو اس کی زبان سے لا کبھی نہ نکلتا جب ؔقبیلہ قریش جو کرم میں مشہور قبیلہ ہے اس کو دیکھتا ہے تو کہنے والا بلیاختہ کہہ دیتا ہے کہ اس کے اخلاق پر کرم کا منتہا ہے یعنی اس سے زیادہ کریم کوئی نہیں اور جبؔ کہیں اہلِ تقویٰ کا شمار ہونے لگا تو یہی لوگ اس میں بھی مقتدا ہوں گے اور جب یہ پوچھا جائے کہ دنیا کی بہترین ہستیاں کون ہیں تو انہیں لوگوں کی طرف انگلیاں اٹھیں گی اوؔ ہشام اگر تو اس سے جاہل ہے تو سن کہ یہ فاطمہؓ کی اولاد ہے اور اسی کے

دادا (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نبوت ختم کر دی گئی تیرا یہ کہنا کہ یہ کون ہے اس کو عیب نہیں لگاتا جس کے پہچاننے سے تو نے انکار کر دیا اس کو عرب جانتا ہے عجم جانتا ہے یہ وہ شخص ہے جو شرم کی وجہ سے اپنی آنکھ نیچے رکھتا ہے اور ساری دنیا اس کی عظمت اور ہیبت سے آنکھ نیچے رکھتی ہے کوئی شخص اس کے سامنے اس وقت تک رعب کی کی وجہ سے بات نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ خندہ پیشانی سے پیش نہ آئے اشعار کا ترجمہ ختم ہو گیا صاحب روض نے اتنے ہی اشعار نقل کئے ہیں یہ قصیدہ بڑا ہے اور بہت سے اشعار شاعر نے ان کی اور اس خاندان کی فضیلت میں برجستہ کہے ہیں، وفیات الاعیان مرآۃ الجنان حیوۃ الحیوان وغیرہ میں اس قصیدہ کو ذکر کیا ہے درر نفیسہ اس قصیدہ کی مستقل شرح ہے اس میں نقل کیا ہے کہ ہشام نے اس قصیدہ کو سن کر غصہ میں آکر فرزدق کو قید کرا دیا۔

درحقیقت حضرت زین العابدین کی عبادت اور جود و کرم اتنے بڑھے ہوئے تھے کہ ان کے واقعات کا اختصار بھی دشوار ہے رات دن میں ایک ہزار رکعت نفل پڑھا کرتے اور جب وضو کرتے تو چہرہ کا رنگ زرد ہو جاتا ہے جب نماز کو کھڑے ہوتے تو بدن پر کپکپی آجاتی کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا تمہیں خبر نہیں کہ کس پاک ذات کے سامنے کھڑا ہوتا ہوں ایک مرتبہ سجدہ میں تھے کہ گھر میں آگ لگ گئی لوگوں نے شور مچایا اے رسول اللہ کے بیٹے آگ لگ گئی آگ آگ۔ مگر یہ اطمینان سے نماز پڑھتے رہے جب فارغ ہوئے تو آگ بجھ بجھا چکی تھی کسی نے ان سے پوچھا تو فرمایا

کہ اس سے زیادہ سخت آگ (یعنی جہنم کی آگ) کے خوف نے اس کی طرف متوجہ نہ ہونے دیا آپ کا معمول تھا کہ رات کو اندھیرے میں پوشیدہ لوگوں کے گھروں پر جا کر ان کی اعانت فرمایا کرتے تھے اور بہت سے گھرانے ایسے تھے جن کا گذارا آپ کی امداد پر تھا اور ان کو یہ بھی پتہ نہ چلتا تھا کہ یہ کون شخص ہے جب آپ کا انتقال ہوا تو معلوم ہوا کہ سو گھر مدینہ طیبہ میں ایسے تھے جن پر آپ خرچ فرمایا کرتے تھے (ردض) ایسی حالت میں فرزدق جو کہے وہ صحیح ہے۔

حضرت امام مالکؒ کا ارشاد ہے کہ خاندان نبوت میں حضرت زین العابدینؓ جیسا شخص کوئی بھی نہ تھا (یعنی اپنے زمانے میں) یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ ہاشمی خاندان میں جتنے حضرات کا زمانہ میں نے پایا ہے ان میں آپ افضل ترین شخص تھے سعید بن المسیب کہتے ہیں کہ آپ سے زیادہ متقی میں نے نہیں دیکھا ان حالات پر بھی جب آپ حج کو تشریف لے گئے اور احرام باندھنے کا وقت آیا تو آپ کا چہرہ زرد ہو گیا اور لبیک نہ کہہ سکے۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ لبیک نہیں پڑھتے تو فرمایا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ کہیں جواب میں لا لبیک نہ کہہ دیا جائے مگر جب لوگوں نے اصرار کیا کہ احرام کے وقت لبیک کہنا ضروری ہے تو آپ نے لبیک پڑھا اور بے ہوش ہو کر سواری پر سے گر پڑے اور حج کے ختم تک یہی صورت رہی کہ جب لبیک کہتے یہی حالت ہوتی حضرت امام مالکؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ جب زین العابدینؓ نے احرام باندھا اور لبیک کہنے کا ارادہ کیا تو بے ہوش ہو کر اونٹنی پر سے گر گئے اور ہڈی لوٹ

Marfat.com

گئی (تہذیب التہذیب) حضرت زین العابدینؓ سے بڑی حکمت کے ارشادات کتابوں میں نقل کیے گئے، آپ کا ارشاد ہے کہ اللہ جل شانہ کی عبادت بعض لوگ اس کے خوف سے کرتے ہیں یہ غلاموں کی عبادت ہے کہ ڈنڈے کے زور سے کام اور بعض لوگ اس کے انعامات کے واسطے کرتے ہیں یہ تاجروں کی عبادت ہے (کہ ہر کام میں کمائی کی فکر ہے)۔

احرار کی عبادت یہ ہے کہ اس کے شکر میں عبادت کریں آپ کے صاحبزادہ حضرت باقرؒ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد حضرت زین العابدینؓ نے وصیت فرمائی کہ پانچ قسم کے آدمیوں کے پاس مت لگنا حتیٰ کہ راستہ چلتے بھی ان کا رفیق سفر نہ بننا ایک فاسق شخص کہ وہ ایک لقمہ کے بدلے میں تجھے بیچ دے گا بلکہ ایک لقمہ سے کم میں بھی بیچ دے گا میں نے عرض کیا کہ ایک لقمہ سے کم کا کیا مطلب فرمایا کہ محض اس امید پر کہ لقمہ کسی سے مل جائے پھر وہ اس کی امید پوری بھی نہ ہو دوسرے بخیل کے پاس نہ لگنا کہ وہ تیری سخت حاجت کے وقت بھی تجھ سے کنارہ کشی کرے گا تیسرے جھوٹ بولنے والا شخص کہ وہ بمنزلہ اس بالو کے ہے جو دور سے پانی معلوم ہوتا ہو وہ قریب آنے والوں کو دور بتائے گا دور ہونے والی چیزوں کو قریب کر کے بتائے گا چوتھے بیوقوف احمق سے دور رہنا کہ وہ نفع پہنچانے کا ارادہ کرے گا اور نقصان پہنچا دے گا اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ سمجھدار دشمن نادان دوست سے بہتر ہے پانچویں اس سے دور رہنا جو اپنے رشتہ داروں سے قطع رحمی کرتا ہو اس لئے کہ میں نے ایسے شخص کو قرآن پاک میں

Marfat.com

تین جگہ ملعون پایا (روض)۔

(۱۸) حضرت امام زین العابدینؓ کے صاحبزادہ حضرت امام باقر محمد بن علی جب حج کو تشریف لے گئے اور بیت اللہ شریف پر نظر پڑی تو اتنے زور سے روئے کہ چیخیں نکل گئیں لوگوں نے کہا کہ سب لوگوں کی نظریں ادھر لگ گئیں آپ چیخیں نہ ماریں فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ میرے رونے کی وجہ سے رحمت کی نظر فرمالے جس کی وجہ سے کل قیامت کے دن کامیاب ہو جاؤں اس کے بعد طواف کیا اور طواف کے بعد مقام ابراہیم پر جا کر نفلیں پڑھیں تو سجدہ کی جگہ آنسوؤں کی وجہ سے بھیگ گئی تھی آپ نے اپنے ایک ساتھی سے فرمایا کہ مجھے سخت رنج ہے اور میرا دل فکر میں مشغول ہے کسی نے پوچھا کہ آپ کو کس چیز کا رنج ہے فرمایا کہ جس کے دل میں اللہ کا خالص دین داخل ہو جائے وہ اس کو اللہ کے ماسوی سے خالی کر دیتا ہے اور دنیا ان چیزوں کے علاوہ اور کیا چیز ہے یہی سواری ہے جس پر سوار ہو کر آئے ہو یہی کپڑا ہے جس کو پہن رکھا ہے یہی بیوی ہے جو مل گئی ہے یہی کھانا ہے جو کھایا ہے۔ (روض)۔

(۱۹) حضرت لیث بن سعد کہتے ہیں کہ میں ۱۱۳ھ میں پیدل حج کو گیا جب میں مکہ مکرمہ پہنچ گیا تو عصر کی نماز کے وقت جبل ابو قبیس پر چڑھ گیا وہاں میں نے ایک صاحب کو بیٹھے دیکھا کہ وہ دعائیں مانگ رہے ہیں اور یارب یارب اتنی مرتبہ کہا کہ دم گھٹنے لگا پھر انہوں نے یاربّاہ یاربّاہ اسی طرح کہا کہ دم نکلنے لگا پھر اسی طرح یا اللہ یا اللہ کہتے رہے کہ دم گھٹنے لگا پھر اسی طرح یا حی کہتے رہے پھر اسی طرح یا رحمٰن یا رحمٰن پھر یا رحیم یا رحیم اسی طرح کہا کہ دم گھٹنے لگا پھر یا ارحم الراحمین

بھی اس طرح کہا کہ سات مرتبہ دم گھٹنے لگا اس کے بعد وہ کہنے لگے یا اللہ میرا انگوروں کو جی چاہ رہا ہے وہ عطا فرما اور میری چادریں پرانی ہوگئیں لیث کہتے ہیں کہ خدا کی قسم ان کی زبان سے یہ لفظ پورے نکلے بھی نہیں تھے کہ میں نے ایک ٹوکری انگوروں سے بھری ہوئی رکھی دیکھی حالانکہ اس وقت روئے زمین پر کہیں انگور کا نشان بھی نہ تھا اور دو چادریں رکھی ہوئی دیکھیں انہوں نے انگور کھانے کا ارادہ کیا تو میں نے کہا کہ میں بھی ان میں آپ کا شریک ہوں فرمایا کیسے میں نے کہا جب آپ دعا کر رہے تھے تو میں آمین کہہ رہا تھا فرمانے لگے آؤ کھاؤ لیکن اس میں سے کچھ ساتھ نہ لے جانا میں آگے بڑھا اور ان کے ساتھ ایسی عجیب چیز کھائی کہ عمر بھر ایسی چیز نہ کھائی تھی وہ عجیب قسم کے انگور تھے کہ ان میں بیج بھی نہ تھا میں نے خوب پیٹ بھر کر کھائے مگر اس ٹوکری میں کچھ کمی نہ ہوئی پھر انہوں نے فرمایا کہ ان دونوں چادروں میں سے جونسی تمہیں پسند ہو لے لو میں نے کہا کہ چادر کی مجھے ضرورت نہیں ہے پھر فرمانے لگے کہ ذرا سامنے سے ہٹ جاؤ میں ان کو پہن لوں میں پرے کو ہٹ گیا تو انہوں نے ایک چادر لنگی کی طرح باندھ لی دوسری اوڑھ لی اور جو چادریں پہلے سے پہنے ہوئے تھے ان کو ہاتھ میں لے کر پہاڑ سے نیچے اترے میں پیچھے ہو لیا جب صفا مروہ کے درمیان پہنچے تو ایک سائل نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے بیٹے یہ کپڑا مجھے دے دیجئے اللہ جل شانہ آپ کو جنت کا جوڑا عطا فرمائے وہ دونوں چادریں اس کو دے دیں میں نے اس سائل کے قریب جا کر اس سے پوچھا کہ یہ کون ہیں اس

نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق ہیں پھر ان کے پاس واپس آیا کہ ان سے کچھ سنوں مگر کہیں پتہ نہ چلا (روض)

یہ حضرت امام باقرؒ کے صاحبزادہ ہیں حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ میں بارہا ان کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے ہمیشہ تین عبادتوں میں سے کسی نہ کسی میں مشغول پایا نماز یا تلاوت یا روزہ اور بغیر وضو کے حدیث نقل نہ کرتے تھے (تہذیب التہذیب) سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جعفر صادقؓ سے سنا فرماتے تھے کہ اس زمانہ میں سلامتی کم یاب ہو گئی اور اگر وہ کہیں مل سکتی ہے تو گوشۂ گمنامی میں ہے اور اگر اس میں نہیں (یعنی یہ میسر نہ ہو سکے) تو پھر یکسوئی اور تنہائی میں تلاش کی جائے لیکن تنہائی گمنامی کے برابر نہیں ہو سکتی اور اگر وہاں بھی نہ ہو سکے تو پھر چپ رہنے میں اور چپ رہنا تنہائی کی برابری نہیں کر سکتا اور اگر خاموشی میں بھی نہ ہو سکے تو پھر سلف صالح کے کلام میں اور سعید شخص وہ ہے جو اپنے نفس میں خلوت اور یکسوئی پائے حضرت جعفر اپنے باپ دادا کی روایت سے حضورؐ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جس شخص پر اللہ جل شانہٗ کا کوئی انعام ہو اس کو ضروری ہے کہ اس کا شکر ادا کرے اور جس پر رزق میں تنگی ہو وہ استغفار کی کثرت کرے اور جس کو کوئی پریشانی لاحق ہو وہ لاحول پڑھا کرے (روض)۔

(۲۰) حضرت شقیق بلخیؒ فرماتے ہیں کہ میں ۱۴۹ھ میں حج کو جا رہا تھا راستہ میں قادسیہ (ایک شہر کا نام ہے) میں اترا۔ میں لوگوں کی زیب و زینت اور ان کا ہجوم اور کثرت دیکھ رہا تھا

Marfat.com

میری نظر ایک نوجوان خوبصورت پر پڑی کہ اس نے کپڑوں کے اوپر ایک بالوں کا کپڑا پہن رکھا تھا پاؤں میں جوتا بھی تھا اور سب سے علیحدہ بیٹھا تھا میں نے خیال کیا کہ یہ لڑکا صوفی قسم کے آدمیوں میں سے معلوم ہوتا ہے کہ راستے میں دوسروں پر بوجھ ہی بنے گا۔ میں اس کو جا کر فہمائش کروں اس خیال سے میں اس کے قریب گیا جب اس نے مجھے اپنی طرف آتے دیکھا کہنے لگا اے شقیق اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم (حجرات) بدگمانی سے بچو بعض گمان گناہ ہوتے ہیں اور یہ کہکر مجھے چھوڑ کر چل دیا میں نے سوچا کہ یہ تو بڑی مشکل بات ہوگئی میرا نام لے کر (حالانکہ مجھ کو جانتا بھی نہیں) میرے دل کی بات کہہ کر چل دیا یہ تو کوئی واقعی بزرگ آدمی ہے میں اس کے پاس جا کر اپنے گمان کی معافی کراؤں میں جلدی جلدی اس کے پیچھے چلا مگر وہ میری نظروں سے غائب ہوگیا پتہ نہ چلا جب ہم واقصہ پہنچے تو دفعتہً اس پر نظر پڑی کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے اور اس کا بدن کانپ رہا ہے اور آنسو بہ رہے ہیں میں نے اس کو پہچان لیا اور اس کی طرف بڑھا تاکہ اپنے اس گمان کی معافی کراؤں مگر میں نے اس کی نماز سے فراغت کا انتظار کیا اور جب وہ سلام پھیر کر بیٹھا تو میں اس کی طرف بڑھا جب اس نے مجھ کو اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگا اے شقیق پڑھو وانی لغفار لمن تاب وآمن وعمل صالحاً ثم اھتدی (سورۂ طٰہٰ) اور بلاشبہ میں بڑا بخشنے والا ہوں ایسے لوگوں کا جو توبہ کر لیں اور ایمان لے آئیں اور پھر سیدھے راستہ پر قائم رہیں یہ آیت پڑھ کر وہ پھر چل دیا میں نے کہا کہ یہ شخص تو ابدال میں سے معلوم

Marfat.com

ہوتا ہے دو مرتبہ میرے دل کی بات پر متنبہ کرچکا پھر جب ہم زبالا میں پہنچے تو دفعتہً میری نظر اس جوان پر پڑی کہ وہ ایک کنوئیں پر کھڑا ہے ایک بڑا سا پیالہ اس کے ہاتھ میں ہے اور کنوئیں سے پانی لینے کا ارادہ کر رہا تھا کہ وہ پیالہ کنوئیں میں گر پڑا میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا اس نے آسمان کی طرف دیکھا اور ایک شعر پڑھا جس کا ترجمہ ہے کہ تو ہی میرا پرورش کرنے والا ہے جب میں پیاسا ہوں پانی سے اور تو ہی میری روزی (کا ذریعہ) ہے جب میں کھانے کا ارادہ کروں اس کے بعد اس نے کہا اے میرے اللہ تجھے معلوم ہے اے میرے معبود میرے آقا کہ اس پیالہ کے سوا میرے پاس کچھ نہیں ہے پس اس پیالہ سے مجھے محروم نہ فرمائیے شقیق کہتے ہیں خدا کی قسم میں نے دیکھا کہ کنوئیں کا پانی اوپر کو آگیا اس نے ہاتھ بڑھایا اور پیالہ پانی سے بھر کر نکال لیا اول وضو کیا اور چار رکعت نماز پڑھی اس کے بعد ریت اکٹھا کر کے ایک ایک مٹھی بھر کر اس پیالہ میں ڈالتا جاتا تھا اور اس کو ہلا کر پی رہا تھا میں اس کے قریب گیا اور سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا میں نے کہا اللہ نے جو نعمت تمہیں عطا کی ہے اس میں سے کچھ اپنا بچا ہوا مجھے کھلا دیجئے کہنے لگا کہ شقیق اللہ جل شانہٗ کی ظاہری اور باطنی نعمتیں ہم پر رہی ہیں اپنے رب کے ساتھ نیک گمان رکھو یہ کہہ کر وہ پیالہ مجھے دے دیا۔ میں نے جو اس کو پیا تو خدا کی قسم اس میں ستو اور شکر گھلی ہوئی تھی اس سے زیادہ خوش ذائقہ اور اس سے زیادہ خوشبودار چیز میں نے کبھی نہیں کھائی تھی میں نے خوب پیٹ بھر کر پیا جس کی برکت سے

Marfat.com

کئی دن تک نہ تو مجھے بھوک لگی نہ پیاس لگی اس کے بعد مکہ مکرمہ داخل ہونے تک میں نے اس کو نہیں دیکھا جب ہمارا قافلہ مکہ مکرمہ پہنچ گیا تو میں نے قبۃ الشراب کے قریب ایک مرتبہ آدھی رات کے قریب نماز پڑھتے دیکھا بڑے خشوع سے نماز پڑھ رہا تھا اور خوب رو رہا تھا صبح تک اسی طرح نماز پڑھتا رہا جب صبح صادق ہوگئی تو وہ اسی جگہ بیٹھا تسبیح پڑھتا رہا اس کے بعد صبح کی نماز پڑھی اور پھر بیت اللہ کا طواف کیا پھر وہ باہر جانے لگے تو میں اس کے پیچھے لگ لیا باہر جاکر دیکھا تو راستہ میں جس حالت پر دیکھا تھا اس کے بالکل خلاف بڑے حشم خدم غلام اس کے موجود ہیں چاروں طرف سے اس کو گھیر رکھا ہے سلام کر کے حاضر ہو رہے ہیں میں نے ایک شخص سے جو میرے قریب تھا دریافت کیا کہ یہ بزرگ کون ہیں اس نے بتایا کہ یہ حضرت موسیٰ بن جعفر یعنی حضرت جعفر صادق رضؓ کے صاحبزادے ہیں مجھے تعجب ہوا اور میں نے خیال کیا کہ یہ عجائب واقعی ایسے ہی سید کے ہونا چاہئیں۔ (روض)

حافظ ابن حجر نے تہذیب میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ کاظم رح کے مناقب بہت ہیں ان حضرات کا تو پوچھنا ہی کیا ہے کہ یہ اس خاندان کے چاند سورج اور ستارے ہیں حق تعالیٰ شانہٗ نے اس خاندان ہی میں وہ خصوصی جواہر اور اخلاق کا کمال رکھا ہے۔ جہاں تک ہم جیسوں کی پرواز بھی نہیں ہے سیدوں کے خاندان کا معمولی سے معمولی آدمی بھی کوئی عجیب عادت اپنے اندر رکھتا ہے ع

ایں خانہ ہمہ آفتاب است

Marfat.com

(۲۱) حضرت ابوسعید خزاز فرماتے ہیں کہ میں مسجد حرام میں گیا تو میں نے ایک فقیر کو دیکھا کہ اس پر دو پھٹے ہوئے کپڑے ہیں اور لوگوں سے سوال کر رہا ہے میں نے اپنے دل میں سوچا کہ ایسے ہی لوگ آدمیوں پر بوجھ ہوتے ہیں اس نے میری طرف دیکھا اور یہ آیت پڑھی واعلموا ان اللہ یعلم ما فی انفسکم فاحذروہ (سورہ بقرہ ع ۳۰) اس کا یقین رکھو کہ اللہ جل شانہٗ جانتا ہے اس چیز کو جو تمہارے دلوں میں ہے پس اس سے ڈرتے رہا کرو ابوسعید کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں اپنی بدگمانی سے توبہ کی تو اس نے مجھے آواز دی اور یہ آیت پڑھی وھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہٖ ویعفوا عن السیّاٰت (شوریٰ ع ۳) اور وہ ایسی پاک ذات ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے (روض)۔

(۲۲) ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں ایک قافلہ کے ساتھ جا رہا تھا راستہ میں میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ قافلہ سے آگے آگے جا رہی ہے میں نے خیال کیا کہ یہ ضعیفہ اس لئے قافلہ سے آگے چل رہی ہے کہ کہیں قافلہ کا ساتھ نہ چھوٹ جائے میرے ساتھ چند درم تھے وہ میں جیب سے نکال کر اس کو دینے لگا اور اس سے میں نے کہا کہ جب قافلہ منزل پر ٹھیرے تو مجھے تلاش کر کے مل لینا میں قافلہ والوں سے کچھ چندہ جمع کر کے تجھ کو دے دوں گا اس سے سواری کرایہ کر لینا اس نے اپنا ہاتھ اوپر کو کیا اور مٹھی میں کوئی چیز لی تو وہ درم تھے وہ اس نے مجھے دے دیئے اور یہ کہا کہ تو نے جیب سے لئے ہم نے غیب سے لئے اس کے بعد میں نے

ایک عورت کو دیکھا کہ وہ خانہ کعبہ کا پردہ پکڑے ہوئے چند اشعار پڑھ رہی ہے جن کا ترجمہ یہ ہے کہ اے دلوں کے محبوب میرے لئے تیرے سوا کوئی نہیں آج تو رحم کر دے اس پر جو تیری زیارت کو حاضر ہوئی میرا صبر جاتا رہا اور تیرا اشتیاق بہت بڑھ گیا اور دل کو اس سے انکار ہے کہ وہ تیرے سوا کسی سے بھی محبت کرے تو ہی میرا سوال ہے تو ہی میرا مطلوب ہے تو ہی میری مراد ہے کاش مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ تیری ملاقات کب ہو سکے گی مجھے جنت سے اس کی نعمتیں مقصود نہیں مجھے جنت اس لئے مطلوب ہے کہ اس میں تیرا دیدار ہو گا۔ (روض ص ۷۵)

(۲۲۳) عبدالرحمٰن خفیف کہتے ہیں کہ میں حج کے ارادہ سے چلتا ہوا بغداد پہنچا اور میرے دماغ میں صوفیانہ گھمنڈ تھا یعنی عقیدت کی پختگی مجاہدہ کی شدت اور اللہ کے ماسویٰ کو پس پشت ڈال دینا میں نے چالیس دن تک کچھ نہیں کھایا نہ پیا اور حضرت جنید بغدادیؒ کی خدمت میں بھی حاضر نہ ہوا اور میں ہر وقت با وضو رہتا اسی حالت میں بغداد سے بھی چل دیا میں نے جنگل میں ایک کنوئیں پر ایک ہرنی کو پانی پیتے دیکھا مجھے بھی پیاس شدت کی لگ رہی تھی جب میں کنوئیں کے قریب پہنچا تو وہ ہرنی مجھے دیکھ کر چلی گئی۔ اور کنوئیں کا پانی جو من تک آ رہا تھا اور ہرنی اس سے پی رہی تھی۔ وہ بھی کنوئیں کے اندر نیچے اتر گیا میں آگے چل دیا اور میں نے عرض کیا اے میرے سردار میری قدر تیرے یہاں اس ہرنی کے برابر بھی نہیں تو میں نے اپنے پیچھے سے ایک آواز سنی وہ یہ تھی کہ ہم نے

تیرا امتحان کیا تھا تو نے صبر نہ کیا (شکوہ شروع کر دیا) جا کنویں پر لوٹ جا پانی پی لے۔ ہرنی بغیر پیالہ اور رسی کے آئی تھی تیرے پاس پیالہ بھی تھا رسی بھی تھی میں جب کنویں پر لوٹا تو وہ لبریز تھا میں نے اپنا پیالہ بھر لیا اسی میں سے میں پانی بھی پیتا رہا اور وضو بھی کرتا رہا مگر وہ پانی ختم نہ ہوا یہاں تک کہ میں مدینہ طیبہ پہنچ گیا اس کے بعد حج سے فارغ ہو کر جب میں بغداد پہنچا اور جامع بغداد میں گیا تو حضرت جنیدؒ کی نظر مجھ پر پڑی فرمانے لگے کہ اگر تو صبر کرتا تو پانی تیرے قدموں کے نیچے سے اُبلنے لگتا۔

(۴۲) ایک بزرگ فرماتے ہیں وہ جنگل میں جا رہے تھے ان کو ایک فقیر ملے جو ننگے پاؤں ننگے سر جا رہے تھے وہ پرانے کپڑے ان کے پاس تھے ایک کی لنگی باندھ رکھی تھی اور ایک چادر کی جگہ اوڑھ رکھا تھا نہ ان کے ساتھ کوئی کھانے کی چیز نہ پیالہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر ان کے پاس پانی کا برتن اور رسی ہی ہوتی تو اچھا تھا جب پانی کی ضرورت ہوتی تو پانی کھینچ کر وضو وغیرہ کر لیتے میں ان کے ساتھ ہی لگ لیا گرمی بڑی سخت پڑ رہی تھی میں نے اس فقیر سے کہا کہ جوان اگر یہ چادر جو کاندھے پر اوڑھ رہے ہو سر پر ڈال لو تو اچھا ہے دھوپ سے بچاؤ ہو جائے گا اس نے کچھ جواب نہ دیا خاموش چلتا رہا تھوڑی دیر کے بعد میں نے ان سے کہا کہ تم ننگے پاؤں چل رہے ہو اگر رائے ہو تو میرا جوتہ پہن لو تھوڑی دیر میں ننگے پاؤں چل لوں تھوڑی دیر تم ننگے پاؤں چل لو وہ کہنے لگے تم بڑے فضول گو آدمی ہو تم نے حدیث

نہیں پڑھی میں نے کہا پڑھی ہے کہنے لگے تم نے اس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نہیں پڑھا۔ من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ آدمی کے اسلام کی خوبی میں سے بیکار بات کا چھوڑنا ہے یہ کہکر وہ چپ ہوگیا اور ہم چلتے رہے اتنے میں مجھے پیاس لگی اور ہم سمندر کے کنارے پر چل رہے تھے وہ میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کیا تمہیں پیاس لگ رہی ہے میں نے کہا نہیں اس کے بعد ہم آگے چلتے رہے مگر مجھے پیاس کی اتنی شدت ہوئی کہ دم گھٹنے لگا وہ پھر میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کیا پیاس لگ رہی ہے میں نے کہا ہاں پیاس تو لگ رہی ہے مگر تم ہی اس وقت کیا کرسکتے ہو اس نے میرے ہاتھ سے پیالہ لیا اور سمندر میں گھس گیا اور پانی بھر کر مجھے لاکر دیا کہ لو پی لو میں نے جو اس کو پیا تو دریائے نیل کے پانی سے زیادہ میٹھا اور زیادہ صاف تھا اور اس میں کچھ گھاس سا بھی تھا میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ تو کوئی بڑا ولی اللہ ہے اب تو میں کچھ نہیں کہنا جب منزل پر پہنچوں گا تو ان سے درخواست کروں گا کہ مجھے بھی اپنے ساتھ رکھیں وہ وہیں کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا کہ تمہیں کون سی صورت پسند ہے یا تو تم آگے آگے چلو یا میں آگے چلوں میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اگر یہ آگے چل دیا تو ایسا نہ ہو کہ میں ساتھ نہ لگ سکوں اور یہ مجھ سے فوت ہو جائے اس لئے میں آگے بڑھ جاؤں اور چلتے چلتے کسی جگہ بیٹھ جاؤں گا جب یہ وہاں پہنچے گا تو میں اس سے درخواست کروں گا کہ مجھے اپنا رفیق سفر بنالے مجھے یہ خیال آیا ہی تھا وہ کہنے لگا کہ ابوبکر یا تو تم آگے بڑھ جاؤ میں

Marfat.com

یہاں بیٹھ جاتا ہوں یا تم بیٹھ جاؤ میں جاتا ہوں میرا تمہارا ساتھ نہیں ہوسکتا یہ کہہ کر وہ جادہ جا میں ایک منزل پر پہنچا وہاں میرا ایک دوست تھا ان لوگوں کے یہاں ایک شخص بیمار پڑا تھا میں نے اپنا پیالہ ان کو دیا کہ اس میں سے ذرا سا پانی اس بیمار پر چھڑک دو انہوں نے چھڑکا وہ اللہ کے فضل سے اسی وقت اچھا ہو گیا اس کے بعد میں نے ان لوگوں سے اس فقیر کے متعلق دریافت کیا کسی کو بھی اس کا حال معلوم نہ تھا سب نے کہہ دیا کہ ہم نے تو اس کو نہیں دیکھا۔ (روض)۔

(۲۵) شیخ فتح موصلی کہتے ہیں کہ میں نے جنگل میں ایک نابالغ لڑکا دیکھا کہ وہ پیدل چل رہا ہے اور اس کے ہونٹ حرکت کر رہے ہیں میں نے اس کو سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا میں نے کہا صاحبزادہ کہاں جا رہے ہو کہنے لگا کہ بیت اللہ شریف جا رہا ہوں میں نے پوچھا کہ تمہارے ہونٹ حرکت کر رہے تھے کہنے لگا کہ قرآن شریف پڑھ رہا تھا میں نے کہا ابھی تو تم مکلف بھی نہیں بنے کہنے لگا کہ میں دیکھتا ہوں کہ موت مجھ سے کم عمر والوں کو بھی پکڑ لیتی ہے میں نے کہا تمہارے قدم چھوٹے ہیں اور راستہ بہت دور ہے کہنے لگا کہ میرا کام قدم اٹھانا ہے اور اللہ جل شانہٗ کا کام مقصود پر پہنچانا ہے میں نے کہا کوئی توشہ کوئی سواری کہنے لگا کہ میرا توشہ یقین ہے اور میری سواری پاؤں ہیں میں نے کہا میں تو روٹی اور پانی پوچھتا ہوں کہنے لگا چچا جان اگر کوئی آدمی تمہیں بلائے تو تمہیں یہ زیبا ہے کہ اس کے گھر کھانے کے واسطے اپنا کھانا لے جاؤ میں نے کہا نہیں

Marfat.com

کہنے لگا کہ میرے آقا نے اپنے بندوں کو اپنے گھر بلایا ہے اور زیارت کی اجازت دی ہے ان لوگوں کے ضعف یقین نے ان کو مجبور کر رکھا ہے کہ اپنے توشے ساتھ لئے جا رہے ہیں مجھے تو یہ بات بہت ناپسند ہوئی اور میں نے اس کے احترام کا لحاظ کیا ایسی حالت میں تمہارا خیال ہے کہ وہ مجھے ضائع کر دے گا میں نے کہا ہرگز نہیں حاشا و کلا اس کے بعد وہ بچہ مجھ سے غائب ہو گیا میں نے پھر اس کو مکہ مکرمہ میں دیکھا جب اس کی نگاہ مجھ پر پڑی تو کہنے لگا یا شیخ تم اب تک بھی اپنے اسی ضعف یقین پر ہو اس کے بعد اس بچے نے چند شعر پڑھے جن کا یہ ترجمہ ہے سارے جہانوں کا مالک میری روزی کا ذمہ دار ہے پھر میں کیوں مخلوق کو اپنی روزی کی تکلیف دوں میرے مالک نے جو کچھ میرا نفع اور نقصان ہے میرے پیدا ہونے سے پہلے میرے مقدر میں لکھ دیا ہے وہ میری فراخی کی حالت میں بڑی بخشش والا عطا کرنے والا ہے اور میری تنگدستی میں میری نیک نیتی میری ساتھی ہے جیسا کہ میرا عاجز اور بے وقوف ہونا میری روزی کو نہیں ہٹا سکتا۔ ایسے ہی میری ذہانت میری روزی کو نہیں کھینچ سکتی۔ (روض)

(۲۶) ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں حجاز کے جنگل میں کئی دن تک اس حالت میں رہا کہ کچھ نہ کھایا ایک دن میرا دل روٹی اور گرم باقلا (عرب کا مشہور سالن لوبیئے کی قسم کا ہوتا ہے) کو چاہا میں نے سوچا کہ میں جنگل بیابان میں ہوں اور یہاں سے عراق تک کی مسافت بہت دور ہے یہاں گرم گرم باقلا کہاں، میں اسی

Marfat.com

سوچ میں تھا کہ ایک بدو آواز لگاتا ملا لے لو روٹی گرم باقلا میں اس کی طرف بڑھا میں نے پوچھا گرم ہے کہنے لگا ہاں ہے اور اپنی لنگی بچھائی اس پر روٹی اور گرم گرم باقلا رکھا اور کہا کہ لو کھاؤ میں نے کھایا کہنے لگا اور کھاؤ میں نے اور کھایا پھر تیسری مرتبہ اس نے تقاضا کیا میں نے اور بھی کھالیا پھر چوتھی مرتبہ اس نے جب تقاضا کیا تو میں نے اس سے پوچھا کہ اس ذات کے حق کی قسم جس نے تجھے میرے لئے اس جنگل بیابان میں بھیجا تو مجھے یہ بتا کہ تو کون ہے کہنے لگے کہ میں خضر ہوں یہ کہہ کر وہ غائب ہو گئے (روض)۔

(۲۷) حضرت شقیق بلخی کہتے ہیں کہ مجھے مکہ مکرمہ کے راستے میں ایک اپاہج ملا جو گھسٹ کر چل رہا تھا میں نے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو کہنے لگا کہ سمرقند سے، میں نے پوچھا وہاں سے چلے ہوئے کتنا عرصہ گزرا کہنے لگا دس برس سے زیادہ ہو گئے میں بڑے تعجب اور حیرت سے اس کو دیکھنے لگا وہ کہنے لگا شقیق کیا دیکھ رہے ہو میں نے کہا تمہارے ضعف اور سفر کی درازی سے تعجب میں پڑ گیا کہنے لگا کہ شقیق سفر کی دوری کو میرا شوق قریب کر دے گا اور میرے ضعف کا متحمل میرا مولا ہے اے شقیق تم ایک ضعیف بندے سے تعجب کر رہے ہو جس کو اس کا مالک اٹھائے لئے جا رہا ہے پھر اس نے دو شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے۔ میرے آقا میں آپ کی زیارت کو جا رہا ہوں اور عشق کی منزل کٹھن ہے لیکن شوق اس شخص کی مدد کیا کرتا ہے جس کی مال مدد نہیں کرتا جس کو راستے کی ہلاکت کا خوف ہو جائے وہ عاشق نہیں ہے ہرگز نہیں ہے اور نہ وہ عاشق ہے جس

Marfat.com

کو راستوں کی سختی ارادے سے روک دے (روض)۔

س ۵ راہ یابم یا نیابم آرزوے میکنم — حاصل آید یا نہ آید جستجوئے میکنم

(۲۸) شیخ نجم الدین اصفہانی مکہ مکرمہ میں ایک بزرگ کے جنازے میں شریک ہوئے جب لوگ ان کو دفن کر چکے تو تلقین کرنے والے نے قبر کے پاس بیٹھ کر تلقین کی۔ شیخ نجم الدین ہنسنے لگے اور ان کی عادت ہنسنے کی بالکل نہیں تھی بعض خدام نے ہنسی کی وجہ پوچھی تو شیخ نے جھڑک دیا کئی دن بعد فرمایا کہ میں اس لئے ہنسا تھا کہ جب تلقین کرنے والا قبر پر تلقین کے لئے بیٹھا تو میں نے ان بزرگ کو جو دفن کئے گئے تھے یہ کہتے ہوئے سنا دیکھو جی حیرت کی بات ہے کہ ایک مردہ زندہ کو تلقین کر رہا ہے (روض) عرب میں بعض ائمہ کے مذہب کے موافق یہ دستور ہے کہ جب میت کو دفن کر دیتے ہیں تو ایک شخص اس کی قبر کے پاس بیٹھ کر کلمہ طیبہ وغیرہ پڑھتا ہے اور منکر نکیر کے سوال جواب دہراتا ہے اس کو تلقین کہتے ہیں ان بزرگ کا یہ ارشاد کہ مردہ زندہ کو تلقین کر رہا ہے ظاہر ہے کہ مرنے والا اللہ کے عشق کی وجہ سے زندہ ہے اور جو تلقین کر رہا تھا وہ اس دولت سے خالی ہو گا۔

(۲۹) شیخ مزنی فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں مقیم تھا مجھ پر ایک گھبراہٹ بہت شدت سے سوار ہوئی اور میں مدینہ پاک کی حاضری کے ارادہ سے مکہ مکرمہ سے چل دیا جب بیر میمونہ پر پہنچا تو ایک نوجوان کو پڑا ہوا پایا کہ اس کی نزع کی حالت ہے میں نے اس کے قریب پہنچ کر کہا لا الہ الا اللہ پڑھو اس نے فوراً آنکھیں کھول دیں اور ایک شعر پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے اگر میں مر جاؤں تو میرا دل عشق مولی سے

بھرا ہوا ہے اور کریم لوگ عشق ہی کی بیماری میں مرا کرتے ہیں یہ کہہ کر وہ مرگیا میں نے اس کو غسل دیا کفنایا جنازہ کی نماز پڑھی اور جب اس کو دفنا چکا تو وہ گھبراہٹ جو مجھ پر سوار تھی جس کی وجہ سے میں نے سفر کا بے اختیار ارادہ کیا تھا وہ بھی جاتی رہی میں اس کو دفنا کر مکہ مکرمہ واپس آگیا۔ (روض)

(۳۰) ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں تھا ہمارے قریب ایک نوجوان رہا کرتا تھا اس کے پاس پرانی چادریں تھیں وہ نہ ہمارے پاس آتا جاتا نہ کبھی پاس بیٹھتا میرے دل میں اس کی محبت گھر کر گئی میرے پاس ایک جگہ سے بہت حلال ذریعہ سے دو سو درم آئے میں وہ لے کر اس جوان کے پاس گیا اور میں نے اس کے مصلے پر ان کو رکھ کر کہا کہ بالکل حلال ذریعہ سے مجھے ملے ہیں ان کو تم اپنی ضروریات میں خرچ کر لینا اس جوان نے مجھے ترچھی اور تیز ترش نگاہ سے دیکھا اور یہ کہا کہ اللہ پاک کے ساتھ یہ ہمنشینی (پاس بیٹھنا) میں نے ستر ہزار اشرفیاں نقد جو میرے پاس تھیں علاوہ جائداد کے اور کرایہ کے مکانات کے ان سب سے اپنے کو فارغ کر کے خریدا ہے تو ان دراہم کے ساتھ مجھے دھوکہ میں ڈالنا چاہتا ہے یہ کہہ کر اپنا مصلے جھاڑ کر کھڑا ہوگیا جس استغنا سے وہ اٹھ کر جا رہا تھا اور میں بیٹھا ان دراہم کو چن رہا تھا اس وقت کی اس کی سی عزت اور اپنی سی ذلت میں نے عمر بھر کسی کی نہیں دیکھی (روض) یعنی اس وقت اس کی عزت جتنی میری نگاہ میں تھی اتنی عزت کبھی کسی کی نہیں ہوئی اور جتنی اس وقت درم چنتے ہوئے مجھے اپنی ذلت محسوس ہو رہی تھی اتنی ذلت کبھی اپنی

Marfat.com

یا کسی اور کی مجھے محسوس نہیں ہوئی۔

(۳۱) ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ میں حاضر تھا روضہ مقدسہ پر میں حاضر ہوا تو میں نے ایک عجمی شخص کو دیکھا جو روضہ پر الوداعی سلام کر رہا تھا جب وہ جانے لگا تو میں بھی اس کے پیچھے ہولیا جب وہ ذوالحلیفہ پہنچے تو نماز پڑھی اور احرام باندھا میں نے بھی نماز پڑھی اور احرام باندھ لیا اور جب وہ چلنے لگا تو اس کے پیچھے ہولیا وہ میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا تمہارا کیا مقصد ہے میں نے کہا تمہارے ساتھ جانا چاہتا ہوں اس نے انکار کر دیا میں نے خوشامد اور عاجزی کی اس نے کہا اگر یہی کرنا ہے تو میرے قدم پر قدم رکھتے چلے آؤ میں نے کہا اچھا وہ غیر معروف راستہ پر چل دیا اور میں قدم بہ قدم اس کے پیچھے ہولیا تھوڑی ہی رات گذری تھی کہ چراغ نظر آئے مجھے کہنے لگا کہ یہ مسجد عائشہؓ ہے (جو مکہ مکرمہ سے تین میل تنعیم پر ہے) یا تو تم آگے بڑھ جاؤ یا میں آگے بڑھ جاؤں میں نے کہا جیسے تمہاری رائے ہو وہ تو آگے بڑھ گئے اور میں وہاں سو گیا جب سحری کا وقت ہوا میں مکہ مکرمہ پہنچا اور طواف اور سعی کے بعد شیخ ابوبکر کتانی کی خدمت میں حاضر ہوا ان کی خدمت میں بہت سے مشائخ تشریف رکھتے تھے وہ فرمانے لگے کب آئے میں نے عرض کیا ابھی حاضر ہوا فرمایا کدھر سے آ رہے ہو میں نے عرض کیا مدینہ طیبہ سے کہنے لگے مدینہ سے کب چلے تھے میں نے عرض کیا گزشتہ رات وہیں تھا وہ مشائخ جو حاضر مجلس تھے ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے شیخ کتانی نے کہا کہ کس کے ساتھ آئے ہو میں

Marfat.com

نے عرض کیا کہ ایک بزرگ کے ساتھ آیا ہوں جن کے یہ حالات اور یہ قصہ گزرا۔ شیخ کتانی نے کہا کہ یہ شیخ ابو جعفر دامغانی ہیں اور تم نے جو حالات سنائے وہ ان کے احوال میں سے بہت معمولی چیز ہیں اس کے بعد شیخ کتانی نے اپنے ساتھیوں سے کہا چلو شیخ دامغانی کو تلاش کریں کہاں ہیں اور مجھ سے فرمایا کہ تمہارا یہ حال نہیں تھا کہ ایک شب میں یہاں پہنچ جاؤ (اس لئے میں نے تفصیل پوچھی) پھر دریافت فرمایا کہ چلتے ہوئے زمین کیسی معلوم ہو رہی تھی میں نے عرض کیا جیسے دریا کی موج کشتی کے نیچے معلوم ہوتی ہے۔ (روض)

(۳۲) حضرت سفیان بن ابراہیم کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں مولد النبی کے پاس ابراہیم بن ادہم کو بہت روتے ہوئے دیکھا وہ مجھے دیکھ کر راستہ سے پرے کو ہٹ گئے میں نے ان کو سلام کیا اور وہاں نماز پڑھی پھر ان سے پوچھا کہ کیا بات ہوئی کیوں رو رہے ہو وہ کہنے لگے خیریت ہے کچھ نہیں میں نے دوبارہ سہ بارہ یہی سوال کیا وہ یہی جواب دیتے رہے میں نے بار بار سوال کیا تو وہ کہنے لگے کہ اگر میں وجہ بتا دوں تو تم اس کو پوشیدہ رکھو گے یا لوگوں پر ظاہر کردو گے میں نے کہا تم شوق سے کہو (یعنی میں مخفی رکھوں گا) کہنے لگے کہ تیس برس سے میرا دل سکباج (ایک قسم کا کھانا جس میں سرکہ اور گوشت اور میوہ جات پڑتے ہیں) کھانے کو چاہتا تھا اور میں مجاہدہ کے طور پر اس کو روکتا تھا رات مجھ پر نیند کا بہت غلبہ ہوا میں نے خواب میں ایک جوان کو دیکھا

کہ وہ نہایت حسین شخص ہے اور اس کے ہاتھ میں ایک سبز پیالہ ہے
جس سے بھاپ اُٹھ رہی ہے اور سکباج کی خوشبو اس میں سے آ رہی ہے
میں نے اپنے دل کو سنبھالا اس نے میرے پاس آ کر کہا ابراہیم لو اس کو
کھا لو میں نے کہا جس چیز کو اللہ کے واسطے چھوڑ دیا اس کو اب نہیں
کھانا ہے وہ کہنے لگا اگرچہ اللہ جل شانہ خود کھلائیں مجھ سے رونے
کے سوا اس کا کوئی جواب بن نہ پڑا وہ کہنے لگا اللہ تجھ پر رحم کرے
اس کو کھا لے میں نے کہا ہمیں یہ حکم ہے کہ جب تک ہمیں پورا حال
کسی چیز کا معلوم نہ ہو جائے (کیا چیز ہے کہاں سے آئی ہے) اس
وقت تک اپنے برتن میں نہ ڈالیں وہ کہنے لگے اللہ تمہاری حفاظت
کرے اس کو کھا لو یہ مجھے (جنت کے ناظم) رضوان نے دی ہے اور
یہ کہا ہے کہ اے خضر یہ ابراہیم کو کھلا دو اس نے بہت صبر کر لیا اور
خواہشات کو بہت روک لیا پھر انہوں نے کہا کہ ابراہیم اللہ جل شانہ
کھلاتے ہیں اور تم انکار کرتے ہو میں نے فرشتوں سے سنا ہے کہ
جو شخص بے طلب ملنے پر انکار کرتا ہے اس کو طلب پر بھی نہیں ملتا
میں نے کہا اگر یہ بات ہے تو میں آپ کے سامنے حاضر ہوں میں نے
تو اپنے عہد کو اب تک نہیں توڑا اتنے میں ایک جوان اور آیا اور اس
نے حضرت خضر کو کچھ دے کر یہ کہا کہ اس کا لقمہ بنا کر ابراہیم کے منہ
میں دے دو وہ مجھے اپنے ہاتھ سے کھلاتے رہے اور جب میری آنکھ
کھلی تو اس کی شیرینی میرے منہ میں تھی اور زعفران کا رنگ میرے
ہونٹوں پر تھا میں زمزم کے کنویں پر گیا اور منہ کو دھویا مگر نہ منہ میں
سے مزہ جاتا ہے نہ ہونٹوں پر سے رنگ جاتا ہے میں نے بھی دیکھا

Marfat.com

تو واقعی اس کا اثر موجود تھا میں نے اللہ جل شانہٗ سے یہ دعا کی اے وہ پاک ذات جو ایسے لوگوں کو کہلاتی ہے جو اپنی خواہشات کو روکتے ہوں جب کہ وہ اپنی روک کو صحیح کر لیں اے وہ پاک ذات جس نے اپنے اولیائ کے دلوں کے لئے صحیح رہنا لازم کر دیا اے وہ پاک ذات جس نے ان کے دلوں کو اپنی محبت کی شراب سے سیراب کیا تو اپنے لطف سے سفیان کو بھی یہ چیزیں عطا فرما پھر میں نے ابراہیم بن ادہم کا ہاتھ پکڑ کر اس کو آسمان کی طرف اٹھایا اور عرض کیا کہ اے اللہ اس ہاتھ کی برکت سے اور اس ہاتھ والے کی برکت سے اور اس کے اس مرتبہ کے طفیل جو اس کا تیرے نزدیک ہے اور تیرے اس جود و عطا کے طفیل جو اس نے تجھ سے پایا تو اپنے اس بندے سفیان پر بھی بخشش فرما جو تیری عطا کا انتہائی محتاج ہے اور تیرے احسان کا نہایت ضرورتمند ہے یا ارحم الراحمین محض اپنی رحمت سے اگرچہ اے رب العالمین یہ سفیان اس کا مستحق بالکل نہیں ہے۔ (روض)

(۳۳) حضرت ابراہیم بن ادہمؒ ہی کا یہ قصہ ہے کہ جب یہ حج کو تشریف لے گئے تو یہ طواف کر رہے تھے کہ ان کی نگاہ ایک حسین نوجوان پر پڑی جس کے حسن و جمال سے لوگ تعجب کر رہے تھے حضرت ابراہیم نے اس کو بہت غور سے دیکھا اور رونے لگے ان کے بعض ساتھی (بدگمانی سے) کہنے لگے انا للہ وانا الیہ راجعون شیخ پر تو غفلت طاری ہوگئی (کہ ایک حسین لڑکے کو دیکھ کر گھورنے لگے) پھر اس معترض نے شیخ سے عرض کیا اے میرے سردار یہ

دیکھنا کیسا جس کے ساتھ رونا بھی ہے (جس سے خیال ہوتا ہے کہ اس لڑکے کے عشق نے پکڑ لیا) شیخ نے فرمایا کہ میں نے اللہ سے ایک عہد کیا ہے جس کے توڑنے پر قدرت نہیں ورنہ اس لڑکے کو اپنے پاس بلاتا اور اس سے ملتا اس لئے کہ یہ مرا بیٹا ہے اور میری آنکھ کی ٹھنڈک ہے میں اس کو بچپن میں بہت کم عمر کا چھوڑ کر گھر سے نکل گیا تھا اب یہ جوان ہو گیا تم دیکھ ہی رہے ہو مگر مجھے اللہ سے شرم آتی ہے کہ جس چیز کو اس کے لئے چھوڑ آیا تھا اب پھر ادھر لوٹوں اس کے بعد حضرت شیخ ابراہیم نے تین شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے کہ جب سے میں نے اس پاک ذات کو پہچانا ہے اس وقت سے اب تک جدھر بھی میں نے نظر کی اپنے محبوب کو ادھر ہی پایا مجھے اپنی نگاہ پر یہ غیرت ہے کہ میں اس کے سوا کسی کو نہ دیکھوں اے میرے ذخیرہ کی انتہا اے میرے سوال کی غایت اے میرے اثاثہ کی پوری پونجی کاش تیری محبت حشر تک میرے دل میں رہے پھر شیخ نے مجھ سے فرمایا کہ تم اس لڑکے کے پاس جاؤ اور اس کو سلام کرو شاید اسی سے مجھے تسلی ہو میں اس لڑکے کے پاس گیا اور میں نے اس سے کہا حق تعالیٰ شانہٗ تمہارے والد کو برکت عطا فرمائے وہ کہنے لگا چچا جان میرے والد کہاں وہ تو میرے بچپن ہی میں اللہ کے راستہ میں لگ گئے تھے کاش میں ایک مرتبہ ان کی زیارت کر لوں اور پھر اسی وقت مری جان نکل جائے ہائے افسوس یہ کہہ کر وہ رونے لگا اور رونے کی کثرت سے اس کا دم گھٹنے لگا پھر اس نے کہا واللہ میری یہ تمنا ہے کہ میں ایک مرتبہ ان کی زیارت کر لوں

Marfat.com

پھر اسی وقت مرجاؤں اس کے بعد چند شعر ذوق شوق کے پڑھے
میں حضرت ابراہیم کے پاس لوٹ کر آیا تو وہ سجدے میں پڑے ہوئے
تھے اور آنسوؤں سے سجدہ کی جگہ تر تھی اور اللہ کے سامنے عاجزی
اور زاری کر رہے تھے اس کے بعد حضرت ابراہیم نے دو شعر
پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے کہ میں نے ساری دنیا کو تیرے عشق میں
چھوڑا اور اپنے عیال کو یتیم بنایا تاکہ تجھے دیکھ لوں اگر تو عشق
میں میری حاجت روائی نہ کرے گا تو یہ دل تیرے سوا کسی جگہ بھی
سکون نہ پائے گا میں نے حضرت ابراہیم سے کہا آپ اس لڑکے کے
لئے دعا کریں حضرت ابراہیم نے کہا حق تعالیٰ شانہٗ اس کو گناہوں
سے محفوظ فرمائے اور اپنی مرضیات پر عمل میں اس کی اعانت
فرمائے (روض ص۸۵)

(۳۴) ابو بکر دقاق کہتے ہیں کہ میں نے بیس برس مکہ مکرمہ میں
قیام کیا میرا جی دودھ کو چاہتا ہی رہا (مگر عمداً نہیں پیا یا میسر نہ
ہوا) جب مجھے خواہش بہت بڑھی تو میں عسقلان گیا اور وہاں
عرب کے ایک قبیلہ کا مہمان بنا وہاں میری نگاہ ایک حسین
لڑکی پر پڑ گئی اس قدر حسین تھی کہ اس نے میرے دل کو پکڑ لیا
لڑکی مجھ سے کہنے لگی کہ اگر تو سچا ہوتا تو دودھ کی خواہش تیرے
دل سے نکل جاتی میں یہ سنکر مکہ مکرمہ لوٹ آیا اور بیت اللہ کا
طواف کیا میں نے خواب میں حضرت یوسف علیہ السلام کی زیارت
کی میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی اللہ جل شانہ آپ کی آنکھ کو
ٹھنڈا رکھے آپ زلیخا سے خوب بچے حضرت یوسف علیہ السلام نے

Marfat.com

ارشاد فرمایا بلکہ اے مبارک اللہ جل شانہٗ تیری آنکھ کو ٹھنڈا رکھے عسقلان کی لڑکی سے بچ گئے پھر حضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ آیت تلاوت فرمائی ولمن خاف مقام ربہ جنتان۔ اور جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا ہے اس کے لئے دو جنتیں ہیں ایک بزرگ کا ارشاد ہے کہ آدمی نفس کے پھندے سے نفس کے ذریعہ سے نہیں نکل سکتا البتہ نفس کے پھندے سے اللہ تعالیٰ کے ذریعہ سے نکل سکتا ہے ان بزرگ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ اللہ کے ساتھ راحت پکڑو اللہ تعالیٰ سے راحت نہ پکڑو جس شخص نے اللہ جل شانہٗ کے ساتھ راحت پکڑی اس نے نجات پائی اور جس نے اللہ سے علیحدہ ہوکر راحت پکڑی وہ ہلاک ہوگیا اللہ کے ساتھ راحت پکڑنا دل کا اس کے ذکر کے ساتھ معطر ہونا اور بس جانا ہے اور اللہ سے راحت پکڑنا دل کا غافل رہنا ہے (روض)۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب آدمی کی نظر کسی عورت کے حسن پر پڑجائے اور وہ فوراً اپنی نظر کو اس سے ہٹالے تو حق تعالیٰ شانہٗ اس کو کسی ایسی عبادت کی توفیق عطا فرماتے ہیں جس کی لذت اس کو محسوس ہوتی ہے (مشکوٰۃ)۔

(۳۵) حضرت شیخ ابوتراب نخشبی فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی ایسے شخص کو جو اللہ جل شانہٗ کے ساتھ مشغول ہورہا ہے کسی دوسرے شغل میں لگادے اسی وقت حق تعالیٰ شانہٗ کا غصہ فوراً اس کی پکڑ کرتا ہے حق تعالیٰ شانہٗ ہمیں اپنے غصہ اور عذاب سے پناہ دے (روض)۔

Marfat.com

یہ بہت اہم چیز ہے بہت سے لوگ اللہ جل شانہٗ کے ساتھ کی مشغولی کی ناقدری کرتے ہوئے ایسے حضرات کو جو ذکر و شغل میں مشغول ہوتے ہیں آوازیں دینے لگتے ہیں اس کا بہت لحاظ رکھنا چاہیئے بالخصوص اہل اللہ کے اوقات کی خصوصی رعایت رکھنا چاہیئے۔

(۳۶) ایک بزرگ کا قصہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے تنہا حج کیا عزیز اقارب کوئی ساتھ نہ تھا اور یہ عہد کیا کہ کسی سے سوال نہ کروں گا چلتے چلتے راستہ میں ایک وقت ایسا آیا کہ ایک زمانہ تک کہیں سے کچھ نہ ملا حتیٰ کہ ضعف کی وجہ سے چلنے سے عاجز ہو گئے اور دل میں یہ خیال آیا کہ اب اضطرار کا درجہ پہنچ گیا اور اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کی اللہ جل شانہٗ نے ممانعت فرمائی ہے اس لئے اب مجھے سوال کر لینا چاہیئے لیکن پھر دل میں ایک کھٹک پیدا ہوئی اور آخر یہ طے کر لیا کہ اللہ تعالیٰ سے جو عہد کر لیا وہ نہیں توڑوں گا چاہے مر جاؤں چونکہ ضعف کی وجہ سے چلنے سے عاجز ہو گئے تھے اس لئے رہ گئے۔ اور سارا قافلہ روانہ ہو گیا اور یہ موت کے انتظار میں قبلہ رو ہو کر ایک جگہ لیٹ گئے اتنے میں ایک سوار ان کے قریب آیا اس کے پاس ایک برتن میں پانی تھا وہ اس نے ان کو پلایا اور جو حاجت تھی وہ سب پوری کی اور پھر پوچھا کہ تم قافلہ کے ساتھ ملنا چاہتے ہو ان بزرگ نے فرمایا کہ قافلہ اب کہاں نہ معلوم کتنی دور نکل چکا اس سوار نے کہا کہ کھڑے ہو اور میرے ساتھ چلو یہ چند ہی قدم اس کے ساتھ چلے تھے اس نے کہا کہ تم یہاں

Marfat.com

ٹھہر جاؤ قافلہ تم سے آملے گا یہ وہاں ٹھہر گئے تو قافلہ پیچھے سے آتا ہوا ان کو ملا۔ (روض)

(۳۷) ابوالحسن سراج کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حج کو گیا میں طواف کر رہا تھا میری نگاہ ایک ایسی حسین عورت پر پڑی جس کے چہرے کا حسن چمک رہا تھا میں نے کہا واللہ ایسی حسین عورت میں نے آج تک نہیں دیکھی یہ اس کے چہرہ کی ساری رونق اس وجہ سے ہے کہ اس کو کبھی کوئی رنج وغم نہیں پہنچا اس نے میری یہ بات سن لی کہنے لگی تم نے یہ کیا کہا واللہ میں غموں میں جکڑی ہوئی ہوں اور میرا دل فکروں سے اور آفتوں سے زخمی ہے اور کوئی بھی میرے غموں میں میرا شریک نہیں رہا میں نے پوچھا کیا ہوا کہنے لگی کہ میرے خاوند نے قربانی کی ایک بکری ذبح کی میرے دو چھوٹے بچے کھیل رہے تھے اور ایک بچہ دودھ پیتا میری گود میں تھا میں گوشت پکانے کے لئے اٹھی تو ان دونوں لڑکوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا میں تجھے بتاؤں کہ ابا نے بکری کس طرح ذبح کی اس نے کہا بتا تو اس نے چھوٹے بھائی کو لٹا کر بکری کی طرح ذبح کر دیا پھر وہ اس کو ذبح کر کے ڈر کے مارے بھاگ گیا اور پہاڑ پر چڑھ گیا وہاں ایک بھیڑیئے نے اس کو کھا لیا باپ اس کی تلاش میں نکلا اور ڈھونڈ ڈھونڈتے پیاس کی شدت سے مر گیا میں دودھ پیتے بچے کو بٹھا کر دروازہ تک گئی کہ شاید خاوند کا کچھ پتہ کسی سے ملے تو وہ بچہ گھسٹتا ہوا ہانڈی کے پاس پہنچ گیا جو چولھے پر رکھی ہوئی جوش سے پک رہی تھی اس کو جو اس نے ہلایا وہ پکتی پکتی اس پر گر گئی جس سے

اس بچہ کا سارے بدن کا گوشت جل کر ہڈیوں سے الگ ہو گیا
میری ایک بڑی لڑکی تھی جو اپنے خاوند کے گھر تھی اس کو جب اس
سارے قصہ کی خبر پہونچی تو وہ خبر سن کر زمین پر گر گئی اسی میں اس کی
بھی موت مقدر تھی وہ بھی مر گئی مقدر نے ان سب کے درمیان سے
مجھے اکیلی کو چھوڑ دیا میں نے کہا ان مصیبتوں پر تجھے کس طرح صبر آیا وہ
کہنے لگی کہ جو شخص صبر اور بے صبری میں الگ الگ غور کرے گا وہ
ان کے درمیان بہت بون بعید پائے گا صبر کا انجام محمود ہے اور
بے صبری پر کوئی اجر نہیں ملتا پھر اس نے دو تین شعر پڑھے اور
چل دی جن کا ترجمہ یہ ہے کہ میں نے صبر کیا اس لئے کہ صبر بہترین
اعتماد کی چیز ہے اور اگر بے صبری سے مجھے کوئی فائدہ پہنچ سکتا تو کرتی
میں نے ایسی مصیبتوں پر صبر کیا کہ اگر وہ مصائب سخت پہاڑوں
پر پڑتیں تو وہ پہاڑ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے میں نے اپنے
آنسوؤں پر قدرت پائی پس ان کو نکلنے سے روک دیا اب وہ
آنسو اندر ہی اندر میرے دل پر گر رہے ہیں۔ (روض)

(۳۸) حضرت شیخ علی بن موفق فرماتے ہیں کہ میں ایک سال سواری
پر حج کو جا رہا تھا راستے میں پیدل حج کو جانے والوں کا قافلہ ملا
مجھے وہ لوگ پیدل چلتے ہوئے بہت اچھے لگے میں بھی سواری
سے اتر کر ان کے ساتھ پیدل چلنے لگا اور اپنی سواری پر ایک
اور شخص کو اپنی جگہ بٹھا دیا اور ہم معروف راستے سے ہٹ کر
دوسری طرف کو چل دیئے چلتے چلتے ایک جگہ جا کر ہم سونے لیٹ
گئے تو میں نے خواب میں دیکھا کہ چند لڑکیاں آئیں جن کے ہاتھ

Marfat.com

ہیں سونے کے طشت اور چاندی کے آفتابے ہیں اور وہ پیدل چلنے والوں کے پاؤں دھورہی ہیں اور میرے سوا سب کے پاؤں دھوئے ان میں سے ایک نے کہا کہ یہ بھی تو انہی میں ہے باقی سب کہنے لگیں نہیں اس کے پاس سواری موجود ہے اس لڑکی نے کہا نہیں یہ بھی ان میں شامل ہے اس لئے کہ ان کے ساتھ چلنے کو اس نے پسند کیا ہے تو انہوں نے میرے بھی پاؤں دھوئے اس کی وجہ سے پیدل چلنے کا جس قدر تکان اور تعب مجھ پر تھا سارا بالکل جاتا رہا۔ (روض)

(۳۹) حضرت ابراہیم خواص فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ جنگل میں جا رہا تھا مجھے بڑی مشقت اٹھانا پڑی اور بڑی مصیبت پیش آئی جس کو میں نے برداشت کیا اور خندہ پیشانی سے اس پر صبر کیا جب میں مکہ مکرمہ میں داخل ہوا تو مجھ میں اس کارنامہ پر ایک عجب سا پیدا ہوا طواف ہی کی حالت میں پیچھے سے ایک بڑھیا نے آواز دی کہ ابراہیم اس جنگل میں یہ بندی بھی تیرے ہی ساتھ تھی مگر میں نے تجھ سے اس لئے کوئی بات نہیں کی تھی کہ اللہ جل شانہٗ سے تیرا دھیان ہٹ کر دوسری طرف لگے گا یہ وسوسہ جو تجھے اس وقت آگیا اس کو اپنے دل سے نکال دے۔ (روض)

(۴۰) ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سمنونؒ کو دیکھا کہ طواف میں جھومتے ہوئے مزے لے کر چل رہے ہیں میں نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا تمہیں اللہ کے سامنے کھڑے ہونے کی قسم مجھے یہ بتاؤ کہ تم کس طریقہ سے اللہ تک پہنچے جب انہوں نے اللہ کے

Marfat.com

سامنے کھڑے ہونے کا لفظ سنا تو بے ہوش ہو کر گر پڑے جب
ہوش آیا تو دو شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے کہ بہت سے مصیبت
زدہ ایسے ہیں کہ بیماریاں ان کے بدن میں گھسی ہوئی ہیں اور ان
کا دل سب دلوں سے زیادہ بیمار ہے اگر وہ خوف اور ہراس سے
مر جائیں تو برمحل ہے اس لئے کہ یوم الحساب میں اللہ کے سامنے
کھڑا ہونا بہت سخت چیز ہے اس کے بعد حضرت سمنون نے فرمایا کہ
میں نے پانچ باتیں لازم پکڑ لی تھیں اور اپنے دل پر ان کو پکا کر لیا
ہے اول یہ کہ جو چیز مجھ میں زندہ تھی یعنی خواہش نفس اس کو میں
نے مار دیا اور جو چیز مردہ تھی یعنی میرا دل اس کو زندہ کر لیا
دوسری بات یہ ہے کہ جو چیز مجھ سے غائب تھی یعنی آخرت اس
کو میں نے ہر وقت اپنی آنکھوں کے سامنے کر لیا اور جو چیز میرے
سامنے تھی یعنی دنیوی اغراض ان کو میں نے اپنے سامنے سے
ہٹا دیا تیسری بات یہ ہے کہ جو چیز مجھ سے فنا ہو رہی تھی یعنی
تقویٰ اس کو میں نے باقی رکھا اور جو میرے پاس جمع تھی یعنی
خواہشات ان کو فنا کر دیا چوتھی چیز یہ ہے کہ جس سے تم سب
کو وحشت ہوتی ہے اس سے میں نے اُنس پیدا کر لیا اور جس سے
تم سب کو انس ہے اس سے میں بھاگنے لگا اس کے بعد وہ چند
شعر پڑھتے ہوئے چلائے جن کا ترجمہ یہ ہے کہ میری روح پوری کی
پوری آپ کی طرف متوجہ ہے اگر اس میں وہ ہلاک ہو جائے تب
بھی میں آپ سے اس کو جدا نہیں کر سکتا میری روح آپ سے خوف میں
اور افسوس میں روتی رہتی ہے حتیٰ کہ کہا جاتا ہے کہ وہ رونے سے

Marfat.com

ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی پس ایک کرم کی نظر اس پر کر دیجئے اگرچہ دنیاوی منافع آپ نے بہت سے عطا فرمائے اور ان سے ہمیشہ نفع ہوتا رہا (روض)۔

شروع میں پانچ باتیں ذکر کی تھیں تفصیل میں چار ہی آئی ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان سب کی روح بھی ایک ہی چیز ہے وہ خواہشات نفس کو قابو میں رکھنا اسی لئے شیخ فرماتے ہیں ؎

یعلم اللہ از دو قدم راہ خدا بیش نیست یک قدم بر نفس خود نہ دیگرے بر کوئے دوست

خدا کی قسم اللہ جل شانہ کے یہاں کا راستہ دو قدم سے زیادہ نہیں ہیں پہلا قدم اپنے نفس پر رکھ دے دوسرا محبوب کی گلی میں رکھا ہوا ہے۔

(۱۴)۔ شیخ ابو یعقوب بصری فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حرم شریف میں دس دن تک بھوکا رہا مجھے بہت ہی ضعف ہو گیا میرے دل نے مجھے مجبور کیا کہ باہر چلوں شاید کچھ مل جائے جس سے بھوک میں کچھ کمی ہو میں باہر نکلا تو ایک شلغم سڑا ہوا پڑا ہوا ملا میں نے اس کو اٹھا لیا مگر دل میں اس سے ایک وحشت سی ہوئی گویا کوئی یہ کہہ رہا ہے کہ دس دن تک بھوکا رہا اور آخر میں ملا تو یہ سڑا ہوا شلغم میں نے اس کو پھینک دیا اور پھر مسجد حرام میں آکر بیٹھ گیا اتنے میں ایک شخص میرے سامنے آکر بیٹھا اور ایک جزدان میرے سامنے رکھا اور کہا اس میں ایک تھیلی ہے جس میں پانسو دینار (اشرفیاں) ہیں یہ آپ کی نذر ہیں میں نے اس سے پوچھا کہ میری کیا خصوصیت ہے جس کی وجہ سے یہ مجھے دے رہے ہو اس نے کہا کہ ہم لوگ دس دن سے سمندر میں چکر کھا رہے تھے ہماری کشتی ڈوبنے لگی تھی تو ہم میں سے

Marfat.com

ہر شخص نے الگ الگ کوئی منت مانی تھی میں نے یہ نذر کی تھی کہ اگر میں زندہ سلامت پہنچ جاؤں تو یہ تھیلی اس شخص کو دوں گا جس پر مکہ کے رہنے والوں میں سب سے پہلے میری نگاہ پڑے یہاں پہنچ کر سب سے پہلے آپ پر نظر پڑی میں نے کہا اس کو کھولو اس نے کھولا تو سفید مصری اور کعک (ایک خاص قسم کی روٹی ہوتی ہے) اور چھلے ہوئے بادام اور شکر پارے تھے میں نے ہر ایک میں سے ایک ایک مٹھی بھرلی اور میں نے کہا یہ باقی لے جاؤ میری طرف سے اپنے بچوں کو تقسیم کر دینا تمہاری نذر میں نے قبول کرلی پھر میں نے اپنے دل میں کہا کہ تیرا رزق دس دن سے تیرے پاس کھنچا ہوا آرہا ہے اور تو اس کو یوں ڈھونڈتا پھرتا ہے (روض)۔

(۲۴) شیخ بنانؒ فرماتے ہیں کہ مصر سے حج کو جارہا تھا میرا توشہ میرے ساتھ تھا راستہ میں ایک عورت ملی کہنے لگی بنان تم بھی حمال (مزدور) ہی نکلے توشہ لادے لئے جارہے ہو تمہیں یہ وہم ہے کہ وہ تمہیں روزی نہیں دے گا میں نے اس کی بات سنکر اپنا توشہ پھینک دیا تین دن تک مجھے کچھ کھانے کو نہ ملا راستے میں چلتے چلتے مجھے ایک پازیب (پاؤں کا زیور) پڑا ہوا ملا میں نے یہ سوچ کر اٹھا لیا کہ اس کا مالک مل جائے گا تو اس کو دوں گا وہ شاید اس پر مجھے کچھ دے دے تو وہ عورت پھر سامنے آئی کہنے لگی تم تو دکاندار ہی نکلے کہ وہ پازیب کے بدلے میں شاید کچھ دے دے اس کے بعد اس عورت نے میری طرف کچھ درم پھینک دیئے کہ لے انہیں خرچ کرتا رہیو میں نے ان کو خرچ کرنا شروع کیا اور واپسی میں مصر تک انہوں نے مجھے کام دیا ایک

شاعر نے کہا ہے ؎

کم من قوی قوی فی تقلبہ مہذب للرای عنہ الرزق منحرف	کتنے ہی قوی آدمی ہیں جو اپنے کاروبار میں بھی قوی ہیں اور رائے بھی بہت بہتر رکھتے ہیں لیکن روزی ان سے ہٹی ہوئی ہے۔
وکم ضعیف ضعیف فی تقلبہ کانہ من خلیج البحر یغترف	اور کتنے ضعیف آدمی ہیں جو اپنے کاروبار میں بھی ضعیف ہیں لیکن روزی ایسی کماتے ہیں گویا سمندر سے پانی بھر رہے ہیں۔
ہذا دلیل علی ان الا لہ لہ فی الخلق سر خفی لیس ینکشف	یہ دلیل ہے اس پر کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے بارے میں مخفی بھید ہیں جو ہر کسی پر ظاہر نہیں ہوتے (روض)۔

(۳۴) شیخ ابوبکر کتانی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حج کے زمانہ میں مکہ مکرمہ مشائخ کے درمیان عشق الٰہی کے مسئلہ میں بحث ہوئی اور بڑے بڑے مشائخ نے اس میں کلام کیا حضرت جنید بغدادیؒ بھی مجمع میں تشریف رکھتے تھے اور وہ اس مجلس کے چھوٹوں میں تھے مشائخ نے ان سے فرمایا کہ عراقی تم بھی کچھ کہو حضرت شیخ جنیدؒ نے سر جھکایا اور آنسو آنکھوں سے بہنے لگے اور فرمایا عاشق وہ بندہ ہے جو اپنے نفس سے جاتا رہا ہو اپنے رب کے ذکر میں ہر وقت لگا رہے اس کے حقوق کی ادائیگی میں مستعد رہے اپنے دل سے ہر وقت اس کو دیکھتا رہے مولیٰ کی ہیبت کے انوار نے اس کے دل کو جلا رکھا ہو اور اس کی محبت کی شراب خالص پی رکھی ہو اور جبار سبحانہٗ اپنی غیبت کے پردوں سے نکل کر اس پر ظاہر ہو گیا ہو پس وہ عاشق اگر کلام کرے تو اللہ ہی کے ساتھ ہو کوئی حرف زبان سے نکالے تو اللہ ہی کی طرف سے ہو کوئی حرکت کرے تو اسی کے حکم سے اور اگر ساکن ہو تو اسی کے ساتھ سکون ہو پس وہ ہر وقت اللہ ہی سے وابستہ ہے اللہ ہی کے

Marfat.com

واسطے ہے اللہ ہی کے ساتھ ہے اس تقریر پر سب مشائخ رونے لگے اور فرمانے لگے کہ اس سے بہتر تعبیر نہیں ہو سکتی اللہ تیری ٹوٹی کو بنائے اے عارفوں کے تاج (روض)۔

(۳۴) حضرت ضحاک بن مزاحم فرماتے ہیں کہ میں جمعہ کی شب میں کوفہ میں جامع مسجد کے ارادہ سے نکلا چاندنی رات تھی مسجد کے صحن میں ایک جوان کو میں نے دیکھا کہ سجدہ میں پڑا ہوا بے تحاشا رو رہا ہے میں نے خیال کیا کہ یہ کوئی ولی ہے میں اس کے قریب گیا تاکہ اس کی بات سنوں تو وہ یہ کہہ رہا تھا ؎

علیک یا ذوالجلال معتمدی طوبیٰ لمن کنت انت معناہ	اے عزت والے تیرے ہی اوپر مجھ کو بھروسہ ہے خوش حال ہے وہ جس کا تو مقصود ہو۔
طوبیٰ لمن بات خائفاً وجلاً یشکو الی ذی الجلال بلواہ	خوش حال ہے وہ جو ساری رات خوف اور ڈر میں گزار دے اور عزت والے ہی سے اپنی مصیبت کا اظہار کرے۔
وما بہ علۃ ولا سقم اکثر من حبہ لمولاہ	اور اس کو اس سے بڑھ کر کوئی علۃ اور کوئی مرض نہ ہو کہ اس کو اپنے مولیٰ سے عشق ہے۔
اذا خلا فی الظلام مبتہلا اجابہ اللہ ثم لباہ	جب وہ اندھیری رات میں تن تنہا عاجزی کرنے والا ہو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی پکار کا جواب ہو۔ اور لبیک ہو۔

وہ شخص پہلا مصرع علیک یا ذوالجلال معتمدی بار بار پڑھ رہا تھا اور رو رہا تھا اس کے بے اختیار رونے سے مجھے بھی اس پر ترس کھا کر رونا آگیا پھر اس نے ایسی کلام کی جس سے میں یہ سمجھا کہ اس کو کوئی خاص نور نظر آیا اور اس نے کسی کو یہ دو شعر پڑھتے ہوئے سنا جن کا ترجمہ یہ ہے میرے بندے میں موجود ہوں تو میری حفاظت میں ہے

Marfat.com

اور جو کچھ تو کہہ رہا ہے ہم اس کو سن رہے ہیں تیری آواز کے میرے فرشتے مشتاق ہیں اور تیرے سارے گناہ ہم نے معاف کر دیئے۔ حضرت ضحاک کہتے ہیں کہ پھر میں نے اس کو سلام کیا اس نے جواب دیا میں نے کہا حق تعالیٰ شانہٗ تمہاری اس رات میں برکت عطا فرمائے اور تم میں برکت فرمائے اور تم پر رحم کرے تم کون ہو کہنے لگے میں راشد بن سلیمان ہوں میں نے نام سے ان کو پہچان لیا کیونکہ میں پہلے سے ان کے حالات سنتا رہتا تھا اور ان سے ملنے کا مشتاق تھا مگر اس پر قادر نہ ہو سکا آج اللہ جل شانہٗ نے ایسا سہل کر دیا میں نے خدمت میں رہنے کی درخواست کی تو فرمایا یہ بہت دشوار ہے بھلا جو شخص رب العالمین سے مناجات کی لذت پاتا ہو وہ مخلوق سے کب انس رکھ سکتا ہے کہنے لگے واللہ اگر ہمارے زمانہ کے آدمیوں پر پہلے مشائخ میں سے کسی کا گزر ہو تو وہ کہہ دے گا کہ یہ لوگ تو آخرت کے دن پر ایمان بھی نہیں رکھتے یہ کہہ کر راشد میری نظر سے غائب ہو گئے اللہ جانے وہ آسمان پر چڑھ گئے یا زمین میں اتر گئے مجھے ان کی جدائی سے رنج ہوا اور میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مرنے سے پہلے پہلے ان سے پھر ملاقات نصیب ہو جائے اتفاق سے میں ایک مرتبہ حج کو گیا تو کعبہ شریف کی دیوار کے سایہ تلے ان کو بیٹھا دیکھا اور ایک مجمع ان کے پاس تھا جو سورۃ انعام ان کو سنا رہا تھا جب انہوں نے مجھے دیکھا تو تبسم فرمایا کہ یہ علماء کی مہربانی ہے اور وہ اولیا کی تواضع تھی پھر اٹھے اور مجھ سے مصافحہ اور معانقہ کیا اور فرمایا کہ تم نے اللہ سے دعاء کی تھی کہ مرنے سے پہلے اس سے ملاقات

Marfat.com

ہو جائے میں نے عرض کیا جی ہاں دعا کی تھی فرمایا الحمدللہ علے ذلک میں نے عرض کیا اللہ آپ پر رحم کرے اس رات کو جو کچھ آپ نے دیکھا تھا اور سنا تھا وہ مجھے بتا دیجئے انہوں نے زور سے ایک ایسی چیخ ماری جس سے میں یہ سمجھا کہ ان کے دل کا پردہ پھٹ گیا اور بے ہوش ہو کر گر گئے اور جو مجمع ان کے پاس تھا اور پڑھ رہا تھا وہ چلا گیا جب ان کو ہوش آیا تو فرمایا میرے بھائی کیا تجھے یہ معلوم نہیں کہ اللہ کے چاہنے والوں کے دلوں میں کس قدر خوف اور ہیبت اس کے اسرار کے کھولنے میں ہوتی ہے میں نے پوچھا اچھا یہ کون لوگ تھے جو آپ کے پاس پڑھ رہے تھے فرمایا یہ جنات کی جماعت تھی قدیم تعلقات کی بنا پر میں ان کا احترام کرتا ہوں یہ ہر سال میرے ساتھ حج کیا کرتے ہیں اور مجھ کو قرآن شریف سنایا کرتے ہیں پھر انہوں نے مجھ کو رخصت کیا اور فرمایا حق تعالیٰ شانہ جنت میں تم کو ملا دے جہاں نہ جدائی ہوگی نہ مشقت نہ غم ہوگا نہ کلفت یہ کہکر پھر مجھ سے غائب ہو گئے اس کے بعد میں نے ان کو نہ دیکھا۔ (روض)

(۴۵) کہتے ہیں حرم شریف کے عابدوں میں ایک عابد تھے جو ہر وقت خدا تعالیٰ میں مشغول رہتے ہمیشہ روزہ رکھتے اور شام کو روزانہ ایک آدمی ان کو دو روٹیاں دے جاتا ان سے روزہ افطار کر لیتے ایک دن ان کے دل میں یہ خیال آیا کہ تو اپنی روزی میں اس آدمی پر اطمینان رکھتا ہے اور ساری مخلوق کے رزاق کو بھلا رکھا ہے یہ بڑی غفلت کی بات ہے جب شام کو حسب معمول

وہ روٹی دینے والا آیا تو اس کی روٹی واپس کردی وہ تو چلا گیا لیکن اس عابد پر تین دن ایسے گزرے کہ کچھ کھانے کو نہ ملا حق تعالیٰ شانہٗ کی بارگاہ میں التجا کی تو رات کو خواب میں دیکھا کہ حق تعالیٰ شانہٗ کی بارگاہ میں کھڑا ہوں اور حق تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں کہ میرے بندے تو نے وہ روٹیاں جو میں نے اپنے ایک بندے کے ہاتھ بھیجی تھیں کیوں واپس کردی تھیں میں نے عرض کیا یا اللہ مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ اس میں تیرے غیر کی طرف قلب کو طمانینت ہوتی ہے ارشاد ہوا اس کو تیرے پاس کون بھیجتا تھا میں نے عرض کیا کہ آپ ہی بھیجتے تھے ارشاد ہوا کہ تو کس سے لیتا تھا عرض کیا کہ آپ ہی سے لیتا تھا ارشاد ہوا کہ ان کو لے لے پھر ایسا نہ کرنا اس کے بعد خواب ہی میں دیکھا کہ وہ روٹی دینے والا بھی حق تعالیٰ شانہٗ کی بارگاہ میں کھڑا ہے اس سے ارشاد ہوا کہ میرے بندے تو نے مرے بندے کی روٹی کیوں بند کردی اس نے عرض کیا یا اللہ تجھے خوب معلوم ہے ارشاد ہوا کہ تو وہ روٹی کس کو دیتا تھا اس نے عرض کیا یا اللہ آپ ہی کو دیتا تھا ارشاد ہوا کہ تو وہ روٹی حسب معمول جاری کردے تجھے اس کے بدلہ میں جنّت ملے گی (روض)۔

(۴۶) احمد بن ابی الحواری کہتے ہیں کہ میں ابو سلیمان دارانی کے ساتھ مکہ مکرمہ کے راستے میں جا رہا تھا کہ میرا مشکیزہ گر گیا میں نے ابو سلیمان سے اس کی خبر کی انہوں نے کہا یارادالضالۃ اردد علینا الضالۃ۔ اے گم شدہ چیز کے لوٹانے والے ہماری گم شدہ چیز ہم پر لوٹا دے تھوڑی دیر بھی نہ گزری تھی کہ ایک شخص آواز دے رہا تھا

Marfat.com

کہ یہ مشکیزہ کس کا گرا ہے میں نے دیکھا تو وہ میرا ہی تھا میں نے لے لیا تو ابو سلیمان کہنے لگے کہ اے احمد تجھے یہ گمان ہوا کہ حق تعالیٰ شانہٗ ہمیں بغیر پانی ہی کے رکھیں گے اس کے بعد ہم تھوڑی دور چلے سردی بڑی سخت پڑ رہی تھی اور ہم پوستین پہن رہے تھے ہم نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس پر دو پرانی چادریں ہیں اور اس کو پسینہ آرہا ہے اس کی ابو سلیمان نے تواضع کی کہ ہم سردی کے کپڑوں سے کچھ تمہاری مدد کریں تو اس نے یہ جواب دیا کہ گرمی اور سردی دونوں اللہ جل شانہ کی مخلوق ہیں اگر وہ حکم کرے تو یہ مجھ پر مسلط ہو سکتی ہیں اور وہ ارشاد فرمادے تو مجھے چھوڑ دیں گی میں تو اس جنگل میں تیس برس سے پھرتا رہتا ہوں نہ سردی سے کبھی مجھے کپکپی ہوئی نہ گرمی میں پسینہ آیا وہ اپنی محبت کی گرمی کا لباس مجھے سردی کے زمانہ میں پہنا دیتا ہے اور گرمی کے زمانہ میں اپنی محبت کی ٹھنڈک کے ذوق لپیٹ دیتا ہے اے دارانی تم کپڑوں کی طرف اشارہ کرتے ہو اور زہد کو چھوڑتے ہو اس لئے سردی تم کو ستاتی ہے اے دارانی تم روتے اور چلاتے ہو اور پنکھوں سے راحت پاتے ہو ابو سلیمان دارانی کہتے ہیں کہ مجھے حقیقت میں اس شخص کے سوا کسی نے نہیں پہچانا یعنی میری کمی پر متنبہ کیا (روض)۔

(۴۷) ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں نے طواف میں ایک ادھیڑ عمر کے آدمی کو دیکھا کہ عبادت کی کثرت نے اس کو ضعیف کر رکھا ہے اس کے ہاتھ میں لکڑی تھی جس کے سہارے سے وہ طواف کر رہا تھا میں نے اس سے اس کا شہر پوچھا اس نے خراسان بتایا پھر اس

Marfat.com

نے مجھ سے پوچھا کہ تمہارے شہر کا راستہ یہاں سے کتنی دور کا ہے
میں نے کہا دو تین ماہ کا کہنے لگا کہ پھر بھی تم ہر سال حج کو نہیں
آتے میں نے پوچھا کہ تمہارے شہر سے یہاں تک کا راستہ کتنے دن
کا ہے کہنے لگا کہ پانچ برس کا (کہ اس زمانہ میں راستوں کی سہولت
کے یہ اسباب حاصل نہ تھے جواب ہیں) میں نے کہا واللہ یہ حق
تعالیٰ شانہٗ کا کھلا فضل ہے اور اس کے ساتھ سچی محبت کا اثر ہے
(کہ اتنا لمبا سفر طے کر کے حاضری میسر ہو جائے) اس پر وہ ہنسا اور
دو شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے جس سے تجھے عشق ہے اس کی زیارت
کر اگرچہ تیرا گھر دور ہو اور اس تک حاضری میں بندشیں اور موانع ہوں تیرے
گھر کی دوری اس کی زیارت سے مانع نہ ہونا چاہیئے اس لئے کہ عاشق
اپنے معشوق کا بڑی کثرت سے زیارت کرنے والا ہوتا ہے (روض)۔

(۴۸) ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں نے مکہ کے راستہ میں ایک
جوان کو دیکھا کو دیکھا وہ ایسی مزے کی چال چل رہا ہے اکڑتا ہوا
جیسے اپنے گھر میں ٹہل رہا ہو میں نے پوچھا یہ کیسی چال ہے کہنے لگا
یہ چال ان جوانوں کی ہے جو رحمٰن کے خادم ہیں اور دو شعر پڑھے
جن کا یہ ترجمہ ہے میں تیری وجہ سے فخر کرتا ہوا حیران و سرگرداں
پھرتا ہوں مگر جب تیرا ذکر ہو تو خوف کی وجہ سے پگھلنے لگتا ہوں
اگر مجھ میں مرنے کی قدرت ہوتی تو تیرے اشتیاق میں اور تیرے
عظیم مرتبہ کے اکرام میں مر جاتا پھر میں نے پوچھا کہ تیری سواری اور
توشہ کہاں ہے تو اس نے بری طرح مجھے گھورا پھر کہنے لگا اے
غور تو کر اگر کوئی ضعیف غلام کسی کریم آقا کے دولت کدہ پر زیارت

Marfat.com

کی غرض سے حاضر ہو اور اپنا کھانا پینا باندھ کر ساتھ لائے تو وہ آقا اپنے غلاموں کو حکم دے گا کہ اس کو یہاں سے نکال دو میرے آقا جل جلالہٗ نے جب مجھے اپنے گھر بلایا تو اپنے اوپر توکل اور اعتماد مجھے عطا فرمادیا یہ کہہ کر وہ غائب ہو گیا۔ (روض)

(۴۹) ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں تھا ایک فقیر کو دیکھا کہ اس نے طواف کیا اس کے بعد اپنی جیب سے ایک پرچہ نکالا اور اس کو پڑھا دوسرے اور پھر تیسرے دن بھی ایسا ہی کیا اس کے بعد ایک دن اس نے طواف کیا اور جیب سے نکال کر پرچہ پڑھا اور تھوڑی دور چلا اور مر کے گر گیا میں نے اس کی جیب سے پرچہ نکال کر دیکھا تو اس میں لکھا تھا واصبر لحکم ربک فانک باعیننا (طور ع۲) تو اپنے پروردگار کے حکم کا منتظر رہ کیونکہ تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے (روض) اصل آیت شریف میں تو حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے جس کا اوپر سے بیان ہے کہ آپ کے ان ظالم مخالفین کے لئے عذاب تجویز ہے آپ اپنے رب کی اس تجویز پر صبر سے بیٹھے رہیں (اور کچھ فکر نہ کریں) اس لئے کہ آپ ہماری حفاظت میں ہیں مگر آیت شریفہ کے عموم کا ترجمہ وہ ہے جو اوپر لکھا گیا۔

(۵۰) حضرت بشر حافی رح کی خدمت میں ایک مجمع حاضر ہوا اور سلام کیا حضرت نے دریافت فرمایا تم کون لوگ ہو انہوں نے عرض کیا ہم شام کے رہنے والے ہیں حج کے ارادہ سے جارہے ہیں آپ کی خدمت میں سلام کے لئے حاضر ہوئے ہیں فرمایا حق تعالیٰ شانہٗ تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے انہوں نے عرض کیا ہماری یہ

تمنا ہے کہ آپ بھی ہمارے ساتھ تشریف لے چلیں تاکہ آپ کی برکات سے ہم منتفع ہوں آپ نے انکار فرمادیا ان لوگوں نے جب بہت زیادہ اصرار کیا تو فرمایا کہ جب تم نے یہی طے کر رکھا ہے تو تین شرطوں کے ساتھ میں چل سکتا ہوں اول یہ کہ ہمارے ساتھ سامان کچھ نہ ہو دوسرے یہ کہ ہم راستہ میں کسی سے سوال نہ کریں تیسرے یہ اگر راستہ میں کوئی ہم کو کچھ دے تو ہم قبول نہ کریں لوگوں نے عرض کیا کہ پہلی دو شرطیں کہ نہ ہم کچھ ساتھ رکھیں اور نہ کسی سے سوال کریں یہ تو ہو سکتا ہے لیکن باوجود احتیاج کے کوئی شخص کچھ دے اس کو ہم قبول نہ کریں لوگوں نے عرض کیا نہیں ہے فرمانے لگے اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ تم اپنے گھر سے دوسروں کے توشوں پر بھروسہ کر کے نکلتے ہیں اللہ جل شانہٗ پر بھروسہ نہیں ہے میں اس حالت میں تمہارے ساتھ نہیں جا سکتا مجھے میرے حال پر چھوڑ دو اور تم جاؤ اپنا کام کرو پھر فرمایا کہ بہترین فقرا تین قسم کے ہیں اول وہ جو خود سوال نہ کرے اور اگر دیا جائے تو قبول نہ کرے یہ روحانی لوگوں میں سے ہے یا یہ کہا کہ روحانیین کے ساتھ ہے دوسری قسم وہ کہ خود تو سوال نہ کرے لیکن اگر دیا جائے تو قبول کرے اس کے لئے حضرت قدس میں دسترخوان بچھائے جاتے ہیں تیسری قسم یہ کہ سوال کرے اور بقدر ضرورت لے لے اس کی صداقت اس کے فعل کا کفارہ ہو جاتی ہے۔ (روض)

(۵۱) حضرت شیخ ابو جعفر حداد جو حضرت شیخ جنید بغدادیؒ کے استاذ ہیں فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں تھا میری

حجامت بہت بڑھ گئی اور پیسہ پاس نہ تھا کہ حجامت بنواتا میں ایک حجام کے پاس جو چہرہ سے بھلا آدمی معلوم ہوتا تھا گیا اور اس سے کہا کہ اللہ کے واسطے میری حجامت بنا دو گے کہنے لگے ہاں ہاں بڑے اکرام کے ساتھ وہ ایک دنیادار کی حجامت بنا رہا تھا اس کو درمیان میں روک کر پہلے میری حجامت بنائی اور پھر مجھے ایک کاغذ کی پڑیا دی اس میں چند دراہم تھے میں نے وہ لے لئے اور یہ ارادہ کیا کہ جب مجھے سب سے پہلے کچھ ملے گا تو اس حجام کو دوں گا میں مسجد میں گیا وہاں میرا ایک بھائی ملا اس نے کہا کہ تمہارے ایک بھائی بصرہ سے ایک تھیلی تمہارے واسطے لائے ہیں اس میں تین سو اشرفیاں ہیں وہ اللہ کے واسطے تمہیں دے گئے ہیں میں نے وہ تھیلی لے لی اور حجام کے پاس جاکر کہا کہ یہ تین سو اشرفیاں ہیں ان کو تم اپنی ضروریات میں خرچ کر لینا حجام نے کہا شیخ تمہیں شرم نہ آئی اول تو تم نے یہ کہا کہ اللہ کے واسطے حجامت بناؤ پھر میں اس پر اجرت لے لوں جاؤ تمہیں اللہ تعالیٰ معاف کرے (روض) حضرت شبلیؒ کا بھی اسی قسم کا ایک قصہ مشہور ہے (روض)۔

(۲۵) حضرت ابراہیم بن ادہمؒ نے ایک شخص سے طواف کی حالت میں فرمایا کہ یہ بات سمجھ لے کہ تو صالحین کے درجہ کو اس وقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ چھ گھاٹیوں کو پار نہ کر لے اول یہ کہ تو نعمت کے دروازہ کو بند کرے اور سختی کا دروازہ کھولے دوسرے یہ کہ عزت کے دروازے کو بند کرے اور ذلت کے دروازے کو

Marfat.com

کھولے تیسرے یہ کہ راحت کے دروازہ کو بند کرے اور مشقت کے دروازے کو کھولے چوتھے یہ کہ سونے کے دروازے کو بند کرے اور جاگنے کے دروازہ کو کھولے پانچویں یہ کہ غنیٰ کے دروازہ کو بند کرے اور فقر کے دروازہ کو کھولے چھٹے یہ کہ امیدوں کے دروازے کو بند کرلے اور موت کی طیاری کے دروازے کو کھولے (روض)۔

(۵۳) محمد بن حسین بغدادی فرماتے ہیں کہ میں ایک سال حج کو گیا میں اتفاق سے مکہ کے بازار سے گزر رہا تھا کہ ایک بوڑھا آدمی ایک لڑکی کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا لڑکی کا رنگ متغیر ہو رہا تھا بدن بہت لاغر لیکن اس کے چہرہ پر ایک نورانی چمک تھی وہ بوڑھا پکار رہا تھا کہ کوئی اس لڑکی کا خریدار ہے کوئی ہے جو اس کو پسند کرے کوئی ہے جو بیس اشرفی سے اس کی قیمت زیادہ دے اس شرط پر کہ میں اس کے ہر عیب سے بری ہوں میں نے اس شیخ کے قریب جاکر پوچھا کہ اس باندی کی قیمت کا حال تو معلوم ہوگیا اس میں عیب کیا ہے وہ کہنے لگا کہ یہ لڑکی پاگل ہے ہر وقت غمزدہ رہتی ہے رات بھر نماز پڑھتی ہے دن بھر روزہ رکھتی ہے نہ کھاتی ہے نہ پیتی ہے ہر جگہ بالکل تنہائی پسند کرتی ہے جب میں نے اس کی بات سنی تو وہ لڑکی مجھے پسند آگئی اور میں نے اس کو خرید لیا اور اپنی قیامگاہ پر لے گیا میں نے اس کو دیکھا کہ وہ زمین کی طرف سر جھکائے بیٹھی ہے پھر اس نے سر اٹھایا اور کہنے لگی کہ میرے چھوٹے آقا آپ کا وطن کہاں ہے اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے میں نے کہا عراق ہے کہنے لگی کونسا عراق بصرہ یا کوفہ میں نے کہا دونوں نہیں کہنے لگی تو کیا

Marfat.com

آپ بغداد کے رہنے والے ہیں میں نے کہا ہاں کہنے لگی واہ واہ وہ تو عابدوں کا شہر ہے زاہدوں کا شہر ہے مجھے تعجب ہوا کہ یہ باندی ایک کوٹھری سے دوسری کوٹھڑی میں جانے والی اس کو عابدوں زاہدوں کی کیا خبر میں نے اس سے دل لگی کے طور پر پوچھا کہ تو ان میں سے کن کن عابدوں کو جانتی ہے کہنے لگی مالک بن دینار کو بشر حافی کو صالح مری کو ابو حاتم سجستانی کو معروف کرخی کو محمد بن حسین بغدادی کو رابعہ عدویہ کو شعوانہ کو میمونہ کو میں نے اس سے پوچھا کہ تجھے ان سب کا حال کس طرح معلوم ہوا کہنے لگی اے جوان میں ان کو کیسے نہ جانوں خدا کی قسم یہ لوگ دلوں کے طبیب ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو عاشق کو معشوق کا راستہ بتاتے ہیں پھر اس نے چار شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے یہ قوم وہ لوگ ہیں جن کے فکر اللہ کے ساتھ وابستہ ہو گئے پس ان کے لئے کوئی فکر ہی کسی اور کا نہیں رہا ان لوگوں کا مقصد صرف ان کا مولیٰ اور ان کا سردار ہی کیا ہی بہترین مقصد ہے۔ جو صرف ایک بے نیاز ذات کے واسطے ہے نہ تو دنیا ان سے الجھتی ہے اور نہ کھانوں کی عمدگی نہ دنیا کی لذتیں نہ اولاد نہ ان سے اچھا لباس جھگڑتا ہے نہ مال کی روز افزوں زیادتی نہ تعداد کی کثرت اس کے بعد میں نے کہا اے لڑکی میں محمد بن حسین ہی ہوں کہنے لگی کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ تم سے میری کہیں ملاقات ہو جائے تمہاری وہ دلکش آواز کیا ہوئی جس سے تم مریدین کے دلوں کو زندہ کیا کرتے تھے اور سننے والوں کی آنکھیں اس سے بہہ جایا کرتی تھیں میں نے کہا

Marfat.com

بحالہ موجود ہے کہنے لگی خدا کی قسم مجھے قرآن پاک کچھ سنا دو میں نے
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی تو اس نے بہت زور سے ایک چیخ ماری اور
بے ہوش ہو گئی میں نے اس پر پانی چھڑکا جس سے اس کو افاقہ ہوا تو
کہنے لگی جس کے نام کا یہ اثر ہے اگر میں اس کو پہچان لوں اور جنت
میں اس کو دیکھ لوں گی تو کیا حال ہو گا پھر کہنے لگی اچھا پڑھیئے
اللہ جل شانہ آپ پر رحم کرے میں نے یہ آیت پڑھی ام حسب الذین
اجترحوا السیئات ان نجعلھم کالذین آمنوا وعملوا الصالحات سواء محیاھم
ومماتھم ساء ما یحکمون (جاثیہ ع ۲) جو لوگ برے کام کرتے ہیں کیا
وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم ان کو ان لوگوں کے برابر کر دیں گے جو
ایمان لائے اور اچھے عمل کیے کہ ان سب کا جینا مرنا ایک سا ہو جائے
(جو ایسا گمان کرتے ہیں) بہت بری تجویز کر رہے ہیں یہ آیت
سن کر وہ کہنے لگی کہ اللہ کا شکر ہے ہم نے کبھی کسی کی نہ پرستش کی نہ
کسی صنم کو بوسہ دیا اور کچھ پڑھیئے اللہ آپ پر رحم کرے میں نے پڑھا
انا اعتدنا للظالمین نارا احاط بھم سرادقھا وان یستغیثوا یغاثوا بماء
کالمھل یشوی الوجوہ بئس الشراب وساءت مرتفقا (سورہ کہف ع ۴)
بیشک ہم نے ظالموں کے لئے آگ طیار کر رکھی ہے جس کی قناتیں
ان کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہوں گی اور اگر وہ لوگ فریاد
کریں گے تو ایسے پانی سے ان کی فریاد رسی کی جائے گی جو تیل کے
تلچھٹ کی طرح (بدہیئت) ہو گا (اور ایسا سخت گرم) کہ موہنوں
کو پکا دے گا کیا ہی برا پانی ہو گا اور (جہنم) کیا ہی برا ٹھکانا ہو گا
وہ کہنے لگی تم نے اپنے دل پر نا امیدی لازم کر دی اپنے دل کو امید دو

Marfat.com

خوف کے درمیان معطر کرو کچھ اور پڑھو اللہ جل شانہ آپ پر رحم کرے تو میں نے پڑھا وجوہ یومئذ مسفرۃ ضاحکۃ مستبشرۃ (عبس) بہت سے چہرے اس دن خنداں و شاداں ہوں گے اور یہ پڑھا وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربھا ناظرۃ (قیمۃ ع ۱) بہت سے چہرے اس دن بارونق ہوں گے اور اپنے رب کی طرف دیکھتے ہوں گے اس پر وہ کہنے لگی ہائے مجھے اس دن اس کی ملاقات کا کتنا اشتیاق ہوگا جس دن وہ اپنے دوستوں کے لئے تجلی فرمائے گا کچھ اور پڑھیئے اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے میں نے یہ آیت پڑھی یطوف علیھم ولدان مخلدون باکواب واباریق وکأس من معین لا یصدعون عنھا ولا ینزفون۔ چند آیتیں لاصحاب الیمین تک یعنی سورۃ واقعہ کے پہلے رکوع کے ختم تک پڑھیں جن کا ترجمہ یہ ہے کہ ان (اعلیٰ درجہ والوں) کے پاس ایسے لڑکے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے یہ چیزیں لے کر ہمیشہ آتے جاتے رہیں گے آبخورے اور آفتابے اور ایسے گلاس جو بہتی ہوئی شراب سے بھرے گئے ہوں کہ نہ اس شراب سے ان کو سر کا درد ہوگا (یعنی چکر آئے گا) نہ عقل میں فتور آئے گا اور ایسے میوے لے کر آئیں گے جن کو یہ لوگ پسند کریں اور پرندوں کا گوشت جو ان کو مرغوب ہو اور ان کے لئے خوبصورت بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی جیسا کہ (حفاظت سے) پوشیدہ رکھا ہوا موتی یہ سب کچھ بدلہ ہے ان اعمال کا جو وہ (دنیا میں) کیا کرتے تھے (یہ لوگ جنت میں) نہ بک بک سنیں گے نہ کوئی اور بیہودہ بات بس سلام ہی سلام کی آواز (ہر طرف سے) آئے گی اور (نمبر دو کے حضرات) جو داہنے

Marfat.com

والے ہیں (یعنی ان کے اعمال نامے داہنے ہاتھ میں ملے ہیں) وہ
داہنے والے بھی کیسے اچھے آدمی ہیں وہ ان باغوں میں رہیں گے
جہاں بغیر کانٹوں کی بیریاں ہوں گی اور تہ بہ تہ کے لئے لگے ہوئے
ہوں گے اور بہت لمبا سایہ ہو گا اور بہتا ہوا پانی ہو گا اور بہت
کثرت سے میوے ہوں گے جو نہ ختم ہوں گے اور نہ ان میں کسی قسم
کی روک ٹوک ہو گی (جتنا جس کا دل چاہے کھائے) اور اونچے اونچے
فرش ہوں گے (اور ان کے لئے بھی عورتیں ہوں گی جن کو) ہم نے خاص
طور سے بنایا یعنی ایسا بنایا کہ وہ (ہمیشہ ہمیشہ) کنواریاں ہی رہیں
گی (یعنی صحبت کے بعد پھر کنواری بن جائیں گی) اور (ناز و انداز کے
لحاظ سے) محبوبہ ہوں گی اور جنت والوں کی ہم عمر ہوں گی اور یہ
سب چیزیں داہنے والوں کے لئے ہیں (ترجمہ ختم ہوا) پھر وہ لڑکی
مجھ سے کہنے لگی میرا خیال ہے کہ تم نے بھی حوروں سے منگنی کی ہے
کچھ ان کے مہروں کے واسطے بھی خرچ کیا ہے میں نے پوچھا کہ مجھے
بتا دے ان کا مہر کیا ہو گا میں تو فقیر آدمی ہوں کہنے لگی رات کو
تہجد پڑھنا دن کو روزہ رکھنا اور فقراء و مساکین سے محبت رکھنا
اس کے بعد اس باندی نے چھ شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے اے وہ
شخص جو حوروں سے ان کے پردہ میں منگنی کرتا ہے اور ان کے عالی
مرتبہ کے باوجود ان کا طالب ہے کوشش کے ساتھ کھڑا ہو جا
سستی ہرگز نہ کر نفس سے مجاہدہ کر اس کو صبر کا عادی بنا رات کو تہجد
پڑھا کر دن کو روزہ رکھا کر یہ ان کا مہر ہے اگر تیری دونوں آنکھیں
ان کو اس حال میں دیکھ لیں جب کہ وہ تیری طرف متوجہ ہو رہی ہوں

اور ان کے سینوں پر اناروں کی طرح سے ان کے پستان اُبھر رہے ہوں اور وہ اپنی ہم عمر لڑکیوں کے ساتھ چل رہی ہوں اور ان کے سینوں پر چمکتے ہوئے ہار پڑے ہوئے ہوں تو اس وقت تیری نگاہ میں یہ دنیا کی جتنی زیب وزینت ہے ساری ہی سبک بن جائے ۔ یہ اشعار پڑھ کر اس کو بے ہوشی طاری ہوگئی میں نے پھر اس کے چہرے پر پانی وغیرہ چھڑکا تو اس کو افاقہ ہوا اور اس نے یہ شعر پڑھے ؎

الہٰی لا تعذبنی فانی | اے اللہ تعالیٰ تو مجھے عذاب سے بچا یقیناً بے شک میں اپنے گناہوں کا
مقر بالذی قد کان منی | جو مجھ سے صادر ہوئے اقرار کرنے والی ہوں۔

فکم من زلۃ فی الخطایا　　غفرت وانت ذو فضل ومن

ترجمہ، تو نے کتنی کثرت سے مری خطاؤں کی لغزشیں معاف فرمائی ہیں تو بڑے فضل والا ہے بڑے احسان والا ہے۔

یظن الناس بی خیرا وانی | لوگ مجھے اچھا آدمی گمان کرتے ہیں لیکن اگر تو میری خطائیں
لشر الناس ان لم تعف عنی | معاف نہ کردے تو میں بدترین آدمی ہوں۔

ومالی حیلۃ الا رجائی | میرے لئے کوئی تدبیر نہیں اس کے سوا کہ تیری بخشش کی امید
لعفوک ان عفوت وحسن ظنی | ہے اور تیرے ساتھ مجھے حسن ظن ہے (کہ تو ضرور کرم کرے گا)

یہ اشعار پڑھ کر اس باندی کو پھر غشی ہوگئی میں جو اس کے قریب پہنچا تو مرچکی تھی مجھے اس کے انتقال کا بے حد صدمہ ہوا میں اُٹھ کر بازار گیا کہ اس کی تجہیز وتکفین کا سامان خرید کر لاؤں جب میں بازار سے لوٹا تو وہ کفنی کفنائی خوشبو لگی ہوئی معطر نعش رکھی ہوئی تھی دو سبز کپڑوں میں اس کا کفن تھا جو جنت کا لباس تھا کفن میں دو سطریں نور سے لکھی ہوئی تھیں پہلی سطر پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا

Marfat.com

ہوا تھا دوسری پر یہ آیت الاان اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولاھم یحزنون۔ خبردار رہو کہ اللہ کے ولیوں کو نہ تو خوف ہوتا ہے نہ غمگین ہوتے ہیں میں اور میرے ساتھی اس کے جنازہ کو اٹھا کر لے گئے جنازہ کی نماز پڑھ کر دفنا دیا اور اس کی قبر پر سورۂ یٰسین شریف پڑھ کر اپنے حجرہ میں چلا آیا میری آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے دل اس کے فراق سے غمگین تھا واپس آکر میں نے دو رکعت نماز پڑھی اور سو رہا خواب میں دیکھا کہ وہ لڑکی جنت میں پھر رہی ہے نہایت مہکتے ہوئے زعفران کے باغیچہ میں ہے ریشم کے استبرق کے جوڑے پہن رہی ہے اس کے سر پر ایک موتیوں سے جڑا ہوا تاج ہے اور پاؤں میں سرخ یاقوت کے جوتے ہیں مشک وعنبر کی خوشبو اس سے مہک رہی ہے اس کا چہرہ شمس وقمر سے زیادہ روشن ہے میں نے کہا اے لڑکی ذرا ٹھہر تو یہ تو بتا دے کہ یہ مرتبہ کس عمل کی بدولت تجھے ملا کہنے لگی فقراء اور مساکین کی محبت سے اور استغفار کی کثرت سے اور مسلمانوں کے راستے میں سے تکلیف دینے والی چیز کے ہٹا دینے سے پھر اس نے تین شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے مبارک ہے وہ شخص جس کی آنکھیں راتوں کو جاگتی ہوں اور اپنے مالک کے عشق کی بے چینی میں رات گزار دے اور کسی دن اپنی کوتاہیوں پر نوحہ کر لیا کرے اور اپنی خطاؤں پر رو لیا کرے اور شب کو اکیلا کھڑا ہو اللہ کے عذاب کے خوف سے اختر شماری کرتا ہو اس حال کی حق تعالیٰ شانہٗ کی نگاہ حفاظت کر رہی ہو (روض)۔

(۳۵۸) حضرت شیخ ابراہیم خواص کا معمول تھا کہ جب کہیں سفر کو تشریف لے جاتے نہ کسی سے تذکرہ کرتے نہ کسی کو خبر ہوتی ایک لوٹا ہاتھ

Marfat.com

ہیں لیا اور چل دیئے حامد اسود کہتے ہیں ایک مرتبہ میں بھی مسجد میں حاضر خدمت تھا آپ حسب معمول لوٹا لے کر چل دیئے میں بھی پیچھے ہو لیا جب ہم قادسیہ میں پہنچے تو آپ نے دریافت فرمایا حامد کہاں کا ارادہ ہے میں نے عرض کیا کہ میں تو ہمرکابی کے لئے چل پڑا میرا ارادہ تو مکہ مکرمہ جانے کا ہے میں نے عرض کیا میں بھی انشاء اللہ وہیں چلوں گا جب ہم کو چلتے چلتے تین دن ہو گئے تو ایک نوجوان ہمارے ساتھ اور بھی ہو لیا اور ایک دن رات وہ ہمارے ساتھ چلتا رہا لیکن اس نے ایک بھی نماز نہ پڑھی میں نے شیخ سے عرض کیا یہ تیسرا آدمی جو ہمارے ساتھ مل گیا نماز نہیں پڑھتا شیخ نے اس سے پوچھا کہ تو نماز کیوں نہیں پڑھتا اس نے کہا میرے ذمہ نماز نہیں ہے آپ نے فرمایا کیوں کیا تو مسلمان نہیں ہے اس نے کہا نہیں میں تو نصرانی ہوں لیکن میں نصرانیت میں بھی توکل پر گزر کرتا ہوں میرے نفس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ وہ توکل میں پختہ ہو گیا میں نے اس کو جھٹلایا اور اس جنگل بیابان میں جہاں معبود کے سوا کوئی بھی نہیں ہے لا ڈالا تا کہ اس کے دعویٰ کا امتحان کروں شیخ اس کی یہ بات سن کر چل دیئے اور مجھ سے فرمایا کہ اس سے تعرض نہ کرو تمہارے ساتھ پڑا چلتا رہے وہ ہمارے ساتھ چلتا رہا یہاں تک کہ ہم بطنِ مر دیر پہنچے وہاں شیخ نے اپنے میلے کپڑے بدن سے اتارے اور ان کو دھویا پھر اس لڑکے سے پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہے اس نے کہا عبد المسیح شیخ نے فرمایا عبد المسیح یہ مکہ کی دہلیز ہے یعنی حرم آ گیا اور اللہ جل شانہٗ نے مشرکوں کا داخلہ اس میں ممنوع قرار دیا ہے چنانچہ ارشاد ہے انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام مشرکین

Marfat.com

ناپاک ہیں یہ مسجد حرام کے قریب بھی نہ ہوں اور اپنے نفس کا جو تو امتحان کرنا چاہتا تھا وہ تجھ پر ظاہر ہی ہو گیا پس ایسا نہ ہو کہ تو مکہ میں داخل ہو جائے اگر ہم تجھے وہاں دیکھیں گے تو اعتراض کریں گے حامد کہتے ہیں کہ ہم اس کو وہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گئے مکہ مکرمہ پہنچے اس کے بعد جب ہم عرفات پر پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ لڑکا احرام باندھے ہوئے لوگوں کے منہ دیکھتا ہوا ہمارے پاس پہنچ گیا اور شیخ کے اوپر گر پڑا۔ شیخ نے پوچھا عبدالمسیح کیا گزری کیا ہوا کہنے لگا کہ ایسا نہ کہو اب میں عبدالمسیح نہیں ہوں بلکہ اس کا غلام ہوں جس کے حضرت مسیح علیہ السلام بھی غلام تھے حضرت ابراہیم نے پوچھا کہ اپنی سرگذشت تو سناؤ کہنے لگے کہ جب تم مجھے وہاں چھوڑ کر چلے آئے تو میں اسی جگہ بیٹھ گیا اور جب مسلمانوں کا ایک اور قافلہ آیا تو میں بھی مسلمانوں کی طرح احرام باندھ کر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے ان کے ساتھ ہو لیا جب مکہ مکرمہ پہنچ کر بیت اللہ پر میری نظر پڑی تو اسلام کے علاوہ جتنے مذاہب تھے وہ سب ایک دم میری نگاہ سے گر گئے میں نے غسل کیا مسلمان ہوا اور احرام باندھا اور آج صبح سے تم کو ڈھونڈتا پھرتا ہوں اس کے بعد سے ہم اور وہ ساتھ ہی رہے یہاں تک کہ صوفیہ ہی کی جماعت میں اس کا انتقال ہوا۔ (روض)

(۵۵) حضرت ابوسعید خراز فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں تھا ایک مرتبہ باب بنی شیبہ سے گزر رہا تھا کہ میں نے ایک نوجوان کی نعش رکھی ہوئی دیکھی جو نہایت حسین چہرہ والا تھا میں نے جو اس کے چہرے کو غور سے دیکھا تو وہ تبسم کرتے ہوئے کہنے لگا ابوسعید تمہیں معلوم

نہیں کہ عشاق مرتے نہیں بلکہ وہ زندہ ہی رہتے ہیں اگرچہ ظاہر میں
مرجائیں ان کی موت ایک عالم سے دوسرے عالم میں انتقال ہوتا ہے
شیخ ابویعقوب سنوسی فرماتے ہیں کہ میرے پاس ایک مرید مکہ مکرمہ
میں آیا اور کہنے لگا اے استاذ میں کل کو ظہر کے وقت مرجاؤں گا یہ
اشرفی لے لیجئے اس میں سے نصف تو قبر کھودنے والے کی اُجرت
ہے اور نصف کفن وغیرہ کی قیمت ہے جب دوسرے دن ظہر کا
کا وقت آیا وہ مسجد حرام میں آیا اور طواف کیا اور تھوڑی دور جاکر
مرگیا میں نے اس کی تجہیز وتکفین کی جب اس کو قبر میں رکھا تو اس
نے آنکھیں کھول دیں میں نے کہا کیا مرنے کے بعد بھی زندگی ہے
کہنے لگا ہاں میں زندہ ہوں اور اللہ جل شانہ کا ہر عاشق زندہ
ہوتا ہے (روض)۔

ہمارے اکابر میں حضرت حافظ محمد ضامن صاحب شہیدؒ
تھانوی کے صاحبزادہ حافظ محمد یوسف صاحبؒ بڑے صاحب تصرف
بزرگ تھے ان کے تصرفات اور زود اثر تعویذوں کے بہت سے
قصے میں نے اپنے اکابر سے جنہوں نے ان کی زیارت کی اور ان کے
تصرفات دیکھے بکثرت سُنے ہیں یہ قصہ میں نے اپنے ماموں مولوی
محمود صاحب رامپوریؒ سے سنا ہے کہ انہوں نے انتقال سے ایک
دن قبل مولوی محمود صاحب سے فرمایا کہ ہمیں بہت سے چٹکلے
معلوم ہیں ایک تمہیں بھی بتادیں گے گھر بیٹھے دو سو روپیہ ماہوار
ملتے رہیں گے کسی وقت پوچھ لینا میں نے کہا بہتر ہے خیال کیا کہ
کسی دن فرصت کے وقت پوچھ لوں گا شام کو عصر کی نماز کے وقت

جب تکبیر ہو رہی تھی صف سے ذرا آگے منہ نکال کر میری طرف چپکے سے اشارہ کر کے فرمایا کہ وہ بات یاد رکھنا پھر ہم چلے جائیں گے مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ یہ کیا وقت اس کا تھا دوسرے دن صبح کو دیوبند وغیرہ متعدد جگہ احباب کو خطوط لکھوائے جن میں مختلف امور کے ساتھ یہ لفظ بھی تھا کہ میرا آج سفر کا ارادہ ہے ہم لوگ یہ سمجھتے رہے کہ اکثر بھوپال قیام رہتا ہے وہاں تشریف لے جانے کا ارادہ ہوگا یا کہیں اور، رعب کی وجہ سے ہر شخص ہر وقت بات کرنے کی جرأت نہ کرتا تھا اگرچہ طبع مبارک میں مزاح بے حد تھا لیکن اس کے ساتھ ہی جلال بھی بہت تھا شام کو عصر کی نماز پڑھ کر جب ہم سب گھر کی طرف چلے وہ اکثر اوقات مسجد میں تشریف رکھا کرتے تھے اس لئے مسجد میں رہ گئے چند ہی قدم باہر چلے تھے کہ ایک شخص پیچھے سے دوڑتا ہوا آیا کہ حضرت حافظ صاحب کا وصال ہوگیا ہم لوگ حیرت سے واپس ہوئے کہ ابھی سب کے ساتھ نماز پڑھی ہے مسجد میں آکر دیکھا تو چارپائی پر قبلہ رخ لیٹے ہوئے ہیں لنگی جو ہمیشہ کا معمول تھی بندھ رہی ہے اور کرتہ نکلا ہوا سرہانے رکھا ہے رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ

(۵۶) سعید بن ابی عروبہ فرماتے ہیں کہ حجاج ثقفی (جس کا ظلم و ستم شہرہ آفاق ہے) جب حج کو گیا تو راستہ میں ایک جگہ منزل پر خادموں سے ناشتہ طلب کیا اور اپنے دربان سے کہا کہ دیکھ یہاں کوئی مقامی آدمی ہو تو اس کو میرے ساتھ کھانا کھانے کے لئے بلا لا تاکہ میں اس سے یہاں کے حالات کی تحقیق کروں وہ گیا اور پہاڑ پر ایک بدو دو چادروں میں پڑا ہوا سو رہا تھا اس کو لات مار کر

Marfat.com

کہ چل تجھ کو امیر بلا رہے ہیں وہ آیا تو حجاج نے کہا کہ ہاتھ دھو کر میرے ساتھ کھانا میں شریک ہو جاؤ اس بدو نے کہا کہ مجھے اس نے دعوت دے رکھی ہے جو تجھ سے بھی افضل ہے حجاج نے کہا وہ کون کہنے لگا کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے مجھے روزہ کی دعوت دی ہے حجاج کہنے لگا ایسی سخت گرمی میں روزہ، بدو نے کہا ہاں ایسے دن کے لئے جو اس سے بھی زیادہ سخت گرم ہوگا حجاج نے کہا آج افطار کر لو کل قضا رکھ لینا بدو نے کہا اگر تم اس کا ذمہ لو کہ میں کل تک زندہ رہوں گا تو میں افطار کر لوں حجاج نے کہا اس کا کون ذمہ لے سکتا ہے کہنے لگا تو پھر نقد کو ایسے ادھار پر محول کرنا ہے جس کا ذمہ بھی نہیں لیتا حجاج نے کہا یہ کھانا بہت لذیذ ہے بدو نے کہا کہ نہ تم نے اس کو لذیذ بنایا نہ باورچی نے بلکہ تندرستی نے اس کو اچھا کر رکھا ہے مصنف نے دو شعروں میں اس کی توضیح کی ہے کہ کھانے کو باورچی اچھا نہیں کرتا بلکہ تندرستی سے کھانا اچھا ہوتا ہے اگر میری صحت اچھی نہیں تو کوئی بھی کھانا لذیذ نہیں اور صحت اچھی ہے تو ساری کھانے کی چیزیں لذیذ ہیں (روض)

(۵۷) حجاج بن یوسف جب حج کو گیا تو ایک شخص کو دیکھا کہ اس کی موجودگی میں کعبہ کے گرد زور سے لبیک کہتا ہوا طواف کر رہا ہے حجاج نے کہا کہ اس شخص کو میرے پاس پکڑ کر لاؤ وہ حاضر کیا گیا حجاج نے پوچھا تو کن لوگوں میں سے ہے اس نے کہا مسلمانوں میں سے حجاج نے کہا میں یہ نہیں پوچھتا اس نے کہا اور کیا مقصد ہے حجاج نے کہا کس شہر کا رہنے والا ہے اس نے کہا یمن کا حجاج نے پوچھا کہ تو نے محمد بن یوسف جو حجاج کا حقیقی بھائی تھا کو کس حال میں چھوڑا وہ

Marfat.com

کہنے لگا بہت موٹا تازہ کثرت سے کپڑے پہننے والا بہت کثرت سے سواری پر پھرنے والا کبھی شہر کے اندر کبھی شہر کے باہر گھومنے والا حجاج نے کہا میرا یہ سوال نہیں اس نے کہا اور کیا مقصد ہے حجاج نے کہا اس کی عادتیں کیسی ہیں کہنے لگا بڑا ظالم بڑا جابر مخلوق کا مطیع خالق کا گنہ گار حجاج نے کہا تجھے ایسی سخت باتیں کہنے کی کیسے ہمت ہوئی جب کہ تو اس کا مرتبہ مری نگاہ میں (رشتہ داری کی وجہ سے) جانتا ہے اس نے کہا کیا اس کا مرتبہ تیری نگاہ میں اس سے زیادہ ہے جو میرا مرتبہ اللہ جل شانہ کی نگاہ میں ہے میں اس کے گھر کی زیارت کے واسطے آیا ہوں اس کے نبی کی تصدیق کرنے والا ہوں اس کا فرض ادا کر رہا ہوں اس کے دین کی اطاعت کر رہا ہوں یہ سن کر حجاج چپ ہو گیا کچھ جواب نہ دے سکا وہ آدمی واپس چلا گیا اور کعبہ کا پردہ پکڑ کر کہنے لگا اے اللہ تجھی سے پناہ مانگتا ہوں اور تجھی کو جائے پناہ بناتا ہوں اے اللہ تیری کشایش ہی قریب ہے اور تیرا ہی احسان قدیم ہے اور تیری ہی عادات بہترین ہیں۔ (روض)۔

(۵۸) ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ طواف کر رہا تھا دفعتہً میں نے ایک لڑکی کو دیکھا کہ اس کے کاندھے پر ایک بچہ بہت کم سن بیٹھا ہے اور وہ یہ ندا کر رہی ہے اے کریم اے کریم تیرا گزرا ہوا زمانہ (یعنی کیسا موجب شکر ہے) میں نے پوچھا وہ کیا چیز ہے جو تیرے اور مولیٰ کے درمیان گزری کہنے لگی کہ میں ایک مرتبہ کشتی پر سوار تھی اور تاجروں کی ایک جماعت ہمارے ساتھ تھی طوفانی ہوا ایسے زور سے آئی کہ وہ کشتی غرق ہو گئی اور سب کے سب ہلاک ہو گئے

Marfat.com

میں اور یہ بچہ ایک تختہ پر رہ گئے اور ایک حبشی آدمی دوسرے
تختہ پر ہم تین کے سوا کوئی بھی ان میں سے نہ بچا جب صبح کا چاندنا ہوا
تو اس حبشی نے مجھے دیکھا اور پانی کو ہٹاتا ہٹاتا میرے تختہ کے پاس
پہنچ گیا اور جب اس کا تختہ میرے تختہ کے ساتھ مل گیا تو وہ بھی میرے
تختہ پر آگیا اور مجھ سے بُری بات کی خواہش کرنے لگا میں نے کہا اللہ
سے ڈر، ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں اس سے خلاصی اس کی بندگی سے
بھی مشکل ہو رہی ہے چہ جائیکہ اس کا گناہ ایسی حالت میں کریں کہنے
لگا ان باتوں کو چھوڑ خدا کی قسم یہ کام ہو کر رہے گا یہ بچہ میری گود میں
سو رہا تھا میں نے چپکے سے ایک چٹکی اس کے بھرلی جس سے یہ ایک
دم رونے لگا میں نے اس سے کہا اچھا ذرا ٹھہر جا میں اس بچہ کو سلادوں
پھر جو مقدر میں ہو گا ہو جائے گا اس حبشی نے اس بچہ کی طرف ہاتھ
بڑھا کر اس کو سمندر میں پھینک دیا میں نے اللہ پاک سے کہا اے وہ
پاک ذات جو آدمی کے اور اس کے دلی ارادہ میں بھی حائل ہو جاتی
ہے میرے اور اس حبشی کے درمیان تو ہی اپنی طاقت اور قدرت سے
جدائی کرلے تردد تو ہر چیز پر قادر ہے خدا کی قسم میں ان الفاظ کو پورا
بھی نہ کرنے پائی تھی کہ سمندر سے ایک بہت بڑے جانور نے منہ
کھولے ہوئے سر نکالا اور اس حبشی کا ایک لقمہ بنا کر سمندر میں گھس گیا
اور مجھے اللہ جل شانہٗ نے محض اپنی طاقت اور قدرت سے اس حبشی
سے بچا لیا وہ ہر چیز پر قادر ہے پاک ہے اس کی بڑی شان ہے اس کے
بعد سمندر کی موجیں مجھے تھپیڑتی رہیں یہاں تک کہ وہ تختہ ایک جزیرہ
کے کنارے سے لگ گیا میں وہاں اتر پڑی اور یہ سوچتی رہی کہ یہاں

گھاس کھاتی رہوں گی پانی پیتی رہوں گی جب تک اللہ جل شانہٗ کوئی
سہولت کی صورت پیدا کرے اسی کی مدد سے کوئی صورت ہو سکتی ہے
چار دن مجھے اس جزیرہ میں گذر گئے پانچویں دن مجھے ایک بڑی کشتی
سمندر میں چلتی ہوئی نظر آئی میں نے ایک ٹیلہ پر چڑھ کر اس کشتی کی
طرف اشارہ کیا اور کپڑا جو میرے اوپر تھا اس کو خوب ہلایا اس میں
سے تین آدمی ایک چھوٹی سی ناؤ پر بیٹھ کر میرے پاس آئے۔ میں ان
کے ساتھ اس ناؤ پر بیٹھ کر اس کشتی پر پہنچی تو میرا یہ بچہ جس کو حبشی نے
سمندر میں پھینک دیا تھا ان میں سے ایک آدمی کے پاس تھا میں اس
کو دیکھ کر اس پر گر پڑی میں نے اس کو چوما گلے سے لگایا اور میں نے
کہا کہ یہ میرا بچہ ہے میرا جگر پارہ ہے وہ کشتی والے کہنے لگے تو پاگل
ہے تیری عقل ماری گئی ہے میں نے کہا نہ میں پاگل نہ میری عقل ماری
گئی میرا عجیب قصہ ہے پھر میں نے ان کو اپنی سرگذشت سنائی۔ یہ
ماجرا سن کر سب نے حیرت سے سر جھکا لیا اور کہنے لگے تو نے بڑی حیرت
کی بات سنائی اور اب ہم تجھے ایسی ہی بات سنائیں جس سے تجھے تعجب
ہوگا ہم اس کشتی میں بڑے لطف سے چل رہے تھے ہوا موافق تھی
اتنے میں ایک جانور سمندر کے پانی کے اوپر آیا اس کی پشت پر یہ
بچہ تھا اور اس کے ساتھ ہی ایک غیبی آواز ہم نے سنی کہ اگر اس بچہ
کو اس کی پشت پر سے اٹھا کر اپنے ساتھ نہ لیا تو تمہاری کشتی ڈبو دی
جائے گی ہم میں سے ایک آدمی اٹھا اور اس بچہ کو اس کی پشت پر سے
اٹھا لیا اور وہ جانور پھر پانی کے اندر چلا گیا تیرا واقعہ اور یہ واقعہ
دونوں بڑی حیرت کے ہیں اور اب ہم سب عہد کرتے ہیں کہ آج

کے بعد سے اللہ جل شانہٗ ہمیں کبھی کسی گناہ پر نہ دیکھے گا اس کے بعد ان سب نے توبہ کی وہ پاک ذات کتنی مہربان ہے بندوں کے احوال کی خبر رکھنے والی ہے بہترین احسانات کرنے والی ہے وہ پاک ذات مصیبت زدوں کی مصیبت کے وقت مدد کو پہنچنے والی ہے (روض)۔

(۵۹) حضرت ابو عمرو زجاجی فرماتے ہیں کہ میں حج کے ارادہ سے چلا اور حضرت جنیدؒ کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے ایک درم مجھے عطا فرمایا میں نے اس کو اپنے کمربند میں باندھ لیا اس کے بعد جس جگہ بھی پہنچا خود بخود میرا انتظام ہوتا چلا گیا جب حج سے فارغ ہو کر حضرت جنیدؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ہاتھ پھیلا دیا اور فرمایا کہ لاؤ ہمارا درم میں نے خدمت میں پیش کر دیا فرمایا اس کی مہر کیسی پائی میں نے کہا بڑی چالو (روض)۔

(۶۰) شیخ یوسف بن حمدان فرماتے ہیں کہ میں بصرہ کے راستے سے مکہ مکرمہ کو چلا فقراء کی ایک جماعت میرے ساتھ تھی ان میں ایک جوان تھا جس کی بہترین صحبت اور اوقات کی حفاظت اور ذکر میں ہر وقت کی مشغولی سے مجھے اس پر رشک آتا تھا وہ ہر وقت اللہ کے ذکر و مناجات میں مشغول رہتا جب ہم مدینہ طیبہ پہنچے تو وہ جوان بیمار ہوا اور سخت بیمار ہو کر ہم سے جدا ہو گیا ایک دن میں اپنے چند رفقاء کو ساتھ لے کر اس کی بیمار پرسی کو گیا ہم نے جب اس کی حالت اور بیماری کی شدت دیکھی تو ہم میں سے بعض نے مشورہ دیا کہ اس وقت کسی طبیب کی طرف رجوع کرنا چاہیئے کہ اس کی بیماری کی تشخیص کرے شاید کوئی دوا مفید ہو جائے اس جوان نے یہ گفتگو سن

Marfat.com

کر آنکھیں کھول دیں اور مسکرایا اور کہنے لگا بزرگو اور دوستو موافقت کے بعد مخالفت کس قدر بری چیز ہے جب اللہ جل شانہٗ کسی بندے کے لئے ایک حال کو پسند کرے اور بندہ دوسری حالت کی کوشش کرے تو کیا یہ اللہ کے ارادہ کے مخالفت نہیں ہے ہم لوگ اس کی بات سے شرمندہ ہوئے پھر اس نے ہمیں دیکھا اور کہنے لگا کہ اگر عشق کے مارے ہوئے کی بیماری کے لئے کوئی دوا کسی صحت پائے ہوئے کے پاس تمہیں ملے تو عشق کے بیمار کے لئے دوا طلب کرو باقی یہ بیماریاں تو بدن کی پاکی اور گناہوں کا کفارہ ہیں آخرت کو یاد دلانے والی ہیں اور عشق کے مارے ہوئے کی بیماری نفس کا مشاہدہ اور خواہشات کا اتباع ہے پھر اس نے تین مرتبہ شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے اللہ کے ہاتھ میں میری دوا ہے اور وہی میری بیماری سے واقف ہے میں اپنے نفس پر خواہشات کے اتباع سے ظلم کر رہا ہوں جب کسی بیماری کی دوا کرتا ہوں تو مرض میری دوا پر غالب ہو جاتا ہے (روض)۔

(۶۱) ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ مجھ پر ایک مرتبہ قبض (دل تنگی) اور خوف کا شدید غلبہ ہوا میں پریشان حال ہو کر بغیر سواری اور توشہ کے مکہ مکرمہ چل دیا تین دن تک اسی طرح بغیر کھائے پیئے چلتا رہا چوتھے دن مجھے پیاس کی شدت سے اپنی ہلاکت کا اندیشہ ہو گیا اور جنگل میں کہیں سایہ دار درخت کا بھی پتہ نہ تھا کہ اس کے سایہ میں ہی بیٹھ جاتا میں نے اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کیا اور قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھ گیا اور مجھے نیند سی آگئی تو میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا کہ میری طرف ہاتھ بڑھا کر فرمایا لاؤ ہاتھ بڑھاؤ میں نے ہاتھ

Marfat.com

بڑھایا انہوں نے مجھ سے مصافحہ کیا اور فرمایا تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ تم صحیح سالم حج بھی کرو گے اور قبر اطہر کی زیارت بھی کرو گے میں نے کہا اللہ آپ پر رحم کرے آپ کون ہیں فرمایا میں خضر ہوں میں نے عرض کیا کہ میرے لئے دعا کیجئے فرمایا یہ الفاظ تین مرتبہ کہو یا لطیفاً بخلقہ یا علیماً بخلقہ یا خبیراً بخلقہ الطف بی یا لطیف یا علیم یا خبیر۔ اے وہ پاک ذات جو اپنی مخلوق پر مہربان ہے اپنی مخلوق کے حال کو جانتا ہے ان کی ضروریات سے باخبر ہے تو مجھ پر لطف و مہربانی فرما اے لطیف اے علیم اے خبیر پھر فرمایا کہ یہ ایک تحفہ ہے جو ہمیشہ کام آنے والا ہے جب تجھے کوئی ضیق پیش آئے یا کوئی آفت نازل ہو تو ان کو پڑھ لیا کرو تو تنگی رفع ہو جائے گی اور آفت سے خلاصی ہو گی یہ کہکر وہ تو غائب ہو گئے مجھے ایک شخص نے یا شیخ یا شیخ کہہ کر آواز دی میں اس کی آواز سے نیند سے جاگا وہ شخص اونٹنی پر سوار تھا مجھ سے پوچھنے لگا کہ ایسی صورت ایسے حلیہ کا کوئی نوجوان تو تم نے نہیں دیکھا میں نے کہا کہ میں نے تو کسی کو نہیں دیکھا کہنے لگا ہمارا ایک نوجوان سات دن ہو گئے گھر سے چلا گیا ہمیں یہ خبر ملی کہ وہ حج کو جا رہا ہے پھر اس سوار نے مجھ سے پوچھا کہ تم کہاں کا ارادہ کر رہے ہو میں نے کہا جہاں اللہ تعالیٰ لے جائے اس نے اپنی اونٹنی بٹھائی اور اس سے اتر کر ایک توشہ دان میں سے دو روٹیاں سفید جن کے درمیان میں حلوا رکھا ہوا تھا نکالیں اور اونٹ پر سے پانی کا مشکیزہ اتارا اور مجھے دیا میں نے پانی پیا اور ایک روٹی کھائی وہی مجھے کافی ہو گئی پھر اس نے مجھے اپنے پیچھے اونٹ پر سوار کر لیا

Marfat.com

ہم دو رات اور ایک دن چلے تو قافلہ ہمیں مل گیا وہاں اس نے قافلہ والوں سے اس جوان کا حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ قافلہ میں ہے وہ مجھے وہاں چھوڑ کر تلاش میں گیا تھوڑی دیر کے بعد جوان کو ساتھ لئے ہوئے میرے پاس آیا اور اس سے کہنے لگا کہ بیٹا اس شخص کی برکت سے اللہ جل شانہ نے تیری تلاش مجھ پر آسان کردی میں ان دونوں کو رخصت کر کے قافلہ کے ساتھ چل دیا۔ پھر مجھے وہ آدمی ملا اور مجھے ایک لپٹا ہوا کاغذ دیا اور میرے ہاتھ چوم کر چلا گیا میں نے جو اس کو دیکھا تو اس میں پانچ اشرفیاں نقیں میں نے اس میں سے اونٹ کرایہ کیا اور اسی سے کھانے پینے کا انتظام کیا اور حج کیا اس کے بعد مدینہ طیبہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کی زیارت کی اس کے بعد حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی قبر مبارک کی زیارت کی اور جب کبھی کوئی تنگی یا آفت پیش آئی تو حضرت خضر کی بتائی ہوئی دعا پڑھی میں ان کی فضیلت اور ان کے احسان کا معترف ہوں اور اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر گذار ہوں۔ (روض)۔

(۶۲) ایک بزرگ حضرت خضرؑ سے اپنی ملاقات کا بہت طویل قصہ نقل کرتے ہیں آخر میں حضرت خضر نے فرمایا کہ میں صبح کی نماز مکہ مکرمہ میں پڑھتا ہوں اور طلوع آفتاب تک حطیم میں رکن شامی کے قریب بیٹھتا ہوں اور ظہر کی نماز مدینہ طیبہ میں پڑھتا ہوں اور عصر کی بیت المقدس میں اور مغرب کی طور سینا پر اور عشاء کی سد سکندری پر (روض)۔

(۶۳) ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں بعض رفقاء کے ساتھ عدن سے
چلا جب رات ہوئی تو میرے پاؤں میں کوئی چیز لگ گئی جس کی وجہ سے
میں چل نہ سکا تنہا سمندر کے کنارے بیٹھا رہ گیا میں دن بھر کا روزہ دار تھا
اور کھانے کی کوئی چیز میرے پاس نہ تھی میں نے اسی حال میں سونے کا ارادہ
کرلیا دفعتہً میرے سامنے دو روٹیاں ان میں سے پرندہ بھنا ہوا رکھا تھا آئیں
میں نے پرندہ کو اٹھا کر الگ کو رکھ دیا کہ ایک کالا حبشی میرے سامنے آیا
اس کے ہاتھ میں لوہے کا گز تھا مجھ سے کہنے لگا ادر یا کار کھالے میں نے
ایک روٹی اور تھوڑا سا پرندہ کھایا اور باقی ایک کپڑے میں لپیٹ کر
اپنے سرہانے رکھ کر سو گیا جب میری آنکھ کھلی تو دیکھا کپڑا اسی طرح میرے
سر کے نیچے رکھا ہوا ہے اور خالی ہے نہ روٹی نہ پرندہ (روض)۔

(۶۴) ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ صلحا کی ایک جماعت کے ساتھ میں
ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں بیٹھا ہوا تھا ہم میں ایک ہاشمی بزرگ بھی تھے ان پر
غشی سی طاری ہوئی جب ان کو افاقہ ہوا تو کہنے لگے میں نے جو کچھ
دیکھا وہ تم نے بھی دیکھا ہم نے کہا ہمیں تو کچھ نظر نہیں آیا کہنے لگے کہ
میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ احرام باندھے ہوئے طواف کر رہے ہیں
میں نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو کہنے لگے کہ ہم فرشتے ہیں میں نے
پوچھا کہ تمہاری محبت حق تعالیٰ شانہ سے کیسی ہے کہنے لگے ہماری محبت
اندر سے ہے اور تمہاری محبت باہر سے ہے (روض)۔

(۶۵) شیخ ابوسلیمان دارانی فرماتے ہیں کہ میں نے ایک سال بخرید کے
ساتھ حج کا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کا
ارادہ کیا میں چل رہا تھا راستے میں ایک نوجوان عراقی ملا جس کی جوانی

زوروں پر تھی وہ بھی اسی طرح سفر کا ارادہ کر رہا تھا لیکن جب وہ قافلہ کے ساتھ چلتا تو قرآن پاک کی تلاوت کرتا رہتا اور جب منزل پر قافلہ ٹھہرتا تو وہ نماز میں مشغول ہو جاتا رات بھر نماز پڑھتا دن بھر روزہ رکھتا اس نے سارا راستہ اسی طرح طے کیا حتیٰ کہ ہم مکہ مکرمہ پہنچ گئے تو وہ جوان مجھ سے رخصت ہونے لگا میں نے اس سے پوچھا کہ بیٹا کس چیز نے تجھے ایسے سخت مجاہدہ پر آمادہ کیا جو میں سارے راستے دیکھتا چلا آیا کہنے لگا ابوسلیمان، میں نے خواب میں جنت کا ایک محل دیکھا کہ وہ سارا اس طرح بنا ہوا تھا کہ اس کی ایک اینٹ سونے کی پھر ایک اینٹ چاندی کی اوپر تک اس کے بالاخانے بھی اسی طرح بنے ہوئے تھے اور ان میں ہر دو برجیوں کے درمیان ایک ایک حور ایسی تھی کہ اس کا سا حسن و جمال اور اس کی سی چہرہ کی رونق کسی نے نہ دیکھی ہو گی ان کی زلفیں سامنے لٹک رہی تھیں ان میں سے ایک مجھے دیکھ کر ہنسنے لگی تو اس کے دانتوں کی روشنی سے جنت چمکنے لگی اس نے کہا اے جوان اللہ جل شانہ کے لئے مجاہدہ کرتا کہ میں تیرے لئے ہو جاؤں تو میرے لئے پھر میری آنکھ کھل گئی یہ میرا قصہ ہے اب مجھ پر ضروری ہے کہ میں انتہائی کوشش کروں اور جو کوشش کرتا ہے وہ پالیتا ہے یہ تم نے جو کچھ میرا مجاہدہ دیکھا ہے اس حور سے منگنی کے واسطے ہے میں نے اس سے دعا کی درخواست کی وہ میرے لئے دعا کر کے چلا گیا ابوسلیمان کہتے ہیں اس کے جانے کے بعد میں نے اپنے نفس کو کہا کہ ایک حور کی طلب میں اگر اتنی کوشش ہو سکتی ہے تو حور کے رب کی طلب میں کیسی کوشش ہونا چاہیئے (روض)۔

(۶۶) حضرت ذوالنون مصری فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ کے ارادہ سے

Marfat.com

ایک جنگل میں چل رہا تھا مجھے پیاس کی ایسی سخت شدت ہوئی کہ میں اس سے عاجز ہو گیا قریب ہی ایک قبیلہ بنی مخزوم میں گیا وہاں میں نے ایک بہت کم سن لڑکی کو جو نہایت ہی حسین تھی دیکھا کہ وہ اشعار کے ساتھ گنگنا رہی تھی مجھے اس کی عمر کے لحاظ سے اس سے بہت تعجب ہوا اس لئے کہ وہ بہت کم عمر تھی میں نے اس سے کہا کہ تجھے حیا نہیں آتی یوں گا رہی ہے کہنے لگی ذوالنون چپ رہو رات میں نے خوشی خوشی شراب عشق کا ایک گلاس پیا ہے جس سے میں اپنے مولیٰ کے عشق میں نشہ میں ہوں میں نے کہا تو تو بڑی حکیم معلوم ہوتی ہے مجھے کچھ نصیحت کر کہنے لگی ذوالنون چپ رہنے کو لازم کر لو اور دنیا میں سے صرف اتنی روزی پر قناعت کرو جس سے آدمی زندہ رہے تاکہ جنت میں اس پاک ذات کی زیارت ہو سکے جس کو کبھی فنا نہیں میں نے پوچھا یہاں پینے کا پانی بھی ہے کہنے لگی تجھے پانی کی جگہ بتاؤں میں نے سوچا کوئی کنواں چشمہ وغیرہ بتائے گی میں نے کہا ہاں بتاؤ کہنے لگی قیامت میں پانی پینے والوں کے چار درجہ ہوں گے ایک جماعت تو وہ ہو گی جس کو فرشتے پانی پلائیں گے جس کو حق تعالیٰ شانہٗ نے بیضاء لذۃ للشاربین میں ارشاد فرمایا (سورہ صافات میں ہے کہ ان کے پاس بہتی ہوئی شراب کا گلاس لایا جائے گا جو سفید ہو گی پینے والوں کے لئے لذیذ ہو گی دوسری جماعت کو رضوان (جنت کے ناظم) پلائیں گے جس کو اللہ جل شانہٗ نے مزاجہ من تسنیم سے تعبیر فرمایا (عم کے پارہ میں سورۃ تطفیف میں ہے کہ اس کی آمیزش تسنیم سے ہو گی جو ایک چشمہ ہے جس سے مقرب آدمی پیتے ہیں) اور تیسرا فرقہ وہ ہے جس کو خود حق سبحانہ و تقدس پلائیں گے جس کو اللہ جل شانہٗ نے وسقاھم

Marfat.com

ربهم شراباً طہورا سے تعبیر فرمایا (جو سورۂ دہر میں ہے کہ ان کا رب ان کو پاکیزہ شراب پلائے گا) وہ لڑکی کہنے لگی کہ ذوالنون تم اپنا بھید دنیا میں اپنے مولیٰ کے سوا کسی سے نہ کہو تا کہ حق تعالیٰ تمہیں آخرت میں خود پانی پلائیں مصنف کہتے ہیں کہ شروع میں چار جماعتوں کا ذکر تھا آخر میں تین ہی ذکر کی گئیں شاید چوتھی جماعت وہ ہے جن کو نوعمر لڑکے پلائیں گے جس کو یطوف علیہم ولدان مخلدون باکواب واباریق وکاس من معین سے تعبیر کیا (جو سورۂ واقعہ میں ہے کہ ان کے پاس ایسے لڑکے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہینگے یہ چیزیں لے کر آمد و رفت رکھیں گے آبخورے اور آفتابے اور ایسا جام شراب جو بہتی ہوئی شراب سے بھرا جائیگا (روض)

(۶۷) حضرت عمرؓ کے دروازہ پر ایک مرتبہ چند لوگ حاضر تھے ایک باندی گزری لوگوں نے کہا کہ یہ امیرالمؤمنین حضرت عمرؓ کی باندی ہے آپ نے فرمایا کہ نہیں یہ امیرالمؤمنین کی نہیں ہے نہ اس کے لئے حلال ہے یہ بیت المال کی ہے اس کو بیت المال سے صرف یہ چیزیں جائز ہیں ایک جوڑا گرمی کا ایک سردی کا اور وہ چیز جس سے حج اور عمرہ کر سکے اور ایک متوسط آدمی کی روزی جو نہ زیادہ امیر ہو نہ زیادہ غریب۔ اس لئے حضرت عمرؓ کے غلام فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کی رغبت "تازہ مچھلی کی معلوم ہوئی آپ کے غلام یرفا اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر سمندر کے کنارے سے مچھلی خرید کر لائے اور تیز آمد و رفت کی وجہ سے اونٹنی کو پسینہ آگیا تھا انہوں نے واپس آکر اونٹنی کو خوب دھو دیا کہ پسینہ معلوم نہ ہو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ چلو تمہاری اونٹنی کو دیکھیں تشریف لائے تو اس کے کان کے نیچے پسینہ تھا جو دھونے سے رہ گیا تھا اس کو دیکھ کر فرمایا کہ

یہ دھونا بھول گئے (گویا یہ طعن تھا کہ اس کا پسینہ صاف کر دیا) اس کے بعد فرمایا کہ ایک آدمی کی خواہشِ نفس کے واسطے تم نے اس جانور کو عذاب میں مبتلا کیا۔ عمرؓ اس مچھلی کو واللہ بالکل نہیں چکھے گا عبداللہ بن عامر کہتے ہیں کہ میں حضرت عمرؓ کے ساتھ حج کو گیا آپ کے لئے نہ خیمہ لگتا تھا نہ چھولداری ایک چادر یا چمڑہ کسی درخت کے نیچے ڈال دیا جاتا اس کے سایہ میں آپ تشریف رکھتے (تاریخ الخلفاء)۔

(۶۸) حضرت فضیل بن عیاض مشہور بزرگ ہیں عرفات کے میدان میں لوگ تو سب کے سب سے کثرت سے دعائیں مانگ رہے تھے اور وہ ایسی بری طرح رو رہے تھے جیسے کسی عورت کا بچہ مر گیا ہو اور وہ آگ میں جل رہی ہو جب غروب کا وقت ہونے لگا تو اپنی ڈاڑھی پکڑ کر آسمان کی طرف منہ اٹھایا اور فرمانے لگے اگر تو معاف بھی کر دے تب بھی میری بدحالی پر انتہائی افسوس ہے (احیاء ہم) ابن عربی نے بھی محاضرات میں اس قصہ کو نقل کیا اور اس پر یہ اضافہ کیا کہ مطرف یہ دعا کر رہے تھے اے اللہ میری موجودگی کی وجہ سے ان سب کو تو محروم نہ فرما اور بکر بن عبداللہ کہہ رہے تھے یہ عرفات کا میدان کس قدر اشرف مقام ہے اور اس کے حاضرین کے لئے کس قدر باعث رضا ہے اگر میرا وجود یہاں نہ ہوتا۔

(۶۹) ربیع بن سلیمان کہتے ہیں کہ میں حج کے لئے جا رہا تھا میرے ساتھ میرے بھائی تھے اور ایک جماعت تھی جب ہم کوفہ میں پہنچے تو وہاں ضروریات سفر خریدنے کے لئے میں بازاروں میں گھوم رہا تھا کہ ایک ویران سی جگہ میں ایک خچر مرا ہوا پڑا تھا اور ایک عورت جس کے کپڑے بہت پرانے

Marfat.com

بوسیدہ تھے چاقو لئے ہوئے اس کے ٹکڑے گوشت کے کاٹ کاٹ کر
ایک زنبیل میں رکھ رہی تھی مجھے یہ خیال ہوا کہ یہ مردار گوشت لے
جارہی ہے اس پر سکوت کرنا ہرگز نہ چاہیئے عجب نہیں یہ کوئی بھٹیاری
عورت ہے یہی پکا کر لوگوں کو کھلا دے گی میں چپکے سے اس کے پیچھے
ہولیا اس طرح کہ وہ مجھے نہ دیکھے وہ عورت ایک بڑے مکان میں
پہنچی جس کا دروازہ بھی اونچا تھا اس نے جا کر دروازہ کھٹکھٹایا اندر سے
آواز آئی کون ہے اس نے کہا کھولو میں ہی بدحال ہوں دروازہ کھولا
گیا اور اس میں سے چار لڑکیاں آئیں جن کے چہرہ سے بدحالی اور مصیبت
کے آثار ظاہر ہو رہے تھے وہ عورت اندر گئی اور وہ زنبیل ان لڑکیوں
کے سامنے رکھ دی میں کواڑوں کی درزوں سے جھانک رہا تھا
میں نے دیکھا اندر سے گھر بالکل برباد خالی تھا اس عورت نے روتے
ہوئے لڑکیوں کو آواز دی کہ لو اس کو پکالو اور اللہ کا شکر ادا کرو اللہ
تعالیٰ کا اپنے بندوں پر اختیار ہے اسی کے قبضہ میں لوگوں کے قلوب
ہیں وہ لڑکیاں اس کو کاٹ کاٹ کر آگ پر بھوننے لگیں مجھے بہت
ضیق ہوئی میں نے باہر سے آواز دی اے اللہ کی بندی اللہ کے واسطے
اس کو نہ کھا وہ کہنے لگی تو کون ہے میں نے کہا میں ایک پردیسی آدمی
ہوں کہنے لگی اے پردیسی تو ہم سے کیا چاہتا ہے ہم خود ہی مقدر کے
قیدی ہیں تین سال سے ہمارا نہ کوئی معین نہ مددگار تو ہم سے کیا چاہتا
ہے۔ میں نے کہا مجوسیوں کے ایک فرقہ کے سوا مردار کا کھانا کسی
مذہب میں جائز نہیں وہ کہنے لگی ہم خاندان نبوت کے شریف (سیّد)
ہیں ان لڑکیوں کا باپ بڑا شریف تھا وہ اپنے ہی جیسوں سے ان کا

Marfat.com

نکاح کرنا چاہتا تھا اس کی نوبت نہ آئی اس کا انتقال ہو گیا جو نزکہ اس کے چھوڑا تھا وہ ختم ہو گیا ہمیں معلوم ہے کہ مُردار کھانا جائز نہیں لیکن اضطرار میں جائز ہو جاتا ہے ہمارا چار دن کا فاقہ ہے ربیع کہتے ہیں اس کے حالات سنکر مجھے رونا آگیا اور میں روتا ہوا دل بے چین وہاں سے واپس ہوا اور میں نے اپنے بھائی سے آکر کہا کہ میرا ارادہ توحج کا نہیں رہا اس نے مجھے سمجھایا حج کے فضائل بتلائے کہ حاجی ایسی حالت میں لوٹتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں رہتا وغیرہ وغیرہ میں نے کہا بس لمبی چوڑی باتیں نہ کرو یہ کہہ کر میں نے اپنے کپڑے اور احرام کی چادریں اور جو سامان میرے ساتھ تھا وہ سب لیا اور نقد چھ سو درم تھے وہ لئے اور ان میں سے سَو درم کا آٹا خریدا اور سو درم کا کپڑا خریدا اور باقی درم جو بچے وہ آٹے میں چھپا کر اس بڑھیا کے گھر پہنچا اور یہ سب سامان اور آٹا وغیرہ اس کو دے دیا اس عورت نے اللہ کا شکر ادا کیا اور کہنے لگی اے ابن سلیمان جا اللہ جل شانہٗ تیرے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کرے اور تجھے حج کا ثواب عطا کرے اور اپنی جنت میں تجھے جگہ عطا فرمائے اور اس کا ایسا بدل عطا فرمائے جو تجھے بھی ظاہر ہو جائے سب سے بڑی لڑکی نے کہا اللہ جل شانہٗ تیرا اجر دو چند کرے اور تیرے گناہ معاف کرے دوسری نے کہا اللہ جل شانہٗ تجھے اس سے بہت زیادہ عطا فرمائے جتنا تو نے ہمیں دیا تیسری نے کہا حق تعالیٰ شانہٗ ہمارے دادے کے ساتھ تیرا حشر کرے چوتھی نے جو سب سے چھوٹی تھی کہا اے اللہ جس نے ہم پر احسان کیا تو اس کا نعم البدل اس کو جلدی عطا کر اور اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر ربیع کہتے ہیں حجاج کا قافلہ روانہ ہو گیا

Marfat.com

میں کوفہ ہی میں مجبوراً پڑا رہا کہ وہ سب حج سے فارغ ہو کر لوٹ بھی آئے مجھے خیال ہوا کہ ان حجاج کا استقبال کر دل ان سے اپنے لئے دعا کراؤں کسی کی مقبول دعا مجھے بھی لگ جائے جب حجاج کا ایک قافلہ میری آنکھوں کے سامنے آگیا تو مجھے اپنی حج سے محرومی پر بہت افسوس ہوا اور رنج کی وجہ سے میرے آنسو نکل آئے جب میں ان سے ملا تو میں نے کہا اللہ جل شانہ تمہارا حج قبول کرے اور تمہارے اخراجات کا بدل عطا فرمائے ان میں سے ایک نے کہا یہ دعا کیسی میں نے کہا ایسے شخص کی دعا جو دروازہ تک کی حاضری سے محروم رہا ہو وہ کہنے لگے بڑے تعجب کی بات ہے اب تو وہاں جانے سے انکار کرتا ہے تو ہمارے ساتھ عرفات کے میدان میں نہیں تھا تو نے ہمارے ساتھ رمی جمرات نہیں کی تو نے ہمارے ساتھ طواف نہیں کئے میں اپنے دل میں سوچنے لگا کہ یہ اللہ کا لطف ہے اتنے میں خود میرے شہر کے حاجیوں کا قافلہ آگیا میں نے کہا حق تعالیٰ شانہ تمہاری سعی مشکور فرمائے تمہارا حج قبول فرمائے وہ بھی یہی کہنے لگے تو ہمارے ساتھ عرفات پر نہیں تھا یا رمی جمرات نہیں کی اب انکار کرتا ہے ان میں سے ایک شخص آگے بڑھا اور کہنے لگا کہ بھائی اب انکار کیوں کرتے ہو کیا بات ہے آخر تم ہمارے ساتھ مکہ میں نہیں تھے یا مدینہ میں نہیں تھے جب ہم قبر اطہر کی زیارت کر کے باب جبرئیل سے باہر کو آرہے تھے اس وقت اژدہام کی کثرت کی وجہ سے تم نے یہ تھیلی میرے پاس امانت رکھوائی جس کی مہر پر لکھا ہوا ہے من عاملنا ربح جو ہم سے معاملہ کرتا ہے نفع کرتا ہی یہ تمہاری تھیلی واپس ہے ربیع کہتے ہیں کہ واللہ میں نے اس تھیلی کو

Marfat.com

کبھی اس سے پہلے دیکھا بھی نہ تھا اس کو لے کر گھر واپس آیا عشاء کی نماز پڑھی اپنا وظیفہ پورا کیا اس کے بعد اسی سوچ میں جاگتا رہا کہ آخر یہ قصہ کیا ہے اسی میں میری آنکھ لگ گئی تو میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی میں نے حضورؐ کو سلام کیا اور ہاتھ چومے حضورؐ نے تبسم فرماتے ہوئے سلام کا جواب دیا اور ارشاد فرمایا اے ربیع آخر ہم کتنے گواہ اس پر قائم کریں کہ تو نے حج کیا تو مانتا ہی نہیں سن بات یہ ہے کہ جب تو نے اس عورت پر جو میری اولاد تھی صدقہ کیا اور اپنا زادراہ ایثار کر کے اپنا حج ملتوی کر دیا تو میں نے اللہ جل شانہ سے دعا کی کہ وہ اس کا نعم البدل تجھے عطا فرمائے تو حق تعالیٰ شانہ نے ایک فرشتہ تیری صورت بنا کر اس کو حکم فرما دیا کہ وہ قیامت تک ہر سال تیری طرف سے حج کیا کرے اور دنیا میں تجھے یہ عوض دیا کہ چھ سو درم کے بدلے چھ سو دینار (اشرفیاں) عطا کیں تو اپنی آنکھ کو ٹھنڈی رکھ پھر حضورؐ نے بھی یہی الفاظ ارشاد فرمائے من عاملنا الخ ربیع کہتے ہیں جب میں سو کر اٹھا تو اس تھیلی کو کھولا اس میں چھ سو اشرفیاں تھیں۔ (رشفۃ الساوی)۔

(۲۰) سید سمہودی نے جواہر میں اسی قسم کا دوسرا قصہ لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کا معمول یہ تھا کہ وہ ایک سال حج کیا کرتے اور ایک سال جہاد کیا کرتے وہ فرماتے ہیں کہ ایک سال جب کہ میرا حج کا سال تھا میں پانسو اشرفیاں لے کر حج کے ارادہ سے چلا اور کوفہ میں جس جگہ اونٹ فروخت ہوتے ہیں پہنچا تا کہ اونٹ خریدوں وہاں میں نے دیکھا کہ کوڑی پر ایک بط مری ہوئی پڑی ہے اور ایک عورت اس کے

Marfat.com

پاس بیٹھی ہوئی اس کے پر نوچ رہی ہے میں اس عورت کے قریب گیا اور اس سے پوچھا یہ کیا حرکت کر رہی ہے وہ کہنے لگی جس کام سے تمہیں کوئی واسطہ نہیں اس کی تحقیق کی کیا ضرورت مجھے اس کے کہنے سے کچھ سوچ سا ہوا تو میں نے پوچھنے پر اصرار کیا وہ کہنے لگی تمہارے اصرار نے مجھے اپنا حال ظاہر کرنے پر مجبور ہی کر دیا میں سیدانی ہوں میرے چار لڑکیاں ہیں ان کے باپ کا بھی انتقال ہو گیا ہے آج چوتھا دن ہے کہ ہم نے کچھ نہیں چکھا ایسی حالت میں مردار حلال ہے میں یہ بط لے جا کر ان لڑکیوں کو کھلاؤں گی ابن مبارک کہتے ہیں مجھے اپنے دل میں ندامت ہوئی اور میں نے اس عورت سے کہا کہ اپنی گود پھیلا اس نے پھیلائی میں نے وہ پانسو اشرفیاں اس کی گود میں ڈال دیں وہ سر جھکائے بیٹھی رہی ہیں وہ اشرفیاں ڈال کر اپنے گھر چلا آیا اور حج کا ارادہ ملتوی کر دیا اور اپنے گھر واپس ہو گیا جب حجاج فراغت کے بعد آئے ہیں ان سے ملا تو جس سے میں ملتا اور یہ کہتا کہ حق تعالیٰ شانہ تمہارا حج قبول کرے وہی یہ کہتا کہ اللہ تعالیٰ تمہارا بھی حج قبول کرے اور جب میں کوئی بات کرتا تو وہ کہتے ہاں ہاں فلاں جگہ جب تم سے ملاقات ہوئی تھی میں بڑی حیرت میں تھا یہ کیا معاملہ ہے میں نے رات کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ عبد اللہ تعجب کی بات نہیں ہے تو نے میری اولاد میں سے ایک مصیبت زدہ کی مدد کی تھی میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ تیری طرف سے ایک فرشتہ مقرر کر دے جو ہر سال تیری طرف سے قیامت تک حج کرتا ہے اب تجھے اختیار ہے چاہے حج کرنا

چاہے نہ کرنا۔ (رشفہ)۔

عشاق اور مخلصین کے واقعات کی نہ کوئی حد ہے نہ انتہا پونے چودہ سو سال میں سے ہر سال میں کتنے عشاق اور مخلصین ایسے ہوں گے جن کے عجیب واقعات گزرے کوئی لکھے تو کہاں تک لکھے ستر کا عدد احادیث میں بھی کثرت پر دلالت کرتا ہے اس لئے اسی عدد پر اس سلسلہ کو ختم کرتا ہوں البتہ ان واقعات میں تین امر قابل لحاظ ہیں :-

اول یہ کہ یہ احوال اور واقعات جو گزرے ہیں وہ عشق اور محبت پر مبنی ہیں اور عشق کے قوانین عام قوانین سے بالاتر ہیں ؂

مکتب عشق کے انداز نرالے دیکھے ۔۔۔ اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

عشق کے ضوابط کسی اصول کے ماتحت نہیں ہوتے نہ یہ پڑھنے لکھنے سے آتے ہیں بلکہ عشق پیدا کرنے سے آتے ہیں۔ ع

محبت تجھ کو آداب محبت خود سکھا دے گی

اپنا کام کوشش اور سعی کر کے اس سمندر میں کود پڑنا ہے اس کے بعد ہر محنت آسان ہے اور ہر مشقت لذیذ ہے ہر وہ چیز جو عشق سے بے بہرہ لوگوں کے لئے مصیبت اور ہلاکت ہے وہ اس سمندر کے غوطہ لگانے والوں کے لئے آسان اور لطف و فرحت کی چیز ہے اس سمندر میں غوطہ لگانے والے انجام اور عواقب کی مصلحت بینیوں سے بالاتر ہوتے ہیں ؂

عبث ہے جستجو بحر محبت کے کنارہ کی ۔۔۔ بس اس میں ڈوب ہی جانا ہے اے دل پار جانا

لہٰذا ان واقعات کو اسی عینک سے دیکھنے کی ضرورت ہے اور اس

Marfat.com

رنگ میں رنگ جانے کی کوشش کرنا چاہیئے لیکن جب تک عشق پیدا نہ ہو اس وقت تک نہ تو ان واقعات سے استدلال کرنا چاہیئے اور نہ ان پر اعتراض کرنا چاہیئے اس لئے کہ وہ عشق کے غلبہ میں صادر ہوتے ہیں امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص محبت کا پیالہ پی لیتا ہے وہ مخمور ہو جاتا ہے اور جو مخمور ہوتا ہے اس کے کلام میں بھی وسعت آجاتی ہے اگر اس کا وہ نشہ زائل ہو جائے تو وہ دیکھے کہ جو کچھ اس نے غلبہ میں کہا ہے وہ ایک حال ہے حقیقت نہیں اور عشاق کے کلام سے لذت تو حاصل کی جاتی ہے اس پر اعتماد نہیں کیا جاتا۔ (احیاء)

دوسرا امر یہ ہے کہ ان قصوں میں اکثر مواقع میں توکل کی وہ مثالیں گذری ہیں جو ہم جیسے نااہلوں کے عمل تو درکنار ذہنوں سے بھی بالاتر ہیں ان کے متعلق یہ بات ذہن میں رکھنا چاہیئے کہ توکل کا منتہا یہی ہے جو ان واقعات سے ظاہر ہوتا ہے اور وہ پسندیدہ بھی ہے اور اس کے کمال پر پہنچنے کی سعی اور کم سے کم تمنا تو ہونا ہی چاہیئے لیکن جب تک یہ درجہ حاصل نہ ہو اس وقت تک ترکِ اسباب نہ کرنا چاہیئے ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبدالرحمٰن بن یحییٰ سے پوچھا کہ توکل کی حقیقت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ اگر بہت بڑے اژدہے کے منہ میں تو ہاتھ دے دے اور وہ پہونچے تک اس کو کھالے تو اس وقت بھی تجھے اللہ جل شانہٗ کے سوا کسی کا خوف نہ ہو اس کے بعد بایزید کی خدمت میں حاضر ہوا کہ ان سے اس کے متعلق دریافت کروں ان کے کواڑ بند تھے میں نے دروازہ کھٹکھٹایا انہوں نے اندر ہی سے جواب دے دیا کہ تجھے عبدالرحمٰن کے جواب سے کفایت نہ ہوئی جو

میرے پاس پوچھنے کے واسطے آیا ہے میں نے عرض کیا کہ کواڑ تو کھول دیجئے فرمایا تم اس وقت ملاقات کے لئے تو آئے نہیں بات پوچھنے آئے تھے اس کا جواب مل گیا اور کواڑ نہ کھولے ایک سال کے بعد میں دوبارہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو فوراً کواڑ کھول دیئے اور فرمایا کہ اس وقت تم ملنے کے لئے آئے ہو (روض)۔

ملا علی قاری نے شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ اسباب کا اختیار کرنا توکل کے منافی نہیں ہے اور اگر کوئی شخص خالص توکل کا ارادہ کرے تو اس میں بھی مضائقہ نہیں ہے بشرطیکہ مستقیم الحال ہو اسباب چھوڑ کر پریشان نہ ہو بلکہ اللہ جل شانہٗ کے سوا کسی دوسرے کا خیال بھی اس کو نہ آوے اور جن حضرات نے ترک اسباب کی مذمت فرمائی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ اس کا حق ادا نہیں کرتے بلکہ دوسرے لوگوں کے توشہ دانوں پر نگاہ رکھتے ہیں (مرقاۃ ۳)۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے کہ اگر تم اللہ جل شانہٗ پر ایسا توکل کرو جیسا کہ اس کا حق ہے تو تم کو ایسی طرح رزق عطا فرمائے جیسے پرندوں کو دیتا ہے کہ صبح کو بھوکے گھونسلوں سے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے واپس ہوتے ہیں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جو اللہ جل شانہٗ کی طرف بالکلیہ منقطع ہو جائے تو حق تعالیٰ شانہٗ اس کی ہر ضرورت کو پورا کرتے ہیں اور ایسی طرح روزی پہنچاتے ہیں کہ جس کا اس کو گمان بھی نہیں ہوتا ایک اور حدیث میں ہے کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ سب سے زیادہ مستغنی ہو وہ ایسا بن جائے کہ اس کو اللہ جل شانہٗ کی عطا پر اس سے زیادہ بھروسہ ہو جتنا اس مال پر

Marfat.com

ہوتا ہے جو اپنے پاس موجود ہے (احیار بہ) اس کا اندازہ دو قصوں سے ہوتا ہے جو احادیث میں مشہور ہیں ایک حضرت ابوبکر صدیق کا مشہور قصہ کہ جب حضورؐ نے غزوۂ تبوک کے لئے چندہ کیا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ جو کچھ گھر میں تھا سب کچھ لے آئے اور جب حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ گھر میں کیا چھوڑا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ جل شانہ اور اس کا رسول حکایاتِ صحابہ میں یہ قصہ نقل بھی کر چکا ہوں دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ایک شخص حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایک سونے کی ڈلی انڈے کے برابر پیش کی اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے یہ ایک معدن سے مل گئی ہیں اس کو اللہ کے راستے میں دیتا ہوں اس کے سوا میرے پاس کوئی چیز نہیں حضورؐ نے اس سے اعراض فرمایا ان صاحب نے دوسری اور تیسری مرتبہ اسی طرح اصرار سے پیش کیا حضورؐ نے اس کو لے کر ایسے زور سے پھینکا کہ اگر ان کے لگ جاتی تو زخمی کر دیتی اور یہ ارشاد فرمایا کہ بعض آدمی اپنا سارا مال صدقہ کر دیتے ہیں پھر لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے کے واسطے بیٹھ جاتے ہیں (ابوداؤد) ان صاحب کا اعتماد علی اللہ اور توکل حضرت صدیق اکبرؓ کے مقابلہ میں کیا ہو سکتا تھا اسی وجہ سے حضورؐ نے وہاں سب کچھ قبول فرمالیا اور یہاں ناراضی کا اظہار فرمایا اس سلسلے میں ہمارے اکابر کا طرز عمل بہت ہی عجیب اور پسندیدہ ہے اور وہ وہ ہے جس کو حضرت اقدس سید الطائفہ شیخ المشائخ شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنے اس رسالہ میں تحریر فرمایا ہے جس میں اپنے مبشرات کو جمع کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے روحانی سوال کیا کہ اسباب کے اختیار کرنے میں اور

اس کے چھوڑنے میں فضل چیز کون سی ہے تو مجھ پر حضورؐ کا ایک روحانی فیض ہوا جس کی وجہ سے میرا قلب اسباب اور اولاد وغیرہ کی طرف سے بالکل سرد پڑ گیا اس کے تھوڑی دیر بعد یہ حالت زائل ہوئی۔ تو میں نے اپنی طبیعت کو اسباب کی طرف مائل پایا اور اپنی روح کو اسباب سے ہٹا کر اللہ کو سونپ دینے کی طرف مائل پایا (دریتین) حقیقت میں یہ بہترین صورت ہے کہ اس میں وہ اشکالات بھی پیدا نہیں ہوتے جو ترک اسباب میں اکثر پیدا ہو جاتے ہیں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ غنی مال کی کثرت سے نہیں ہوتا بلکہ غنی حقیقت میں دل کا غنی ہے (مشکوٰۃ) امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ توکل کے تین درجے ہیں پہلا درجہ تو ایسا ہے جیسا کہ کوئی شخص کسی مقدمہ میں کسی ہوشیار ماہر تجربہ کار کو وکیل بنالے کہ وہ ہر چیز میں اس وکیل کی طرف رجوع کرتا ہے لیکن اس کا یہ توکل فانی ہے کیسی ہے اس کو اپنے توکل کا شعور اور احساس ہے دوسرا درجہ جو پہلے سے اعلیٰ ہے وہ ایسا ہے جیسا کہ ناسمجھ بچے کا اپنی ماں کی طرف کہ وہ ہر بات میں اسی کو پکارتا ہے اور جب کوئی گھبراہٹ یا تکلیف کی بات اس کو پیش آتی ہے تو سب سے پہلے اس کے منہ سے اماں نکلتا ہے ان ہی دونوں کی طرف حضرت سہلؓ نے اشارہ کیا ہے جب کہ ان سے کسی نے پوچھا کہ توکل کا ادنیٰ درجہ کیا ہے فرمایا کہ امیدوں کا ختم کر دینا پھر سائل نے پوچھا کہ درمیانی درجہ کیا ہے فرمایا کہ اختیار کا چھوڑ دینا پھر سائل نے پوچھا کہ اعلیٰ درجہ کیا ہے فرمایا کہ اس کو وہ پہچان سکتا ہے جو دوسرے درجہ پر پہنچ جائے امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ تیسرا درجہ جو سب سے اعلیٰ ہے وہ یہ کہ اللہ جل شانہٗ

Marfat.com

کے ساتھ ایسا ہو جائے جیسا کہ مردہ نہلانے والے کے ہاتھ میں کہ اس کی اپنی کوئی حرکت رہتی ہی نہیں اسی درجہ پر پہنچ کر اللہ جل شانہٗ سے مانگنے کا بھی محتاج نہیں رہتا وہ خود ہی بلا طلب اس کی ضروریات کا تکفل کرتا ہے جیسا کہ نہلانے والا خود ہی میت کی ضروریات غسل کو پورا کرتا ہے (احیاء ۳) اس پر یہ اشکال کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا عام طریق اسباب کے اختیار کا تھا صحیح ہے لیکن حق یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے شایان شان وہی حالت تھی جس کو حضورؐ نے اختیار فرمایا اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات ان واقعات کی نوعیت کے ہوتے تو امت بڑے سخت ابتلا میں پڑ جاتی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو امت پر شفقت کی وجہ سے اس کا بہت اہتمام تھا کہ ایسی چیز اختیار نہ فرمائیں جس میں اُمّت کو مشقت ہو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز نہ پڑھتے تھے اور میں پڑھتی ہوں بے شک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بعض عمل باوجودیکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش اس کے کرنے کی ہوتی تھی اس خوف سے چھوڑ دیتے تھے کہ کہیں امت پر فرض نہ ہو جائے (ابوداؤد) حضرت عائشہؓ کے اس ارشاد کا مطلب کہ حضورؐ نہیں پڑھتے تھے اور میں پڑھتی ہوں اہتمام اور دوام ہے کہ جس شدت اہتمام سے حضرت عائشہؓ پڑھتی تھیں حضورؐ اتنے اہتمام سے نہ پڑھتے تھے ورنہ بیسیوں روایات میں حضورؐ کا چاشت کی نماز پڑھنا وارد ہوا ہے اور یقیناً حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم روحی فداہ وابی وامی اگر اتنے شدید اہتمام سے پڑھتے

Marfat.com

تو یہی چیز اس کو واجب بنا دیتی، تراویح کے بارہ میں بڑی کثرت سے روایات میں وارد ہوا ہے کہ حضورؐ نے چند رات پڑھیں اور پھر چھوڑ دیں صحابہ کرام کو اس کا اشتیاق اتنا بڑھا کہ حد نہیں، جب چند راتوں کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خیمہ سے باہر تشریف نہیں لائے تو صحابۂ کرام کو یہ خیال ہوا کہ شاید نیند کی وجہ سے آنکھ لگ گئی اس لئے ایسی چیزیں اختیار کیں جن سے بغیر جگائے آنکھ کھل جائے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہاری حرکتیں دیکھتا رہا اور میں بحمداللہ اس رات میں غافل بھی نہ تھا لیکن مجھے اس کے سوا کوئی چیز نکلنے سے مانع نہ ہوئی کہ میں اس سے ڈرا کہ تم پر فرض نہ ہو جائے اگر تم پر فرض ہو جاتی تو اس کا نباہنا تمہیں مشکل ہو جاتا (مشکوٰۃ ابوداؤد) اور جب یہ حالت ہے کہ حضورؐ باوجود خواہش کے عمداً رخصت پر عمل فرماتے تھے تو حضورؐ کے لئے اس کا ثواب بھی واجب اور عزیمت ہی کا ہونا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں کہ میں نے یہ سنا کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے کا ثواب کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے آدھا ہوتا ہے میں حضورؐ کی خدمت میں ایک مرتبہ حاضر ہوا تو حضورؐ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے میں سر پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گیا حضورؐ نے فرمایا کہ عبداللہ بن عمرو تمہیں کیا ہو گیا انہوں نے عرض کیا حضورؐ میں نے یہ سنا تھا کہ آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے کا ثواب کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے آدھا ہے اب میں نے دیکھا کہ آپ بیٹھکر نماز پڑھ رہے حضورؐ نے فرمایا کہ تم نے صحیح سنا لیکن میں اس میں تم جیسا نہیں ہوں حضورؐ کے اس پاک ارشاد کا مطلب

Marfat.com

کہ تم جیسا نہیں ہوں یہی ہے کہ میرے لئے آدھا ثواب نہیں ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو بہت اعلیٰ وارفع ہے اس میں علمار کا درجہ بھی مشائخ سلوک سے ممتاز ہے اور دونوں جماعتوں کی ذوعلیحدہ شانیں ہیں ایک حدیث میں اس قسم کا مضمون وارد ہوا ہے کہ جب کوئی شخص کسی کو ہدیہ دے اور اس کے پاس اور لوگ بھی ہوں تو وہ ہدیہ مشترک ہے اس حدیث کا کیا مطلب ہے اور کس قسم کا ہدیہ اس سے مراد ہے اور محدثانہ حیثیت سے یہ حدیث کس درجہ کی ہے یہ مستقل بحثیں اپنی جگہ پر ہیں لیکن اس حدیث کی بنا پر اہل علم کی زبان پر الھدایا مشترکۃ ہدیہ میں شرکت ہے شائع ہے ایک بزرگ کی خدمت میں کسی شخص نے کوئی ہدیہ بھیجا حاضرین میں سے کسی نے مزاحاً کہدیا کہ الھدایا مشترکۃ ان بزرگ نے ارشاد فرمایا کہ شرک ہی سے بچنے کے واسطے تو اتنے دنوں سے مجاہدے کر رہے ہیں شرکت ہمیں گوارا نہیں یہ تمہاری نذر ہے اور جب وہ چیز ان سے نہ اٹھی تو خادم سے فرمادیا کہ یہ ان کے گھر دے آؤ حضرت امام ابو یوسفؒ کی خدمت میں کسی نے ہدیہ بھیجا وہاں بھی کسی نے مجمع میں سے کہا الھدایا مشترکۃ حضرت امام ابو یوسف نے فرمایا کہ یہ ہدیہ اس سے مراد نہیں ہے یہ کہہ کر خادم سے فرمادیا کہ اس کو میرے گھر دے آؤ علما کا ارشاد ہے کہ دونوں قصے اپنی اپنی جگہ نہایت موزوں ہیں ایک زاہد بزرگ کی وہی شان تھی اور ایک فقیہ کے لئے یہی مناسب تھا اس لئے کہ اگر یہ مشترک قرار دیتے تو فقہ کے اعتبار سے ایک امام کا مذہب بنجاتا اور امت کے لئے دقت ہوتی صاحب بعض لکھتے ہیں کہ جلب منفعت اور دفع مضرت کے اسباب کا اختیار کرنا ہی طریقہ

جمہور انبیاء اور جمہور اولیاء کا ہے لیکن اس سے ان اولیاء کرام پر جو مضرتوں سے نہ بچتے تھے اور اپنے لئے اسباب اختیار نہ فرماتے تھے اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم شریعت مطہرہ پر چلانے والے تھے اس لئے ایسے سہل راستہ پر چلاتے تھے جس پر عوام و خواص سب چل سکیں اور اگر قافلوں کا چلانے والا کسی ایسے مشکل راستہ پر قافلہ کو لے جائے جس پر وہ خود تو اپنی قوت سے چل سکتا ہو لیکن قافلہ کی اکثریت اس راستہ کی متحمل نہ ہو تو وہ قافلہ والوں کے اوپر مہربان شمار نہ ہوگا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عالیشان خود حق سبحانہٗ و تقدس نے یہ بتائی عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم (توبہ) پوری آیت شریفہ کا ترجمہ اور مطلب یہ ہے (اے لوگو) تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے تمہاری منفعت کے بڑے خواہش مند رہتے ہیں (یہ بات تو سب کے ساتھ ہے پھر بالخصوص) مومنین کے ساتھ تو بڑے شفیق اور مہربان ہیں۔

پس اگر قافلہ کے قوی لوگ کسی مصلحت سے سخت راستے کو اختیار کرلیں تو قافلہ کا لے جانے والا ان کو نہ روکے گا۔ (روض) یہی وجہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اماموں کو طویل نماز پڑھانے پر نہایت شدت سے ڈانٹتے تھے اور یہ ارشاد فرماتے تھے کہ جو امام بنے وہ ضرور ہلکی نماز پڑھے اور جو اپنی تنہا نماز پڑھے وہ جتنی چاہے لمبی نماز پڑھے۔ تیسری بات جو ان واقعات میں قابلِ لحاظ ہے اور وہ بھی حقیقت میں پہلی ہی بات پر متفرع ہے وہ یہ

ہے کہ بعض واقعات میں ایسی شدت ملتی ہے جو سرسری نظر میں اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے اور بظاہر یہ ناجائز معلوم ہوتا ہے اس کے متعلق یہ بات ضرور سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ واقعات بمنزلہ دوا کے ہیں اور دوا میں طبیب حاذق بسا اوقات سنکھیا بھی استعمال کرایا کرتا ہے لیکن اس کا استعمال طبیب کی رائے کے موافق تو مناسب ہے بلکہ بسا اوقات ضروری لیکن بدوں اس کے مشورہ کے ناجائز اور موجب ہلاکت، اسی طرح ان واقعات میں جن حاذق طبیبوں نے ان دواؤں کا استعمال کیا ہے ان پر اعتراض اپنی نادانی اور فن سے ناواقفیت پر مبنی ہے لیکن جو خود طبیب نہ ہو اور کسی طبیب کا اس کو مشورہ حاصل نہ ہو اس کو ایسے امور جو شریعت مطہرہ کے خلاف معلوم ہوتے ہوں اختیار کرنا جائز نہیں ہیں البتہ فن کے ائمہ پر قواعد سے واقف لوگوں پر اعتراض میں جلدی کرنا بالخصوص ایسے لوگوں کی طرف سے جو خود واقفیت نہ رکھتے ہوں غلط چیز ہے اور ہلاکت میں اپنے آپ کو ڈالنا ہر حال میں ناجائز نہیں ہے اگر دینی مصلحت اس کی متقاضی ہو تو پھر مباح سے بھی آگے بڑھ جاتا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے کہ اللہ جل شانہ دو شخصوں پر بڑا تعجب فرماتے ہیں یعنی اس سے بہت راضی ہوتے ہیں ایک وہ شخص جو اپنے نرم نرم بستر پر لحاف کے اندر محبوبہ بیوی کے ساتھ لپٹا ہوا لیٹا ہوا در ایک دم بشاشت کے ساتھ وہاں سے اٹھ کر نماز کے لئے کھڑا ہو جائے حق تعالیٰ شانہٗ فرشتوں کے سامنے اس شخص پر تفاخر فرماتے ہیں دوسرا وہ شخص جو ایک لشکر کے ساتھ مل کر جہاد میں شرکت کر رہا ہو اور وہ

Marfat.com

لشکر شکست کھا کر بھاگنے لگے اور اس میں سے کوئی شخص بھاگنے میں اللہ جل شانہٗ کا خوف کرے اور تن تنہا واپس ہو کر مقابلہ کرے حتی کہ شہید ہو جائے تو حق تعالیٰ شانہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ دیکھو میرا یہ بندہ میرے انعامات میں رغبت اور میری ناراضی کے خوف سے لوٹا حتیٰ کہ اس کا خون بھی بہا دیا گیا (مشکوٰۃ) اب یہ شخص جو تنہا لوٹا ہے ظاہر ہے کہ مرنے ہی کے واسطے لوٹا ہے کہ جب پورا لشکر شکست کھا کر بھاگنے لگا تو اس میں ایک آدمی کیا کر سکتا ہے اس کے باوجود حق تعالیٰ شانہٗ اس پر تفاخر فرماتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے آدمیوں کی زندگی میں بہترین زندگی اس شخص کی ہے جو اپنے گھوڑے کی باگ ہاتھ میں رکھے اللہ کے راستے میں اس کی کمر پر اڑا اڑا پھرے جہاں کوئی گھبراہٹ اور خوف کی بات سن لے فوراً اس کی طرف اڑ جائے موت اور قتل کو ڈھونڈتا پھرتا ہو جہاں کہیں اس کا گمان ہو وہیں پہنچ جائے (مشکوٰۃ) اگر یہ حضرات اللہ کے راستے میں اپنے آپ کو خطرات میں ڈال دیں تو ان پر اعتراض مشکل ہے بالخصوص جب کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد یہ بھی ہے المجاہد من جاہد نفسہ (مشکوٰۃ) کامل جہاد کرنے والا وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے۔ دوسری حدیث کے الفاظ میں المجاہد من جاہد ہواہ۔ اصل مجاہد وہ ہے جو اپنی خواہش نفسانی سے جہاد کرے (اور اس کو مغلوب کرے) (التشرف) اسی لئے صوفیہ کی اصطلاح میں اس کا نام جہاد اکبر ہے خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس قسم کا مضمون نقل کیا گیا علامہ شامی فرماتے ہیں

Marfat.com

جہاد کی فضیلت بہت زیادہ ہے اور کیوں نہ ہو جب کہ اس کا حاصل آدمی کی سب سے زیادہ محبوب چیز جان کو اللہ کے راستے میں خرچ کرنا ہے اور اللہ کی رضا کے واسطے اس پر سخت مشقتیں ڈالنا ہے اور اس جہاد سے بڑھ کر نفس کو طاعات کی پابندی پر مجبور کرنا ہے اور اس کو اس کی خواہشات سے بچانا ہے اسی لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب ایک غزوہ سے واپس تشریف لا رہے تھے تو حضور نے فرمایا تھا رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر ہم لوگ چھوٹے جہاد سے اب بڑے جہاد کی طرف لوٹ رہے ہیں ایک دوسری حدیث میں حضرت جابرؓ سے نقل کیا گیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ لوگ غزوہ کرنے والے حاضر ہوئے آپ نے فرمایا تم بہت اچھا آنا آئے کیونکہ جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف آئے یعنی مجاہدہ کرنا بندہ کا اپنی ہوائے نفسانی سے (التشرف ۲) پس اگر یہ حضرات اس جہاد اکبر میں اپنے آپ کو مشقتوں میں ڈالیں تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ دشمن کے مغلوب کرنے کے واسطے اپنے آپ کو مشقتوں میں ڈالنا باعث اجر ہے نہ باعث اعتراض حضور اقدس کا پاک ارشاد ہے، اعدی عدوک نفسک التی بین جنبیک اخرجه البیھقی مرفوعا کما فی کنز الحقائق کذا فی التشرف ۲۔ تیرا سب سے بڑا دشمن تیرا نفس ہے جو تیرے دو پہلوؤں کے درمیان میں ہے لہٰذا اس بڑے دشمن کو مغلوب کرنے کے واسطے بھوکا رہنا پیاسا رہنا خطرات میں اپنے کو ڈالنا مشقتوں کو برداشت کرنا جہاں تک

Marfat.com